وَكُلُّ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَكُوْنُوْنَ عِنْدَ بَعْثِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زُمْرَةِ الْاَمْوَاتِ وَ الْمَيِّتُ لَا يَكُوْنُ مُكَلَّفًا۔

(تفسیر جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ مطبوعہ مصر آل عمران ع ۹ زیر آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ)

یعنی کل انبیاءؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت فوت ہو کر زمرۂ اموات میں شامل ہو چکے تھے اور کسی حکم پر عمل کرنے کے لیے وہ مکلف نہ رہے تھے۔

۱۹۔ حضرت خواجہ محمد پارساؒ اپنی کتاب فصل الخطاب کے صفحہ ۴۲۳ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَوْ اَدْرَكَاهُ لَزِمَهُمَا الدُّخُوْلُ فِيْ شَرِيْعَتِهٖ۔ کہ اگر حضرت موسیٰؑ و حضرت عیسیٰؑ آنحضرتؐ کے زمانہ کو پاتے تو ان پر آپ کی شریعت میں داخل ہونا لازم تھا۔

حیاتِ مسیح کا عقیدہ مسلمانوں میں کیونکر آیا ؟

فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۴۹ پر لکھا ہے:۔ فَفِيْ زَادِ الْمَعَادِ لِلْحَافِظِ ابْنِ قَيِّمٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا يُذْكَرُ اَنَّ عِيْسٰى رُفِعَ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَّثَلَاثِيْنَ سَنَةً لَا يُعْرَفُ بِهٖ اَثَرٌ مُتَّصِلٌ يَجِبُ الْمَصِيْرُ اِلَيْهِ قَالَ الشَّامِيُّ وَهُوَ كَمَا قَالَ فَاِنَّ ذٰلِكَ اِنَّمَا يُرْوٰى عَنِ النَّصَارٰى۔

ترجمہ:۔ حافظ ابن قیم کی کتاب زاد المعاد میں لکھا ہے کہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ۳۳ کی عمر میں اٹھائے گئے اس کی تائید کسی حدیث سے نہیں ہوتی تا اس کا ماننا واجب ہو۔ شامی نے کہا ہے کہ جیسا کہ امام ابن قیم نے فرمایا ہے فی الواقعہ ایسا ہی ہے۔ اس عقیدہ کی بناء حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں بلکہ یہ نصاریٰ کی روایات ہیں اور ان سے ہی یہ عقیدہ آیا ہے۔

تردیدِ حیاتِ مسیح ناصری علیہ السلام

<u>پہلی دلیل اور اسکی تردید</u>

وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۔۔۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (النساء: ۱۵۸، ۱۵۹) ترجمہ:۔ نہ انہوں (یہود نامسعود) نے مسیح کو قتل کیا اور نہ صلیب پر مارا، بلکہ اللہ نے مسیح کو اٹھا لیا۔

بَلْ ابطالیہ کا ابطال

استدلال علماء:۔ (۱) بَلْ اضرابیہ ابطالیہ ہے جو ابطال جملہ اُولیٰ و اثبات جملہ ثانیہ کی غرض سے آتا ہے جب نہ قتل ہوئے اور نہ مصلوب ہوئے تو یقیناً زندہ آسمان پر اٹھائے گئے۔

جواب:۔ آسمان پر جانے اور مقتول و مصلوب ہونے میں کوئی ضدیت نہیں۔ کیا جو نہ مقتول ہو نہ مصلوب

وہ آسمان پر اُٹھایا جاتا ہے؟ کیا آنحضرتؐ و حضرت موسیٰؑ کو زندہ آسمان پر مانتے ہو؟ کیونکہ نہ وہ مقتول ہوئے اور نہ مصلوب۔

جواب ۲:۔ آیت مذکورہ میں بَلْ کو ابطالیہ قرار دینا غلط ہے بوجوہاتِ ذیل۔ قرآن کریم میں ہے وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝ بَلِ ادَّارَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْآخِرَةِ (النمل ۶۶، ۶۷)

الف۔ اس آیت میں تین دفعہ بَلْ آیا ہے اور تینوں جگہ ابطالیہ نہیں بلکہ ترقی (اِنْتِقَالٌ مِنْ غَرَضٍ إِلَىٰ آخَرَ) کے لیے آیا ہے بَلْ رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ والی آیت میں بَلْ کا ماقبل اور مابعد کلامِ خدا ہے۔ پس بَلْ ابطالیہ نہیں ہو سکتا۔

ب۔ نحویوں نے لکھا ہے کہ قرآن کریم میں بَلْ ابطالیہ نہیں آ سکتا۔ ہاں جب خدا تعالیٰ کفار کا قول نقل کرے تو بغرض تردید اس میں بَلْ ابطالیہ آ سکتا ہے ورنہ اصالتاً خدا تعالیٰ کے کلام میں ابطالیہ وارد نہیں ہو سکتا۔ ملاحظہ ہو۔

۱۔ مشہور نحوی ابن مالک کہتا ہے۔ إِنَّهَا لَا تَقَعُ فِي التَّنْزِيلِ إِلَّا عَلَىٰ هٰذَا الْوَجْهِ (أَيْ لِانْتِقَالٍ مِنْ غَرَضٍ إِلَىٰ آخَرَ) (القصر المبنی جلد ۱ صفحہ ۵۸۲) کہ قرآن کریم میں بَلْ سوائے ترقی کے اور کسی صورت میں (یعنی بغرض ابطال) نہیں آتا۔

۲۔ قَالَ السُّيُوطِيُّ بَعْدَ أَنْ نَقَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ أَيْضًا فَهٰذِهِ النُّقُولُ مُتَضَافِرَةٌ عَلَىٰ مَا قَالَ ابْنُ مَالِكٍ مِنْ عَدَمِ وُقُوعِ الْإِضْرَابِ الْإِبْطَالِيِّ فِي الْقُرْآنِ (القصر المبنی جلد ۱ صفحہ ۵۸۲) کہ سیوطی نے بہت سے اقوال اور مثالیں نقل کر کے کہا ہے کہ یہ تمام مثالیں ابن مالک کے اس قول کی تائید کرتی ہیں کہ قرآن میں بَلْ ابطالیہ نہیں آتا۔

۳۔ فَإِنَّ الَّذِي قَرَّرَهُ النَّاسُ فِي إِضْرَابِ الْإِبْطَالِ إِنَّهُ لَوْ وَقَعَ بَعْدَ غَلَطٍ أَوْ نِسْيَانٍ أَوْ تَبَدُّلِ رَأْيٍ وَالْقُرْآنُ مُنَزَّهٌ عَنْ ذٰلِكَ (القصر المبنی جلد ۱ صفحہ ۵۸۲) کہ نحویوں نے لکھا ہے کہ بَلْ ابطالیہ یا تو غلطی یا نسیان کے بعد آتا ہے اور یا تبدیلِ رائے کے موقعہ پر۔ اور قرآن مجید میں یہ تینوں باتیں نہیں پائی جا سکتیں۔ اس لیے قرآن میں ابطالیہ نہیں آ سکتا۔ فَجَوَابُ إِنَّهُ يُحْكَىٰ (بر حاشیہ مغنی اللبیب) کہ ابن مالک کے قول کا مطلب یہ ہے کہ حکایۃً عن الغیر بَلْ ابطالیہ آ سکتا ہے ورنہ نہیں۔

استدلال ۳:۔ قَتَلُوْهُ کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ مع الجسم ہیں تو رَفَعَهُ میں بھی حضرت عیسیٰ مع الجسم اُٹھائے گئے ہیں۔

جواب ۳:۔ اول تو رَفَعَ کے معنی یہ نہیں لیکن اگر ہوں بھی تب بھی یہ ضروری نہیں کہ رَفَعَهُ والی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰ مع الجسم ہی ہوں۔ چنانچہ دیکھیے قرآن مجید میں ہے لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ (البقرۃ: ۱۵۵) نہ کہو اُن لوگوں کو مُردہ جو خدا کی راہ میں شہید کیے گئے بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس۔ اب أَحْيَاءٌ کا مبتدا محذوف هُمْ ہے

اس کا مرجع مَنْ يُّقْتَلُ ہے مگر کوئی نہیں کہتا کہ وہ اسی جسم کے ساتھ زندہ ہیں۔ حالانکہ لفظ مَنْ میں یہی جسم مراد ہے۔ پس کیا ضرور ہے کہ ہم رَفَعَ میں جسم بھی مراد لیں۔

پھر سورۃ عبس میں ہے قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ ۝ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ ۝ ..... ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ (عبس : ۱۸ تا ۲۲)

اَمَاتَهٗ اور فَاَقْبَرَهٗ کی ضمائر کا مرجع اَلْاِنْسَانُ ہے جو روح اور جسم سے مرکب ہے مگر کیا قبر میں روح اور جسم دونوں اکٹھے رکھے جاتے ہیں؟

موت تو نام ہی اِخْرَاجُ الرُّوْحِ مِنَ الْجَسَدِ کا ہے۔ اگر روح مع الجسم مدفون ہو تو پھر زندہ دفن ہوا، جو محال ہے پس یہاں اَقْبَرَهٗ کی ضمیر کا مرجع انسان بمعنی مجرد جسم ہوگا۔

ب۔ علم بدیع کی اصطلاح میں اسے صنعتِ استخدام کہتے ہیں۔ وَمِنْهُ الْاِسْتِخْدَامُ وَهُوَ اَنْ يُّرَادَ بِلَفْظٍ لَهٗ مَعْنَيَانِ اَحَدُهُمَا ثُمَّ بِضَمِيْرِهِ الْاٰخَرُ اَوْ يُرَادُ بِاَحَدِ ضَمِيْرَيْهِ اَحَدُهُمَا ثُمَّ بِالْاٰخَرِ الْاٰخَرُ (تلخیص المفتاح ۳۵۰) کہ ایک لفظ جو دو معنی ہو اس کی طرف دو ضمیریں پھیر کر اس سے دو الگ الگ مفہوم مراد لینا۔ مثالیں اوپر درج ہیں۔

پھر بھی اگر کوئی کہے کہ عیسیٰ تو جسم اور روح دونوں کے مجموعہ کا نام ہے پھر تم اکیلی روح کا رفع کیوں مراد لیتے ہو؟

تو اوّل تو اسے کہنا چاہیئے کہ کسی کا نام مختلف حیثیتوں سے ہوتا ہے مثلاً کہیں زید سیاہ ہے تو صرف جسم مراد ہوگا۔ حالانکہ ہم نے لفظ زید بولا تھا جو جسم اور روح دونوں کا نام تھا مگر قرینہ حالیہ نے اس جگہ اس معنے کو روک دیا۔ یا کہیں زید نیک ہے تو صرف روح مراد ہوگی۔ اسی طرح رفع ہمیشہ روح کا ہوتا ہے۔ اس خاکی جسم کے متعلق تو ازل سے یہی قانون الٰہی ہے فِيْهَا تَحْيَوْنَ وَفِيْهَا تَمُوْتُوْنَ وَمِنْهَا تُخْرَجُوْنَ ۝ (الاعراف : ۲۶)

لفظ رَفَعَ کی بحث

دوم:۔ ہم حضرت عیسیٰ کے رفع کے قائل ہیں، مگر وہ رفع تھا روحانی جو کہ جسم سے اعلیٰ ہے جس طرح کہ روح جسم سے اعلیٰ ہے۔

جواب ۲:۔ بندہ کے لیے جب لفظ رفع استعمال ہو تو ہر جگہ درجات کا رفع مراد ہوتا ہے خصوصاً جب رفع اللہ تعالیٰ کی طرف ہو کیونکہ اس کی شان اعلیٰ ہے۔

قرآن مجید اور لفظ رَفَعَ

۱۔ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ (الانعام ۴) کہ وہ خدا آسمان میں بھی ہے اور زمین میں بھی۔

۲- اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرہ: ۱۱۶) کہ جدھر تم منہ کرو اُدھر ہی اللہ ہے۔
۳- نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (قٓ: ۱۷) کہ ہم انسان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں" تو اس کی طرف رفع کے لیے آسمان پر جانا ضروری نہیں، بلکہ وہ رفع اسی زمین پر بیٹھتے ہوئے ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سب مسلمان جانتے ہیں کہ آنحضرتؐ بین السجدتین (دو سجدوں کے درمیان) جو دُعا پڑھا کرتے تھے اس میں ایک لفظ وَارْفَعْنِيْ بھی ہے۔ یعنی اے اللہ میرا رفع کر۔
(کتاب ابن ماجہ)

سب مومن مانتے ہیں کہ آپؐ کا رفع ہوا مگر زمین پر ہی رہ کر۔ بھائیو! جب وہی لفظ رَفَعَ آنحضرتؐ کے لیے آتا ہے تو اس سے آسمان پر جانا مراد نہیں لیتے اور جب عیسٰیؑ کے لیے آوے تو وہاں مراد لیتے ہو۔ ایں چہ بوالعجبی است!

پھر طرفہ یہ کہ تمام قرآن و احادیث میں کہیں بھی اس لفظ رَفَعَ کے معنی آسمان پر جانا نہیں۔ چنانچہ دیکھئے فرمایا:-

۱- وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ (الاعراف: ۱۷۷) اور اگر ہم چاہتے تو اس کا رفع کر لیتے لیکن وہ جُھک گیا زمین کی طرف۔ اس جگہ بالاتفاق درجات کی ترقی مراد ہے۔ آسمان پر لے جانے کا ارادہ بتانا مدِنظر نہیں۔
۲- وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا (مریم: ۵۸) یعنی ہم نے ادریسؑ کا رفع بلند مکان پر کیا۔
۳- فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ (النور: ۳۷)
۴- فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْفُوْعَةٍ (عبس: ۱۴، ۱۵)
۵- وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ (الواقعہ: ۳۵)
۶- يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ---- دَرَجٰتٍ (المجادلۃ: ۱۲)

گویا جب بھی کسی مومن اور عالم کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ کہے کہ میں نے اس کا رفع کیا ہے تو اس سے مراد آسمان پر جانا نہیں ہوتا بلکہ درجات کا بلند ہونا ہوتا ہے۔ حضرت عیسٰیؑ سے زیادہ ان کے زمانہ میں اور کون مومن اور عالم تھا؟ پس آپ کے رفع سے مراد بھی ترقی درجات ہے۔

احادیث اور لفظ رَفَعَ

۱- اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۵)
کہ جب بندہ فروتنی کرتا ہے (خدا کے آگے گرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اس کا ساتویں آسمان پر رفع کر لیتا ہے۔
نوٹ:- یہ حدیث محاورۂ زبان کے لحاظ سے بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے معنے سمجھنے کے لیے واضح نص ہے کیونکہ اس میں لفظ رفع بھی موجود ہے۔ رفع کرنے والا بھی اللہ ہے اور خاص بات جو اس میں موجود ہے وہ یہ کہ رفع کے فعل کا صلہ بھی اِلٰی ہی آیا ہے۔ جیسا کہ آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں ہے۔

اور زائد بات یہ کہ اس میں ساتویں آسمان کا لفظ بھی موجود ہے (اَلسَّمَآءِ السَّابِعَةِ) حالانکہ آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں آسمان کا لفظ بھی موجود نہیں ہے۔ وہاں رفع اللہ کی طرف ہے اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ وَهُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ (الانعام : ۴) کہ اللہ تعالیٰ زمین میں بھی ہے اور آسمان میں بھی۔ مگر مندرجہ بالا حدیث میں تو لفظ آسمان بھی موجود ہے مگر پھر بھی مولوی صاحبان اس کا ترجمہ رُوحانی رفع یعنی بلندی درجات ہی لیتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت عیسٰیؑ کے لیے جو لفظ رفع استعمال ہوا ہے اس میں بھی رفع کے معنی بلندی درجات ہی کے ہیں نہ کہ آسمان پر چڑھ جانے کے۔

۲۔ مَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰهِ اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ" (مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۲۱ مصر) یعنی کوئی ایسا شخص نہیں کہ وہ اللہ کے آگے گرا ہو اور پھر اللہ نے اس کا رفع نہ کیا ہو (یعنی جو اللہ کے آگے گرے اللہ اس کا رفع کرتا ہے)۔

۳۔ آنحضرتؐ اپنے چچا حضرت عباسؓ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ رَفَعَكَ اللّٰهُ يَا عَمِّ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۶۶) اے میرے چچا اللہ آپ کا رفع کرے۔

۴۔ اَلتَّوَاضُعُ لَا يَزِيْدُ الْعَبْدَ اِلَّا رِفْعَةً فَتَوَاضَعُوْا يَرْفَعْكُمُ اللّٰهُ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۵) کہ خاکساری انسان کو رفعت میں بڑھاتی ہے۔ پس تم انکساری کرو، اللہ تعالیٰ تمہارا رفع کریگا۔

۵۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۵) کہ جو شخص اللہ کے آگے گر جائے اللہ اس کا رفع کرتا ہے۔

۶۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ تَخَشُّعًا لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۵ حدیث ۵۹۵ زیر حرف الھمزۃ فی الاخلاق من قسم الاقوال) کہ جو انکساری کرتے ہوتے اللہ کے آگے گرے تو اللہ اس کا رفع کرتا ہے۔

لغاتِ عرب اور لفظ رَفَعَ

۱۔ صحاح جوہری جلد ۱ صفحہ ۵۹۴۔ اَلرَّفْعُ تَقْرِيْبُكَ الشَّيْءَ۔ رفع سے مراد کسی چیز کو قریب کرنا ہے۔ گویا رفع کے معنے قرب کے ہیں۔

۲۔ اقرب الموارد جلد ۱ صفحہ ۴۱۵۔ رَفَعَهُ اِلَى السُّلْطَانِ اَيْ قَرَّبَهُ۔ قریب کیا اس کو بادشاہ کے یعنی اس کا مقرب بنایا۔

۳۔ لسان العرب جلد ۹ صفحہ ۴۸۹۔ فِيْ اَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى الرَّافِعُ۔ هُوَ الَّذِيْ يَرْفَعُ الْمُؤْمِنَ بِالْاِسْعَادِ وَاَوْلِيَاءَهُ بِالتَّقْرِيْبِ۔ وَالرَّفْعُ تَقْرِيْبُكَ الشَّيْءَ مِنَ الشَّيْءِ وَفِي التَّنْزِيْلِ وَفُرُشٍ مَّرْفُوْعَةٍ مُقَرَّبَةٍ لَهُمْ۔ وَيُقَالُ نِسَاءٌ مَرْفُوْعَاتٌ اَيْ مُكَرَّمَاتٌ مِنْ قَوْلِكَ اِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ مَنْ يَّشَاءُ وَقَوْلُهُ تَعَالٰى فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ۔ قَالَ الزَّجَّاجُ قَالَ الْحَسَنُ تَاْوِيْلُ اَنْ تُرْفَعَ اَنْ تُعَظَّمَ کہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں رافع

کا لفظ ہے کیونکہ وہ بلند کرتا ہے مومن کو سعادت کے ساتھ اور اپنے دوستوں کو قرب کیساتھ۔ اور رفع کسی چیز کو کسی چیز کے قریب کرنا اور قرآن کریم میں ہے یعنی ان کی عزت کی جائے گی۔

۴۔ تاج العروس جلد ۵ ص۳۵۵۔ اَلرَّفْعُ ضِدُّ وُضِعَ وَمِنْهُ حَدِيْثُ الدُّعَاءِ۔ اَللّٰهُمَّ ارْفَعْنِيْ کہ رفع وضع کی ضد ہے۔ جیسا کہ حدیث دُعا میں ہے کہ اے میرے رب میرا رفع کر۔

۵۔ منتہی الارب جلد ۱ ص۱۔ رَفَعْتُهٗ اِلَى السُّلْطَانِ رُفْعَانًا بِالضَّمِّ اَیْ قَرَّبْتُهٗ۔

۶۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَحْتَمِلُ رَفْعَهٗ اِلَى السَّمَآءِ وَرَفْعَهٗ مِنْ حَيْثُ التَّشْرِيْفِ۔

(مفردات راغب برحاشیہ نہایہ ابن الاثیر جلد ۲ ص۔)

تفاسیر سے رَفَعَ کے معنے

آنحضرت صلعم کیلئے رَفَعَهٗ اِلَيْهِ کا استعمال

۱۔ یہ عجیب بات ہے کہ رَفَعَهٗ اِلَيْهِ کے الفاظ بعینہٖ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی استعمال ہوتے ہیں اور اس استعمال سے آیت متنازعہ فیہ کے معنی بالکل واضح ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر صافی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

حَتّٰى اِذَا دَعَى اللّٰهُ نَبِيَّهٗ وَرَفَعَهٗ اِلَيْهِ (تفسیر صافی ص۲۴۴ زیر آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ) یعنی حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اپنے پاس بلایا اور آپ کا اپنی طرف رفع کیا (یعنی آپ کو وفات دی)۔

بعینہٖ اسی طرح آنحضرتؐ کے لئے رفعہ الیہ کا لفظ بمعنی وفات کتاب "وَمَا ثبت بالسنۃ" ص۴۹ پر بھی ہے۔ اِن ہر دو حوالوں میں لفظ رفع بھی ہے۔ اللہ فاعل مذکور ہے اور صلہ اِلیٰ ہے مگر معنی موت کے ہیں۔

۲۔ تفسیر سر سید احمد خان جلد ۲ ص۴۳: "پہلی آیت میں اور چوتھی آیت میں لفظ رفع کا بھی آیا ہے جس سے عیسیٰؑ کی قدر و منزلت کا اظہار مقصود ہے نہ یہ کہ ان کے جسم کو اُٹھا لینے کا۔"

۳۔ تفسیر کبیر جلد ۲ ص۶۹۱۔ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ اَیْ وَرَافِعُ عَمَلِكَ اِلَيَّ وَهُوَ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى۔ اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْمُرَادُ مِنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ اَنَّهٗ تَعَالٰى بَشَّرَهٗ بِقَبُوْلِ طَاعَتِهٖ وَاَعْمَالِهٖ ۔۔۔ الخ۔ رَافِعُكَ اِلَيَّ کے معنے ہیں کہ میں تیرے اعمال کو اُٹھانے والا ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرح اشارہ ہے اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ اور اس آیت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو ان کی نیکیوں کے قبول کرنے کی بشارت دی۔

وَرَافِعُكَ اِلَيَّ۔ هُوَ الرِّفْعَةُ بِالدَّرَجَةِ وَالْمَنْقَبَةِ لَا بِالْمَكَانِ وَالْجِهَةِ (تفسیر کبیر جلد ۲ ص۶۹۲) یعنی اس آیت سے جو مسیح کا رفع ثابت ہوتا ہے یہ درجات کی ترقی اور عزت کا رفع مراد ہے۔ رفع مکانی (جیسا کہ غیر احمدی مانتے ہیں) اور جہت والا مراد نہیں۔

۴۔ تفسیر جامع البیان ص۵۲۔ رَافِعُكَ اِلَيَّ اَیْ مَحَلِّ كَرَامَتِيْ۔ یعنی اپنے عزت کے مقام کی طرف تیرا رفع کرنے والا ہوں۔ گویا جنت میں داخل کروں گا۔ بہ فرمودہ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ۔

۵ تفسیر روح البیان جلد ا ص۳۳۳۔ رَافِعُكَ اِلَيَّ اَیْ اِلٰی مَحَلِّ كَرَامَتِيْ وَمَقَرِّ مَلٰئِكَتِيْ وَجَعَلَ ذٰلِكَ رَفْعًا۔ اِلَيْهِ لِلتَّعْظِيْمِ وَمِثْلُهٗ قَوْلُهٗ (اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّيْ) وَاِنَّمَا ذَهَبَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْعِرَاقِ اِلَی الشَّامِ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کا اپنی طرف رفع فرمانا صرف تعظیم کے لیے ہے جیسا کہ اس قول میں ہے اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّيْ۔ حالانکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صرف عراق سے شام کی طرف گئے تھے۔

لفظ رَفَعَ کے متعلق چیلنج

مندرجہ بالا تحقیق سے ثابت ہے کہ قرآن مجید، احادیث، تفاسیر اور عرب کے محاورہ کے رو سے لفظ رَفَعَ جب بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے کسی انسان کی نسبت بولا جائے، تو اس کے معنی ہمیشہ ہی بلندیٔ درجات اور قربِ رُوحانی کے ہوتے ہیں۔ ہم نے غیر احمدیؐ علماء کو بارہا یہ چیلنج دیا ہے کہ وہ کلام عرب سے ایک ہی مثال اس امر کی پیش کریں کہ لفظ رفع کا فاعل اللہ تعالیٰ مذکور ہو اور کوئی انسان اس کا مفعول ہو، اور رفع کے معنی جسم سمیت آسمان پر اُٹھا لینے کے ہوں، مگر آج تک اس کی ایک مثال بھی پیش نہیں کی جا سکی اور نہ ہی آیندہ پیش کی جا سکے گی۔

غیر احمدی علماء کے مطالبہ کا جواب

ہمارے مندرجہ بالا چیلنج کا منہ چڑانے کے لئے مؤلف محمدیہ پاکٹ بک نے بھی اپنی پاکٹ بک کے ص۵۱۹ پر یہ لکھ کر اپنی جہالت کا مظاہرہ کیا ہے۔

"جب رَفَعَ يَرْفَعُ رَفْعًا فَهُوَ رَافِعٌ میں سے کوئی بولا جائے جہاں اللہ تعالیٰ فاعل ہو اور مفعول جوہر ہو (عرض نہ ہو) اور صلہ اِلیٰ مذکور ہو اور مجرور اس کا ضمیر ہو، اسم ظاہر نہ ہو اور وہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہو، وہاں سوائے آسمان پر اُٹھانے کے دوسرے معنی ہوتے ہی نہیں۔"

جوابؔ:۔ تم نے یہ من گھڑت قاعدہ کہاں سے اخذ کیا ہے۔

کیونکہ جس طرح تم نے رفع کے متعلق اپنے چیلنج میں ایک قاعدہ خود ہی بنا لیا ہے، اسی طرح ہم نے بھی بنا لیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم لفظ رفع کے متعلق چیلنج مندرجہ بالا میں جو شرائط درج کی ہیں وہ ہمارے خود ساختہ یا خود تراشیدہ نہیں بلکہ لغت عرب میں درج ہیں۔ چنانچہ لسان العرب میں لکھا ہے:۔

فِيْ اَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَلرَّافِعُ هُوَ الَّذِيْ يَرْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْاِسْعَادِ وَاَوْلِيَاءَهٗ

بِالتَّقْرِیْب۔"

کہ رافع اللہ تعالیٰ کا نام ہے جس کے معنے یہ ہیں کہ وہ مومنوں کا رفع ان معنوں میں کرتا ہے کہ انکو سعادت بخشتا ہے اور اپنے دوستوں کا رفع ان معنوں میں کرتا ہے کہ انکو اپنا مقرب بنالیتا ہے۔

گویا اللہ کے رفع کا فاعل اور انسان (مومن اولیاء) کے مفعول ہونے کی صورت میں لفظ رفع کے معنی بلندی درجات وحصول قرب الٰہی ہے۔ بس ہمارے چیلنج کی شرائط تو مندرجہ بالا حوالہ لغت پر مبنی ہیں۔ مگر تم بتاؤ کہ تم نے جو قاعدہ درج کیا ہے اس کی سند محاورۂ عرب میں کہاں ہے؟

جواب ۲:۔ تمہارے من گھڑت قاعدہ کی تغلیط کے لئے مندرجہ ذیل دو مثالیں کافی ہیں:۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ حَتّٰی اِذَا دَعَی اللّٰہُ نَبِیَّہٗ وَرَفَعَہٗ اِلَیْہِ (تفسیر صافی ص۱۱۳ زیر آیت وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ) یعنی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس بلالیا، اور ان کا اپنی طرف رفع کرلیا۔

۲۔ حضرت شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلویؒ، حافظ عبدالبر کا مندرجہ ذیل قول آنحضرتؐ کی وفات کی نسبت نقل کرتے ہیں:۔

کَانَ الْحِکْمَۃُ فِیْ بَعْثِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھِدَایَۃَ الْخَلْقِ وَتَتْمِیْمَ مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَتَکْمِیْلَ مَبَانِی الدِّیْنِ فَحِیْنَ حَصَلَ ھٰذَا الْاَمْرُ وَتَمَّ الْمَقْصُوْدُ رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ۔ (ما ثبت بالسُّنَّۃ ص۹۳ مطبع محمدی لاہور ص۲۹)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں حکمت محض یہ تھی کہ مخلوق کو ہدایت ہو اور اخلاق اور دین کی تکمیل ہو۔ پس جب یہ مقصود حاصل ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اپنی طرف رفع فرمالیا۔

ان ہر دو حوالجات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نسبت رَفَعَہُ اللّٰہُ اِلَیْہِ کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ جن میں اللہ فاعل، مفعول جوہر ہے عرض نہیں، صلہ بھی اِلٰی مذکور ہے اور مجرور اسم ظاہر نہیں بلکہ ہٗ کی ضمیر ہے اور یہ ضمیر فاعل کی طرف راجع ہے مگر یہاں معنی آسمان پر مع جسم عنصری اُٹھائے جانے کے نہیں، بلکہ متنفقہ طور پر فوت ہوجانے کے معنی ہیں۔

(لفظ رفع کی دوسری مثالیں پہلے گزر چکی ہیں)۔

قرآنِ کریم اور لفظ اِلٰی

۱۔ اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ (الصّٰفّٰت: ۱۰۰)

۲۔ اِنِّیْ مُھَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ (العنکبوت: ۲۷)

۳۔ اِلَیْہِ مَرْجِعُکُمْ (یونس: ۵ و الانعام ۶۱:)

۴۔ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ (الذّٰریٰت: ۵۱)

۵- إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ - (البقرۃ :۱۵۶)

۶- إِلَيْهِ تُرْجِعُوْنَ- (: ۲۹)

اس استدلال پر چند اعتراضات

اس آیت سے اگر حضرت عیسیٰؑ کا آسمان پر جانا مراد ہو سکتا ہے تو ماننا پڑیگا کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر محدود ہے اور وہ بھی دوسرے آسمان پر حالانکہ محدودیت باری تعالیٰ محال ہے۔ پس عقیدہ حیاتِ مسیح بھی محال ہے۔

دوم :- کتبِ نحو میں اِلیٰ کے معنی لکھے ہیں کہ یہ انتہاء غایت کے لئے آتا ہے تو اب اگر آسمان پر جانے کے معنی درست ہوں تو ماننا پڑے گا کہ (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ساتھ پہلو بہ پہلو بیٹھے ہیں اور درمیان میں کچھ بھی فاصلہ نہیں۔ ورنہ پورے طور پر اِلیٰ کے معنی متحقق نہیں ہو سکتے پس ان معنوں پر ضد کرنا سراسر جہالت ہے۔

استدلال نمبر ۳

"كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا" (النسآء : ۱۵۹) خدا تعالیٰ نے خود اپنی طاقت اور قدرت کا ذکر کر کے بتا دیا ہے کہ یہاں آسمان پر جانا ہی مراد ہے۔

جواب الف :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے موقعہ پر غارِ ثور میں جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دشمنوں سے بچایا تھا تو اس کا ذکر سورۃ التوبہ : ۴۰ میں کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ کیا اس موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آسمان پر اُٹھائے گئے تھے؟ یا زمین پر ہی رکھ کر خدا تعالیٰ نے حضورؐ کو محفوظ رکھا۔ اور اپنی قدرت کا ثبوت دیا۔

ب :- قدرت کسی چیز کو چھپانے میں نہیں بلکہ دشمن کے سامنے رکھ کر محفوظ رکھنے میں ہے۔ لہٰذا تمہارے اعتقاد کی رُو سے خدا تعالیٰ بزدل ٹھہرتا ہے۔ کیا زمین پر حضرت عیسیٰؑ کو رکھنے میں یہودیوں کا خوف تھا؟ (نعوذ باللہ)

حیاتِ مسیح کی دوسری دلیل

وَإِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا (الزخرف : ۶۲)
ترجمہ بقول غیر احمدیان :- حضرت عیسیٰؑ قیامت کی نشانی ہیں۔ پس تم اس میں مت شک کرو، بلکہ اس پر ایمان لاؤ۔

جواب ۱ :- اِنَّهٗ کی ضمیر کا مرجع حضرت عیسیٰؑ کا ہونا ضروری نہیں بلکہ اس کا مرجع قرآن کریم یا آنحضرت ماننے چاہئیں۔ چنانچہ تفسیر معالم التنزیل میں زیر آیت ہذا لکھا ہے :-

قَالَ الْحَسَنُ وَجَمَاعَةٌ اِنَّهٗ يَعْنِيْ اَنَّ الْقُرْاٰنَ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ کہ حضرت امام حسنؓ اور ایک جماعت کا قول ہے کہ اِنَّهٗ کی ضمیر کا مرجع قرآن کریم ہے۔

پھر تفسیر جامع البیان میں بھی اس آیت وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ (الزخرف : ۶۲) کے نیچے لکھا ہے کہ وَقِيْلَ الضَّمِيْرُ لِلْقُرْاٰنِ کہ بعض نے اس ضمیر کا مرجع قرآن کریم کو ٹھہرایا ہے۔

پھر تفسیر مجمع البیان میں اس آیت وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ (الزخرف : ۶۲) کے ماتحت لکھا ہے۔ وَقِيْلَ اِنَّ مَعْنَاهُ اَنَّ الْقُرْاٰنَ لَدَلِيْلٌ لِّلسَّاعَةِ لِاَنَّهٗ اٰخِرُ الْكُتُبِ کہ بعض نے اس کے یہ معنی کئے

المنجد
747

ہیں کہ قرآن کریم قیامت کی دلیل ہے کیونکہ وہ آخری کتاب ہے۔

اگر تمہاری بات ہی کو درست فرض کر لیا جائے تو اس صورت میں اِنَّہٗ کی ضمیر کا مرجع ابن مریم مثلاً" (یعنی مثیل مسیح) ماننا ہوگا۔

مَثَلٌ کے معنی لغت میں اَلشِّبْہُ وَ النَّظِیْرُ (المنجد) مانند اور نظیر کے ہیں یعنی مثیل۔

"وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْیَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُکَ مِنْہُ یَصِدُّوْنَ (الزخرف: ۵۸) کہ جب ابن مریمؑ کا مثیل بھیجا جائے گا تو خود آنحضرتؐ کی قوم کہلانے والے لوگ اس پر تالیاں بجائیں گے۔

نیز منتہی الادب فی لغات العرب میں بھی مَثَل کے معنے مانند اور ہمتا اور نظیر کے لکھے ہیں چنانچہ ہمارے بیان کردہ ان معنوں کی تائید شرح لشرح العقائد المسمّٰی بالنبراس (جو اہل سنت کے عقائد کی معتبر کتاب ہے) کے حاشیہ کی مندرجہ ذیل عبارت سے ہوتی ہے:۔

قَالَ مُقَاتِلُ ابْنُ سُلَیْمَانَ وَ مَنْ تَابَعَہٗ مِنَ الْمُفَسِّرِیْنَ فِیْ تَفْسِیْرِ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَ اِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ قَالَ ھُوَ الْمَھْدِیُّ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ وَ بَعْدَ خُرُوْجِہٖ تَکُوْنُ اَمَارَاتُ السَّاعَۃِ (شرح لشرح العقائد المسمّٰی بالنبراس ص۴۴۴ حاشیہ لحافظ محمد عبد العزیز الفرہاروی ۱۳۱۳ھ) کہ مقاتل بن سلیمان اور اس کے ہم خیال مفسرین نے لکھا ہے کہ اِنَّہٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَۃِ سے مراد مہدی ہے جس کی آمد کے بعد قیامت کی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔

نوٹ:۔ تالیاں بجانے کی قرآنی پیشگوئی کو غیر احمدی قریباً ہر مناظرہ کے موقعہ پر پورا کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّمَا التَّصْفِیْقُ لِلنِّسَاءِ (بخاری کتاب الصلوٰۃ جلد ۱ ص۱۴۷ مصری و تجرید بخاری مترجم حدیث ص۲۳۳) یعنی تالیاں بجانا صرف عورتوں کا کام ہے۔ (خادمؔ)

غیر احمدی:۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ سے مسند احمد جلد ۱ ص۳۱۷ و دُرِّ منثور جلد ۲ ص۲ و فتح البیان جلد ۸ ص۳۱۱ و ابن کثیر جلد ۹ ص۱۴۳ میں مروی ہے کہ اس آیت میں نزولِ مسیح قبل از قیامت مراد ہے۔ ایسا ہی ابن جریر جلد ۱۵ ص۴۸ میں ہے۔ (محمدیہ پاکٹ بک ص۵۳۴)

جواب:۔ دُرِّ منثور اور فتح البیان میں تو تمہاری پیش کردہ روایت کی سند درج نہیں ہے۔ البتہ ابن کثیر اور ابن جریر میں جس قدر سندات سے یہ تفسیر مروی ہے، وہ سب کی سب موضوع ہیں۔ ابن کثیر میں یہ روایت دو طریقوں سے مروی ہے اور دونوں کا راوی عاصم بن ابی النجود ہے جو ضعیف ہے۔ اس کے متعلق لکھا ہے:۔

ثَبَتٌ فِی الْقِرَاءَۃِ وَ ھُوَ فِی الْحَدِیْثِ دُوْنَ الثَّبْتِ ..... قَالَ یَحْیَی الْقَطَّانُ مَا وَجَدْتُ رَجُلًا اِسْمُہٗ عَاصِمٌ اِلَّا وَجَدْتُّہٗ رَدِیَ الْحِفْظِ وَ قَالَ النَّسَائِیُّ لَیْسَ بِحَافِظٍ وَ قَالَ الدَّارُ قُطْنِیُّ فِیْ حِفْظِ عَاصِمٍ شَیْءٌ ..... وَ قَالَ ابْنُ خِرَاشٍ فِیْ حَدِیْثِہٖ نُکْرَۃٌ ..... وَ قَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ لَیْسَ مَحَلُّہٗ اَنْ یُّقَالَ ثِقَۃٌ (میزان الاعتدال جلد ۲ ص۵ مصنفہ علامہ ذہبی (شمس الدین ابی عبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قایماز الذہبی) کہ یہ راوی قرآن مجید اچھا پڑھتا تھا

لیکن حدیث میں مضبوط راوی نہ تھا۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ عاصم نام کا میں نے کوئی راوی اچھے حافظ والا نہیں دیکھا۔ امام نسائی نے بھی اس راوی کے متعلق کہا ہے کہ یہ اچھا راوی نہ تھا۔ ابن خراش نے کہا ہے کہ یہ منکر الحدیث تھا اور ابوحاتم نے کہا ہے کہ ثقہ نہ تھا۔

ابن جریر کے طریقوں میں سے پہلے تین میں تو یہی عاصم بن ابی النجود راوی ہے جو منکر الحدیث اور غیر ثقہ ہے۔ علاوہ ازیں پہلے طریق میں ابن عاصم کے علاوہ ایک راوی ابو یحییٰ مصدع بھی ہے۔ جس کے متعلق لکھا ہے کہ وہ غیر ثقہ تھا۔ نیز لکھا ہے کہ:۔

قَدْ ذَكَرَهُ الْجَوْزَجَانِيُّ فِي الضُّعَفَاءِ۔۔۔۔ وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِي الضُّعَفَاءِ كَانَ يُخَالِفُ الْاَثْبَاتَ فِي الرِّوَايَاتِ وَيَنْفَرِدُ بِالْمَنَاكِيْرِ۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۹) کہ یہ راوی ضعیف اور ناقابل اعتبار ہے۔ ابن جریر کے دوسرے طریق میں عاصم کے علاوہ ایک راوی غالب بن فائد ہے۔ اس کے متعلق علامہ ذہبی لکھتے ہیں:۔

قَالَ الْاَزْدِيُّ يَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ يُخَالَفُ فِيْ حَدِيْثِهٖ (میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۹۸) کہ اس راوی کے ثقہ ہونے میں محدثین کو کلام ہے اور عقیلی نے کہا کہ اس کی حدیث کو قبول نہیں کیا جاتا۔

اس طرح حافظ ابن حجر نے لسان المیزان جلد ۲ صفحہ ۲۹۹ پر عُقیلی کا قول اس راوی کی نسبت نقل کیا ہے کہ صَاحِبُ وَهْمٍ کہ یہ وہمی آدمی تھا۔

اسی طرح ابن جریر کی چوتھی روایت کا ایک راوی فُضَیل بن مرزوق الرقاشی ہے جو شیعہ تھا اس کے متعلق ابوحاتم کا قول نقل کیا گیا ہے کہ اس راوی کی روایت حجت نہیں اور قَالَ النَّسَائِيُّ ضَعِيْفٌ نیز ابن حبان نے اسے خطا کار اور ضعیف قرار دیا ہے۔ نیز ابن معین نے بھی اسے ضعفاء میں شمار کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب جلد ۸ صفحہ ۲۹۹ و ۳۰۰)

پس یہ ہے تمہاری پیش کردہ "تفسیر ابن عباسؓ" کی حقیقت باقی رہی تمہاری شب معراج میں انبیاء کی چار کونسل والی ابن ماجہ کی روایت سو اس کی حقیقت حیات مسیح کی پندرہویں دلیل کے جواب میں دیکھو صفحہ ۳۷۹

غیر احمدی:۔ حضرت مرزا صاحب نے اعجاز احمدی صفحہ ۲۱ اور حمامۃ البشریٰ پہلا ایڈیشن کے صفحہ ۹۰ پر إِنَّهٗ کی ضمیر کا مرجع مسیح کو مانا ہے۔ (محمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۵۳۵)

جواب ۱:۔ حضورؑ نے بھی اسی صورت میں مانا ہے جس صورت میں ہم نے ایسا ہی مان کر جواب نمبر ۲، ۳ میں اس کا مفہوم بیان کیا ہے۔ یعنی اس رنگ میں کہ اگر إِنَّهٗ کی ضمیر کا مرجع مسیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو پھر بھی اس سے حیات مسیح ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس صورت میں اس سے مراد مسیح کے بن باپ پیدا ہونے کی یا ہلاکت بنی اسرائیل کی پیشگوئی لی جائے گی۔

جواب ۲:۔ علم کے معنی ہیں جاننا۔ یہ مصدر ہے اور مصدر کبھی کبھی مبالغہ کے لئے بھی آجاتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں زَيْدٌ عَدْلٌ۔ زید بہت عادل ہے۔ اس طرح بیان ہے کہ مسیح قیامت کا

اچھی طرح جاننے والا تھا۔ یعنی اس کو یقین تھا کہ قیامت ہوگی اور وہاں وہ اپنے دشمنوں کو پابہ زنجیر دیکھے گا۔ اس میں یہود پر بھی ایک حجت ہے۔ کیونکہ ان کا ایک گروہ منکرِ قیامت تھا، یا وہ یہود نامسعود کی ہلاکت کے وقت کو جانتا تھا۔

اگر "نشانی" بھی تسلیم کیا جائے تو ساعت سے مراد قیامتِ کبریٰ تو ہو نہیں سکتی — جیسا کہ جواب نمبر ا میں گزر چکا ہے ان یہود کی ہلاکت کی گھڑی مراد ہو سکتی ہے اور مطلب یہ بن جائے گا کہ عیسیٰ بن مریم کا بے باپ پیدا ہونا یا مبعوث ہونا اس بات کا بدیہی نشان تھا کہ سب بنی اسرائیل گندے ہو چکے ہیں اور ان کی ہلاکت دروازے پر کھڑی ہے۔

جوابؔ :- ساعت سے مراد ہلاکت بنی اسرائیل کی گھڑی بھی ہو سکتی ہے۔

جوابؔ :- اگر فی الواقعہ یہ معنی درست ہوتے جو ہمارے دوست کرتے ہیں، تو اگلے حصہ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا (الزخرف: ۶۲) کا لانا لغو بن جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بات معقولیت سے بعید ہے کہ ابھی وہ نشانی آئی بھی نہیں مگر خدا تعالیٰ آنحضرتؐ کے منکروں کو فرماتا ہے کہ تم اس میں شک نہ کرو۔ ظاہر ہے کہ جب ابھی نشانی نے ایک نامعلوم مدت کے بعد آنا ہے تو ان کو شک سے ابھی کس بنا پر روکا جاتا ہے پس معلوم ہوا کہ اس جگہ مسیح قیامت کی نشانی ہونے کا تذکرہ نہیں بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور قرآن مجید کو قیامت کی نشانی ٹھہرایا گیا ہے ورنہ یہ حصہ بے معنی بنتا۔

جوابؔ :- فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا۔ کے بعد ہے وَاتَّبِعُوْنِ کہ میری پیروی کرو۔ اگر قیامت کی نشانی مسیح تھے، تو اس کی مناسبت میں یہ فرمانا چاہیئے تھا کہ تم اس کی پیروی کرنا۔ یہ کہنے کے کیا معنی کہ میری اتباع کرو۔ اس میں یہ کہہ کر کہ میری پیروی کرو، صاف بتا دیا کہ کوئی مسیح ناصری نہ آئے گا بلکہ تم اے مسلمانو! خود مسیح بنو اور اس کا طریق یہ ہے کہ تم میری اتباع کرو۔

لطیفہ :- یہ متنازعہ فیہا آیت سورۃ زخرف کی ہے جس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ مسیح چونکہ علم للساعۃ ہیں اس لئے وہ ضرور قیامت سے پیشتر تشریف لائیں گے لیکن اگر مسیح کو علم للساعۃ مان بھی لیا جاوے تب بھی آپ اُمتِ محمدیہ میں نہیں آسکتے۔ کیونکہ اس سورۃ کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے۔ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (الزخرف: ۸۶) کہ وہ علم الساعۃ جسے تم دوبارہ زمین پر اتار رہے ہو وہ اب اللہ کے پاس بیٹھا ہے وہ تو تمہارے پاس ہرگز نہ آئے گا ہاں تم ہی اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے پس اس کی انتظار فضول ترک کر دو۔

حیاتِ مسیح کی تیسری دلیل

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ (النساء: ۱۶۰) ترجمہ:- اور کوئی اہل کتاب (یہودی) نہیں مگر وہ حضرت عیسیٰ پر ضرور ایمان لائے گا اس کی موت سے پیشتر یعنی حضرت عیسیٰ کے مرنے سے پہلے سب یہود ایمان لائیں گے۔ چونکہ فی زمانہ وہ سب ایمان نہیں لا رہے اس لیے ماننا پڑے گا کہ آپ اسی جسم کے ساتھ آسمان پر زندہ موجود ہیں اور آخری زمانہ میں تشریف لا کر کفار سے منوائیں گے۔

جواب :- غیر احمدیوں کا مندرجہ بالا استدلال بہ این وجوہ باطل ہے۔

وجہ اوّل :- یہ وہ ایمان ہے جس میں اہل کتاب کا ہر فرد شامل ہے کیونکہ لفظ اِنْ مِنْ حصر کیلئے آتے ہیں اور جو ایمان غیر احمدی مراد لیتے ہیں وہ ہزار ہا مرنے والے اہل کتاب میں نہیں پایا جاتا۔ پس اگر یہ معنی ہیں تو اللہ تعالےٰ ضرور ان سب اہل کتاب کو حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی تک زندہ رکھتا تا وہ ایمان لے آویں اور خدا کا فرمودہ سچ ثابت ہو لیکن جب ایسا نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ معنی ہی غلط ہیں۔

اس جگہ اگر کوئی یہ کہے کہ وہ سب یہودی ایمان لائیں گے جو اس وقت موجود ہوں گے۔ تو اوّل تو اس آیت میں اس کا ذکر نہیں۔ دوئم احادیث میں صاف لکھا ہے کہ اصفہان کے ۷۰ ہزار یہود دجّال کے ساتھ ہوں گے جو مارے جائیں گے اور کنز العمال کتاب القیامۃ من قسم الاوّل الفصل الثالث فی اشراط الساعۃ جلد ۷ صفحہ مصری۔ مطبوعہ حیدر آباد جلد ۷ صفحہ ۱۷۱ پر لکھا ہے کہ ۱۲ ہزار یہودی عورتیں حضرت مسیح کا اتباع کریں گی۔ پس یہ معنی بھی غلط ہیں۔

وجہ دوئم :- یہ معنی اس لئے غلط ہیں کہ آگے پیچھے اس کے سب یہود کی بدیاں بھری ہوئی ہیں۔ اور جو ان میں سے نیک ہیں ان کی نیکیوں کا ذکر لٰکِنِ الرّٰسِخُوْنَ (النسآء : ۱۶۳) سے شروع ہوتا ہے۔ تو اب یہ طریق حکمت کے خلاف ہے کہ ایسی عظیم الشان نیکی کے بعد بھی ان کی بدیاں مذکور ہوں اور معاف نہ کی جائیں۔ پھر جس طرح یہ بات حکمت کے برخلاف ہے اسی طرح یہ قرآن کریم کے طرزِ بیان کے بھی برعکس ہے۔ اس لیے یہ ماننا پڑے گا کہ یہ معنی ہی غلط ہیں۔

وجہ سوم :- اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (النسآء : ۸۳) کہ اگر یہ قرآن اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اتنی بڑی کتاب میں ضرور کوئی اختلاف (قوانین قدرت کے مضامین وغیرہ میں) ہوتا۔ ایسا نہ ہونے کو اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم کی صداقت پر دلیل بیان فرمایا ہے۔ لیکن اگر غیر احمدیوں کے معنی صحیح تسلیم کئے جائیں تو قرآن کریم میں اختلاف پڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اس آیت سے ماقبل فرمایا ہے" فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا" (النسآء : ۴۷) کہ یہ تھوڑا مانیں گے بلکہ مانیں گے ہی نہیں۔ لیکن یہاں کہدیا کہ سب ایمان لے آئیں گے" (بقول غیر احمدی صاحبان)۔

وجہ چہارم :- خدا تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ کو فرماتا ہے۔ وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (آل عمران : ۵۶) کہ میں تیرے متبعین کو یہود پر قیامت تک غلبہ دوں گا۔ اور پھر فرماتا ہے وَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (المائدۃ : ۱۵) کہ ہم نے ان میں قیامت تک بغض اور عداوت ڈال دی ہے اور پھر المائدۃ : ۶۵ میں ہے وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ .... اب ذرا سوچو کہ اگر سب اہل کتاب ایمان لے آئیں اور سب یہودی حضرت عیسیٰؑ کے متبع ہو جائیں تو پھر ان پر تا قیامت غلبہ کیونکر؟ اور ان میں بغض و عداوت کیسی؟ پس ماننا پڑے گا کہ یہ معنی ہی غلط ہیں۔

وجہ پنجم:۔ مَوْتِہٖ میں ہٖ کی ضمیر کی بجائے دوسری قرأت میں ھُمْ کا لفظ آیا ہے جو جمع ہے اور جس سے صرف اہلِ کتاب ہی مراد لیے جا سکتے ہیں ھُمْ کے لیے دیکھیں عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ قَالَ ھِیَ فِیْ قِرَأَۃِ اُبَیٍّ قَبْلَ مَوْتِھِمْ۔ (ابن جریر جلد ۶ ص۱۵) یعنی حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ابی بن کعبؓ کی قرأت میں مَوْتِہٖ کی جگہ مَوْتِھِمْ آیا ہے۔

قَبْلَ مَوْتِھِمْ کے راوی

غیر احمدی:۔ قَبْلَ مَوْتِھِمْ والی قرأت جو ابن عباسؓ سے مروی ہے کذب محض ہے اس میں دو راوی خصیف اور عتاب بن بشیر مجروح ہیں۔ (محمدیہ پاکٹ بک ص۵۳۳ بار دوم)

جواب ۱۔ ابن جریر نے ابن عباس سے پانچ روایات قَبْلَ مَوْتِھِمْ والی قرأت کی نقل کی ہیں جن میں سے چار روایات ایسی ہیں جن میں یہ دونوں راوی نہیں ہیں۔ پس دوسری راویات تو تمہارے نزدیک بھی قابلِ اعتراض نہ ٹھہریں۔ تو ابن عباس سے مَوْتِھِمْ والی قرأت تو ثابت ہو گئی۔ اعتراض کیا رہا؟

۲۔ باقی رہی پانچویں روایت جس کے راوی خصیف اور عتاب بن بشیر ہیں تو یہ روایت بھی درست ہے خصیف بن عبدالرحمٰن کے متعلق لکھا ہے:۔

قَالَ ابْنُ مُعِیْنٍ لَیْسَ بِہٖ بَاْسٌ وَقَالَ مَرَّۃً ثِقَۃٌ۔۔۔۔ قَالَ ابْنُ سَعْدٍ کَانَ ثِقَۃً۔۔۔۔۔ قَالَ السَّاجِیُّ صَدُوْقٌ (تہذیب التہذیب جلد ۳ ص۱۴۳ و ص۱۴۴) کہ خصیف ثقہ راوی تھا۔ جن لوگوں نے خصیف پر اعتراض کیا ہے ان کے نزدیک وہ روایت جو خصیف سے عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن روایت کرے وہ ناقابلِ اعتبار ہوتی ہے کیونکہ لکھا ہے وَالْبَلَاءُ مِنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ لَا مِنْ خَصِیْفٍ (ایضاً) یعنی نقص عبدالعزیز میں ہے نہ کہ خصیف میں۔ لیکن روایت متنازعہ میں عبدالعزیز راوی نہیں ہے۔

اس طرح اس روایت کا دوسرا راوی عتاب بن بشیر بھی قابلِ اعتبار اور ثقہ ہے، جیسا کہ لکھا ہے:

قَالَ عُثْمَانُ الدَّارِمِیُّ عَنْ اَبِیْ مَعِیْنٍ ثِقَۃٌ۔۔۔۔ ذَکَرَہُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ۔۔۔۔۔ قَالَ الْحَاکِمُ عَنِ الدَّارِقُطْنِیِّ ثِقَۃٌ (تہذیب التہذیب جلد ۷ ص۹۱) یعنی عتاب بن بشیر کو ابن معین اور ابن حبان اور دارقطنی نے ثقہ قرار دیا ہے۔

غیر احمدی:۔ ابن جریر میں ابن عباسؓ کا قول قَبْلَ مَوْتِ عِیْسٰی سعید بن جبیر کے طریق سے باسنادِ صحیح درج ہے۔ بحوالہ ارشاد الساری شرح صحیح بخاری (محمدیہ پاکٹ بک ص۵۳۹)۔

جواب ۱۔ ابن جریر میں سعید بن جبیر کے طریق سے صرف دو راویات درج ہیں۔ پہلی راویت محمد بن بشار نے ابن مہدی عبدالرحمٰن سے اور اس نے سفیان سے اور اس نے ابی حصین سے اور اس نے

سعید بن جبیر سے۔ سو یہ روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ لکھا ہے:۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَيَّارٍ سَمِعْتُ عَمْرَو ابْنَ عَلِيٍّ يَحْلِفُ اَنَّ بُنْدَارًا يُكَذِّبُ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ يَحْيٰى ---- قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَلِيِّ ابْنِ الْمَدِيْنِيِّ سَمِعْتُ اَبِيْ وَسَئَلْتُهٗ عَنْ حَدِيْثٍ رَوَاهُ بُنْدَارٌ عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ ---- فَقَالَ هٰذَا كَذِبٌ ...... فَرَاَيْتُ يَحْيٰى لَا يَعْبَاُ بِهٖ وَيَسْتَضْعِفُهٗ قَالَ وَرَاَيْتُ الْقَوَارِيْرِيَّ لَا يَرْضَاهُ بِهٖ (تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ) کہ عبداللہ بن محمد کہتے ہیں کہ عمرو بن علی نے حلف اٹھا کر کہا کہ محمد بن بشار بندار جھوٹ بولتا تھا، ان روایات میں جو اس نے یحیٰی سے روایت کی ہیں۔ اسی طرح سے علی بن المدینی سے محمد بن بشار کی ایک روایت جو ابن مہدی سے لی ہے پوچھی گئی تو انہوں نے اس روایت کو کذب محض قرار دیا۔ اس طرح یحیٰی بن معین محمد بن بشار کو اچھا نہیں سمجھتے تھے (اس کی پرواہ نہ کرتے تھے) بلکہ اسے ضعیف قرار دیتے تھے۔ اسی طرح قواریری بھی اسے پسند نہ کرتا تھا۔

یہ تو حال ہے پہلی روایت کا۔ (یاد رہے کہ یہ روایت بھی محمد بن بشار نے ابن مہدی سے روایت کی ہے)۔ دوسری روایت کا ایک راوی ابی بن العباس بن سہل الانصاری ہے جس کے متعلق لکھا ہے:

قَالَ اَبُوْ بِشْرِ الدُّوْلَابِيُّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ قُلْتُ وَقَالَ ابْنُ مَعِيْنٍ ضَعِيْفٌ وَقَالَ اَحْمَدُ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ۔ وَقَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَهٗ اَحَادِيْثُ لَا يُتَابَعُ عَلٰى شَيْءٍ مِنْهَا ..... قَالَ الْبُخَارِيُّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ (تہذیب التہذیب جلد ا صفحہ ۱۸۶) کہ ابو بشر الدولابی نے کہا ہے کہ یہ راوی ثقہ نہیں۔ ابن معین نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے اور امام احمدؒ کے نزدیک منکر الحدیث تھا اور نسائی نے بھی غیر قوی قرار دیا ہے۔ عقیلی نے لکھا ہے کہ اس راوی کی حدیث قابل اتباع نہیں ہوتی۔ امام بخاری کے نزدیک بھی یہ راوی قوی نہیں ہے۔

ابن جریر میں قَبْلَ مَوْتِ عِيْسٰى والی روایت ابن عباسؓ سے صرف ایک ہی روایت ہے، اگرچہ وہ سعید بن جبیر کے طریق سے تو نہیں لیکن پھر بھی ضعیف ہے کیونکہ اس میں بھی یہی ابی ابن العباس راوی ہے جو ضعیف ہے۔

پھر لکھا ہے وَتَدُلُّ عَلَيْهِ قِرَاءَةُ اُبَيٍّ اِلَّا لَيُؤْمِنُنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهِمْ بِضَمِّ النُّوْنِ عَلٰى مَعْنٰى وَاِنْ مِنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا سَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهِمْ (تفسیر کشاف جلد ا صفحہ ۲۹۶) یعنی ان معنوں پر حضرت ابی بن کعب کی یہ قرأت دلالت کرتی ہے اِلَّا لَيُؤْمِنُنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهِمْ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو اپنی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے۔

حضرت ابی ابن کعب کی قرأت کی اہمیت بخاری کی اس حدیث سے ظاہر ہے سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ خُذُوا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَبَدَاَ بِهٖ وَسَالِمٍ مَوْلٰى اَبِيْ حُذَيْفَةَ وَمُعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ وَاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ (بخاری کتاب المناقب باب مناقب ابی بن کعبؓ

جلد ۲ صفحہ ۱۹۴ مصری) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن شریف حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت سالمؓ، حضرت معاذ بن جبلؓ اور حضرت ابی ابن کعبؓ سے سیکھو۔

اب متقی مومن کا فرض ہے کہ وہ دونوں قرأتوں کو مدنظر رکھ کر معنے کرے اور وہ یہی ہونگے کہ یہود کا ہر فرد اپنے مرنے سے پہلے حضرت عیسیٰؑ کے مصلوب ہونے پر ایمان لائیگا اور لاتا ہے ورنہ وہ یہودیت کو ترک کرکے صداقتِ عیسیٰؑ کا قائل ہوجائیگا جو باطل ہے۔

وجہ ششم :- وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَبْلَ مَوْتِ عِيْسٰى وَعَنْهُ اَيْضًا قَالَ قَبْلَ مَوْتِ الْيَهُوْدِىِّ ...... وَقِيْلَ الضَّمِيْرُ الْاَوَّلُ لِلّٰهِ وَقِيْلَ اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ بِهٖ عِكْرَمَةُ۔ (فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۴۳) کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ عیسیٰ کی موت سے پہلے اور انہی حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہودی کی موت سے پہلے۔۔۔۔ اور کہا گیا ہے کہ پہلی ضمیر اللہ کی طرف پھرتی ہے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آنحضرتؐ کی طرف پھرتی ہے اور حضرت عکرمہؓ کا بھی یہی مذہب ہے۔

اس آیت میں دو ضمیریں ہیں، ایک بِهٖ اور دوسری بِمَوْتِهٖ۔ ان دونوں ضمیروں کے مرجع کی تعیین میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ پہلی ضمیر کا مرجع عیسیٰؑ، اللہ، نبیؐ اور قرآن بتلاتے ہیں اور دوسری ضمیر کا مرجع عیسیٰؑ اور کتابی بتاتے ہیں۔ پس یہ دلیل غیر احمدیوں کی تب صحیح ہوسکتی ہے کہ تعیین مرجع میں مسیح پر اتفاق ہوتا لیکن ایسا نہیں۔ پس اس قرأت کے ہوتے ہوئے بھی غیر احمدیوں کے بیان کردہ معنی درست نہیں ہوسکتے۔

وجہ ہفتم :- اس کے بعد فرمایا وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا (النساء: ۱۶۰) کہ وہ قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا، یعنی ان کے خلاف گواہی دے گا اور اگر اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ وہ سب مان جائیں گے تو گواہی کیسی اور اس گواہی کی کیا ضرورت؟ کیونکہ گواہی کی ضرورت تو ہمیشہ انکار کے بعد ہوتی ہے۔ قیامت کے ساتھ گواہی کو مخصوص کرنا بتاتا ہے کہ مسیح دنیا میں نہیں آئیگا۔ ورنہ کہنا چاہیے تھا کہ وہ دنیا میں آکر گواہی دے گا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے نون ثقیلہ کے معنی حال کے بھی کئے ہیں۔

وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ (النساء: ۷۳) کا ترجمہ "کوئی تم میں سے سستی کرتا ہے"۔
(تفسیر ثنائی سورۃ نساء، ۲۳۱)

نوٹ :- بعض غیر احمدی کہا کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جو اس آیت کا ترجمہ کیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قَبْلَ مَوْتِهٖ سے مراد حضرت مسیحؑ کی وفات لیتے تھے، لیکن یہ صریحاً مغالطہ ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ مَوْتِهٖ کی ضمیر کا مرجع "کتابی" ہی لیتے تھے اور جو ترجمہ غیر احمدی "فصل الخطاب جلد ۲ صفحہ ۸۰" کے حوالے سے پیش کرتے ہیں، اس میں "اسکی موت سے پہلے" کے الفاظ ہیں۔ یہ تصریح موجود نہیں ہے کہ اس سے مراد کتابی ہے یا حضرت مسیحؑ۔ ورنہ حضرت خلیفہ اولؓ کا مذہب وہی ہے جو ہم نے اوپر بیان

کیا ہے۔ چنانچہ آپ تحریر فرماتے ہیں :۔

وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ۔ الخ (النساء : ۱۶۰) کا ترجمہ یہ ہے اور نہیں کوئی اہلِ کتاب مگر ضرور ایمان لائے گا ساتھ اس قتل کے قبل موت اپنی کے۔" (الحکم جلد ۵ نمبر ۳۳ - ۱۰ ستمبر ۱۹۰۱ء صفحہ ۱۱ حاشیہ)۔

حضرت ابو ہریرہؓ کا اجتہاد

بعض غیر احمدی علماء حضرت ابو ہریرہؓ کا اجتہاد بخاری کے حوالہ سے پیش کیا کرتے ہیں کہ انہوں نے نزولِ مسیح کی حدیث کو وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ والی آیت کے ساتھ منطبق کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت سے نزولِ مسیح ہی مراد ہے نہ کچھ اور۔

جواب :۔ اس کا یہ ہے کہ یہ حضرت ابو ہریرہؓ کا اپنا اجتہاد ہے جو حجت نہیں کیونکہ حضرت ابو ہریرہؓ راوی تو اعلیٰ درجہ کے ہیں مگر مجتہد نہیں۔ ملاحظہ ہو :۔

ا۔ وَالْقِسْمُ الثَّانِيْ مِنَ الرُّوَاةِ هُمُ الْمَعْرُوْفُوْنَ بِالْحِفْظِ وَالْعَدَالَةِ دُوْنَ الْاِجْتِهَادِ وَالْفَتْوٰى كَاَبِيْ هُرَيْرَةَ وَاَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ (اصول نظام الدین اسحاق بن ابراہیم الشاشی البحث الثانی۔ فصل فی اقسام الخبر والقسم الثانی من الرواۃ۔ مطبوعہ نول کشور صفحہ ۷۴۔ و کتب خانہ رشیدیہ دہلی صفحہ ۷۵) کہ راویوں میں سے دوسری قسم کے راوی وہ ہیں جو حافظہ اور دیانتداری کے لحاظ سے تو مشہور ہیں مگر اجتہاد اور فتویٰ کے اعتبار سے قابلِ اعتبار نہیں، جیسے ابو ہریرہؓ و انس بن مالک۔

ب۔ مولانا ثناء اللہ صاحب پانی پتی اپنی تفسیر بنام تفسیرِ مظہری میں تحریر فرماتے ہیں :۔

تَاْوِيْلُ الْاٰيَةِ بِاِرْجَاعِ الضَّمِيْرِ الثَّانِيْ اِلٰى عِيْسٰى مَمْنُوْعٌ اِنَّمَا هُوَ زَعْمٌ مِّنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ لَيْسَ ذٰلِكَ فِيْ شَيْءٍ فِي الْاَحَادِيْثِ (تفسیر مظہری جلد ۲ صفحہ ۲۹۳ زیر آیت و ان من اهل الکتب) یعنی آیت زیرِ بحث میں ضمیرِ ثانی (یعنی مَوْتِہٖ کی ضمیر کو) حضرت عیسیٰؑ کی طرف پھیر کر آیت کے معنی کرنا غلط ہے، جائز نہیں۔ یہ تو محض ابو ہریرہؓ کا اپنا زعم ہے جو احادیث کے بالمقابل وقعت نہیں رکھتا کیونکہ حدیث سے ایسا ثابت نہیں ہوتا۔

پس اہلِ اصول اور محدثین کے نزدیک حضرت ابو ہریرہؓ ثقہ راوی ہیں اور انکی روایت درست مگر ان کا اپنا خیال اور قول ہرگز حجت نہیں خصوصاً جبکہ قرآن مجید کی ۳۰ آیات، متعدد احادیث اور رہبرانِ اُمت کے بیسیوں اقوال اس کے خلاف ہوں۔ چنانچہ اسی بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ کا ایک اور اجتہاد درج ہے۔ آنحضرتؐ کی حدیث وَمَا مِنْ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ وَالشَّيْطَانُ يَمَسُّهٗ حِيْنَ يُوْلَدُ۔ (بخاری کتاب الانبیاء باب ۴۴ و مسلم کتاب الفضائل باب ۱۴۶) (کہ ہر بچہ کو بوقتِ پیدائش شیطان مس کرتا ہے بجز مریم اور ابن مریم کے، کہ وہ دونوں مسِّ شیطان سے پاک ہیں) کے متعلق حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں۔ فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ آلعمران

جلد ۲ مطبع الشیہ مصر) کہ آنحضرتؐ کی اس حدیث کے سمجھنے کے لئے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھو کہ حضرت مریمؑ کی والدہ نے کہا کہ میں مریم اور اس کی ذریت کے لئے شیطان الرجیم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ حالانکہ حضرت ابوہریرہؓ کا یہ اجتہاد قطعی طور پر غلط ہے کیونکہ حضرت مریمؑ کی والدہ کی مندرجہ بالا دعا حضرت مریمؑ کی ولادت کے بعد کی ہے اور حدیث میں جس مسِ شیطان کی نفی ہے وہ وقتِ ولادت کی ہے پس جس طرح ابوہریرہؓ کا اس آیت کے متعلق اجتہاد مندرجہ بخاری غلط ہے اس طرح ان کا وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ (النساء: ۱۶۰) والی آیت کے متعلق اجتہاد مندرجہ بخاری بھی غلط ہے اور ناقابلِ استناد۔

اگر ان کا یہ قول اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ (النساء: ۱۵۸) اس ضمیر کا مرجع ہو تو مطلب یہ ہوگا کہ باوجود اس کے کہ خدا نے یہودیوں کے اس قول کی تردید پوری طرح کر دی ہے پھر بھی وہ اپنے اس قول پر ایمان رکھیں گے کہ ہم نے مسیح کو قتل کر دیا، ورنہ ان کا مذہب ہی درہم برہم ہو جاتا ہے مثلاً دیکھو اگر ایک یہودی حضرت عیسیٰؑ کو غیر مصلوب تسلیم کرلے تو پھر وہ آپ پر ایمان لائیگا اور اسی طرح اگر ایک عیسائی مصلوبیتِ مسیح کو چھوڑ دے تو پھر ان کے مذہب کا بھی کچھ نہیں رہتا اور کفارہ معہ دیگر اصولوں کے رخصت ہو جاتا ہے پس یہی معنی ہیں ان کے ایمان سے حقیقی اور قابلِ قبول ایمان مراد نہیں۔

حیاتِ مسیح کی چوتھی دلیل

مَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ (المائدۃ: ۱۸) کہ خدا کو کون روک سکتا ہے اگر وہ عیسیٰ بن مریم کو مارنے کا ارادہ کرے۔ ثابت ہوا ابھی تک خدا تعالیٰ نے ان کو مارنے کا ارادہ نہیں کیا۔

جواب:۔ اس کے آگے وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (المائدۃ: ۱۸) بھی پڑھو کہ اگر خدا چاہے عیسیٰؑ اور ان کی والدہ اور موجوداتِ ارضی کو ہلاک کرنا۔ تو کیا حضرت مریمؑ بھی زندہ ہیں اور کیا دُنیا کی کوئی چیز ہلاک نہیں ہوتی؟ حالانکہ کوئی سیکنڈ اور سیکنڈ کا کوئی حصہ نہیں گزرتا جب دُنیا میں کوئی جاندار نہیں مرتا۔

اصل مطلب یہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو مسیحؑ، مریمؑ اور موجوداتِ ارضی کو جمیعاً (یکدم) ہلاک کر دیتا مگر خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ دُنیا کو ہلاک کرتا ہے۔ "اَفَلَا يَرَوْنَ اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا" (الانبیاء: ۴۵)

حیاتِ مسیح کی پانچویں دلیل

يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا (آل عمران: ۴۷) کہ عیسیٰؑ مہد اور چالیس سال کی عمر میں کلام کریں گے، انہوں نے مہد میں تو کلام کیا مگر ۳۳ سال کی عمر میں چونکہ آسمان پر اُٹھائے گئے اس لئے ابھی تک انہوں نے کہل کی عمر میں کلام نہیں کیا۔ لہٰذا آسمان سے واپس آکر وہ کہل میں بھی کلام کریں گے۔

جواب ۱: کَہْل کے معنی لغت سے ۳۰ سے ۵۰ سال کی عمر کے (مجمع البحار جلد ۴ صفحہ ۲۴۶ زیر لفظ کَہْل) بقول تمہارے جب وہ ۳۳ سال کی عمر میں اُٹھائے گئے تو تین سال انہوں نے کہل میں بھی

کلام کر لیا۔ واپس لانے کی کیا ضرورت ہے۔

۲۔ ہم تو احادیثِ صحیحہ کی بنا۔ پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ ۱۲۰ سال تک زندہ رہے، لہٰذا ان کا کہل کی عمر میں بھی کلام کرنا ثابت ہوگیا۔

حیاتِ مسیح کی چھٹی دلیل وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (اٰل عمران، ۴۹) الکتاب اور اَلْحِكْمَة سے قرآن میں ہر جگہ قرآن اور حدیث مراد ہے۔ ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ عیسیٰؑ کو قرآن و حدیث سکھائے گا۔ آمدِ ثانی ثابت۔

جواب:۔ یہ قاعدہ ہی غلط ہے، قرآن کریم میں ہے فَقَدْ اٰتَيْنَآ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (النسآء، ۵۵) لہٰذا یہ تمہارا خود ساختہ قاعدہ غلط ہے۔

حضرت امام فخرالدین رازیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

اَلْمُرَادُ مِنَ الْكِتٰبِ تَعْلِيْمُ الْخَطِّ وَالْكِتَابَةِ ثُمَّ الْمُرَادُ مِنَ الْحِكْمَةِ تَعْلِيْمُ الْعُلُوْمِ وَتَهْذِيْبُ الْاَخْلَاقِ (تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۴۶۹) یعنی (تمہاری پیش کردہ آیت میں) کتاب سے مراد خط و کتابت (یعنی لکھنا پڑھنا) اور حکمت سے مراد علوم روحانی و اخلاقی ہیں۔

حیاتِ مسیح کی ساتویں دلیل اِذْ كَفَفْتُ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ (المائدۃ، ۱۱۱) یعنی اے عیسیٰؑ جب میں نے بنی اسرائیل کا ہاتھ تجھ سے روک لیا، اس آیت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو یہودیوں کے ہاتھ لگے ہی نہیں۔ اگر یہ مانا جائے کہ وہ صلیب پر لٹکائے گئے اور ان کے ہاتھوں سے خون بہا، اور پھر اس قدر مصیبتیں جھیلنے کے بعد صلیب پر سے زندہ اُتارے گئے تو اس سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔

جواب:۔ کَفَّ، عَنْ کا جو ترجمہ کیا گیا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ (المائدۃ: ۱۲) کہ اے مسلمانو! تم خدا کی اس نعمت کو یاد کرو جبکہ قوم (کافرین) نے تمہاری طرف اپنے ہاتھ دراز کرنے کا ارادہ کیا تھا پس خدا نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روک دیا۔

کیا جنگوں کے موقعہ پر کبھی کوئی مسلمان زخمی یا شہید نہیں ہوتا تھا پس درحقیقت کفِ ید سے مراد حقیقی فتح سے کافروں کو روکنا ہے، یعنی یہ کہ کافر مسلمانوں پر حقیقی فتح نہیں پا سکتے۔

حیاتِ مسیح کی آٹھویں دلیل وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (اٰل عمران: ۵۵) کہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ سے وعدہ کیا تھا کہ میں تم کو کافروں سے پاک کروں گا یعنی کامل طور پر یہودیوں کے ہاتھوں سے بچاؤں گا۔ اگر احمدیوں کا مذہب مانا جائے کہ حضرت عیسےٰؑ صلیب پر لٹکائے گئے مگر زندہ اُتر آئے، تو اس سے اس وعدہ کی تکذیب ہوتی ہے۔

جواب:۔ تَطْهِيْر سے مراد اس آیت میں کافروں کے الزامات سے بری کرنا ہے نہ کہ انکے ہاتھوں

سے زخمی ہونے سے بچاتا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا (الاحزاب: ۳۴) کہ اے اہل بیت اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے پلیدی کو دور کرے اور تم کو اچھی طرح پاک کرے۔

اب یہ تو ظاہر ہے کہ ازواج نبوی کے علاوہ حضرت امام حسینؓ بھی اہل بیت میں سے ہیں۔ انکی بھی تطہیر ہوئی؟ کیا انکو یزیدیوں کے ہاتھ سے جسمانی طور پر کوئی گزند نہیں پہنچا۔ پس حضرت عیسیٰؑ کے لئے تطہیر کے اور معنے لینا خلاف اسلوب قرآن ہے۔

حیاتِ مسیح کی نویں دلیل

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ (النساء: ۱۷۳) کہ مسیح خدا کی عبادت سے انکار نہیں کرے گا۔

جواب:۔ ہاں بیشک حضرت مسیحؑ نے خدا تعالیٰ کا عَبْد ہونے سے نہ کبھی پہلے انکار کیا اور نہ خدا کی عبادت کرنے اور کرانے سے قیامت کے دن منکر ہوں گے چنانچہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (المائدۃ: ۱۱۷) کہ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن حضرت مسیح سے پوچھیگا کہ کیا آپ نے لوگوں کو کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں کو معبود بنا کر ہماری عبادت کیا کرو؟ تو مسیح اس کے جواب میں کہیں گے۔ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ (المائدۃ: ۱۱۸) کہ میں نے ان سے وہی کچھ کہا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا یعنی یہ کہ تم بھی اسی اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے۔ غرضیکہ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ والی آیت میں جس عدم انکار از عبادت کا ذکر ہے وہ قیامت کے دن ہوگا، جیسا کہ قرآن مجید نے دوسری جگہ خود اس کا ذکر بالتفصیل کر دیا ہے یعنی سورۃ مائدہ آخری رکوع میں جس کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے۔

لطیفہ

مصنف محمدیہ پاکٹ بک نے حیاتِ مسیحؑ کی نویں دلیل یہ لکھی ہے۔ "قرآن مجید میں جہاں کہیں کسی شخص کو مقرب فرمایا ہے۔ سب جگہ مذکور ساکنین آسمان ہیں چنانچہ سورۃ واقعہ میں جنتیوں کے حق میں لفظ مقرب وارد ہے اور قرآن وحدیث سے ظاہر ہے کہ جنت آسمان پر ہے، دوسرے موقعہ پر حضرت مسیح کے "وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ" آیا ہے۔ مطلب ظاہر ہے کہ حضرت مسیح آسمان پر ہیں"

(محمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۴۳۰ بار دوم)

احمدی:۔ جنت زمین پر ہو یا آسمان پر لیکن ہم یہ ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مسیحؑ فی الواقعہ "جنتیوں" میں سے ہیں۔ کیونکہ بقول تمہارے لفظ مقرب جہاں کہیں قرآن مجید میں آیا ہے وہاں اس سے مراد یا تو فرشتے ہیں یا جنتی۔ حضرت مسیح فرشتے تو نہیں لہٰذا جنتی ضرور ہیں۔ بہر حال انکی وفات ثابت ہے کیونکہ جنت کے متعلق خدا تعالیٰ فرماتا ہے مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ۔ (الحجر: ۴۹)

۲۔ باقی تمہارا یہ لکھنا کہ "قرآن مجید میں مقرب کا لفظ صرف ساکنین آسمان کے لئے آیا ہے۔" تمہاری قرآن دانی کی دلیل ہے۔ سورہ اعراف اور سورہ شعراء میں فرعون کے جادوگروں کی نسبت لَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (الاعراف: ۱۱۵ و الشعرآء: ۴۲) کا لفظ آیا ہے۔ تمہارے نزدیک کیا فرعون کا دربار "آسمان" پر منعقد ہوتا تھا۔

۳۔ ذرا یہ بھی بتا دینا کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تمہارے نزدیک اپنی وفات تک اللہ تعالیٰ کے مُقرب تھے یا نہیں؟

۴۔ حضرت مسیحؑ کے لیے جہاں مقرب کا لفظ آیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ (آل عمران: ۴۶) کہ وہ دُنیا میں بھی وجیہہ ہوگا اور آخرت میں بھی وجیہہ اور مقرب ہوگا۔ پس حضرت مسیح کا مقرب ہونا اَلْاٰخِرَةِ کے بعد ہے نہ کہ پہلے۔ لہٰذا اگر تمہارا خود ساختہ قاعدہ مان بھی لیا جائے تب بھی حضرت مسیحؑ کی وفات ہی اس سے ثابت ہوتی ہے۔ معلوم نہیں کس طرح تم نے اسے حیاتِ مسیحؑ کی دلیل ٹھیرا لیا ہے؟

غیر احمدی:۔ حضرت مسیحؑ کا صلیب پر لٹکایا جانا ان کے "وجیہہ" ہونے کے منافی ہے۔

جواب:۔ جی نہیں! صلیب پر اپنے دشمنوں کے ہاتھوں مارے جانا بے شک وجاہت کے خلاف تھا کیونکہ عہد نامہ قدیم میں صلیب پر مارے جانے والے کو لعنتی کہا گیا ہے نہ کہ صلیب پر لٹکائے جانے والے کو۔ پس مسیح کا محض صلیب پر لٹکنا اور زخمی ہونا ان کے وجیہہ ہونے کی نفی نہیں کرتا۔ آنحضرتؐ کا دانت مبارک جنگِ اُحد میں شہید ہوگیا۔ حضورؐ دشمنوں کے ہاتھوں زخمی ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ لیکن کیا تمہارے نزدیک حضورؐ وجیہہ نہ تھے؟

حیاتِ مسیحؑ کی دسویں دلیل

كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيْكُمْ (بخاری کتاب الانبیاء باب نزول عیسیٰ بن مریم جلد ا صفحہ ۴۹۵ و جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ مصری) کہ اے مسلمانو! تمہاری کیسی خوش قسمتی ہوگی کہ جب تم میں ابن مریم نزول فرما ہوں گے۔

جواب:۔ اس حدیث میں مِنَ السَّمَآءِ کا لفظ تو آیا نہیں۔ ہاں دو لفظ ہیں جن سے ہمارے دوستوں کو مغالطہ لگا ہے۔ ایک نَزَلَ اور ایک ابن مریم۔ نزول کے متعلق یاد رہے کہ اس کے لئے آسمان سے اُترنا ضروری نہیں۔ ملاحظہ ہو۔

لفظ نُزُول قرآن میں

۱۔ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ (الطلاق: ۱۱، ۱۲) کہ اللہ تعالےٰ نے تمہاری طرف محمد رسول اللہؐ کو نازل فرمایا ہے جو تم پر اللہ کی نشانیاں پڑھتا ہے۔ کیا آپؐ آسمان سے آئے تھے؟

۲۔ اَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ (الزمر: ۷) اللہ نے تمہارے واسطے جانور نازل کئے۔

۳- اَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ (الحدید: ۲۶) ہم نے لوہا نازل کیا۔

۴- وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُہٗ وَمَا نُنَزِّلُہٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر: ۲۲)
اور کوئی چیز بھی نہیں مگر ہمارے پاس اس کے خزانے ہیں اور نہیں اُتارتے ہم اس کو مگر ایک مقررہ اندازہ پر۔

۵- قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا (الاعراف: ۲۷) ہم نے لباس نازل کیا۔

لفظ نُزُول اور احادیث

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ تَحْتَ شَجَرَۃٍ (کنز العمال ص۵۹ جلد ۷) آنحضرتؐ ایک درخت کے نیچے اُترے۔

۲- کَانَ اِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا فِیْ سَفَرٍ لَمْ یَرْتَحِلْ حَتّٰی یُصَلِّیَ فِیْہِ رَکْعَتَیْنِ۔ (کنز العمال جلد ۴ ص۱۹ کتاب شمائل من قسم الاقوال والافعال باب آداب السفر حدیث ۲۷۴۳) آنحضرتؐ سفر میں مقام کرنے کے بعد دو رکعتیں پڑھ کے کوچ کرتے تھے۔

۳- لَمَّا نَزَلَ الْحِجْرَ (فتح الباری شرح بخاری جلد ۶ ص۴۶۵) جب آنحضرتؐ حجر کی زمین میں اُترے۔

اُمّتِ محمّدیہ کے لئے نُزُول کا لفظ

لَتَنْزِلَنَّ طَآئِفَۃٌ مِّنْ اُمَّتِیْ اَرْضًا یُقَالُ لَہَا الْبَصْرَۃُ (کنز العمال جلد ۷ ص۱۸۰ کتاب القیامۃ من قسم الاقوال (الاکمال) حدیث ۲۲۲۳) میری اُمّت کا ایک گروہ ایک ایسی زمین میں اُترے گا جس کا نام بصرہ ہوگا۔

دجّال کیلئے نُزُول کا لفظ

یَاْتِی الْمَسِیْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَھِمَّتُہُ الْمَدِیْنَۃَ حَتّٰی یَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ (مشکوٰۃ کتاب الفتن باب علامات بین یدی الساعۃ و ذکر الدجال۔ کنز العمال جلد ۷ ص۲۵۰) فَیَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ (بخاری کتاب الفتن باب لا یدخل الدجال المدینۃ جلد ۴ ص۲۴۳ مصری۔ مشکوٰۃ کتاب الفتن باب علامات بین یدی الساعۃ و ذکر الدجال)۔

ترجمہ:- کہ مسیح دجال شرق کی طرف سے مدینہ کا قصد کر کے آئے گا۔ یہاں تک کہ اُحد کی پیٹھ کی طرف اُترے گا (۲) مدینہ کی ایک شور زمین میں اُترے گا۔

پس لفظ نزول سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے کہ ضرور حضرت مسیحؑ آسمان سے ہی آویں۔

بیہقی کا مِنَ السَّمَآءِ

نوٹ:- اس جگہ بعض جاہل امام بیہقی ۱۳۲۸ھ کی کتاب الاسماء والصفات ص۳۰۱ سے یہ حدیث پیش کر دیا کرتے ہیں۔ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ مِنَ السَّمَآءِ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔

اوّل :- یاد رہے کہ امام موصوف اس کے بعد لکھتے ہیں۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيحِ عَنْ يَحْيَى بْنِ بُكَيْرٍ وَ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ وَمِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ يُونُسَ وَ إِنَّمَا أَرَادَ نُزُوْلَهُ مِنَ السَّمَاءِ بَعْدَ الرَّفْعِ إِلَيْهِ۔ ص ۲۰۱ کہ اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے اور امام مسلم نے ایک اور وجہ سے یونس سے لیا ہے اور اس نے ارادہ نزول مِنَ السّماء کا ہی کیا ہے۔

امام کہتا ہے رواہ البخاری۔ بخاری میں راوی اور الفاظ سب موجود ہیں مگر من السّماء نہیں ہے پس معلوم ہوا یہ حدیث کا حصہ نہیں۔

دوم :- اس روایت کا ایک راوی ابوبکر محمد بن اسحاق بن محمد الناقد ہے جس کے متعلق لکھا ہے، كَانَ يَدَّعِي الْحِفْظَ وَفِيْهِ بَعْضُ التَّسَاهُلِ۔ (لسان المیزان حرف المیم۔ ابن حجر جلد ۵ ص ۹۹) کہ اس راوی میں تساہل پایا جاتا ہے پس من السّماء کے الفاظ کا اضافہ بھی اس راوی کا تساہل ہے اصل حدیث کے الفاظ نہیں۔ اس طرح اس روایت کا ایک اور راوی احمد بن ابراہیم بھی ضعیف ہے۔ دیکھو لسان المیزان جلد ۱۔ پس مِنَ السماء حجت نہیں۔

علاوہ ازیں اس روایت کا راوی یحییٰ بن عبداللہ ہے اس کے متعلق لکھا ہے۔ قَالَ أَبُوْحَاتِمٍ ...... لَا يُحْتَجُّ بِهِ...... وَ قَالَ النَّسَائِيُّ ضَعِيْفٌ...... لَيْسَ بِثِقَةٍ قَالَ يَحْيَى ...... لَيْسَ بِشَيْءٍ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۲۳۲ و میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۵۹۵ مطبع انوار محمدی) اس طرح اس روایت کا ایک اور راوی یونس بن یزید بھی ضعیف ہے۔ یہ روایت یونس بن یزید نے ابن الشہاب الزہری سے روایت کی ہے اور اس کے متعلق لکھا ہے کہ قَالَ أَبُوْ زُرْعَةَ الدِّمَشْقِيُّ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ أَحْمَدَ ابْنَ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ فِيْ حَدِيْثِ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ مُنْكَرَاتٌ... قَالَ ابْنُ سَعْدٍ ..... لَيْسَ بِحُجَّةٍ ... كَانَ سَيِّءَ الْحِفْظِ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ ص ۴۵۰-۴۵۲) کہ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا ہے کہ یونس کی اُن روایات میں جو زُہری سے اس نے روایت کی ہیں منکرات ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ یونس قابلِ حجت نہیں ہے اور وکیع کہتے ہیں کہ اس کا حافظہ خراب تھا۔

اس کے متعلق میزان الاعتدال میں لکھا ہے كَانَ يُدَلِّسُ فِي النَّادِرِ (میزان الاعتدال جلد ۳ ص ۳۴۳ مطبع انوار محمدی) کہ کبھی کبھی یہ تدلیس سے کام لیا کرتا تھا پس اس روایت میں بھی من السّماء کے الفاظ کی ایزاد بھی اس کے حافظہ کی غلطی یا تدلیس کا نتیجہ ہو سکتی ہے۔

سوم :- بیہقی کا قلمی نسخہ پہلی مرتبہ ۱۳۲۸ھ میں چھپا ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ بلکہ وفات کے بعد۔ اس لئے مولویوں نے اس میں مِنَ السماء کا لفظ اپنے پاس سے ازراہِ تحریف اور الحاق زائد کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کا ثبوت یہ ہے کہ امام جلال الدین سیوطیؒ نے بیہقی سے اس حدیث کو نقل کیا ہے مگر اس میں من السماء کا لفظ نہیں۔ چنانچہ وہ اپنی تفسیر درِ منثور جلد ۲ ص ۲۴۲ پر اس حدیث کو یوں بیان کرتے ہیں :-

وَ أَخْرَجَ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَ الْمُسْلِمُ وَ الْبَيْهَقِيُّ فِي الْأَسْمَاءِ وَ الصِّفَاتِ قَالَ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ فِیْکُمْ اِبْنُ مَرْیَمَ وَ اِمَامُکُمْ مِنْکُمْ (دُرِّ منثور جلد ۲ صفحہ ۲۴۲)

امام مذکور کا باوجود اس محولہ بالا روایت کو دیکھنے کے مِنَ السَّمَاءِ چھوڑ دینا بتاتا ہے کہ یہ حدیث کا حصہ نہیں، بعد کی ایزاد ہے۔ بہر حال حدیث نہیں۔ فَانْدَفَعَ الشَّکُّ مِنْہُ۔

حیاتِ مسیح کی گیارھویں دلیل

حدیث میں ہے اِنَّ عِیْسٰی لَمْ یَمُتْ (جامع البیان ابن جریر جلد ۶ صفحہ ۱۹۔) کہ یقیناً عیسیٰؑ نہیں مرے۔

جواب:۔ ابن جریر بلحاظ حوالہ حدیث قابلِ استناد نہیں بوجہ ذیل:۔

شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلویؒ اپنی تصنیف عجالہ نافعہ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

" اور طبقہ رابعہ وہ حدیثیں ہیں جن کا نام ونشان پہلے قرنوں میں معلوم نہیں تھا اور متاخرین نے روایت کی ہیں تو ان کا حال دو شقوں سے خالی نہیں۔ یا سلف نے تفحص کیا اور ان کی اصل نہ پائی کہ انکی روایت سے مشغول ہوتے یا انکی اصل پائی اور ان میں قدح وعلت دیکھی کہ روایت نہ کیا اور دونوں طرح یہ حدیثیں قابلِ اعتماد نہیں کہ کسی عقیدہ کے اثبات پر عمل کرنے کو ان سے سند لیں۔ اس قسم کی حدیثوں نے بہت سے محدثین کی راہزنی کی ہے۔ اس قسم کی حدیثوں کی کتابیں بہت تصنیف ہوئی ہیں تھوڑی سی ہم بیان کرتے ہیں:۔

کتاب الضعفاء لابن حبان۔ تصانیف الحاکم۔ کتاب الضعفاء للعقیلی، کتاب الکامل لابن عدی۔ تصانیف خطیب۔ تصانیف ابنِ شاہین اور تفسیر ابن جریر (عجالہ نافعہ صفحہ ۶)

مراسیل حسن بصریؒ

۲۔ یہ روایت مرفوع متصل نہیں بلکہ مرسل ہے اور حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے جو تابعی تھے صحابی نہ تھے۔ مراسیل حسن بصریؒ کے متعلق لکھا ہے:۔

" مَا اَرْسَلَ فَلَیْسَ بِحُجَّۃٍ (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۲۶۶) یعنی حسن بصری کی مُرسل روایت حجت نہیں ہوتی۔ لہٰذا لَمْ یَمُتْ والی روایت بھی حجت نہیں۔ حضرت احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:۔ لَیْسَ فِی الْمُرْسَلَاتِ اَضْعَفُ مِنَ الْمُرْسَلَاتِ الْحَسَنِ۔

(تہذیب التہذیب جلد ۷ صفحہ ۲۰۲ و صفحہ ۳۸۵ زیر لفظ عطاء بن ابی رباح)

غیر احمدی:۔ حضرت حسن بصریؒ کی مرسل میں تو وہی کلام کرے گا جس کو ان کے اقوال کا پورا علم نہ ہو۔ کیونکہ حسن بصریؒ نے جس قدر روایات صحابی کا نام لیئے بغیر آنحضرتؐ سے کی ہیں وہ سب کی سب انہوں نے حضرت علیؓ سے لی ہیں، لیکن حجاج بن یوسف کے خوف سے انہوں نے حضرت علیؓ کا نام نہیں لیا۔

جواب ۱:۔ یہ تو حضرت حسن بصریؒ پر کسی انسان کے خوف سے حق نہ کہنے کا الزام ہے۔ ۲۔ یہ ثابت ہے کہ حضرت حسن بصریؒ نے حضرت علیؓ سے ایک حدیث بھی نہیں سنی۔ ملاحظہ ہو۔

سُئِلَ اَبُوْزُرْعَةَ هَلْ سَمِعَ الْحَسَنُ اَحَدًا مِنَ الْبَدْرِيِّيْنَ قَالَ رَآهُمْ رُؤْيَةً رَأَيْ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا قِيْلَ هَلْ سَمِعَ مِنْهُمَا حَدِيْثًا قَالَ لَا۔ (تہذیب التہذیب جلد ۲ ص۲۶۶ و ص۲۶۷)
یعنی ابوزرعہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا حضرت حسن بصری نے کسی بدری صحابیؓ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کو صرف ایک نظر دیکھا ہے۔ پوچھا گیا کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ یا حضرت علیؓ سے کوئی حدیث بھی سُنی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس طرح لکھا ہے:۔
مَا حَدَّثَنَا الْحَسَنُ عَنْ اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ مُشَافَهَةً ..... قَالَ التِّرْمِذِيُّ لَا يُعْرَفُ لَهٗ سِمَاعٌ مِنْ عَلِيٍّ (تہذیب التہذیب جلد ۲ ص۲۶۶، ص۲۶۷) کہ حضرت حسن بصریؒ نے کسی بدری صحابی سے بھی کوئی حدیث نہیں سنی۔ امام ترمذی نے کہا ہے کہ حسن بصری کا حضرت علیؓ سے کوئی حدیث سننا ثابت نہیں۔
۳۔ علامہ شوکانی لکھتے ہیں:۔ فَاِنَّ اَئِمَّةَ الْحَدِيْثِ لَمْ يُثْبِتُوْا لِلْحَسَنِ مِنْ عَلِيٍّ سِمَاعًا (کتاب فوائد المجموعۃ فی احادیث الموضوعۃ ص۹۳ مطبع محمدی لاہور) کہ ائمہ حدیث کے نزدیک حضرت علیؓ سے حضرت حسن بصریؒ کا کوئی حدیث سُننا ثابت نہیں (نیز دیکھو تکملہ مجمع البحار جلد ۳ ص۵۱۹)
۴۔ اس روایت کے چار راوی ضعیف ہیں:۔ (۱) اسحاق بن ابراہیم بن سعید المدنی نے اس کے متعلق لکھا ہے۔ قَالَ اَبُوْ زُرْعَةَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ وَقَالَ اَبُوْ حَاتِمٍ لَيِّنُ الْحَدِيْثِ (تہذیب التہذیب جلد ۱ ص۲۳۴ و میزان الاعتدال جلد ۱ ص۸۶) کہ ابوزرعہ نے کہا ہے کہ اس راوی کی حدیث قابل انکار ہے اور قوی راوی نہیں ہے۔ ابوحاتم نے کہا کہ اس کی روایت کمزور ہوتی ہے۔
(۲) دوسرا راوی عبداللہ بن ابی جعفر عیسیٰ بن ماہان ہے۔ اس کی نسبت لکھا ہے۔ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ سَلَامٍ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ حُمَيْدٍ يَقُوْلُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اَبِيْ جَعْفَرٍ كَانَ فَاسِقًا ..... يُعْتَبَرُ حَدِيْثُهٗ مِنْ غَيْرِ رِوَايَتِهٖ عَنْ اَبِيْهِ وَقَالَ السَّاجِيُّ فِيْهِ ضُعْفٌ (تہذیب التہذیب جلد ۵ ص۱۷۶ و میزان الاعتدال جلد ۲ ص۳۹) یعنی عبدالعزیز بن سلام کہتے ہیں کہ یہ راوی فاسق تھا اور جو روایت یہ اپنے باپ سے کرے وہ لائق اعتبار نہیں ہوتی اور ساجی نے کہا ہے کہ اس راوی کی روایت کمزور ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ لَمْ يَمُتْ والی روایت اس راوی نے اپنے باپ سے ہی روایت کی ہے لہٰذا یہ روایت تو بہرحال مردود ہے۔
(۳) تیسرا راوی اس دوسرے راوی عبداللہ کا باپ ابوجعفر عیسیٰ بن ماہان ہے۔ اس کے متعلق لکھا ہے۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اَحْمَدَ عَنْ اَبِيْهِ لَيْسَ بِقَوِيٍّ فِي الْحَدِيْثِ ..... قَالَ عُمَرُ ابْنُ عَلِيٍّ فِيْهِ ضُعْفٌ ..... قَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ (تہذیب التہذیب جلد ۱۲ ص۵۷ و میزان الاعتدال جلد ۳ ص۲۸۵) یعنی امام احمد کے نزدیک یہ راوی قوی نہیں، عمر بن علی کے نزدیک ضعیف ہے اور نسائی اور عجلی کے نزدیک بھی قوی نہیں۔ نیز اس راوی کو خطا کار اور سیّئ الحفظ بھی کہا گیا ہے۔
(۴) چوتھا راوی ربیع بن انس البکری المصری ہے، اس کے متعلق لکھا ہے۔ قَالَ ابْنُ مَعِيْنٍ

كَانَ يَتَشَيَّعُ فَيُفْرِطُ ..... اَلنَّاسُ يَتَّقُوْنَ مِنْ حَدِيْثِهٖ مَا كَانَ مِنْ رِوَايَةِ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْهُ لِاَنَّ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنْهُ اِضْطِرَابًا كَثِيْرًا (تہذیب التہذیب جلد ۳ صفحہ ۲۳۹) کہ یہ راوی غالی شیعہ تھا اور جو روایت اس سے ابوجعفر عیسیٰ بن ماہان کرے اس روایت سے لوگ بچتے ہیں کیونکہ ایسی روایت سخت مخدوش ہوتی ہے ظاہر ہے کہ یہ لَمْ یَمُتْ والی روایت وہ ہے جو اس راوی سے ابوجعفر عیسیٰ بن ماہان نے کی ہے لہٰذا قابلِ توجہ نہیں۔

پس اوّل تو یہ روایت مرسلاتِ حسن سے ہے اور اس وجہ سے حدیث مرفوع متصل نہیں۔ دوسرے اس کے پانچ میں سے چار راوی ضعیف اور غیر ثقہ ہیں اور بعض شیعہ بھی۔ پس سخت جھوٹی اور جعلی ہے۔

حیاتِ مسیح کی بارہویں دلیل

اِنَّ عِیْسٰی یَاْتِیْ عَلَیْہِ الْفَنَاءُ

(جامع البیان ابن جریر جلد ۳ صفحہ ۱۶۳ مصری ۱۹۵۴ء)۔

جواب:۔ اس روایت کے راوی بھی وہی ہیں جو اِنَّ عِیْسٰی لَمْ یَمُتْ (جامع البیان ابن جریر جلد ۳ صفحہ ۱۹) والی روایت کے ہیں یعنی اسحٰق بن ابراہیم بن سعید، عبداللہ بن ابی جعفر ابوجعفر عیسیٰ بن ماہان اور ربیع بن انس۔ جن پر جرح پچھلی روایت پر بحث کے ضمن میں درج ہو چکی ہے۔

حیاتِ مسیح کی تیرھویں دلیل

یُدْفَنُ مَعِیْ فِیْ قَبْرِیْ (۱۔ مشکوٰۃ کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ علیہ السلام بروایت ابن جوزی فی الکتاب الوفا۔ ۔ مطبع مجیدی صفحہ ۴۸۰۔ مطبع احمدی صفحہ ۴۷۲) (۲۔ شرح لشرح العقائد المسمّٰی بالنبراس از حافظ محمد عبدالعزیز الفرھاوی ۱۳۱۳ھ صفحہ ۵۸۹)۔

جواب:۔ اس کے دس جواب ہیں:۔

(۱) فرض کرو کہ آج حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نازل ہو کر مدینہ میں تشریف لیجا کر فوت ہو جائیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو کونسا سعید الفطرت مسلمان اکھاڑے گا؟ ہاں ممکن ہے کوئی احراری تیار ہو جاتے۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہؓ کا خواب اس حدیث کے ظاہری معنی لینے سے روکتا ہے جو یہ ہے:۔

"اِنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ رَاَيْتُ ثَلَاثَةَ اَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِيْ حُجْرَتِيْ فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلٰى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِؓ۔ قَالَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ دُفِنَ فِيْ بَيْتِهَا قَالَ لَهَا اَبُوْ بَكْرٍ هٰذَا اَحَدُ اَقْمَارِكِ وَهُوَ خَيْرُهَا۔

(موطا امام مالک جلد ۱ صفحہ ۱۲۱ مصری) کہ حضرت اُمّ المؤمنین عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ تین چاند میرے حجرہ میں گرے ہیں۔ میں نے اپنا یہ خواب اپنے والد صاحب ابوبکر صدیقؓ سے بیان کیا پس جب آنحضرتؐ فوت ہوئے اور حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں مدفون ہوئے تو حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ یہ تیرے تین چاندوں میں سے ایک ہے جو سب سے بہتر ہے۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ فوت ہوئے اور اسی حجرہ میں مدفون ہوئے گویا حضرت عائشہؓ کے خواب کے مطابق تین چاند ان کے حجرہ میں گر چکے اب اگر حضرت عیسیٰؑ بھی اس میں مدفون ہوں تو حضرت عائشہؓ کا خواب

غلط ہوتا ہے۔

(۳) آنحضرتؐ نے فرمایا ہے اَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّنْشَقُّ عَنْہُ الْقَبْرُ (مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۴۵ مصری) میری خصوصیت یہ ہے کہ میں پہلا انسان ہونگا جس کی قیامت کے دن قبر پھاڑی جائے گی۔ اب اگر حضرت عیسیٰؑ بھی حضورؐ کی قبر میں ساتھ ہی مدفون ہوں تو جس وقت آنحضرتؐ کی قبر پھاڑی جاویگی تو وہ بھی اس خصوصیت میں شامل ہو جائیں گے۔

(۴) ترمذی میں ہے۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْہُ الْاَرْضُ ثُمَّ اَبُوْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ اٰتِیْ اَھْلَ الْبَقِیْعِ فَیُحْشَرُوْنَ۔ (ترمذی جلد ۲۔ ابواب المناقب مناقب عمرؓ) کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں پہلا انسان ہوں کہ جس کی زمین (قبر) پھاڑی جائے گی۔ پھر میرے بعد ابوبکرؓ اور ابوبکرؓ کے بعد عمرؓ اور عمرؓ کے بعد جنت البقیع کے باقی مومن۔ پس سب اکٹھے کئے جائیں گے۔

اگر حضرت عیسیٰؑ نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر میں یا بقول شما حضورؐ کے روضہ میں دفن ہونا ہوتا تو دوسرے تیسرے یا کم از کم چوتھے نمبر پر ہی ان کا نام آجاتا۔ آنحضرتؐ نے اپنے روضہ (حجرہ عائشہؓ) میں مدفون ہونے والے اپنے سمیت "تینوں چاندوں" کو ذکر فرمایا ہے اور ان کے بعد جنت البقیع (قبرستان) میں مدفون صحابہؓ کا ذکر فرمایا ہے حضرت عیسیٰؑ کا نام نہیں لیا۔ پس یہ اس بات کی قطعی شہادت ہے کہ آنحضرتؐ کی مدینہ والی قبر میں یا حضورؐ کے روضہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے دفن ہونے کی کوئی صورت نہیں۔

(۴) ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ میں تیسرے دن کے بعد اپنی قبر میں نہ رہوں گا، تو جب آنحضرتؐ کی قبر میں حضرت عیسیٰؑ بقول تمہارے مدفون ہوں گے، اس وقت تو آنحضرتؐ وہاں موجود نہ ہوں گے تو پھر مَعِیَ کی شرط پوری نہ ہوئی۔

(۵) تم لوگ کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۹ کی روایت پیش کیا کرتے ہو کہ مَا تَوَفَّی اللّٰہُ نَبِیًّا اِلَّا دُفِنَ حَیْثُ یُقْبَضُ کہ نبی جہاں مرتا ہے وہیں دفن بھی ہوتا ہے (اور اسی وجہ سے تم حضرت مرزا صاحبؑ پر اعتراض کیا کرتے ہو اور اس کا جواب دوسری جگہ دیا ہے) اور تم مانتے ہو کہ اسی بناء پر آنحضرتؐ چونکہ حجرۂ عائشہ میں فوت ہوئے اور اسی میں مدفون بھی ہوئے۔ تو اب اگر حضرت عیسیٰؑ واقعی آسمان سے آجائیں تو کیا وہ آنحضرتؐ کی قبر مبارک کے اندر جاکر فوت ہونگے۔

(۶) اسی حدیث میں ہے۔ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ فِیْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ (کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۹) کہ پھر میں اور عیسیٰ بن مریم ایک ہی قبر میں جو ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ہوگی کھڑے ہونگے تو گویا اس کے مطابق حضرت عیسیٰؑ جس قبر میں مدفون ہونگے وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ کی قبروں کے درمیان ہونی چاہیئے اور ظاہر ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی قبروں کے درمیان کوئی جگہ موجود نہیں ہے۔

(۷) اگر کہو کہ قبر سے مراد مقبرہ ہے تو یہ کسی لغت کی کتاب سے دکھاؤ اور انعام لو (ب) اندریں صورت
فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ فِیْ قَبْرٍ وَاحِدٍ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۱۹)
قبر کا ترجمہ مقبرہ کرو گے؟ کیا حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے درمیان ایک مقبرہ ہوگا؟

ج۔ مقبرہ تو کہتے ہی "مَوْضِعُ الْقُبُوْر" (المنجد لفظ مقبرہ) کو ہیں۔ پھر قبر کس طرح مقبرہ بن سکتی ہے۔

د۔ جب تم خود اس حدیث کے لفظی معنی نہیں کرتے بلکہ غلط تاویل کرتے ہو تو ہمارے لئے کیوں ناجائز ہے کہ ہم قرآن شریف و حدیث اور واقعات کی روشنی میں اس کے صحیح معنی بیان کریں؟

(۸) قرآن مجید میں ہے۔ قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَا اَکْفَرَهٗ ۔ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ ..... ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ (عبس ۱۸ تا ۲۲) گویا ہر انسان خواہ وہ ہندو ہو خواہ پارسی مرکز "قبر" میں ہی جاتا ہے پھر بتاؤ کہ وہ لوگ جن کی لاشیں جلا دی جاتی ہیں یا جن کو درندے کھا جاتے ہیں، یا جن کو مچھلیاں سمندر میں کھا جاتی ہیں، کیا وہ بھی اس آیت کے مطابق قبر میں جاتے ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں جاتے تو ثابت ہوا کہ (۱) وہ انسان نہیں (۲) ان (غیر مسلموں) کو عذاب قبر نہیں ہوگا۔ اور اگر کہو کہ قبر میں جاتے ہیں تو ثابت ہوا کہ قبر سے مراد ظاہری قبر کی مٹی نہ رہی بلکہ کوئی رُوحانی حالت "قبر" کے نام سے موسوم ہوئی۔ پس کیوں "قبر" کے وہی معنی یُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن باب نزول عیسیٰ بروایت ابن جوزی فی الکتاب الوفا۔ مطبع مجیدی کانپور صفحہ ۴۸۰ و مطبع احمدی دہلی صفحہ ۴۷۲) والی حدیث میں نہ لئے جائیں۔ اس طرح حدیث میں بھی آتا ہے۔ اَلْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِیَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النِّیْرَانِ (ترمذی۔ ابواب صفۃ القیامۃ صفحہ ۲۰ بروایت ابی سعید مطبوعہ نول کشور صفحہ ۲۰۱) کہ قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغیچہ یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔

(۹) اگر آج حضرت عیسیٰؑ آ جائیں تو کیا تم اس وقت تک ایمان نہ لاؤ گے جب تک کہ وہ مر کر آنحضرتؐ کی قبر میں مدفون نہ ہو جائیں؟

(۱۰) اگر اس حدیث میں عیسیٰ بن مریمؑ سے مسیح ناصری مراد لیتے ہو تو پھر اسی حدیث سے ثابت ہوا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں۔ کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا یُدْفَنُ مَعِیَ کہ وہ آنحضرتؐ کے ساتھ ہی دفن کر دیئے گئے گویا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ دُنیا میں اگر کسی انسان کو اللہ تعالیٰ اتنا لمبا زمانہ زندہ رکھتا تو یقیناً ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوتے۔ آپؐ سے زیادہ خدا کو اور کون پیارا ہے؟ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اَفَائِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ (الانبیاء: ۳۵) کہ خدا تعالیٰ کی غیرت یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ آنحضرتؐ تو فوت ہو جائیں اور آپ سے پہلے انبیاء اتنا عرصہ زندہ رہیں۔ پس آنحضرتؐ نے فرمایا کہ یاد رکھو کہ جب تم مجھ کو دفن کر رہے ہو گے تو اسی وقت یہ ثابت ہو جائیگا کہ پہلا کوئی نبی زندہ نہیں رہا۔ (قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۔ المائدۃ: ۷۶) کم از کم اس وقت تو مانو گے کہ عیسیٰؑ بھی زندہ نہیں۔ گویا عیسیٰ میرے ساتھ ہی دفن ہو جائیں گے۔ (فَافْهَمُوْا اَیُّهَا الْعَاقِلُوْنَ)۔

٭٭٭

حیاتِ مسیح کی چودہویں دلیل

ترمذی جلد ۲ صفحہ ۵۳۶ ابواب المناقب باب ما جاء فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک روایت ہے جس میں عبداللہ بن سلام نے اپنے دادا سے یہ روایت کیا ہے کہ قَالَ مَكْتُوْبٌ فِي التَّوْرٰىةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ قَالَ فَقَالَ اَبُوْ مَوْدُوْدٍ قَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ۔ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ۔

جواب ۱:۔ یہ آنحضرتؐ کا قول نہیں اس لئے حجت نہیں۔

۲۔ خود ترمذی نے اسے "غریب" قرار دیا ہے۔

۳۔ اس کا ایک راوی مسلم بن قتیبہ ہے۔ اس کے متعلق علامہ ذہبی فرماتے ہیں۔ قَالَ اَبُوْحَاتِمٍ كَثِيْرُ الْوَهْمِ (میزان الاعتدال جلد ا صفحہ ۳۶۲) کہ یہ بڑا وہمی آدمی تھا۔ اس روایت کا دوسرا راوی عثمان بن الضحاک ہے اس کے متعلق لکھا ہے۔ قَالَ الْاٰجُرِيُّ سَاَلْتُ اَبَا دَاؤُدَ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ الْحَزَامِيِّ فَقَالَ ثِقَةٌ وَابْنُهٗ عُثْمَانُ ضَعِيْفٌ (تہذیب التہذیب جلد ۴ صفحہ ۱۲۳) کہ ابوداؤد کہتے ہیں کہ عثمان بن ضحاک خود ضعیف ہے لیکن اس کا باپ ثقہ تھا۔ نیز دیکھو میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۱۸۲ ضَعَّفَهٗ اَبُوْ دَاؤُدَ کہ اسے ابوداؤد نے ضعیف قرار دیا ہے۔

نوٹ:۔ اس راوی کا باپ بھی بعض محدثین کے نزدیک ثقہ نہ تھا چنانچہ ملاحظہ ہو میزان الاعتدال جلد ا صفحہ ۴۷۲۔ فِي حَدِيْثِهٖ ضُعْفٌ .... قَالَ اَبُوْحَاتِمٍ لَا يُحْتَجُّ وَقَالَ اَبُوْ زُرْعَةَ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ۔ اسی طرح ملاحظہ ہو تہذیب التہذیب جلد ۴ صفحہ ۴۴۶ جہاں لکھا ہے قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ كَانَ كَثِيْرُ الْخَطَاءِ لَيْسَ بِحُجَّةٍ۔ اسی طرح اس روایت کا تیسرا راوی محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام ہے۔ اس کے متعلق لکھا ہے ذَكَرَ لَهُ الْبُخَارِيُّ حَدِيْثًا وَقَالَ لَا يُتَابَعُ عَلَيْهِ وَلَا يَصِحُّ (تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۵۳۴) کہ اس راوی سے امام بخاری نے ایک حدیث نقل کی ہے اور امام بخاری نے اس کے متعلق کہا ہے کہ یہ راوی قابلِ اتباع نہیں اور نہ ثقہ ہے۔

پس چونکہ اس روایت کے تین راوی غیر معتبر ہیں لہٰذا حجت نہیں۔

حیاتِ مسیح کی پندرھویں دلیل

ابن ماجہ موقوفاً اور مسند احمد میں مرفوعاً مروی ہے کہ معراج کی رات انبیاء کی چار کونسل میں جب قیامت کا ذکر ہوا تو حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا۔ فَذَكَرَ خُرُوْجَ الدَّجَّالِ قَالَ فَاَنْزِلُ وَاَقْتُلُهٗ (ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم عن عبداللہ بن مسعود) (محمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۵۳۳)۔

جواب ۱:۔ یہ عبداللہ بن مسعودؓ کا قول ہے حدیثِ نبویؐ نہیں۔

۲۔ اس روایت کا پہلا راوی محمد بن بشار بن عثمان البصری بندار ہے جس کے متعلق لکھا ہے قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ سَيَّارٍ سَمِعْتُ عَمْرَو ابْنَ عَلِيٍّ يَحْلِفُ اِنَّ بُنْدَارًا يَكْذِبُ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ يَحْيٰى.... قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ عَلِيِّ ابْنِ الْمَدِيْنِيِّ سَمِعْتُ اَبِيْ وَسَاَلْتُهٗ

عَنْ حَدِيْثٍ رَوَاهُ بِنْدَارٌ عَنِ ابْنِ الْمَهْدِيِّ ---- فَقَالَ هٰذَا كَذِبٌ وَاَنْكَرَهُ اَشَدَّ الْاِنْكَارِ قَالَ عَبْدُ اللهِ ابْنُ الدَّوْرَقِيُّ ---- فَرَدَيْتُ يَحْيٰى لَا يَعْبَاءُ بِهٖ وَيَسْتَضْعِفُهُ قَالَ وَرَاَيْتُ الْقَوَارِيْرِيَّ لَا يَرْضَاهُ بِهٖ - (تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۷۱، ۷۲)۔

یعنی عمر بن علی نے حلف اُٹھا کر کہا کہ یہ راوی ہر اس روایت میں جو وہ یحییٰ سے روایت کرتا تھا جھوٹ بولتا تھا۔ علی بن المدینی نے اس راوی کی اُس روایت کی جو اس نے ابن مہدی سے لی ہے کذب قرار دیا۔ یحییٰ ابن معین نے اس راوی کو بے وقعت اور ضعیف قرار دیا ہے اور اسے قواریری نے بھی پسندیدہ راوی قرار نہیں دیا۔ اسی طرح اس روایت کا دوسرا راوی یزید بن ہارون ہے، اس کے متعلق یحییٰ بن معین کا قول یہ ہے کہ يَزِيْدُ لَيْسَ مِنْ اَصْحَابِ الْحَدِيْثِ لِاَنَّهٗ لَا يُمَيِّزُ وَلَا يُبَالِيْ عَمَّنْ رَوٰى۔ (تہذیب التہذیب ابن حجر عسقلانی جلد ۱۱ صفحہ ۳۶۸) کہ یہ راوی تو حدیث کے جاننے والوں میں سے تھا ہی نہیں۔ کیونکہ نہ یہ تمیز کرتا تھا اور نہ پروا کرتا تھا کہ کس سے روایت لے رہا ہے۔ پس یہ "چار کونسل" والی روایت بھی ناقابلِ اعتبار ہے۔

حیاتِ مسیح کی سولھویں دلیل

يَنْزِلُ اَخِيْ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ عَلٰى جَبَلِ اَفِيْقَ - (کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۲۶۸ مصری)

جواب ۱:۔ یہ بے سند قول ہے۔

۲۔ صاحب کنز العمال نے اسے ابن عساکر کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ اس کے آگے "کر" کے حروف درج ہیں اور ابن عساکر کے متعلق شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی اپنے رسالہ عجالۂ نافعہ صفحہ ۷۸ پر تحریر فرماتے ہیں:۔ "وطبقۂ رابعہ احادیثے کہ نام ونشان آنہا در قرونِ سابقہ معلوم نبود و متاخران آنرا روایت کردہ اند پس حال آنہا از دو شق خالی نیست یا سلف تفحص کردند و آنہارا اصلے نیافتہ اند تا مشغول بروایت آنہا مے شدند۔ یا یافتند و دراں قدحے وعلتے دیدند کہ باعث شد ہمہ آنہارا بر ترکِ روایت آنہا و علی کل تقدیر ایں احادیث قابلِ اعتماد نیستند کہ در اثبات عقیدہ یا عملے بآنہا تمسک کردہ شود وَنِعْمَ مَا قَالَ بَعْضُ الشُّيُوْخِ فِيْ اَمْثَالِ هٰذَا ؎

فَاِنْ كُنْتَ لَا تَدْرِيْ فَتِلْكَ مُصِيْبَةٌ
وَاِنْ كُنْتَ تَدْرِيْ فَالْمُصِيْبَةُ اَعْظَمُ

وایں قسم احادیث را بسیارے از محدثین زدہ است ..... دریں قسم احادیث کتب بسیار مصنف شدہ اند برخے را بشماریم کتاب الضعفاء لابن حبان ..... تفسیر ابن جریر ..... تصانیف ابن عساکر"

یعنی طبقۂ رابعہ وہ حدیثیں ہیں جن کا نام ونشان پہلے قرنوں میں معلوم نہیں تھا اور متاخرین نے روایت کی ہیں تو ان کا حال دو شقوں سے خالی نہیں، یا سلف نے تفحص کیا اور انکی اصل نہ پائی کہ ان کی روایت سے مشغول ہوتے۔ یا انکی اصل پائی اور ان میں قدح اور علت دیکھی کہ روایت نہ کیا اور دونوں طرح یہ حدیثیں قابلِ اعتبار نہیں کہ کسی عقیدہ کی اثبات پر یا عمل کرنے کو ان سے سند لیں اور کسی بزرگ نے ان جیسوں کے متعلق

کیا خوب شعر فرمایا ہے کہ اگر تو تجھے علم نہ ہو تو یہ مصیبت ہے لیکن اگر تجھے علم ہو تو یہ مصیبت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔
اس قسم کی حدیثوں نے بہت سے محدثین کی راہزنی کی ہے۔ اس قسم کی حدیثوں کی کتابیں بہت تصنیف ہوئی ہیں۔ تھوڑی سی ہم بیان کرتے ہیں۔ کتاب الضعفاء۔ لابن حبان ..... تفسیر ابن جریر۔ ......
ابن عساکر کی جملہ تصانیف۔

پس یہ روایت ابن عساکر میں ہونے کے باعث ہی کمزور ہے۔

۳۔ تمہاری وہ منارۂ دمشقی کے پاس نازل ہونے والی روایت مندرجہ ترمذی، مسلم، ابوداؤد وغیرہ کہاں گئی؟

حیاتِ مسیح کی سترہویں دلیل

معراج کی رات آنحضرت نے حضرت عیسیٰؑ کو دیکھا تو ان کا حلیہ عُروہ بن مسعود کی طرح بیان فرمایا (رواہ مسلم بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الرویا۔ باب فی المعراج بروایت ابوہریرہ) (مسلم کتاب الایمان باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی السمٰوٰت وفرض الصلوٰۃ بروایت جابر جلد ۱ صفحہ) اور مسلم میں دوسری جگہ جہاں آخری زمانہ میں نزول مسیح کا ذکر کیا ہے، وہاں بھی اس کا حلیہ کَاَنَّهٗ عُرْوَةُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ" (عروہ بن مسعود کی طرح) بیان فرمایا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مسیح ایک ہی ہے (محمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۵۵۲ بار دوم)۔

جواب:۔ تمہاری پیش کردہ دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔

پہلی روایت: یہ روایت مسلم جلد ۱ صفحہ مصری میں ہے۔ اس کا ایک راوی ابوالزبیر محمد بن مسلم مکی ہے جو ضعیف ہے اس کے متعلق لکھا ہے۔ كَانَ اَيُّوْبُ يَقُوْلُ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ وَاَبُو الزُّبَيْرِ اَبُو الزُّبَيْرِ..... كَانَ يُضَعِّفُهٗ..... قُلْتُ لِشُعْبَةَ مَالَكَ تَرَكْتَ حَدِيْثَ اَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ رَاَيْتُهٗ يَزْنِيْ..... قَالَ شُعْبَةُ..... قَدِمْتُ مَكَّةَ فَسَمِعْتُ مِنْ اَبِي الزُّبَيْرِ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عِنْدَهٗ اِذْ جَاءَهٗ رَجُلٌ فَسَاَلَهٗ عَنْ مَسْئَلَةٍ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَافْتَرٰى عَلَيْهِ فَقَالَ لَهٗ يَا اَبَا الزُّبَيْرِ تَفْتَرِيْ عَلٰى رَجُلٍ مُسْلِمٍ قَالَ اِنَّهٗ اَغْضَبَنِيْ قُلْتُ وَمَنْ يُغْضِبُكَ تَفْتَرِيْ عَلَيْهِ (تہذیب التہذیب جلد ۹ صفحہ ۴۴۰ و ۴۴۱ و میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ و صفحہ ۲۳۷)۔

یعنی ایوب اور عیینہ کہا کرتے تھے کہ ہم سے ابوزبیر نے روایت کی ہے اور ابوزبیر بس ابوزبیر ہی ہے یعنی وہ اسے ضعیف قرار دیتے تھے۔ ورقاء کہتے ہیں کہ میں نے شعبہ سے پوچھا کہ آپ نے ابوزبیر کی روایت کو ترک کیوں کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے اسے زنا کرتے دیکھا ہے ..... ایکدفعہ میں مکہ میں ابوزبیر کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ میرے سامنے ابوزبیر نے ایک شخص پر افتراء کیا، اس سے پوچھا گیا کہ کیا تم ایک مسلمان پر افتراء کرنے کی جرأت کرتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا کہ میں نے اس پر افتراء اس لئے کیا ہے کیونکہ اس نے مجھے غصہ دلایا تھا۔ میں نے کہا کہ کیا جو شخص تم کو ناراض کرے گا تو اس پر افتراء کریگا۔

۲۔ اس روایت کا دوسرا راوی قتیبہ بن سعید التیمی ہے یہ بھی ضعیف ہے چنانچہ لکھا ہے۔ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ حَدِيْثُهٗ غَيْرُ مَحْفُوْظٍ مَجْهُوْلٌ فِي النَّسَبِ وَالرِّوَايَةِ وَاِسْنَادُهٗ لَا يَصِحُّ۔

وہ دلائل جو حیات مسیحؑ کیلئے دیئے جاتے ہیں

1 مسند احمد بن حنبل وانہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بہا
الزخرف - 62

2 درمنثور

3 فتح البیان

4 ابن کثیر

= اختلاف =

جواب = معالم التنزیل جلد 7 - 219 - 220

انہ کی ضمیر کا مرجع قرآن الحسن وجماعۃ

جامع البیان قرآن

مجمع البیان قرآن

تفسیر بغوی قرآن حسن و جماعۃ

روایات اور جرح

وانہ لعلم للساعة

تفسير البغوي

«معالم التنزيل»

للإمام محيي السنة أبي محمد الحسين بن مسعود البغوي

(المتوفى - ٥١٦هـ)

المجلد السابع

حققه وخرج أحاديثه

محمد عبد الله النمر — عثمان جمعة ضميرية — سليمان مسلم الحرش

دار طيبة للنشر والتوزيع

الرياض - شارع عسير - ص. ب : ٧٦١٢

تليفون : ٤٣٥٩٧٤٠ / ٤٣٥٤٩٣٧

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا

أخبرنا أبو سعيد الشريحي، أخبرنا أبو إسحاق الثعلبي، أخبرنا أبو بكر عبد الرحمن بن عبد الله الحمشاوي، أخبرنا أحمد بن جعفر بن **حمدان القطيعي**، حدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، حدثني أبي، حدثنا عبد الله بن نمير، حدثنا حجاج بن دينار الواسطي، عن أبي غالب عن أبي أُمامة قال: قال رسول الله ﷺ: «ما ضلّ قوم بعد هدًى كانوا عليه إلّا أُوتوا الجَدَل»، ثم قرأ: «ما ضربوه لك إلّا جدلاً بل هم قوم خَصِمُون»[1].

ثم ذكر عيسى فقال: ﴿**إنْ هُوَ**﴾، **ما هو**، يعني عيسى عليه السلام، ﴿**إلّا عبدٌ أنعمنا عليه**﴾، بالنبوة، ﴿**وجعلناه مثلاً**﴾ آية وعبرة، ﴿**لبني إسرائيلَ**﴾، يعرفون به قدرة الله عزّ وجلّ على ما يشاء حيث خلقه من غير أب.

﴿**ولو نشاءُ لجعلنا منكم ملائكةً**﴾، أي ولو نشاء لأهلكناكم وجعلنا بدلاً منكم ملائكة، ﴿**في الأرض يَخْلُفون**﴾، يكونون **خلفاً منكم** يعمرون الأرض ويعبدونني ويطيعونني. وقيل: يخلف بعضهم بعضاً.

﴿**وإنّه**﴾، يعني عيسى عليه السلام، ﴿**لَعِلْمٌ للساعةِ**﴾، يعني نزوله من أشراط الساعة يعلم به قربها، وقرأ ابن عباس وأبو هريرة وقتادة: «وإنه لَعَلَمٌ للساعة» بفتح اللام والعين أي أمارة وعلامة.

وروينا عن النبي ﷺ: «لَيُوشكنّ أن ينزل فيكم ابن مريم حَكماً عادلاً يكسر الصليب، ويقتل الخنزير ويضع الجزية، وتهلك في زمانه الملل كلها إلّا الإسلام»[2].

ويُروى: «أنه ينزل على ثنية بالأرض المقدسة، وعليه ممصرتان[3]، وشعر رأسه دهين، وبيده حربة وهي التي يقتل بها الدجال، فيأتي بيت المقدس والناس في صلاة العصر، فيتأخر الإمام **فيقدّمه**

---

(١) أخرجه الترمذي في التفسير (تفسير سورة الزخرف): ٩/١٣٠-١٣١ وقال: «هذا حديث حسن صحيح، إنما نعرفه من حديث حجاج بن دينار، وحجاج ثقة مقارب الحديث، وأبو غالب اسمه حَزَوَّر»، وابن ماجه في المقدمة، باب: اجتناب البدع والجدل برقم: (٤٨): ١/١٩، والإمام أحمد: ٥/٢٥٢-٢٥٦، والحاكم: ٢/٤٤٨ وقال: «حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه ووافقه الذهبي، واللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة: ١/١١٤، وابن أبي عاصم في السنة: ١/٤٨، وحسَّن الألباني إسناده، وعزاه السيوطي في الدر المنثور: ٧/٣٨٥-٣٨٦ لعبد بن حميد وسعيد بن منصور وابن المنذر والطبراني وابن مردويه والبيهقي في شعب الإيمان.

(٢) أخرجه البخاري في الأنبياء، باب: نزول عيسى بن مريم عليهما السلام: ٦/٤٩٠-٤٩١ ومسلم في الإيمان، باب نزول عيسى ابن مريم حاكماً بشريعة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم برقم: (١٥٥) ١/١٣٥، والمصنف في شرح السنة: ١٥/٨٠.

(٣) تثنية ممصَّرة وهي الثياب التي فيها صفرة خفيفة.

وَاتَّبِعُونِ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٢﴾ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾

عيسى ويصلي خلفه على شريعة محمد ﷺ، ثم يقتل الخنازير ويكسر الصليب، ويخرب البِيَع والكنائس، ويقتل النصارى إلّا من آمن به»[١].

أخبرنا عبد الواحد المليحي، أخبرنا أحمد بن عبد الله النعيمي، أخبرنا محمد بن يوسف، حدثنا محمد بن إسماعيل، حدثنا ابن بكير، حدثنا الليث ، عن يونس، عن ابن شهاب، عن نافع مولى أبي قتادة الأنصاري أن أبا هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم وإمامُكم منكم»[٢]؟.

وقال الحسن وجماعة: «وإنه» يعني وإن القرآن لعلم للساعة يعلمكم قيامها، ويخبركم بأحوالها وأهوالها، ﴿**فلا تَمْتَرُنَّ بها**﴾، فلا تشكنّ فيها، قال ابن عباس: لا تكذبوا بها، ﴿**واتبعونِ**﴾، على التوحيد، ﴿**هذا**﴾، الذي أنا عليه، ﴿**صراطٌ مستقيمٌ**﴾.

﴿**ولا يَصُدَّنَّكم**﴾، لا يصرفنكم، ﴿**الشيطانُ**﴾، عن دين الله، ﴿**إنه لكم عدوٌ مبينٌ**﴾.

﴿**ولمّا جاءَ عيسى بالبيناتِ قالَ قد جئتُكم بالحكمةِ**﴾، بالنبوة، ﴿**ولأُبيّنَ لكم بعضَ الذي تختلفون فيه**﴾، من أحكام التوراة، قال قتادة: يعني اختلاف الفرق الذين تحزبوا على أمر عيسى. قال الزجاج: الذي جاء به عيسى في الإنجيل إنما هو بعض الذي اختلفوا فيه، وبيّن لهم في غير الإنجيل ما احتاجوا إليه. ﴿**فاتقوا الله وأطيعون**﴾.

﴿**إنَّ اللهَ هو ربي وربُكم فاعبدوه هذا صراطٌ مستقيمٌ * فاختلفَ الأحزابُ من بينهم فويلٌ للذين ظلموا من عذابِ يومٍ أليمٍ * هل ينظرون إلّا الساعةَ**﴾، يعني أنها تأتيهم لا محالة فكأنهم ينتظرونها، ﴿**أنْ تأتيَهُم بغتةً**﴾، فجأة، ﴿**وهم لا يشعرون**﴾.

---

(١) انظر: أبو داود في الملاحم، باب: خروج الدجال: ١٧٧/٦، مسند الإمام أحمد: ٤٠٦/٢، ٤٣٧.

(٢) أخرجه البخاري في الأنبياء، باب: نزول عيسى بن مريم عليهما السلام: ٤٩١/٦، ومسلم في الأنبياء، باب نزول عيسى ابن مريم حاكماً بشريعة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم برقم: (١٥٥): ١٣٦/١، والمصنف في شرح السنة: ٨٢/١٥.

تفسير الطبري

جامع البيان عن تأويل آي القرآن

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري

(٢٢٤هـ - ٣١٠هـ)

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية

بدار هجر

الدكتور عبد السند حسن يمامة

الجزء العشرون

هجر

للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان

جلد ٢٥

﴿مِنكُم مَّلَٰٓئِكَةً فِى ٱلْأَرْضِ يَخْلُفُونَ﴾ : لو شاء اللَّهُ لجعَل فى الأرضِ ملائكةً يخلُفُ [٥٦/٤٤و] بعضُهم بعضًا .

/ **حدَّثنا** محمدٌ ، قال : ثنا أحمدُ ، قال : ثنا أسباطُ ، عن السديِّ : ﴿وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَٰٓئِكَةً فِى ٱلْأَرْضِ يَخْلُفُونَ﴾ . قال : خلَفًا منكم[1] . ٩٠/٢٥

القولُ فى تأويلِ قولِه تعالى : ﴿وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَٱتَّبِعُونِ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٢﴾﴾ .

اختلَف أهلُ التأويلِ فى « الهاءِ » التى فى قولِه : ﴿وَإِنَّهُۥ﴾ ، وما المعنىُّ بها ، ومِن ذِكْرِ ما هى ؛ **فقال بعضُهم** : هى مِن ذكرِ عيسى ، وهى عائدةٌ عليه . وقالوا : معنى الكلامِ : وإن عيسى ظهورَه عَلَمٌ يُعلَمُ به مجىءُ الساعةِ ؛ لأن ظهورَه مِن أشراطِها ، ونزولَه إلى الأرضِ دليلٌ على فناءِ الدنيا ، وإقبالِ الآخرةِ .

ذكرُ مَن قال ذلك

حدَّثنا ابنُ بشارٍ ، قال : ثنا عبدُ الرحمنِ ، قال : ثنا سفيانُ ، عن عاصمٍ ، عن أبى رَزِينٍ ، عن أبى[2] يحيى ، عن ابنِ عباسٍ : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : خروجُ عيسى ابنِ مريمَ[3] .

حدَّثنا ابنُ المثنى ، قال : ثنا ابنُ أبى عدىٍّ ، عن شعبةَ ، عن عاصمٍ ، عن أبى

---

(١) ذكره ابن كثير فى تفسيره ٧/ ٢٢٢.

(٢) سقط من : ص ، م ، ت١ ، ت٢ ، ت٣.

(٣) تفسير الثورى ص٢٧٣ - وعنده الحسن بدلًا من عاصم ، وأخرجه الطبرانى (١٢٧٤٠) من طريق سفيان به ، وأحمد ٥/ ٨٥ (٢٩١٨) ، والحارث بن أسامة (٧١٩ - بغية) من طريق عاصم به ، ولم يذكر « أبا رزين » .

رَزِينٍ ، عن ابنِ عباسٍ بمثلِه ، إلا أنه قال : نزولُ عيسى ابنِ مريمَ[(١)] .

حدَّثني محمدُ بنُ إسماعيلَ الأَحْمَسِيُّ ، قال : ثنا غالبُ بنُ فائدٍ[(٢)] ، قال : ثنا قيسٌ ، عن عاصمٍ ، عن أبي رَزِينٍ ، عن ابنِ عباسٍ ، أنه كان يقرأُ : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ)[(٣)] . قال : نزولُ عيسى ابنِ مريمَ .

حدَّثنا أبو كُرَيبٍ ، قال : ثنا ابنُ عطيةَ ، عن فُضَيلِ بنِ مرزوقٍ ، عن جابرٍ ، قال : كان ابنُ عباسٍ يقولُ : ما أدْرِى أعلِمَ الناسُ تفسيرَ هذه الآيةِ ، أم لم يَفْطِنوا لها ؟ (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : نزولُ عيسى ابنِ مريمَ .

حدَّثني محمدُ بنُ سعدٍ ، قال : ثنى أبى ، قال : ثنى عمى ، قال : ثنى أبى ، عن أبيه ، عن ابنِ عباسٍ : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : يعنى[(٤)] : عيسى ابنَ مريمَ .

حدَّثني يعقوبُ ، قال : ثنا هُشَيمٌ ، قال : أخبَرنا حصينٌ ، عن أبي مالكٍ ، وعوفٌ ، عن الحسنِ أنهما قالا في قولِه : ﴿ وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ﴾ . قالا : نزولُ عيسى ابنِ مريمَ . وقرَأها أحدُهما : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ)[(٥)] .

حدَّثنا محمدُ بنُ عمرٍو ، قال : ثنا أبو عاصمٍ ، قال : ثنا عيسى ، وحدَّثني الحارثُ ، قال : ثنا الحسنُ ، قال : ثنا ورقاءُ ، جميعًا عن ابنِ أبي نَجيحٍ ، عن مجاهدٍ

---

(١) أخرجه مسدد - كما في المطالب العالية (٤٠٩٤) من طريق شعبة به ، وأخرجه الحاكم ٤٤٨/٢ من طريق عكرمة عن ابن عباس ، وعزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢٠/٦ إلى الفريابى وسعيد بن منصور وعبد بن حميد وابن أبى حاتم .

(٢) فى م : « قائد » ، وقد تقدم فى ١٦/ ٥٩٢. وينظر الجرح والتعديل ٧/ ٤٩.

(٣) ينظر مختصر الشواذ ص ١٣٦.

(٤) فى ص ، م ، ت ٢، ت٣ : « نزول» .

(٥) ذكره ابن كثير فى تفسيره ٧/ ٢٢٣، وعزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢٠/٦ إلى المصنف وعبد بن حميد من قول الحسن وحده .

قولَه : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : آيةٌ للساعةِ ؛ خروجُ عيسى ابنِ مريمَ قبلَ يومِ القيامةِ[1] .

حدَّثنا بشرٌ ، قال : ثنا يزيدُ ، قال : ثنا سعيدٌ ، عن قتادةَ : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : نزولُ عيسى ابنِ مريمَ عَلَمٌ للساعةِ ؛ القيامةِ[2] .

/ **حدَّثنا** ابنُ عبدِ الأعلى ، قال : ثنا ابنُ ثورٍ ، عن مَعْمَرٍ ، عن قتادةَ فى قولِه : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : نزولُ عيسى ابنِ مريمَ عَلَمٌ للساعةِ[3] . ٩١/٢٥

حدَّثنا محمدٌ ، قال : ثنا أحمدُ ، قال : ثنا أسباطُ ، عن السديِّ : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : خروجُ عيسى ابنِ مريمَ قبلَ يومِ القيامةِ[4] .

حُدِّثت عن الحسينِ ، قال : سمعتُ أبا معاذٍ يقولُ : أخبَرنا عُبَيدٌ ، قال : سمعتُ الضحاكَ يقولُ فى قولِه : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . يعنى خروجَ عيسى ابنِ مريمَ ونزولَه مِن السماءِ قبلَ يومِ القيامةِ[5] .

حدَّثنى يونسُ ، [٥٦/٤٤ظ] قال : أخبَرنا ابنُ وهبٍ ، قال : قال ابنُ زيدٍ فى قولِه : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : نزولُ عيسى ابنِ مريمَ عَلَمٌ للساعةِ حينَ يَنزِلُ[6] .

وقال آخرون : « الهاءُ » التى فى قولِه : ﴿ وَإِنَّهُۥ ﴾ مِن ذكرِ القرآنِ . وقالوا : معنى الكلامِ : وإن هذا القرآنَ لَعَلَمٌ للساعةِ يُعْلِمُكم بقيامِها ، ويخبرُكم عنها وعن أهْوالِها .

---

(١) تفسير مجاهد ص ٥٩٥، وعزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢٠/٦ إلى عبد بن حميد .

(٢) أخرجه أبو عمرو الدانى فى السنة الواردة فى الفتن (٦٩٢) من طريق سعيد به .

(٣) أخرجه عبد الرزاق فى تفسيره ١٩٨/٢ عن معمر به ، وعزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢٠/٦ إلى عبد بن حميد .

(٤) ذكره القرطبى فى تفسيره ١٦/ ١٠٥.

(٥) ذكره القرطبى فى تفسيره ١٠٥/١٦ ، وابن كثير فى تفسيره ٧/ ٢٢٣.

(٦) ينظر البحر المحيط ٨/ ٢٥.

ذكرُ مَن قال ذلك

حدَّثنا بشرٌ ، قال : ثنا يزيدُ ، قال : ثنا سعيدٌ ، عن قتادةَ ، قال : كان الحسنُ يقولُ : ﴿ وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ﴾ : هذا القرآنُ[1] .

حدَّثنا ابنُ عبدِ الأعلى ، قال : ثنا ابنُ ثورٍ ، عن معمرٍ ، عن قتادةَ ، قال : كان ناسٌ يقولون : القرآنُ عَلَمٌ للساعةِ[2] .

واجتمعَت قرأةُ الأمصارِ فى قراءةِ قولِه : ﴿ وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ﴾ . على كسرِ العينِ مِن العِلمِ .

ورُوِى عن ابنِ عباسٍ ما ذكرتُ عنه من فتحِها ، وعن قتادةَ والضحاكِ .

والصوابُ مِن القراءةِ فى ذلك الكسرُ فى العينِ ؛ لإجماعِ الحجةِ مِن القرأةِ عليه . وقد ذُكِر أن ذلك فى قراءةِ أُبَيٍّ : (وإنه لذِكْرٌ للساعةِ) ، فذلك مُصَحِّحٌ قراءةَ الذين قرءوا بكسرِ العينِ مِن قولِه : ﴿ لَعِلْمٌ ﴾ .

وقولُه : ﴿ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا ﴾ . يقولُ : فلا تَشُكُّنَّ فيها وفى مجيئِها أيُّها الناسُ .

كما حدَّثنا محمدٌ ، قال : ثنا أحمدُ ، قال : ثنا أسباطُ ، عن السدىِّ : ﴿ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا ﴾ . قال : تَشُكُّون فيها[3] .

وقولُه : ﴿ وَٱتَّبِعُونِۚ ﴾ . يقولُ تعالى ذكرُه : وأطِيعون فاعمَلوا بما أمَرتُكم به ،

---

(١) عزاه السيوطى فى الدر المنثور ٦/ ٢٠ إلى عبد بن حميد .
(٢) أخرجه عبد الرزاق فى تفسيره ٢/ ١٩٨ عن معمر به ، وعزاه السيوطى فى الدر المنثور ٦/ ٢٠ إلى عبد ابن حميد .
(٣) ذكره القرطبى فى تفسيره ١٦/ ١٠٧ بلفظ : « فلا تكذبون بها » .

وانتَهُوا عما نهيتُكم عنه، ﴿ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴾. يقولُ: اتباعُكم إيَّاى أيُّها الناسُ فى أمْرِى ونَهْيِى، ﴿ صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴾. يقولُ: طريقٌ لا اعوجاجَ فيه، بل هو قويمٌ.

وقولُه: ﴿ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَٰنُ ﴾. يقولُ جل ثناؤُه: ولا يَعْدِلَنَّكم الشيطانُ عن طاعتى فيما آمرُكم وأنْهاكم، فتُخالِفوه إلى غيرِه، وتَجوروا عن الصراطِ المستقيمِ فتَضِلُّوا، ﴿ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴾. يقولُ: إن الشيطانَ لكم عدوٌّ يدعُوكم إلى ما فيه هلاكُكم، ويَصُدُّكم عن قصدِ السبيلِ؛ ليُورِدَكم المهالكَ، ﴿ مُّبِينٌ ﴾: قد أبانَ لكم عداوتَه، بامتناعِه مِن السجودِ لأبيكم آدمَ عليه السلامُ، وإدلائِه إياه بالغرورِ حتى أخرَجه مِن الجنةِ حسدًا وبغيًا.

القولُ فى تأويلِ قولِه تعالى: ﴿ وَلَمَّا جَآءَ عِيسَىٰ بِٱلْبَيِّنَٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِٱلْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ ٱلَّذِى / تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ ﴾. ٩٢/٢٥

يقولُ تعالى ذكرُه: ولَمَّا جاء عيسى بنى إسرائيلَ، ﴿ بِٱلْبَيِّنَٰتِ ﴾. يعنى: بالواضحاتِ مِن الأدلةِ. وقيل: عُنى بالبيِّناتِ الإنجيلُ.

ذكرُ مَن قال ذلك

حدَّثنا بشرٌ، قال: ثنا يزيدُ، قال: ثنا سعيدٌ، عن قتادةَ: ﴿ وَلَمَّا جَآءَ عِيسَىٰ بِٱلْبَيِّنَٰتِ ﴾. أى: بالإنجيلِ[1].

[٥٧/٤٤و] وقولُه: ﴿ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِٱلْحِكْمَةِ ﴾. قيل: عُنى بالحكمةِ فى هذا الموضعِ النبوةُ.

---

(١) ذكره القرطبى فى تفسيره ١٦/ ١٠٧، ١٠٨.

مُسْنَد

الإمام أحمد بن حنبل

(١٦٤ - ٢٤١ هـ)

أشرف على تحقيقه

الشيخ شعيب الأرنؤوط

حقق هذا الجزء وخرّج أحاديثه وعلّق عليه

شُعيب الأرنؤوط   عادل مُرشِد

الجُزءُ الخامِسُ

مؤسسة الرسالة

عن ابنِ عباسٍ، قال: قال رسولُ الله ﷺ: «أُمِرْتُ بركْعَتي الضُّحَى، ولم تُؤْمَرُوا بها، وأُمِرْتُ بالأَضْحى، ولم تُكْتَبْ»[1].

٢٩١٧ ـ حدثنا أسودُ بنُ عامر، حدثنا شَريكٌ، عن جابرٍ، عن عِكْرِمة عن ابن عباس، عن النبيِّ ﷺ، قال: «كُتِبَ عليَّ النَّحْرُ، ولم يُكْتَبْ عليكُم، وأُمِرْتُ بركْعَتَي الضُّحى، ولم تُؤمَروا بها»[2].

٢٩١٨ ـ حدثنا هاشمُ بنُ القاسم، حدثنا شَيْبانُ، عن عاصمٍ، عن أبي رَزِينٍ، عن أبي يحيى مولى ابن عقيل الأنصاري، قال:

قال ابنُ عباس: لقد عَلِمتُ آيةً من القرآنِ ما سألني عنها رجلٌ قطُّ، فما أدري أَعَلِمَها الناسُ، فلم يسألوا عنها، أم لم يَفْطُنُوا لها، فيسألوا عنها؟! ثم طَفِقَ يُحَدِّثنا، فلما قام، تَلاوَمْنا أن لا نكونَ سألْناهُ عنها، فقلتُ: أنا لها إذا راحَ غداً، فلما راحَ الغدَ، قلتُ: يا ابنَ عباس، ذكرتَ أمسِ أن آيةً مِن القرآن لم يَسألْكَ عنها رَجُلٌ قطُّ، فلا تَدري أَعَلِمَها النَّاسُ، فلم يسألوا عنها، أم لم يَفْطُنُوا لها؟ فقلتُ: أَخبِرْني عنها، وعن اللَّاتي قَرَأْتَ قبلَها. قال: نعم، إنَّ رسولَ الله ﷺ قال لِقريشٍ: «يا مَعْشَرَ ٣١٨/١

---

(١) إسناده ضعيف لضعف جابر بن يزيد الجعفي. وأخرجه البزار (٢٤٣٤) من طريق وكيع بن الجراح، عن إسرائيل، بهذا الإسناد. وانظر (٢٠٦٥).

تنبيه: وقع في بعض النسخ بعد هذا الحديث حديث آخر جُمع فيه بين هذا المتن وبين إسناد الحديث الآتي بعده، ولعله من اضطراب النساخ.

(٢) إسناده ضعيف كسابقه. وأخرجه الطبراني (١١٨٠٣) من طريق زكريا بن يحيى، عن شريك النخعي، بهذا الإسناد.

قُرَيْشٍ ، إنه ليس أحدٌ يُعْبَدُ من دُونِ اللهِ فيه خَيْرٌ» وقد عَلِمَتْ قريشٌ أن النصارى تَعْبُدُ عيسى ابنَ مريم ، وما تقولُ في محمد ، فقالوا : يا محمدُ ، ألستَ تَزْعُم أن عيسى كان نبياً وعَبْداً من عبادِ الله صالحاً ، فلَئِنْ كنتَ صادقاً ، فإن آلِهَتَهُم لَكَما تقولونَ . قال : فأنزل اللهُ عز وجَلَّ : ﴿وَلَمَّا ضُرِبَ ابنُ مريمَ مَثَلاً إذا قَومُكَ مِنهُ يَصِدُّونَ﴾ [الزخرف : ٥٧] . قال : قلتُ : ما يَصِدُّونَ؟ قال : يَضِجُّونَ ، ﴿وإنَّه لَعَلَمٌ لِلسَّاعةِ﴾ [الزخرف : ٦١] ، قال : هو خروجُ عيسى ابنِ مريم عليه السلام قبلَ يومِ [1] القيامةِ [2] .

---

(١) لفظة «يوم» ليست في (ظ٩) و(ظ١٤) .

(٢) إسناده حسن ، رجاله ثقات رجال الصحيح غير عاصم - وهو ابن أبي النجود - فقد روى له أصحاب السنن ، وحديثه في الصحيحين مقرون ، وهو صدوق حسن الحديث . أبو رَزين : اسمه مسعود بن مالك الأسدي ، وأبو يحيى : هو المعرقَب ، واسمه مِصْدَع ، وفي «التهذيب» : أنه مولى عبد الله بن عمرو ، ويقال : مولى معاذ بن عفراء الأنصاري ، والذي هنا أنه مولى ابن عَقِيل الأنصاري ، قلنا : فلعل أحد الرواة حَرَّف كلمة «عفراء» إلى : عقيل ، والله تعالى أعلم . شيبان : هو ابن عبد الرحمن النَّحْوي .

وأخرجه دون قصة ابن عباس في أوله الطبراني (١٢٧٤٠) من طريق الوليد بن مسلم ، عن سفيان الثوري وشيبان ، بهذا الإسناد . ولم يزد على قوله : «أبي يحيى» في إسناده .

وأخرجه مختصراً ابن حبان (٦٨١٧) من طريق الوليد بن مسلم ، عن شيبان بن عبد الرحمن ، عن عاصم ، عن أبي رَزين ، عن أبي يحيى مولى ابن عفراء ، عن ابن عباس ، عن النبي ﷺ في قوله : ﴿وإنه لعلم للساعة﴾ ، قال : «نزول عيسى ابن مريم من قبل يوم القيامة» . هكذا جعله مرفوعاً .

وأخرجه بنحوه موقوفاً على ابن عباس الطبري ٢٥/ ٩٠ من طريق سفيان الثوري وشعبة وقيس ، ثلاثتهم عن عاصم بن أبي النَّجود ، به . إلا أن شعبة وقيساً لم يذكرا في =

٢٩١٩ ـ حدثنا أبو النَّضْر، قال: حدثنا عبدُ الحميدِ، حدَّثنا شَهْر

= إسناده أبا يحيى.

وأخرجه كذلك الحاكم ٢/٤٤٨ من طريق إسرائيل، عن سماك بن حرب، عن عكرمة، به. وصحح إسناده، ووافقه الذهبي!

وأخرجه الطبري ٢٥/٩٠ من طريق عطية العَوْفي، عن ابن عباس، موقوفاً.

وأخرجه الطبري أيضاً ٢٥/٩٠ من طريق فضيل بن مرزوق، عن جابر قال: كان ابن عباس يقول: ما أدري عَلِمَ الناس بتفسير هٰذه الآية، أم لم يفطنوا لها؟ ﴿وإنه لعَلَمٌ للساعة﴾ قال: نزول عيسى ابن مريم.

قلنا: قوله تعالى: ﴿وإنه لَعَلَمٌ للساعة﴾، هٰكذا قرأ ابن عباس وغيره «عَلَم» بفتح العين واللام، وقال الطبري: اجتمعت قُرَّاء الأمصار في قراءة قوله: ﴿وإنه لَعِلْمٌ للساعة﴾ على كسر العين من العلم، وروي عن ابن عباس ما ذكرت عنه في فتحها، وعن قتادة والضحاك، والصواب من القراءة في ذٰلك الكسر في العين، لإجماع الحجة من القراء عليه.

وقال ابن الجوزي في «زاد المسير» ٧/٣٢٥: قرأ الجمهور «لَعِلْم» بكسر العين وتسكين اللام، وقرأ ابن عباس وأبو رزين وأبو عبد الرحمٰن وقتادة وحميد وابن مُحيصن بفتحهما. قال ابن قتيبة: من قرأ بكسر العين، فالمعنى أنه يُعلَم به قربُ الساعة، ومن فتح العين واللام، فإنه بمعنى العلامه والدليل. وانظر «تفسير ابن كثير» ٧/٢٢٢-٢٢٣.

قلنا: وقد تواترت الأخبار في نزول عيسى ابن مريم عليه السلام قبل يوم القيامة، وللمحدث محمد أنور شاه الكَشْمِيري رحمه الله كتاب جمع فيه هٰذه الأخبار، وسماه «التصريح بما تواتر في نزول المسيح»، مطبوع بتحقيق الشيخ العلامة عبد الفتاح أبو غدة.

يضِجُّون، قال السندي: بكسر الضاد المعجمة، من أَضَجَّ أو ضَجَّ: إذا صاح، والأول أنسب، فإن الثاني يُستعمل في صياح المغلوب الذي أصابه مشقة وجَزَع، والأول بخلافه.

حدثنا عبدُ الله بنُ عباس، قال: بَيْنَما رسولُ الله ﷺ بفِنَاءِ بيته بمكةَ جالسٌ، إذْ مرَّ به عثمانُ بنُ مَظْعُون، فَكَشَر[1] إلى رسولِ الله ﷺ، فقال له رسولُ الله ﷺ: «ألا تَجْلِسُ؟» قال: بَلى. قال: فجَلَسَ رسولُ الله ﷺ مُسْتَقْبِلَه، فبينَما هو يُحَدِّثُه إذ شَخَصَ رسولُ الله ﷺ ببَصَرِه إلى السماءِ، فنَـظَرَ ساعةً إلى السماءِ، فأَخذ يَضَعُ بصرَهُ حتى وَضَعه على يمينِه في الأَرض، فتَحَرَّفَ رسولُ الله ﷺ عن جليسِه عثمان إلى حَيْثُ وَضَعَ بصرَه، وأخذ يُنْغِضُ رأْسَه كأنه يَسْتَفْقِهُ ما يُقَالُ له، وابن مَظْعُون يَنْظُرُ، فلما قَضَى حاجَتَه، واسْتَفْقَهَ ما يُقالُ له، شَخَصَ بَصَرُ رسول الله ﷺ إلى السماءِ كما شَخَصَ أوَّلَ مرةٍ، فأَتْبَعَهُ بصرَه حتى تَوارَى في السماءِ، فأَقبل إلى عثمانَ بجِلْسَتِه الأُولى، قال: يا محمدُ، فيما كنتُ أُجالِسُك وآتيكَ، ما رأَيْتُكَ تفعلُ كفِعلك الغَدَاةَ! قال: «وما رَأَيْتَني فَعَلْتُ؟» قال: رأَيتك تَشْخَصُ بَصَرَكَ إلى السماءِ، ثم وضعتَه حيث وضعتَه على يمينِكَ، فَتَحَرَّفْتَ إليه وتـركتني، فأَخـذت تُنْغِضُ رأْسَك كأَنك تَسْتَفْقِهُ شيئاً يُقال لك. قال: «وفَطِنْتَ لذلكَ؟» قال عثمانُ: نعم. قال رسولُ الله ﷺ: «أَتاني رسولُ الله آنِفاً، وأَنتَ جالسٌ» قال: رسولُ الله؟! قال: «نَعَم» قال: فما قالَ لك؟ قال: ﴿إِنَّ اللهَ يَأْمُرُ بالعَـدْلِ والإِحْسـانِ وإِيتاءِ ذِي القُرْبَى ويَنْهَى عنِ

---

(١) في (م) و(س) و«حاشية السندي»: فتكشر. قال السندي: من الكَشْر: وهو ظهور الأسنان للضحك، وقد كاشره: إذا ضحك في وجهه وباسطه، قال أبو الدرداء: إنا لنُكْشِرُ في وجوه أقوامٍ وقلوبنا تلعنهم، علقه البخاري في «صحيحه» في الأدب: باب المداراة مع الناس.

الدُّرُّ المنثور
فى
التفسير بالمأثور

لجلال الدين السيوطى

(٨٤٩هـ - ٩١١هـ)

تحقيق

الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية

الدكتور عبد السند حسن يمامة

الجزء الثالث عشر

الطبعة الأولى

القاهرة ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م

مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية

الدكتور/ عبد السند حسن يمامة

مكتب : ٤ش ترعة الزمر - المهندسين

ت : ٣٢٥٢٥٧٩ - ٣٢٥١٠٢٧

فاكس : ٣٢٥١٧٥٦

وأخرَج ابنُ مَرْدُويَه عن ابنِ عباسٍ ، أنَّ المشركين أتَوْا رسولَ اللهِ ﷺ فقالُوا له : أرأيتَ ما يُعْبَدُ[1] من دونِ اللهِ ، أين هم ؟ قال : «في النارِ» . قالوا : والشمسُ والقمرُ ؟ قال : «والشمسُ والقمرُ» . قالوا : فعيسى ابنُ مريمَ ؟ فأنزَل اللهُ : ﴿إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ﴾ .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، عن مجاهدٍ : ﴿لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَٰٓئِكَةً فِى ٱلْأَرْضِ يَخْلُفُونَ﴾ . قال : يَعْمُرون الأرضَ بدلًا منكم[2] .

وأخرَج الفريابيُّ ، وسعيدُ بنُ منصورٍ ، ومسدَّدٌ ، وعبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ أبي حاتمٍ ، [3]والحاكمُ وصحَّحه[3] ، والطبرانيُّ ، من طرقٍ عن ابنِ عباسٍ في قولِه : (وإنَّه لعَلَمٌ للساعةِ) . قال : خُرُوجُ عيسى قبلَ يومِ القيامةِ[4] .

[3]وأخرَج الحاكمُ وصحَّحه ، وابنُ مرْدُويَه ، عن ابنِ عباسٍ ، عن النبيِّ ﷺ : ﴿وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ . قال[5] : «خروجُ عيسى[6] قبلَ يومِ القيامةِ»[3][7] .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ عن أبي هريرةَ : (وإنَّه لعَلَمٌ للساعةِ) . قال : خُرُوجُ

---

(١) في الأصل : « يعبدون » .

(٢) ابن جرير ٦٣٠/٢٠ .

(٣ – ٣) سقط من : ص ، ف١ ، م .

(٤) مسدد – كما في المطالب العالية (٤٠٩٤) – والطبراني (١٢٧٤٠) .

(٥) بعده في الأصل : « هو » .

(٦) بعده في الأصل : « بن مريم » .

(٧) الحاكم ٢٥٤/٢ .

عيسى ، يَمْكُثُ في الأرضِ أربعين سنةً ، تكونُ تلك الأربعون[1] أربعَ سنين ، يَحُجُّ ويَعْتَمِرُ .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، عن مجاهدٍ : (وإنَّه لعَلَمٌ للساعةِ) . قال : آيةٌ للساعةِ خُرُوجُ عيسى ابنِ مريمَ قبلَ يومِ القيامةِ[2] .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، عن الحسنِ : (وإنَّه لعَلَمٌ للساعةِ) . قال : نزولُ عيسى[3] .

وأخرَج عبدُ الرزاقِ ، وعبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، عن قتادةَ : (وإنَّه لعَلَمٌ للساعةِ) . قال : نُزولُ عيسى عَلَمٌ[4] للساعةِ ، وناسٌ يقولُون : القرآن عَلَمٌ للساعةِ[5] .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ عن شيبانَ قال : كان الحسنُ يقولُ : (وإنَّه لعَلَمٌ للساعةِ) . قال : هذا القرآنُ .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ عن عاصمٍ ، أنه قرَأ : ﴿ وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ﴾[6] . بخَفْضِ العينِ .

٢١/٦ وأخرَج /عبدُ بنُ حميدٍ عن حمادِ بنِ سلمةَ قال : قرَأتُها في مصحفِ أُبَيٍّ :

---

(١) في الأصل ، ص ، ف١ ، ح١ : « الأربعين » .

(٢) ابن جرير ٦٣٢/٢٠ ، ٦٣٣ .

(٣) ابن جرير ٦٣٢/٢٠ .

(٤) ليس في : الأصل .

(٥) عبد الرزاق ١٩٨/٢ ، وابن جرير ٦٣٣/٢٠ .

(٦) بعده في م : « قال : هذا القرآن » .

(وإنه لَذِكْرٌ للساعةِ)[١] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ ، من طرقٍ عن ابنِ عباسٍ : (وإنَّه لعَلَمٌ للساعةِ) . قال : نزولُ عيسَى[٢] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ عن مجاهدٍ : ﴿وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ ٱلَّذِى تَخْتَلِفُونَ فِيهِ﴾ . قال : من تبديلِ التوراةِ[٣] .

قولُه تعالى : ﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا ٱلسَّاعَةَ﴾ الآية .

أخرَج ابنُ مرْدُويَه عن أبى سعيدٍ قال : قال رسولُ اللهِ ﷺ : «تقومُ الساعةُ والرجلان يَحلُبان اللِّقْحةَ[٤] ، والرجلان يَطْويانِ الثَّوبَ» . ثم قرأ : « ﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا ٱلسَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾ » .

قولُه تعالى : ﴿ٱلْأَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا ٱلْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾﴾ الآية .

أخرَج ابنُ مرْدُويَه عن سعدِ بنِ معاذٍ قال : قال رسولُ اللهِ ﷺ : «إذا كان يومُ القيامةِ انقَطَعَتِ الأرحامُ ، وقَلَّتِ الأسبابُ[٥] ، وذَهَبَتِ[٦] الأُخُوَّةُ إلا الأُخُوَّةَ فى اللهِ» . وذلك قولُه : ﴿ٱلْأَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا ٱلْمُتَّقِينَ﴾ .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، عن مجاهدٍ : ﴿ٱلْأَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ

(١) مختصر الشواذ لابن خالويه ص ١٣٨ . وهى قراءة شاذة لمخالفتها رسم المصحف .
(٢) ابن جرير ٢٠/٦٣١ ، ٦٣٢ .
(٣) ابن جرير ٢٠/٦٣٦ .
(٤) اللقحة : الناقة القريبة العهد بالنّتاج . النهاية ٤/٢٦٢ .
(٥) فى م : « الأنساب » .
(٦) فى الأصل : « قلت » .

تفسير الطبري

جامع البيان عن تأويل آي القرآن

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري
(٢٢٤هـ - ٣١٠هـ)

تحقيق
الدكتور/ عبد الله بن عبد المحسن التركي
بالتعاون مع
مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية
بدار هجر

الدكتور/ عبد السند حسن يمامة

الجزء العشرون

هجر
للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان

مِنكُم مَّلَٰٓئِكَةً فِى ٱلْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴾ : لو شاء اللهُ لجعَل في الأرضِ ملائكةً يخلُفُ [٥٦/٤٤و] بعضُهم بعضًا .

/ حدَّثنا محمدٌ ، قال : ثنا أحمدُ ، قال : ثنا أسباطُ ، عن السديِّ : ﴿ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَٰٓئِكَةً فِى ٱلْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴾ . قال : خلَفًا منكم[1] . ٩٠/٢٥

القولُ في تأويلِ قولِه تعالى : ﴿ وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَٱتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ۝٦١ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ ٱلشَّيْطَٰنُ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝٦٢ ﴾ .

اختلَف أهلُ التأويلِ في « الهاءِ » التي في قولِه : ﴿ وَإِنَّهُۥ ﴾ ، وما المعنىُّ بها ، ومِن ذِكْرِ ما هي ؛ **فقال بعضُهم** : هي مِن ذكرِ عيسى ، وهي عائدةٌ عليه . وقالوا : معنى الكلامِ : وإن عيسى ظهورَه عَلَمٌ يُعلَمُ به مجيءُ الساعةِ ؛ لأن ظهورَه مِن أشراطِها ، ونزولَه إلى الأرضِ دليلٌ على فناءِ الدنيا ، وإقبالِ الآخرةِ .

ذكرُ مَن قال ذلك

حدَّثنا ابنُ بشارٍ ، قال : ثنا عبدُ الرحمنِ ، قال : ثنا سفيانُ ، عن عاصمٍ ، عن أبي رَزينٍ ، عن أبي[2] يحيى ، عن ابنِ عباسٍ : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : خروجُ عيسى ابنِ مريمَ[3] .

حدَّثنا ابنُ المثنى ، قال : ثنا ابنُ أبي عديٍّ ، عن شعبةَ ، عن عاصمٍ ، عن أبي

---

(١) ذكره ابن كثير في تفسيره ٧/ ٢٢٢.

(٢) سقط من : ص ، م ، ت١ ، ت٢ ، ت ٣.

(٣) تفسير الثوري ص٢٧٣ - وعنده الحسن بدلًا من عاصم ، وأخرجه الطبراني (١٢٧٤٠) من طريق سفيان به ، وأحمد ٨٥/٥ (٢٩١٨) ، والحارث بن أسامة (٧١٩ - بغية) من طريق عاصم به ، ولم يذكر « أبا رزين » .

رَزِينٍ ، عن ابنِ عباسٍ بمثلِه ، إلا أنه قال : نزولُ عيسى ابنِ مريمَ[(١)] .

حدَّثني محمدُ بنُ إسماعيلَ الأَحْمَسِيُّ ، قال : ثنا غالبُ بنُ فائدٍ[(٢)] ، قال : ثنا قيسٌ ، عن عاصمٍ ، عن أبي رَزِينٍ ، عن ابنِ عباسٍ ، أنه كان يقرأُ : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ)[(٣)] . قال : نزولُ عيسى ابنِ مريمَ .

حدَّثنا أبو كُرَيبٍ ، قال : ثنا ابنُ عطيةَ ، عن فُضَيلِ بنِ مرزوقٍ ، عن جابرٍ ، قال : كان ابنُ عباسٍ يقولُ : ما أدْرِى أعلِمَ الناسُ تفسيرَ هذه الآيةِ ، أم لم يَفْطِنوا لها ؟ (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : نزولُ عيسى ابنِ مريمَ .

حدَّثني محمدُ بنُ سعدٍ ، قال : ثنى أبي ، قال : ثنى عمى ، قال : ثنى أبي ، عن أبيه ، عن ابنِ عباسٍ : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : يعني[(٤)] : عيسى ابنَ مريمَ .

حدَّثني يعقوبُ ، قال : ثنا هُشَيمٌ ، قال : أخبَرنا حصينٌ ، عن أبي مالكٍ ، وعوفٌ ، عن الحسنِ أنهما قالا في قولِه : ﴿وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ . قالا : نزولُ عيسى ابنِ مريمَ . وقرَأها أحدُهما : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ)[(٥)] .

حدَّثنا محمدُ بنُ عمرٍو ، قال : ثنا أبو عاصمٍ ، قال : ثنا عيسى ، وحدَّثني الحارثُ ، قال : ثنا الحسنُ ، قال : ثنا ورقاءُ ، جميعًا عن ابنِ أبي نَجيحٍ ، عن مجاهدٍ

---

(١) أخرجه مسدد - كما في المطالب العالية (٤٠٩٤) من طريق شعبة به ، وأخرجه الحاكم ٤٤٨/٢ من طريق عكرمة عن ابن عباس ، وعزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢٠/٦ إلى الفريابى وسعيد بن منصور وعبد بن حميد وابن أبى حاتم .

(٢) فى م : « قائد » ، وقد تقدم فى ١٦/ ٥٩٢. وينظر الجرح والتعديل ٧/ ٤٩.

(٣) ينظر مختصر الشواذ ص ١٣٦.

(٤) فى ص ، م ، ت ٢، ت٣ : « نزول» .

(٥) ذكره ابن كثير فى تفسيره ٧/ ٢٢٣، وعزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢٠/٦ إلى المصنف وعبد بن حميد من قول الحسن وحده .

قولَه : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : آيةٌ للساعةِ ؛ خروجُ عيسى ابنِ مريمَ قبلَ يومِ القيامةِ[1] .

حدَّثنا بشرٌ ، قال : ثنا يزيدُ ، قال : ثنا سعيدٌ ، عن قتادةَ : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : نزولُ عيسى ابنِ مريمَ عَلَمٌ للساعةِ ؛ القيامةِ[2] .

/ **حدَّثنا** ابنُ عبدِ الأعلى ، قال : ثنا ابنُ ثورٍ ، عن مَعْمَرٍ ، عن قتادةَ فى قولِه : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : نزولُ عيسى ابنِ مريمَ عَلَمٌ للساعةِ[3] . ٩١/٢٥

حدَّثنا محمدٌ ، قال : ثنا أحمدُ ، قال : ثنا أسباطُ ، عن السدىِّ : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : خروجُ عيسى ابنِ مريمَ قبلَ يومِ القيامةِ[4] .

حُدِّثت عن الحسينِ ، قال : سمعتُ أبا معاذٍ يقولُ : أخبَرنا عُبَيدٌ ، قال : سمعتُ الضحاكَ يقولُ فى قولِه : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . يعنى خروجَ عيسى ابنِ مريمَ ونزولَه مِن السماءِ قبلَ يومِ القيامةِ[5] .

حدَّثنى يونسُ ، [٤٤/٥٦ظ] قال : أخبَرنا ابنُ وهبٍ ، قال : قال ابنُ زيدٍ فى قولِه : (وإنه لَعَلَمٌ للساعةِ) . قال : نزولُ عيسى ابنِ مريمَ عَلَمٌ للساعةِ حينَ يَنزِلُ[6] .

وقال آخرون : « الهاءُ » التى فى قولِه : ﴿ وَإِنَّهُۥ ﴾ مِن ذكرِ القرآنِ . وقالوا : معنى الكلامِ : وإن هذا القرآنَ لعَلَمٌ للساعةِ يُعْلِمُكم بقيامِها ، ويخبرُكم عنها وعن أهْوالِها .

---

(١) تفسير مجاهد ص ٥٩٥، وعزاه السيوطى فى الدر المنثور ٦/ ٢٠ إلى عبد بن حميد .
(٢) أخرجه أبو عمرو الدانى فى السنة الواردة فى الفتن (٦٩٢) من طريق سعيد به .
(٣) أخرجه عبد الرزاق فى تفسيره ٢/ ١٩٨ عن معمر به ، وعزاه السيوطى فى الدر المنثور ٦/ ٢٠ إلى عبد بن حميد .
(٤) ذكره القرطبى فى تفسيره ١٦/ ١٠٥.
(٥) ذكره القرطبى فى تفسيره ١٦/ ١٠٥ ، وابن كثير فى تفسيره ٧/ ٢٢٣.
(٦) ينظر البحر المحيط ٨/ ٢٥.

ذكرُ مَن قال ذلك

حدَّثنا بشرٌ ، قال : ثنا يزيدُ ، قال : ثنا سعيدٌ ، عن قتادةَ ، قال : كان الحسنُ يقولُ : ﴿ وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ﴾ : هذا القرآنُ[1] .

حدَّثنا ابنُ عبدِ الأعلى ، قال : ثنا ابنُ ثورٍ ، عن معمرٍ ، عن قتادةَ ، قال : كان ناسٌ يقولون : القرآنُ عَلَمٌ للساعةِ[2] .

واجتمعَت قرأةُ الأمصارِ في قراءةِ قولِه : ﴿ وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ﴾ . على كسرِ العينِ مِن العِلمِ .

ورُوِى عن ابنِ عباسٍ ما ذكرتُ عنه من فتحِها ، وعن قتادةَ والضحاكِ .

والصوابُ مِن القراءةِ في ذلك الكسرُ في العينِ ؛ لإجماعِ الحجةِ مِن القرأةِ عليه . وقد ذُكِر أن ذلك في قراءةِ أُبَيٍّ : (وإنه لذِكْرٌ للساعةِ) ، فذلك مُصَحِّحٌ قراءةَ الذين قَرءوا بكسرِ العينِ مِن قولِه : ﴿ لَعِلْمٌ ﴾ .

وقولُه : ﴿ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا ﴾ . يقولُ : فلا تَشُكُّنَّ فيها وفى مجيئِها أيُّها الناسُ .

كما **حدَّثنا** محمدٌ ، قال : ثنا أحمدُ ، قال : ثنا أسباطُ ، عن السديِّ : ﴿ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا ﴾ . قال : تَشُكُّون فيها[3] .

وقولُه : ﴿ وَاتَّبِعُونِۚ ﴾ . يقولُ تعالى ذكرُه : وأطِيعون فاعمَلوا بما أمَرتُكم به ،

---

(١) عزاه السيوطى فى الدر المنثور ٦/٢٠ إلى عبد بن حميد .

(٢) أخرجه عبد الرزاق فى تفسيره ٢/١٩٨ عن معمر به ، وعزاه السيوطى فى الدر المنثور ٦/٢٠ إلى عبد ابن حميد .

(٣) ذكره القرطبى فى تفسيره ١٦/١٠٧ بلفظ : « فلا تكذبون بها » .

فتح البيان
في مقاصد القرآن

تفسير سلفي أثري خال من الإسرائيليات والجدليات المذهبية والكلامية
يغني عن جميع التفاسير ولا تغني جميعها عنه

تأليف

السيد الإمام العلامة الملك المؤيد من الله الباري
أبي الطيب "صديق بن حسن بن علي الحسيني القنوجي البخاري"
"١٢٤٨-١٣٠٧هـ"

عني بطبعه وقدّم له وراجعه
خادم العلم
عبدالله بن ابراهيم الأنصاري

الجزء الثاني عشر

المكتبة العصرية
صيدا - بيروت

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَٰهُ مَثَلًا لِّبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلَٰٓئِكَةً فِى ٱلْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَٱتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾

﴿ إن هو إلا عبد أنعمنا عليه ﴾ بما أكرمناه به من النبوة ، وأنعمنا عليه برفعة المنزلة والذكر ﴿ وجعلناه مثلاً لبني اسرائيل ﴾ أي آية وعبرة لهم ، يعرفون به قدرة الله سبحانه ، فإنه كان من غير أب ، وكان يحيي الموتى ويبرىء الأكمه والأبرص ، وكل مريض بإذن الله ، فمن أين يدخل في قوله ﴿ إنكم وما تعبدون ﴾ ؟ .

أخرج ابن مردويه عن ابن عباس قال إن المشركين أتوا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالوا أرأيت من يعبد من دون الله أين هم ؟ قال في النار ، قالوا الشمس والقمر قال والشمس والقمر قالوا فعيسى ابن مريم ؟ قال: قال الله ﴿ إن هو إلا عبد أنعمنا عليه وجعلناه مثلاً لبني اسرائيل ﴾ .

﴿ ولو نشاء لجعلنا منكم ملائكة في الأرض يخلفون ﴾ الخطاب لقريش ، أي لو نشاء لأهلكناكم ، وجعلنا بدلكم في الأرض ملائكة مكرمين يعمرونها ، ويعبدوننا ، فهذا تهديد وتخويف لقريش ، قال السمين في ﴿ من ﴾ هذه أقوال أحدها أنها بمعنى بدل أي لجعلنا بدلكم ، ومنه قوله تعالى ﴿ أرضيتم بالحياة الدنيا من الآخرة ﴾ أي بدلها ، والثاني وهو المشهور أنها ابتدائية وتأويل الآية عليه لولدنا منكم يا رجال ملائكة في الأرض يخلفونكم كما تخلفكم أولادكم ، كما ولدنا عيسى من أنثى دون ذكر ، ذكره الزمخشري ، والثالث أنها تبعيضية قال أبو البقاء وقيل المعنى لحولنا بعضكم ملائكة ، وقال ابن عطية لجعلنا بدلاً منكم ، ومقصود الآية

أنا لو نشاء لأسكنّا الملائكة الأرض ، وليس في إسكاننا إياهم السماء شرف حتى يعبدوا .

﴿ وإنه لعلم للساعة ﴾ قال مجاهد والضحاك والسدي وقتادة إن المراد المسيح ، وأن خروجه أي نزوله مما يعلم به قيام الساعة ، أي قربها لكونه شرطاً من أشراطها لأن الله سبحانه ينزله من السماء قبيل قيام الساعة ، كما أن خروج الدجال من أعلام الساعة ، وقال الحسن وسعيد بن جبير المراد القرآن لأنه يدل على قرب مجيء الساعة ، وبه يعلم وقتها وأهوالها وأحوالها ، وقيل المعنى أن حدوث المسيح من غير أب وإحياءه للموتى دليل على صحة البعث ، وقيل الضمير لمحمد صلى الله عليه وسلم والأول أولى .

قال ابن عباس « أي خروج عيسى ابن مريم عليه السلام قبل يوم القيامة »[1] ، وأخرجه الحاكم وابن مردويه عنه مرفوعاً ، وعن أبي هريرة نحوه أخرجه عبد بن حميد قرأ الجمهور لعلم بصيغة المصدر ، جعل المسيح علماً للساعة مبالغة ، لما يحصل من العلم بحصولها عند نزوله ، وقرأ جماعة من الصحابة بفتح العين واللام ، أي خروجه علم من أعلامها ، وشرط من شروطها ، وقرىء للعلم بلامين مع فتح العين واللام أي للعلامة التي يعرف بها قيام الساعة .

﴿ فلا تمترن بها ﴾ أي فلا تشكن في وقوعها ، ولا تكذبن بها ، فإنها كائنة لا محالة ﴿ واتبعون ﴾ قرأ الجمهور بحذف الياء وصلاً ووقفاً ، وقرىء بإثباتها وصلاً ووقفاً وقرىء بحذفها في الوصل دون الوقف أي اتبعوني فيما آمركم به من التوحيد وبطلان الشرك ، وفرائض الله التي فرضها عليكم ﴿ هذا ﴾ أي الذي آمركم به وأدعوكم إليه ﴿ صراط مستقيم ﴾ أي طريق قيم ، موصل الى الحق .

---

(١) وقد قال به ابن كثير في تفسيره .

تفسير البغوي

«معالم التنزيل»

للإمام محيي السنة أبي محمد الحسين بن مسعود البغوي

(المتوفى - ٥١٦هـ)

المجلد السابع

حققه وخرج أحاديثه

محمد عبد الله النمر عثمان جمعة ضميرية سليمان مسلم الحرش

وَاتَّبِعُونِ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٢﴾ وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾ إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾ فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِن بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾

عيسى ويصلي خلفه على شريعة محمد ﷺ، ثم يقتل الخنازير ويكسر الصليب، ويخرب البِيَع والكنائس، ويقتل النصارى إلّا من آمن به»[1] .

أخبرنا عبد الواحد المليحي، أخبرنا أحمد بن عبد الله النعيمي، أخبرنا محمد بن يوسف، حدثنا محمد بن إسماعيل، حدثنا ابن بكير، حدثنا الليث ، عن يونس، عن ابن شهاب، عن نافع مولى أبي قتادة الأنصاري أن أبا هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم وإمامُكم منكم»[2]؟ .

وقال الحسن وجماعة: «وإنه» يعني وإن القرآن لعلم للساعة يعلمكم قيامها، ويخبركم بأحوالها وأهوالها، **﴿فلا تَمْتَرُنَّ بها﴾**، فلا تشكنّ فيها، قال ابن عباس: لا تكذبوا بها، **﴿واتبعونِ﴾**، على التوحيد، **﴿هذا﴾**، الذي أنا عليه، **﴿صراطٌ مستقيمٌ﴾** .

﴿ولا يَصُدَّنكم﴾، لا يصرفنكم، **﴿الشيطانُ﴾**، عن دين الله، **﴿إنه لكم عدوٌ مبينٌ﴾** .

﴿ولمّا جاءَ عيسى بالبيناتِ قالَ قد جئتُكم بالحكمةِ﴾، بالنبوة، **﴿ولأُبيّنَ لكم بعضَ الذي تختلفون فيه﴾**، من أحكام التوراة، قال قتادة: يعني اختلاف الفرق الذين تحزبوا على أمر عيسى. قال الزجاج: الذي جاء به عيسى في الإنجيل إنما هو بعض الذي اختلفوا فيه، وبيّن لهم في غير الإنجيل ما احتاجوا إليه. **﴿فاتقوا الله وأطيعون﴾** .

﴿إنَّ الله هو ربي وربُكم فاعبدوه هذا صراطٌ مستقيمٌ * فاختلفَ الأحزابُ من بينهم فويلٌ للذين ظلموا من عذابِ يومٍ أليمٍ * هل ينظرون إلّا الساعةَ﴾، يعني أنها تأتيهم لا محالة فكأنهم ينتظرونها، **﴿أنْ تأتيَهُم بغتةً﴾**، فجأة، **﴿وهم لا يشعرون﴾** .

---

(١) انظر: أبو داود في الملاحم، باب: خروج الدجال: ٦/١٧٧، مسند الإمام أحمد: ٢/٤٠٦، ٤٣٧ .

(٢) أخرجه البخاري في الأنبياء، باب: نزول عيسى بن مريم عليهما السلام: ٦/٤٩١، ومسلم في الأنبياء، باب نزول عيسى ابن مريم حاكماً بشريعة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم برقم: (١٥٥): ١/١٣٦، والمصنف في شرح السنة: ١٥/٨٢ .

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾ وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا﴾

أخبرنا أبو سعيد الشريحي، أخبرنا أبو إسحاق الثعلبي، أخبرنا أبو بكر عبد الرحمن بن عبد الله الحمشاوي، أخبرنا أحمد بن جعفر بن **حمدان القطيعي**، حدثنا عبد الله بن أحمد بن حنبل، حدثني أبي، حدثنا عبد الله بن نمير، حدثنا حجاج بن دينار الواسطي، عن أبي غالب عن أبي أمامة قال: قال رسول الله ﷺ: «ما ضلّ قوم بعد هدىً كانوا عليه إلّا أُوتوا الجَدَل»، ثم قرأ: «ما ضربوه لك إلّا جدلاً بل هم قوم خَصِمُون»[1].

ثم ذكر عيسى فقال: ﴿**إنْ هُوَ**﴾، **ما هو**، يعني عيسى عليه السلام، ﴿**إلّا عبدٌ أنعمنا عليه**﴾، بالنبوة، ﴿**وجعلناه مثلاً**﴾ آية وعبرة، ﴿**لبني إسرائيل**﴾، يعرفون به قدرة الله عزّ وجلّ على ما يشاء حيث خلقه من غير أب.

﴿**ولو نشاءُ لجعلنا منكم ملائكةً**﴾، أي ولو نشاء لأهلكناكم وجعلنا بدلاً منكم ملائكة، ﴿**في الأرض يَخْلُفون**﴾، يكونون **خلفاً** منكم يعمرون الأرض ويعبدونني ويطيعونني. وقيل: يخلف بعضهم بعضاً.

﴿**وإنّه**﴾، يعني عيسى عليه السلام، ﴿**لَعِلْمٌ للساعةِ**﴾، يعني نزوله من أشراط الساعة يعلم به قربها، وقرأ ابن عباس وأبو هريرة وقتادة: «وإنه لَعَلَمٌ للساعة» بفتح اللام والعين أي أمارة وعلامة.

وروينا عن النبي ﷺ: «لَيُوشكنّ أن ينزل فيكم ابن مريم حَكماً عادلاً يكسر الصليب، ويقتل الخنزير ويضع الجزية، وتهلك في زمانه الملل كلها إلّا الإسلام»[2].

ويُروى: «أنه ينزل على ثنية بالأرض المقدسة، وعليه ممصرتان[3]، وشعر رأسه دهين، وبيده حربة وهي التي يقتل بها الدجال، فيأتي بيت المقدس والناس في صلاة العصر، فيتأخر الإمام **فيقدّمه**

---

(١) أخرجه الترمذي في التفسير (تفسير سورة الزخرف): ٩/١٣٠-١٣١ وقال: «هذا حديث حسن صحيح، إنما نعرفه من حديث حجاج بن دينار، وحجاج ثقة مقارب الحديث، وأبو غالب اسمه حزَوَّر»، وابن ماجه في المقدمة، باب: اجتناب البدع والجدل برقم: (٤٨): ١/١٩، والإمام أحمد: ٥/٢٥٢-٢٥٦، والحاكم: ٢/٤٤٨ وقال: «حديث صحيح الإسناد ولم يخرجاه ووافقه الذهبي، واللالكائي في شرح أصول اعتقاد أهل السنة: ١/١١٤، وابن أبي عاصم في السنة: ١/٤٨، وحسَّن الألباني إسناده، وعزاه السيوطي في الدر المنثور: ٧/٣٨٥-٣٨٦ لعبد بن حميد وسعيد بن منصور وابن المنذر والطبراني وابن مردويه والبيهقي في شعب الإيمان.

(٢) أخرجه البخاري في الأنبياء، باب: نزول عيسى بن مريم عليهما السلام: ٦/٤٩٠-٤٩١ ومسلم في الإيمان، باب نزول عيسى ابن مريم حاكماً بشريعة نبينا محمد صلى الله عليه وسلم برقم: (١٥٥) ١/١٣٥، والمصنف في شرح السنة: ١٥/٨٠.

(٣) تثنية ممصَّرة وهي الثياب التي فيها صفرة خفيفة.

الدر المنثور
في
التفسير بالمأثور

لجلال الدين السيوطي
(٨٤٩هـ - ٩١١هـ)

تحقيق
الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية

الدكتور عبد السند حسن يمامة

الجزء الثالث عشر

عيسى ، يَمْكُثُ فى الأرضِ أربعين سنةً ، تكونُ تلك الأربعون[1] أربعَ سنين ، يَحُجُّ ويَعْتَمِرُ .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، عن مجاهدٍ : (وإنَّه لعَلَمٌ للساعةِ) . قال : آيةٌ للساعةِ خُرُوجُ عيسى ابنِ مريمَ قبلَ يومِ القيامةِ[2] .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، عن الحسنِ : (وإنَّه لعَلَمٌ للساعةِ) . قال : نزولُ عيسى[3] .

وأخرَج عبدُ الرزاقِ ، وعبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، عن قتادةَ : (وإنَّه لعَلَمٌ للساعةِ) . قال : نُزولُ عيسى عَلَمٌ[4] للساعةِ ، وناسٌ يَقولُون : القرآن عَلَمٌ للساعةِ[5] .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ عن شيبانَ قال : كان الحسنُ يَقولُ : (وإنَّه لعَلَمٌ للساعةِ) . قال : هذا القرآنُ .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ عن عاصمٍ ، أنه قرَأ : ﴿ وَإِنَّهُۥ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ ﴾[6] . بخَفْضِ العينِ .

٢١/٦ وأخرَج /عبدُ بنُ حميدٍ عن حمادِ بنِ سلمةَ قال : قرَأْتُها فى مصحفِ أُبَيٍّ :

---

(١) فى الأصل ، ص ، ف١ ، ح١ : « الأربعين » .

(٢) ابن جرير ٦٣٢/٢٠ ، ٦٣٣ .

(٣) ابن جرير ٦٣٢/٢٠ .

(٤) ليس فى : الأصل .

(٥) عبد الرزاق ١٩٨/٢ ، وابن جرير ٦٣٣/٢٠ .

(٦) بعده فى م : « قال : هذا القرآن » .

(وإنه لَذِكْرٌ للساعةِ)[١] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ ، من طرقٍ عن ابنِ عباسٍ : (وإنَّه لعَلَمٌ للساعةِ) . قال : نزولُ عيسَى[٢] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ عن مجاهدٍ : ﴿وَلِأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ ٱلَّذِى تَخْتَلِفُونَ فِيهِ﴾ . قال : من تبديلِ التوراةِ[٣] .

قولُه تعالى : ﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا ٱلسَّاعَةَ﴾ الآية .

أخرَج ابنُ مَرْدُويَه عن أبى سعيدٍ قال : قال رسولُ اللهِ ﷺ : «تقومُ الساعةُ والرجلان يَحْلُبان اللِّقْحةَ[٤] ، والرجلان يَطْوِيانِ الثَّوبَ» . ثم قرَأ : « ﴿هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا ٱلسَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ﴾ » .

قولُه تعالى : ﴿ٱلْأَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا ٱلْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾﴾ الآية .

أخرَج ابنُ مَرْدُويَه عن سعدِ بنِ معاذٍ قال : قال رسولُ اللهِ ﷺ : «إذا كان يومُ القيامةِ انقطَعَتِ الأرحامُ ، وقَلَّتِ الأسبابُ[٥] ، وذَهَبَتِ[٦] الأُخُوَّةُ إلا الأُخُوَّةَ فى اللهِ» . وذلك قولُه : ﴿ٱلْأَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا ٱلْمُتَّقِينَ﴾ .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، عن مجاهدٍ : ﴿ٱلْأَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ

---

(١) مختصر الشواذ لابن خالويه ص ١٣٨ . وهى قراءة شاذة لمخالفتها رسم المصحف .
(٢) ابن جرير ٦٣١/٢٠ ، ٦٣٢ .
(٣) ابن جرير ٦٣٦/٢٠ .
(٤) اللقحة : الناقة القريبة العهد بالنِّتاج . النهاية ٢٦٢/٤ .
(٥) فى م : « الأنساب » .
(٦) فى الأصل : « قلت » .

محققو عن نسخة خطية كاملة، وعن مطبوعة الشعب وأكثر من عشر نسخ خطية أخرى يستوعب مجموعها التفسير كله.

تفسير القرآن العظيم

للحافظ

أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي

(٧٠٠ - ٧٧٤هـ)

تحقيق

سامي بن محمد السلامة

الجزء السابع

الصافات - الواقعة

دار طيبة للنشر والتوزيع

خَصِمُونَ﴾[١].

وقوله: **﴿إِنْ هُوَ إِلاَّ عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ﴾** يعنى: عيسى، عليه السلام، ما هو إلا عبد [من عباد الله][٢] أنعم الله عليه بالنبوة والرسالة، **﴿وَجَعَلْنَاهُ مَثَلاً لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ﴾** أى: دلالة وحجة وبرهانا على قدرتنا على ما نشاء.

وقوله: **﴿ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم ﴾** أى: بدلكم [٣] **﴿مَّلائِكَةً فِي الأَرْضِ يَخْلُفُونَ﴾**، قال السدى: يخلفونكم فيها. وقال ابن عباس، وقتادة: يخلف بعضهم بعضا، كما يخلف بعضكم بعضا. وهذا القول يستلزم الأول. وقال مجاهد: يعمرون الأرض بدلكم.

وقوله: **﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾**: تقدم تفسير ابن إسحاق: أن المراد من ذلك : ما بُعث به عيسى، عليه السلام، من إحياء الموتى وإبراء الأكمه والأبرص، وغير ذلك من الأسقام. وفى هذا نظر. وأبعد منه ما حكاه قتادة، عن الحسن البصرى وسعيد بن جبير: أى الضمير فى **﴿وَإِنَّهُ﴾**، عائد على القرآن، بل الصحيح أنه عائد على عيسى [عليه السلام][٤]، فإن السياق فى ذكره، ثم المراد بذلك نزوله قبل يوم القيامة، كما قال تبارك وتعالى: **﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلاَّ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾** أى: قبل موت، عيسى، عليه الصلاة والسلام، ثم **﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾** [النساء:١٥٩]، ويؤيد هذا المعنى القراءة الأخرى: «وإنه لعَلَم للساعة» أى: أمارة ودليل على وقوع الساعة، قال مجاهد: **﴿وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾** أى: آية للساعة خروج عيسى ابن مريم قبل يوم القيامة. وهكذا روى عن أبى هريرة [رضى الله عنه][٥]، وابن عباس، وأبى العالية، وأبى مالك، وعكرمة، والحسن، وقتادة، والضحاك، وغيرهم.

وقد تواترت الأحاديث عن رسول الله ﷺ، أنه أخبر بنزول عيسى [ابن مريم][٦]، عليه السلام، قبل يوم القيامة إمامًا عادلا ، وحكما مقسطا.

وقوله: **﴿فَلا تَمْتَرُنَّ بِهَا﴾** أى: لا تشكوا [٧] فيها، إنها واقعة وكائنة لا محالة، **﴿وَاتَّبِعُونِ﴾** أى: فيما أخبركم به **﴿هَذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ . وَلا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ﴾**أى: عن اتباع الحق **﴿إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ . وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُم بِالْحِكْمَةِ﴾** أى: بالنبوة **﴿وَلأُبَيِّنَ لَكُم بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ﴾**.

قال ابن جرير: يعنى من الأمور الدينية لا الدنيوية[٨] . وهذا الذى قاله حسن جيد، ثم رد قول من زعم أن «بعض» هاهنا بمعنى «كل»، واستشهد بقول لبيد الشاعر:

---

(١) تفسير الطبرى (٢٥/ ٥٣) .
(٢) زيادة من ت، م.
(٣) فى ت: «بدلا منكم».
(٤، ٥) زيادة من ت.
(٦) زيادة من ت، م.
(٧) فى ت، م، أ: «تشكون».
(٨) تفسير الطبرى (٢٥/ ٥٥).

* اک طرف حضرت ابن عباسؓ سے منقول ممیتک بخاری

دوسری طرف نزول انہ لعلم للساعۃ الزخرف - 62 غیر احمدی 61

* جیسے ہم وفات بھی مانتے ہیں اور نزول بھی یعنی جو وفات پا گیا اسی کا ہی نزول نہیں بلکہ آنے والے کو اسکا نام دیا گیا کیونکہ موت کے بعد واپسی نہیں ہاں کسی اور آنے والے کو بے شک وہی نام دیا گیا جیسے یہودی بھی ایلیاہ کو آسمان پر مانتے تھے ان سے وعدہ بھی تھا کہ وہ ایلیاہ آئیں گے مگر بھیجا یوحناؑ کو اور عیسیٰؑ نے بھی اسکا انکار نہیں کیا بلکہ یہی کہا کہ وہ ایلیاہ جو آنے والا تھا یہی یوحناؑ ہے اور جب خود یوحناؑ سے پوچھا گیا تو انہوں نے انکار کیا کہ وہ ایلیاہ نہیں حضرت عیسیٰ اپنے قول میں سچے تھے اور حضرت یوحناؑ اپنے انکار میں اسلئے کہ یہ اس عقیدہ کا رد تھا کہ وہی پہلے والا ایلیاہ میں نہیں اور حضرت عیسیٰ انہیں مثیل کے طور پر پیش کرنے میں سچے

اسی طرح دیگر مثالیں

حاتم طائی کہنا دلیس قتیبہ

لويس معلوف

المنجد في اللغة

الطبعة الجديدة

طبعة مزدانة بأربعين لوحة ملونة

وأقيموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان
بحمد الله طبع كتاب مفيد في تنقيد الرجال الذي نقاد فن الرجال أعني
ميزان الاعتدال
في نقد الرجال
بأمر المولوي محمد خادم حسين العظيم آبادي سلمه ذو الايادي

[illegible] الحسين وهو كما قال فيه الشعث ابو حاتم صدوق وقال ابو الحسين بن المنادي
كان مجلسه يحزر باكثر من مائة الف انسان قلت وكان من ائمة السنة فلولا الحق احتج به البخاري عاصم
بن عمر بن قتادة المدني احد علماء التابعين وثقه ابن معين وابو زرعة قال عبد الحق وضعفه غيرهما فرد هذا
عليه ابن القطان وقال وصدق لم يعرف احدا ضعفه عاصم بن عمر بن حفص العمري اخو عبيد الله وعبد الله روى
عن عبد الله بن دينار وعاصم بن عبيد الله وعنه ابن وهب واسمعيل بن ابي اويس وجماعة ضعفه احمد وقال
البخاري منكر الحديث وقال ابن حبان لا يجوز الاحتجاج به وقال النسائي متروك عبد الله بن نافع الصايغ
عن عاصم بن عمر عن عبد الله بن دينار عن ابن عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سابق بين الخيل وجعل بينهما
سبقا وجعل بينهما محللا وقال لا سبق الا في نصل او حافر عبد الله بن نافع عن عاصم بن عمر عن عبد الله عن ابن
عمر ان النبي صلى الله عليه وسلم قال من لبد راسه فقد وجب عليه الحلاق وبه انا اول من تنشق عنه الارض
ثم ابو بكر ثم عمر الحديث وبه مرفوعا انما هذه ثم عليكن بظهور الحصر قال ابن عدي احاديثه حسان على ضعفه
عاصم بن عمر بن عروة ليس بمعروف عاصم بن عمرو عن علي لا يعرف وقال عاصم بن عمر ما روى
عنه سوى عمرو بن سليم الزرقي قيل وثقه النسائي وصحح خبره الترمذي في فضل المدينة عاصم
ابن عمير البجلي عن ابي امامة الباهلي وعنه فرقد السبخي وغيره لا باس به ان شاء الله وهو [illegible]
قال ابن ابي حاتم سالت ابي عنه فقال صدوق كتبه البخاري في كتاب الضعفاء فسمعت ابي يقول يحول من هناك عاصم
بن كليب الجرمي الكوفي عن ابيه كليب بن شهاب وابي بردة وجماعة وعنه شعبة وعلي بن عاصم وطائفة وكان من
العباد الاولياء لكنه مرجئ وثقه يحيى بن معين وغيره وقال ابن المديني لا يحتج بما انفرد به قال ابو حاتم صالح قال
توفي سنة سبع وثلثين ومائة عاصم بن لقيط بن صبرة عن ابيه ما روى عنه سوى اسمعيل بن كثير المكي قال النسائي
ثقة وقيل يروي عاصم عن ابيه عنه عاصم بن مخلد عن ابي الاشعث الصنعاني لا يعرف تفرد عنه قزعة بن سويد له
عن ابي الاشعث عن شداد بن اوس مرفوعا من قرض ثلث اشعار بعد العشاء لم تقبل الله له صلوة تلك الليلة عاصم
ابن مضرس عن سفيان الثوري قال ابو حاتم منكر الحديث وقال العقيلي حديثه غير محفوظ عاصم بن
ابي النجود احد السبعة القراء هو عاصم بن بهدلة الكوفي مولى بني اسد ثبت في القراءة وهو في الحديث دون الثبت
صدوق يهم قال يحيى القطان ما وجدت رجلا اسمه عاصم الا وجدته رديء الحفظ وقال النسائي ليس بحافظ
وقال الدارقطني في حفظ عاصم شيء وقال ابو حاتم محله الصدق وقال ابن خراش في حديثه نكرة قلت هو حسن
الحديث وقال احمد وابو زرعة ثقة قلت خرج له الشيخان لكن مقرونا بغيره لا اصلا وانفرادا توفي في اخر سنة سبع
وعشرين ومائة يحيى القطان سمعت شعبة يقول ثنا عاصم بن ابي النجود وفي النفس ما فيها ابن عيينة ثنا عاصم عن

مِيزانُ الاعتِدَال

في نقد الرّجال

تأليف

الإمام الحافظ شمس الدّين محمد بن أحمد الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هـ

ويليه

ذيل ميزان الاعتدال

للإمام أبي الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي

المتوفى سنة ٨٠٦ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ علي محمد معوّض — الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنّة

خبير التحقيق بمجمع البحوث الإسلامية
وعضو المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية

الجزء الرّابع

المحتوى:
عاصم ـ عبد

دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

٤٠٧١ [٤٤٠١] ـ عَاصِمُ بنُ مَخْلَدٍ[١]. عن أبي الأشعث الصنعاني. لا يُعرف. تفرّد عنه قَزَعة بن سُويد.

له: عن أَبِي الأَشْعَث، عن شداد بن أوس ـ مرفوعاً: مَنْ قرض بيت شعر بعد العشاء لم يقبل[٢] [الله][٣] له صلاةً تلك الليلة[٤].

٤٠٧٢ [٤٤٠٢] ـ عَاصِمُ بنُ[٥] مُضَرِّسٍ[٦]. عن سفيان الثوري.

قال أَبُو حَاتِم: منكر الحديث.

وقال العُقَيْلي: حديثه غير محفوظ.

٤٠٧٣ [٣٤٢٨ ت] ـ عَاصِمُ بنُ أَبِي النُّجُودِ [٧] (عو، خ، م قرنه). أحد [٨] السبعة القرّاء. هو عاصم بن بَهْدَلَةَ الكُوفِيُّ مَوْلَىٰ بَنِي أَسَدٍ، ثبت في القراءة، وهو في الحديث دون الثبت صدوقٌ يَهِمُ.

---

(١) ينظر: تعجيل المنفعة: ٥٠٢، الجرح والتعديل: ٦/ ٣٥٠، الثقات: ٧/ ٢٥٨.

(٢) في ب: لم تقبل له.

(٣) سقط في ب.

(٤) أخرجه أحمد في المسند ٤/ ١٢٥ وذكره الهيثمي في الجمع ١/ ٣١٥، ٨/ ١٢٢ وابن أبي حاتم في العلل برقم (٢٢٨٥) وذكره الحافظ في القول المسدد (٢٩) والشوكاني في الفوائد (٢٩٢) وابن الجوزي في الموضوعات ١/ ٢٦١ والسيوطي في اللآلىء ١/ ١١٣ وذكره وأخرجه العقيلي في الضعفاء ٣/ ٣٣٩ وذكره ابن عراق في تنزيه الشريعة ٢/ ٢٦٦ وعزاه للعقيلي من حديث شداد بن أوس، وفيه قزعة بن سويد مضطرب الحديث كثير الخطا. عن عاصم بن مخلد مجهول (تعقب) بأن الحديث في مسند أحمد من هذا الوجه، وقال الهيثمي في المجمع: قزعة وثقه ابن معين وضعفه غيره وبقية رجاله وثقوا، وقال الحافظ ابن حجر في القول المسدد: ليس في شيء مما ذكره أبو الفرج ما يقضي بالوضع، وعاصم ليس بمجهول بل ذكره ابن حبان في الثقات ولم ينفرد به بل تابعه عبد القدوس بن حبيب أخرجه البغوي في الجعديات (قلت) لا عبرة بمتابعة عبد القدوس لأنه رمي بالكذب والوضع والله أعلم، وقزعة حاصل كلامهم فيه أن حديثه في مرتبة الحسن، وورد من حديث ابن عمر أورده ابن أبي حاتم في العلل من طريق موسى بن أيوب عن الوليد بن مسلم عن الوليد بن أبي السائب قال: سمعت أبا الأشعث قال سمعت عبد الله بن عمر فذكره، ونقل عن أبيه أن الصواب وقفه، وأن موسى أخطأ في رفعه انتهى ملخصاً وذكر في اللسان أن حديث ابن عمر الموقوف أخرجه محمد بن نصر المروزي في كتاب الصلاة، عن إسحاق وهو ابن راهويه عن الوليد بن مسلم بسنده السابق.

(٥) المغني ١/ ٣٢٢، الجرح والتعديل: ٦/ ٣٥١، الضعفاء الكبير ٣/ ٣٣٨.

(٦) في اللسان: بن مضر.

(٧) ينظر: تهذيب الكمال: ٢/ ٦٤٠، تهذيب التهذيب: ٥/ ٥٨ (٩٥)، تقريب التهذيب: ١/ ٣٨٦ (٣١) خلاصة تهذيب الكمال: ٢/ ٢٠، تاريخ البخاري الكبير: ٦/ ٤٨٧، تاريخ البخاري الصغير: ٢/ ٩، الوافي بالوفيات: ١٦/ ٥٧٢، طبقات ابن سعد: ٥/ ٣٠١، ٦/ ٢٢٦، الثقات: ٧/ ٢٥٦.

(٨) في ب: أحد الأئمة السبعة.

قال يَحْيَى القَطَّانُ: ما وجدتُ رجلاً اسمه عاصم إلاّ وجدته رديء الحفظ.

وقال النَّسَائِيّ: ليس بحافظ.

وقال الدَّارَقُطْنِيُّ: في حِفْظ عاصم شيء.

وقال أَبُو حَاتِمٍ: محلّه الصدق.

وقال ابنُ خِرَاشٍ: في حديثه نكرة.

قلت: هو حسن الحديث.

وقال أَحْمَدُ وأَبُو زُرْعَةَ: ثقة.

قلت: خرّج له الشيخان لكن مقروناً بغيره لا أَصْلاً وانفراداً.

توفي في آخر سنة سبع وعشرين ومائة.

يَحْيَى القَطَّانُ، سمعت شعبة يقول: حدثنا عاصم بن أبي النجود ـ وفي النفس ما فيها.

ابن عُيَيْنَةَ، حدثنا عاصم عن زِرّ، قال لي عَبْدالله: هل تدري يا زِرّ ما الحفَدة؟ قلت: نعم، هن حفدة الرجل من ولده وولد ولده. قال: لا، ولكنهم الأصهار. قال عاصم: فقال لي الكلبي: أصاب زِر، وكذب الكلبي؛ لعمر الله.

وقال أَحْمَدُ بنُ حَنْبَلَ: كان ثقة، أنا أختار قراءته.

وقال ابنُ سَعْدٍ: ثقة إلاّ أنه كثير الخطأ في حديثه.

وقال أَبُو حَاتِمٍ: ليس محله أن يقال ثقة.

٤٠٧٤ [٤٤٠٠] ـ عَاصِمُ بنُ مُهَاجِرٍ الكَلاَعِيُّ[١]. روى عنه أبو اليمان. عن أبيه، أو عن أنس ـ مرفوعاً: الخطُّ الحسن يزيد الحقَّ وضوحاً[٢]. هذا خبر منكر.

٤٠٧٥ [٣٤٢٩ ت] ـ عَاصِمُ بنُ هِلاَلٍ البَارِقِي[٣] (س). عن أيوب وجماعة. وعنه ابن المديني، والفلاّسُ.

قال أَبُو دَاود: [ليس به بأس][٤].

---

(١) ينظر اللسان ٢/٣٥٨.

(٢) ذكره المتقي الهندي في الكنز (٢٩٣٠٤) وعزاه للديلمي في مسند الفردوس.

(٣) ينظر: تهذيب الكمال: ٢/ ٦٤١، تهذيب التهذيب: ٥/٥٨، تقريب التهذيب: ١/ ٣٨٦ (٣٣)، خلاصة تهذيب الكمال: ٢/ ٢٠، الكاشف: ٢/ ٥٣، تاريخ البخاري الكبير: ٧/ ٣٤٨، الجرح والتعديل: ٦/ ١٩٣٨، الثقات: ٧/ ٥٧، تاريخ الدوري: ٢/ ٢٨٤، علل ابن المديني: ٨٦، علل أحمد: ١/ ١٤٢، المجروحين لابن حبان: ٢/ ١٢٩، سؤالات البرقاني للدارقطني: ت ٣٤٠، ديوان الضعفاء: ت ٢٠٤٣، المغني: ت ٢٩٩٦، أبو زرعة الرازي: ٥٣٦.

(٤) سقط في ب.

الحمد لله الذى وفقنا و يسر لنا طبع

﴿ الجزء العاشر ﴾

﴿ من كتاب ﴾

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه و كرمه آمين

﴿ الطبعة الاولى ﴾

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٧) هجرية

على فابى فقطع عرقوبه · قال ابن المدينى قلت لسفيان فى اى شيء عرقب قال في التشيع قال علي وهو الذى مر به ابن ابي طالب وهو يتنقص فقال تعرف الناسخ والمنسوخ قال لا قال هلكت واهلكت وقد ذكره الجوزجانى في الضعفاء فقال زائغ جائر عن الطريق يريد بذلك ما نسب اليه من التشيع والجوزجانى مشهور بالنصب والانحراف فلا يقدح فيه قوله وقال ابن حبان في الضعفاء كان يخالف الاثبات في الروايات وينفرد بالمناكير ·

(٣٠٠) د ـ مصرف بن عمرو بن السري (١) اليامى الهمداني ابو القاسم و يقال ابو عمرو · روى عن يونس بن بكير وابى سعد الصغانى وعبد الله بن ادريس وابي اسامة و غيرهم · قال ابوزرعة كوفى ثقة وقال مطين مات سنة اربعين و مائتين و ذكره ابن حبان فى الثقات · قلت · ثم حكى عن ابيه احمد ابن مصرف انه يكنى ابا بكير ·

(٣٠١) د ـ مصرف بن عمرو بن كعب و يقال مصرف بن كعب بن عمرو اليامى الكوفي · روى حديثه طلحة بن مصرف عن ابيه عن جده وقد سبق الكلام عليه في ترجمة كعب بن عمرو اليامى الكوفى · روى حديثه طلحة بن مصرف ·

من اسمه مصعب

(٣٠٢) د س ق ـ مصعب بن ثابت بن عبد الله بن الزبير بن العوام الاسدى ارسل عن جده وروى عن ابيه وعمه عامر وابن عم ابيه عكاشة بن مصعب وابن عم ابيه الآخر هشام بن عروة ونافع مولى ابن عمر وابن المنكدر وعطاء ابن ابي رباح وابي حازم بن دينار واسمعيل بن محمد بن سعد وجماعة · وعنه ابنه

(١) السري بتشديد الراء واليامى بالتحتانية ١٢ تقريب عبد الله

ابراهيم بن جنيد عن يحيى بن معين ليس به بأس . قال ابن المديني قلت ليحيى ابن سعيد تعرف هذا الشيخ قال لا لقيته في طريق وقال ابن خزيمة ثقة

(٢٩٨) تمييز - المشمعل بن ملحان الطائي الضبي الكوفي نزيل بغداد . روى عن محمد بن عمرو بن علقمة والنضر بن ابي عمر الخزاز وصالح بن حيان وعبد الملك بن هارون بن عنترة ومحمد بن عبيد الله العرزمي والحجاج بن ارطاة وغيرهم . روى عنه ابو العوام الرياحي وبشر بن آدم الضرير ومهدي ابن حفص وابو ابراهيم الترجماني واسحاق بن ابي اسرائيل وغيرهم . قال ابراهيم بن الجنيد عن ابن معين ما ارى كان به بأس وقال الدارقطني ضعيف وذكره ابن حبان في الثقات

الميم مع الصاد

من اسمه مصدع ومصرف

(٢٩٩) م ٤ - مصدع (١) ابو يحيى الاعرج المعرقب مولى عبد الله بن عمرو يقال مولى معاذ بن عفراء . روى عن علي والحسن وابن عباس وابن عمرو بن العاص وعائشة . وعنه سعد بن اوس العدوي وسعيد بن ابي الحسن البصري وعمار الدهني وشمر بن عطية وابو رزين الاسدي وهلال بن يساف . قال ابو حاتم مصدع ابو يحيى الاعرج الانصاري يقال مولى ابن عفراء وكذا قال احمد وقال ابن المديني سمعت ابن عيينة قال عمار الدهني كان مصدع عالما بابن عباس . قلت انما قيل له المعرقب لان الحجاج او بشر بن مروان عرض عليه سب

(١) مصدع بكسر اوله وسكون ثانيه وفتح ثالثه والمعرقب في الخلاصة بفتح القاف ١٢ المصحح

ميزان الاعتدال

في نقد الرجال

تأليف

الإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هـ

ويليه

ذيل ميزان الاعتدال

للإمام أبي الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي

المتوفى سنة ٨٠٦ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ علي محمد معوض — الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة

خبير التحقيق بمجمع البحوث الإسلامية

وعضو المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية

الجزء الخامس

المحتوى:

عبيد الله ـ ليث

دار الكتب العلمية

بيروت ـ لبنان

٦٦٥٣ [٦٥٢٩] - غَالِبُ بْنُ غَزْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ[١]. عن صدقة بن يزيد. ما حدث عنه سوى هشام بن عمار.

٦٦٥٤ [٦٥٣٠] - غَالِبُ بْنُ فَائِدٍ[٢]. عن سُفيان الثوري.

قال أَبُو حَاتِمٍ: لا بأس به.

وقال الأَزْدِيُّ: يتكلمون فيه.

وقال العُقَيْلِيُّ: يخالف في حديثه. روى عنه سهل بن عثمان العسكري.

قلت: وهم في إسناد.

٦٦٥٥ [٦٥٣١] - غَالِبُ بْنُ قُرَّانَ[٣]. شيخ. حدّث عنه نَصْر بن علي.

قال الأزدي: مجهول ضعيف[٤].

٦٦٥٦ [٦٥٣٢] - غَالِبُ بْنُ هِلَالٍ التِّرْمِذِيُّ[٥]. عن الأعمش.

قال الأزدي: ضعيف.

٦٦٥٧ [٦٥٣٣] - غَالِبُ بْنُ وَزِيرٍ[٦]. عن ابن وهب بحديث باطل. وكان مِن أهل غَزّة قَلّ ما روى.

غَانِمٌ، غَزَالٌ

٦٦٥٨ [٦٥٣٤] - غَانِمُ بْنُ أَحْوَص[٧]. عن أبي صالح السمان.

قال الدَّارَقُطْنِيُّ: ليس بالقوي.

٦٦٥٩ [٦٥٣٥] - غَانِمُ بْنُ أَبِي غَانِمِ بن الأَحْوَصِ[٨]، هو الذي قبله إن شاء الله. روى عنه الواقدي. مجهول.

٦٦٦٠ [٦٥٣٧] - غزالُ بْنُ مَحَمّد[٩]. عن محمد بن جحادة. لا يُعرف، وخبره منكر في الحجامة.

---

(١) ينظر: المغني ٢/ ٥٠٥.

(٢) ينظر: المغني ٢/ ٥٠٥، الضعفاء والمتروكين ٢/ ٢٤٥ الضعفاء الكبير ٣/ ٤٣٤، الجرح والتعديل: ٧/ ٤٩.

(٣) ينظر: المغني ٢/ ٥٠٥، الضعفاء والمتروكين ٢/ ٢٤٥ الجرح والتعديل: ٦/ ٤٩.

(٤) وقال الحافظ: قال العجلي ثقة حكاه الداني.

(٥) ينظر: المغني ٢/ ٥٠٥، الضعفاء والمتروكين ٢/ ٢٤٥.

(٦) الضعفاء الكبير ٣/ ٤٣٤، ديوان الضعفاء ٣٣٢٢، المغني ٤٨٦٠، ثقات ٩/ ٣، تنزيه الشريعة ١/ ٩٥، الإكمال ٧/ ١٤٣، دائرة الأعلمي ٢٣/ ١٢٩.

(٧) ينظر: المغني ٢/ ٥٠٥، الضعفاء والمتروكين ٢/ ٢٤٥.

(٨) ينظر: المغني ٢/ ٥٠٥، الجرح والتعديل: ٧/ ٥٩.

(٩) ينظر: المغني ٢/ ٥٠٥.

كتاب الضعفاء

ومن نسب إلى الكذب ووضع الحديث
ومن غلب على حديثه الوهم
ومن يتهم في بعض حديثه
ومجهول روى ما لا يتابع عليه
وصاحب بدعة يغلو فيها ويدعو إليها
وإن كانت حاله في الحديث مستقيمة

تأليف
أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العقيلي
(... - ٣٢٢هـ)

تحقيق
حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي

الجزء الثالث

دار الصميعي
للنشر والتوزيع

هذا يروى، عن خريم بن فاتك، بإسناد صالح من غير هذا الوجه[1].

١٤٨١ ـ غالب بن وزير الغزي[2]:

عن ابن وهب حديثه منكر لا أصل له، ولم يأت به عن ابن وهب غيره ولا يعرف إلا به.

حدثناه محمد بن أحمد بن الوليد الكرامشي، حدثنا غالب بن وزير بغزة، حدثنا ابن وهب، عن معاوية بن صالح، عن أبي الزاهرية، عن جبير بن نفير، عن معاذ بن جبل، قال: قال رسول الله ﷺ: **«إِذَا أَحْبَبْتَ رَجُلاً فَلاَ تُمَارِيهِ، وَلاَ تُشَارِيهِ، وَلاَ تُجَارِيهِ، وَلاَ تَسْأَلْ عَنْهُ، فَعَسَى أَنْ تُوَافِقَ لَهُ، عَدُواً فَيُخْبِرُكَ بِمَا لَيسَ فِيهِ، فَيُفَرِّقُ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ»**[3].

هذا يروى من كلام الحسن البصري.

١٤٨٢ ـ غالب بن فائد[4]:

عن شريك، يخالف في حديثه، صاحب وهم.

ومن حديثه: ما حدثناه عبدالرحمٰن بن محمد بن سلم، حدثنا سهل بن عثمان العسكري، حدثنا غالب بن فايد، عن شريك، عن عبدالملك بن عمير، عن قبيصة بن جابر، قال: شكى أهل الكوفة سعداً إلى عمر، فبعث عمر فقال لسعد: كيف تصلي بهم؟ فقال: أصلي بهم صلاة رسول الله ﷺ أركد بهم في الأولين وأخف بهم في الأخريين، فقال عمر: ذلك الظن بك يا أبا إسحٰق.

ورواه ابن عيينة، وجرير، وشيبان، وهشيم، وأبو عوانة، عن عبدالملك بن عمير، عن جابر بن سمرة، عن سعد، وعمر. وقال مسعر بن

---

(١) انظر السلسلة الضعيفة (١١١٠) لشيخنا الألباني.
(٢) لسان الميزان (٥/٤٠٩ ـ ٤١٠).
(٣) انظر السلسلة الضعيفة (١٤٢٠) لشيخنا الألباني.
(٤) لسان الميزان (٥/٤٠٨).

قالَ الإمامُ عليُّ بنُ المدِينيّ :
مَعْرِفَةُ الرِّجالِ نِصْفُ العِلْمِ

لِسانُ المِيزانِ

لِلإمامِ الحافِظِ أحمدَ بنِ عليِّ بنِ حجرٍ العسقلانيّ

وُلِدَ سنة ٧٧٣، وتُوفِّيَ سنة ٨٥٢
رحمَهُ اللهُ تعالى

اعتَنَى بِهِ الشَّيخُ العلَّامة
عبد الفتّاح أبو غُدّة

وُلِدَ سنة ١٣٣٦ وتُوفِّيَ سنة ١٤١٧
رحمَهُ اللهُ تعالى

اعتَنَى بإخراجِهِ وطباعَتِهِ
سلمان عبد الفتّاح أبو غُدّة

الجزءُ السَّادس

مكتب المطبوعات الإسلاميّة

٥٩٨١ ــ غالب بن فائِد، عن سفيان الثوري. قال أبو حاتم: لا بأس به. وقال الأزدي: يتكلّمون فيه[١]. وقال العقيلي: يخالف في حديثه. روى عنه سهل بن عثمان العسكري.

قلت: وهم في إسناد، انتهى.

وبقية كلامه العقيلي: صاحبُ وَهَم. وقال أبو زرعة: شيخ كوفي، لا أعرفه.

قلت: وهو كوفيّ، أخذ القراءة عن حمزة الزيات، وروى عنه أيضاً أبو سعيد الأشجّ.

٥٩٨٢ ــ غالب بن قُرَّان[٢]، شيخ حدَّث عنه نصر بن علي. قال الأزدي: مجهول، ضعيف، انتهى.

وقال العجلي: ثقةٌ، حكاه الداني[٣].

٥٩٨١ ــ الميزان ٣:٣٣٢، ضعفاء العقيلي ٣:٤٣٤، الجرح والتعديل ٧:٤٩، ضعفاء ابن الجوزي ٢:٢٤٥، المغني ٢:٥٠٥، الديوان ٣١٥، غاية النهاية ٢:٣.

(١) لفظ الأزدي كما حكاه ابن الجوزي في «الضعفاء» ٢:٢٤٥: يتكلَّمون في حديثه.

٥٩٨٢ ــ الميزان ٣:٣٣٢، الجرح والتعديل ٧:٤٩، المؤتلف للدارقطني ٤:١٩١٧، المؤتلف لعبد الغني ١٠٦، الإكمال ٧:١١٠، ضعفاء ابن الجوزي ٢:٢٤٥، المغني ٢:٥٠٥، الديوان ٣١٥، تبصير المنتبه ٣:١١٢٤.

(٢) كذا في ص، وفي «الجرح والتعديل» غالب بن قرار، براءين، وكذلك ضبطه عبد الغني الأزدي، أما الدارقطني فقال: قران بنون في آخره. وحكى ابن ماكولا القولَيْن.

(٣) عندي في صحة هذا النقل عن العجلي توقّف. ففي «غاية النهاية» ٢:٣ في ترجمة غالب بن فائد، صاحب الترجمة السابقة: «قال أحمد بن صالح: هو ثقة، وكان جاراً لسفيان الثوري». وهذا الذي أرَى أنه الصواب، فالموثِّق هو أحمد بن صالح =

الحمد لله الذى وفقنا و يسر لنا طبع

الجزء الثامن

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه وكرمه آمين

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدر اباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٦) هجرية

الفقه فربما لم نقم حتى نسمع النداء لصلاة الفجر. وذكر الخالدي الشاعر انه قتل في ايام المنصور.

(٥٤٢) (س ــ فضيل) بن فضالة (١) القيسي البصري. روى عن ابي رجاء العطاردي وعبد الرحمن وعبيد الله ابني ابي بكرة. وروى عنه شعبة بن الحجاج. قال ابن معين ثقة وقال ابو حاتم شيخ وذكره ابن حبان في الثقات روى له النسائي حديثا واحدا في صلاة الضحى. قلت. وقال علي بن المديني لا نعرف احدا روى عن هذا الشيخ غير شعبة وقال ابن شاهين في الثقات هو ثقة.

(٥٤٣) (مدس ــ فضيل) بن فضالة الهوزني (٢) الشامي تابعي. ارسل عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم. وروى عن عبد الله بن بسر المازني وخالد بن معدان وحبيب بن عبيد وابي المخارق زهير بن سالم العنسي ويزيد بن خمير وغيرهم. وعنه صفوان بن عمرو الزبيدي وابو شيبة فرج بن يزيد الكلاعي وابو بكر بن ابي مريم ومعاوية بن صالح الحضرمي وآخرون ذكره ابن حبان في الثقات.

(٥٤٤) (ي م ٤ ــ فضيل) بن مرزوق الاغر (٣) الرقاشي ويقال الرواسي الكوفي ابو عبد الرحمن مولى بني عنزة. روى عن ابي اسحاق السبيعي وعدي بن ثابت وعطية العوفي والاعمش وميسرة بن حبيب وشقيق بن عقبة وجبلة بنت

---

(١) فضالة في التقريب بفتح الفاء والضاد المعجمة الخفيفة (والقيسي) في الخلاصة بقاف ١٢ (٢) الهوزني في التقريب بفتح الهاء والزاي بينهما واو ساكنة وزاد في المغني وبزاي ونون نسبة الى هوزن بن عوف ١٢ المصحح (٣) الاغر بالمعجمة والراء ١٢ تقريب

مصحح

مصفح وغيرهم • وعنه زهير بن معاوية ووكيع وعبد الغفار بن الحكم وحسين بن
علي الجعفي وابو اسامة والفضل بن موفق ويحيى بن آدم ويحيى بن ابي بكير ويزيد
ابن هارون ومحمد بن ربيعة الكلابي ومحمد بن فضيل ونعيم بن ميسرة النحوي
وزيد بن الحباب وابو نعيم وعلي بن الجعد وآخرون • قال معاذ بن
معاذ سألت الثوري عنه فقال ثقة وقال الحسن بن علي الحلواني سمعت
الشافعي يقول سمعت ابن عيينة يقول فضيل بن مرزوق ثقة وقال ابن ابي
خيثمة عن ابن معين ثقة وقال عبد الخالق بن منصور عن ابن معين صالح
الحديث الا انه شديد التشيع وقال احمد لا اعلم الا خيرا وقال ابن ابي حاتم
عن ابيه صالح الحديث صدوق يهم كثيرا يكتب حديثه قلت يحتج به قال
لا وقال النسائي ضعيف وقال ابن عدي ارجو انه لا بأس به وقال الحسين بن
الحسن المروزي سمعت الهيثم بن جميل يقول جاء فضيل بن مرزوق وكان
من ائمة الهدى زهدا وفضلا الى الحسن بن صالح بن حي فذكر قصة
له عند النسائي حديث عبد الله بن عمر اياكم والشح • قلت • قال مسعود عن
الحاكم ليس هو من شرط الصحيح وقد عيب على مسلم اخراجه لحديثه
قال ابن حبان في الثقات يخطئ وقال في الضعفاء كان يخطئ على الثقات
ويروي عن عطية الموضوعات وقال ابن شاهين في الثقات اختلف قول ابن
معين فيه وقال في الضعفاء قال احمد بن صالح حديث فضيل عن عطية عن
ابي سعيد حديث الله الذي خلقكم من ضعف • ليس له عندي اصل ولا هو
بصحيح وقال ابن رشدين لا ادري من اراد احمد بن صالح بالتضعيف

اعطية ام فضيل بن مرزوق · وقال العجلي جائز الحديث صدوق وكان فيه تشيع وقال احمد لا يكاد يحدث عن غير عطية •

(٥٤٥) بخ - فضيل بن مسلم · عن ابيه عن علي في النهي عن اللعب بالنرد وعنه عبيدالله بن الوليد الوصافي · وقال النسائي في الكنى ابو انس فضيل بن مسلم روى عن عطاء بن ابي رباح روى عنه اسباط · فيحتمل ان يكون هو •

(٥٤٦) بخ د س ق - فضيل بن ميسرة الازدي العقيلي (١) ابو معاذ البصري ختن بديل بن ميسرة · روى عن طاوس والشعبي وابي حريز قاضي سجستان روى عنه شعبة وسعيد بن ابي عروبة ويزيد بن زريع ومعتمر بن سليمان وابو معشر البراء ويحيى بن سعيد القطان · قال ابن المديني سمعت يحيى بن سعيد يقول قلت للفضيل بن ميسرة احاديث ابي حريز قال سمعتها فذهب كتابي فاخذته بعد ذلك من انسان وقال الاثرم عن احمد ليس به بأس وقال اسحاق بن منصور عن يحيى بن معين ثقة وقال ابو حاتم شيخ صالح الحديث وقال النسائي لا بأس به وذكره ابن حبان في الثقات وقال مستقيم الحديث · له عند (س) حديث ابن عباس في عشرة النساء وغير ذلك •

(٥٤٧) فق - فضيل الناجي (٢) مجهول وعنه حفص بن حميد القمي •

من اسمه فطر

(٥٤٨) خ ٤ - فطر بن خليفة القرشي المخزومي مولاهم ابو بكر الحناط

(١) العقيلي بالضم ١٢ خلاصة (٢) الناجي في المغني بنون وخفة جيم وشدة تحتية مغني و(الحناط) في التقريب بالمهملة والنون ١٢ المصحح الكوفي

مِيزانُ الاعتِدال

في نقد الرجال

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

تحقيق

على محمد البجاوى

المجلد الثاني

دار المعرفة

بيروت - لبنان

ص.ب : ٧٨٧٦

٣٥٨٢ — سَهْل بن أبي الصَّلْت السراج . عن الحسن . وعنه عبد الرحمن بن مهدى ، ومسلم ، وجماعة .

قال يحيى بن سعيد : روى شيئاً منكرًا عن الحسن أنه رآه يصلّى بين سطور القبور .

قلت : هو صالح الحديث .

وقال أحمد ، وابن معين : ليس به بأس . وقال يزيد بن هارون : كان معتزليًّا ، وكنت أصلّى معه فى المسجد ولا أسمع ذلك منه . وَكنتُ أعرف ذلك فيه .

وروى عبد الصمد بن عبد الوارث ، حدثنا سهل السراج ، عن الحسن أنّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم لم يجز طلاقَ المريض .

قال ابنُ عدى : أحاديثُ سهل المسندة لا بأس بها ، لعلها عشرون أو ثلاثون حديثاً . وهو غريب الحديث . وقال فيه أبو حاتم : صالح الحديث . وقال مسلم ابن إبراهيم : هو ثقة . وقال الساجى : صَدُوق .

٣٥٨٣ — سهل بن عامر البجَلى . عن مالك بن مِغْول .

كذّبه أبو حاتم . وقال البخارى : منكر الحديث .

٣٥٨٤ — سهل بن عامر النيسابورى . عن عبد الله بن نافع . رُوى عن الحاكم تكذيبه . كذا سمّى أباه ابن الجوزى ، وهو [غلط ، وإنما هو][1] ابن عَمّار .

٣٥٨٥ — سهل بن العباس الترمذى . عن إسماعيل بن عُلَيّة . تركه الدارقطنى ، وقال : ليس بثقة .

٣٥٨٦ — سهل بن عَبْد الله بن بُرَيدة المروزى . عن أبيه .

قال ابن حبان : منكر الحديث ، روى عنه أخوه أوس ، فذكر خبرًا منكرًا .

قلت : بل باطلا ، عن أخيه ، عن أبيه عَبد الله ، عن أبيه — مرفوعا : ستُبعث بعدى بعوث ، فكونوا فى بَعْثِ خراسان ، ثم انزلوا كُورة يقال لها مَرْو بَناها ذو القرنين لا يصيب أهلَها سوء .

---

(١) من ل .

٣٥٨٧ — سهل بن عَبدالله المروزى . عن عبد الملك بن مهران ، عن أبى صالح ، عن أبى هريرة — مرفوعا : مَنْ أكل الطين فقد أعان على نفسه . رواه عنه مروانُ ابن معاوية . مجهول .

٣٥٨٨ — سهل بن على . شيخ حدّث عن على بن الجَعْد وغيره . متّهم بالكذب ؛ قاله أبو مزاحم الخاقانى .

٣٥٨٩ — سهل بن عمار النيسابورى [1] [عن يزيد بن هارون وغيره . متهم . كذّبه الحاكم ؛ فقال فى تاريخه : سهل بن عمار بن عَبْد الله] [1] العتكى قاضى هراة ، ثم قد كان قاضى طرسوس ، وهو شيخُ أهل الرأى فى عصره . سمع يزيد ، وشبابة ، وجعفر بن عَوْن ، والواقدى .

قلت لمحمد بن صالح بن هانئ : لم لا تكتبُ عن سَهْل ؟ فقال : كانوا يمنعون من السماع منه .

وسمعت محمد بن يعقوبَ الحافظ يقول : كنا نختلف إلى إبراهيم بن عبد الله السَّعْدى ، وسَهْلٌ مطروح فى سكّته فلا نقربه

وقال أبو إسحاق الفقيه : كذب والله سهل على ابن نافع . وعن إبراهيم السعدى قال : إن سهل بن عمار يتقرب إلىّ بالكذب ، يقول : كتبت معك عند يزيد بن هارون ، ووالله ما سمع معى منه .

٣٥٩٠ — سهل [2] بن أبى فرقد . سيأتى [3] .

٣٥٩١ — سَهْل بن قَرِين . عن ابن أبى ذئب ، عن ابن المنكدر ، عن جابر ، عن النبى صلى الله عليه وسلم : لَاهَمَّ إلّا هَمّ الدين ، ولا وجعَ إلا وجع العين .

وبه : شكت الكعبة إلى الله قلّة زُوّارِها فأوحى الله إليها لأبعثنّ أقواما يحنّون إليك كما تحنُّ الحمامةُ إلى أفراخها . رواهما قَرِين بن سهل ، عن أبيه . وهو بصرى . غمزه ابن حِبان ، وابنُ عدى ، وكذّبه الأزدى .

(١) ليس فى س . وهو فى خ ، ل — عن الميزان . (٢) ليس فى س . وهو فى خ ، ه .
(٣) سيأتى فى الصفحة التالية (٢٤١) وفى صفحة ٢٤٤

ميزان جلد 2

كتاب
الضعفاء والمتروكين

تأليف

الشيخ الإمام

جمال الدين أبي الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد
ابن الجوزي .... الواعظ البغدادي
رحمه الله

(سفيان - غيلان)

حققه

أبو الفداء
عبد الله القاضي

الجزء الثاني

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

١٥٦٤ - **سَهْل بن سُلَيمان الأسود، القرشي، البصري**: من أصحاب شعبة.

قال أحمد: ترك الناس حديثه. وقال ابن المديني، والنسائي: ذهب حديثه.

وقال ابن عديّ: لما مات شعبة روى عنه بواطيل فتركه الناس.

١٥٦٥ - **سهل بن أبي الصلت السَّرَّاج، البصري**:

روى عن الحسن.

قال يحيى بن سعيد: روى عنه[1] شيئاً منكراً أنه رآه يصلي بين سطور القبور[2].

١٥٦٦ - **سهل بن عامر البجليّ**:

روى عن [مالك بن][3] مِغْوَل.

قال أبو حاتم الرازي: كان يفتعل الحديث. وقال البخاريّ: منكر الحديث.

١٥٦٧ - **سهل بن العباس الترمذيّ**:

يروي عن ابن عُلَيَّة.

قال الدارقطنيّ: ليس بثقة، متروك.

١٥٦٨ - **سهل بن عبد الله المَرْوزِيّ**:

يروي عن عبد الملك بن مهران حديث «مَنْ أكَلَ الطِّين....»[4].

قال أبو حاتم الرازي: وسهل، وعبد الملك: مجهولان، والحديث باطل.

وقال ابن حبان: يأتي سهل بالعجايب التي تُنْكِرها القلوب.

١٥٦٩ - **سهل بن عبد الله بن بريدة**:

يروي عن أبيه.

قال ابن حبان: منكر الحديث، يروي عن أبيه ما لا أصل له، لا يجب أن يُشْتَغَل بحديثه.

---

(١) أي روى عن الحسن شيئاً منكراً.

(٢) لحق من حاشية الأصل.

(٣) ليس هذا بكاف في جرحه وقد عدلّه الأيمة قال أحمد وابن معين: ليس به بأس، وقال الذهبي: هو صالح الحديث.

الجامع في الجرح والتعديل

لأقوال

البخاري، ومسلم، والعجلي، وأبي زرعة الرازي، وأبي داود، ويعقوب الفسوي، وأبي حاتم الرازي، والترمذي، وأبي زرعة الدمشقي، والنسائي، والبزار، والدارقطني

جمع وترتيب

السيد أبو المعاطي النوري
حسن عبد المنعم شلبي
أحمد عبد الرزاق عيد
محمود محمد خليل الصعيدي

المجلد الأول

عالم الكتب

شعبة ترك الناسُ حديثَه. قال بشر بن الحكم، حدثنا سهل بن سليمان الأسود القرشي، سمع شعبة بن الحجاج، سمعتُ يزيد بن البراء، قال عمر، مرسلٌ. (ت الكبير) ٤/٢١١٤. و(ت الصغير) ٢/٢٥٢. وقال: حدثني عَمرو بن علي، قال: سهل بن سليمان الأسود تُرك حديثه. (ت الصغير) ٢/٢٥٢.

* وقال النسائي: من أصحاب شعبة ذَهَبَ حديثُه. (الضعفاء والمتروكون) ٢٨٦.

١٧٢٢ ـ سهل بن صالح بن حكيم الأنطاكي أبو سعيد البزاز.

* قال أبو حاتم: ثقة. (العلل) ٢١٢.

١٧٢٣ ـ سهل بن أبي الصلت العيشي البصري السراج.

* قال البخاري: قال مسلم: كان ثقةً. (ت الكبير) ٤/٢١٠٣.

* وقال أبو داود: ثقةٌ. (آجري) ٤/ق ٤.

١٧٢٤ ـ سهل بن عامر البجلي الكوفي.

* قال البخاري: منكر الحديث، لا يكتب حديثه. (ت الصغير) ٢/٣٣٦.

١٧٢٥ ـ سهل بن العباس الترمذي.

* قال الدارقطني: متروك. (السنن) ١/٤٠٢. وقال: ضعيف. (العلل) ٤/ق ٨٠.

١٧٢٦ ـ سهل بن عبد الله المروزي.

* قال أبو حاتم: مجهول. (علل الحديث) ١٤٨٧.

١٧٢٧ ـ سهل بن عجلان الباهلي، ويقال سُهيل.

* قال البخاري: سهل بن عجلان الباهلي، عن أبي أمامة، روى عنه سليمان بن موسى، لم يصح عنه حديثه. (ت الكبير) ٤/٢٠٩٧.

* وذكره أبو زرعة الرازي في (أسامي الضعفاء) ١٣٦. وسماه سهيلاً.

المغني

في الضعفاء

للإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

ولد سنة ٦٧٣ وتوفي سنة ٧٤٨
رحمه الله تعالى

حققه
نور الدين عتر
أستاذ التفسير وعلوم القرآن
والحديث وعلومه
كلية الشريعة - جامعة دمشق

عني بطبعه ونشره
خادم العلم
عبد الله بن إبراهيم الأنصاري

طبع على نفقة
إدارة إحياء التراث الإسلامي
بدولة قطر

٢٦٧٠ ـ سهل بن زياد القطان أبو علي ، عن شريك ، ليس بالقوي .

٢٦٧١ ـ سهل بن سليمان الأسود ، بصري ، عن شعبة ، تركوه .

٢٦٧٢ ـ ق / سهل بن صُقَير ، عن ابن عيينه ، تكلم فيه ابن عدي ، فيه لين .

٢٦٧٣ ـ [ه‍ق‍ه] سهل بن أبي الصلت السراج ، عن الحسن ، صدوق ، وله حديث ينكر[ه وثقه أبو داود ه] .

٢٦٧٤ ـ سهل بن صخر ، لا أعرفه ، ونُقِل لي أنه ضعيف .

٢٦٧٥ ـ (سهل بن عبد الله بن بُريدة ، عن أبيه . قال ابن حبان : منكر الحديث) .

٢٦٧٦ ـ سهل بن عبد الله المروزي ، عن عبد الملك بن مهران ، مجهولان (في أكل الطين) .

٢٦٧٧ ـ سهل بن عامر البجلي ، عن مالك بن مِغْوَل ، رماه أبو حاتم بالكذب .

٢٦٧٨ ـ سهل بن العباس الترمذي ، عن ابن عُلَيَّة ، تركه الدارقطني .

٢٦٧٢ ـ « أبو الحسن الخلاطي ، أصله من البصرة ، منكر الحديث ، اتهمه الخطيب بالوضع ، من العاشرة » .

٢٦٧٣ ـ « صدوق له أفراد ، كان القطان لا يرضاه ، ، من السابعة /قد » .

المملكة العربية السعودية
وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد
مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشريف
الأمانة العامة
الشؤون العلمية

الإتقان في علوم القرآن

للحافظ أبي الفضل جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر السيوطي
(المتوفى سنة ٩١١ هـ)

تحقيق
مركز الدراسات القرآنية

الجزء الأول

ومن ذلك طريقُ ابن إسحاقَ[1] عن محمدِ بن أبي محمدٍ[2] مولى آلِ زيدِ بنِ ثابتٍ، عن عكرمةَ أو سعيدِ بنِ جُبير عنه، هكذا بالترديد[3]، وهي طريقٌ جيدةٌ وإسنادُها حسنٌ. وقد أخرج منها ابنُ جريرٍ وابنُ أبي حاتمٍ كثيراً. وفي «معجم الطبراني الكبير» منها أشياءُ.

وأَوْهَى طُرُقِه طريقُ الكلبيٌّ عن أبي صالحٍ، عن ابنِ عباسٍ، فإن انضمَّ إلى ذلك روايةُ محمدِ بن مروانَ[4] السُّدِّي الصغيرِ فهي سلسلةُ الكذبِ. وكثيراً ما يُخَرِّج منها الثعلبيُّ والواحديُّ، لكن قال ابنُ عَديٍّ في الكامل[5]: «للكلبيِّ أحاديثُ صالحةٌ، وخاصةً عن أبي صالحٍ، وهو معروفٌ بالتفسيرِ، وليس لأحدٍ تفسيرٌ أطولُ منه ولا أشبعُ، وبعده مقاتلُ بنُ سليمانَ إلا أنَّ الكلبيَّ يُفضَّلُ عليه لما في مقاتلٍ من المذاهبِ الرديئة».

وطريقُ الضحاكِ بنِ مزاحمٍ عن ابنِ عباسٍ منقطعةٌ، فإنَّ الضحَّاكَ لم

---

(١) صاحب السيرة النبوية المشهورة.

(٢) الأنصاري المدني له رواية في سنن أبي داود وثَّقه ابنُ حبان، وقال الذهبي: «لا يُعْرف»، لم تؤرَّخ وفاته. انظر: تهذيب الكمال ٢٦/ ٣٨٢، ميزان الاعتدال ٤/ ٢٦.

(٣) قال الحافظ ابن حجر: «ولا يضر لكونه يدور على ثقة» العجاب ١/ ٢٠٦.

(٤) ابن عبدالله، الكوفي مولى عبدالرحمن بن زيد بن الخطاب (ت: ١٨٦هـ)، له تفسير. انظر: تهذيب الكمال ٢٦/ ٣٩٢، طبقات المفسرين للداودي ٢/ ٢٥٤.

(٥) الكامل ٦/ ٢١٣٢.

217 تا 222

ورق من اصل کتاب

حضرت ابوہریرہؓ اصول شناسی
وغیرہ

نون کا بحث
عمل صفحہ 426

كنز العمّال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الرابع عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

أمؤمنون أم كافرون ؟ قال : مفتونٌ وكافرٌ (نعيم بن حماد ، طس ، وأبو نعيم في كتاب المهدي ، خط في التلخيص).

الدجال

٣٩٦٨٣ ـ ﴿ مسند الصديق ﴾ عن سعيد بن المسيب قال : قال أبو بكر : هل بالعراق أرضٌ يقال لها خراسان ؟ قالوا : نعم قال فان الدجال يخرج منها (ش) .

٣٩٦٨٤ ـ عن أبي بكر الصديق قال : يخرجُ الدجالُ من مرو من يهوديتها (نعيم بن حماد في الفتن).

٣٩٦٨٥ ـ عن عكرمةَ عن أبي بكر الصديق قال:يخرجُ الدجال من قبل المشرقِ من أرضٍ يقال لها خراسان (نعيم) .

٣٩٦٨٦ ـ ﴿ من مسند حذيفة بن اليمان ﴾ قلت : يارسول الله الدجالُ قبلُ أو عيسى ابن مريم ؟ قال : الدجال ثم عيسى ابن مريم ، ثم لو أن رجلاً أنتجَ فرساً لم يركب مهرها حتى تقوم الساعة (نعيم) .

٣٩٦٨٧ ﴿ أيضاً ﴾ قال رسولُ الله ﷺ : يخرُج الدجالُ

عدوُ الله ومعه جنودٌ من اليهود وأصناف النـاس ، معه جنـةٌ ونارٌ ورجالٌ يقتلهم ثم يحييهم ، معهُ جبـلٌ من ثريدٍ ونهرٌ من ماءٍ وإني سـأنعتُ لكم نعته ! إنه يخرجُ ممسوحَ العينِ ، في جبهتهِ مكتوبٌ « كافرٌ » يقرؤهُ كلُ من كان يحسنُ الكتابَ ومن لا يحسن ، فجنتهُ نارٌ ونارُه جنة ، وهو المسيـحُ الكذابُ ، ويتبعه من نساءِ اليهودِ ثلاثة عشر ألـف امرأةٍ ، فرحم الله رجلاً منـع سفيهته أن تتبعه والقوة عليه يومئذٍ بالقرآن ، فان شأنه بلاءٌ شديدٌ ، يبعثُ الله الشياطين من مشـارق الأرض ومغاربها فيقولون له : استعنْ بنا على ما شئت ، فيقول لهم : انطلقـوا فأخبروا الناس أني ربهـم وإني قد جئتهم بجنتي وناري ، فينطلق الشيـاطين فيدخل على الرجل أكثر من مائة شيطانٍ فيتمثلون له بصورة والده وولده وأخوته ومواليه ورفيقه فيقولون يافلان ! أتعرفنا ؟ فيقال لهم الرجل نعم هذا أبي ، وهذه أمي وهذه أختي وهذا أخي ، فيقول الرجل : ما نبؤكم ؟ فيقولون : بل أنت فأخبرنا ما نبؤك ، فيقـول الرجل : إنا قد أخبرنا أن عـدو الله الدجال قد خرجَ ، فيقولُ لهُ الشياطينُ : مهلاً ! لا تقل هذا ، فانه ربّكم بريد القضاء فيكم ، هذه جنتهُ قد جاءَ بها وناره ، ومعه الأنهارُ والطعامُ فلا طعام إلا ما كان قبله إلا ما شاءَ الله ؛ فيقول الرجل : كذبتم ،

ما أنتمُ إلا شياطينُ وهو الكذب ! وقد بلغنا أن رسـول الله ﷺ قد حدث حديثكم وحذرنا وأنبأنا به فلا مرحباً بكم ، أنتم الشياطين وهو عدوُّ الله ، وليسـوقن الله عيسـى ابن مريم حتى يقتله ؛ فيخسؤا فينقلبوا خاسئين . ثم قال رسـول الله ﷺ : إنما أحدثكم هذا ـ لتعقلوه وتفقهوه وتفهموه وتعوه واعملوا عليه وحدثوا به من خلفكم ، فليحدثِ الآخرُ الآخر فان فتنته أشدُّ الفتن (نعيم ، وفيه سويد بن عبد العزيز متروك) .

٣٩٦٨٨ ـ عن حذيفة قال : إن أصحابَ النبي ﷺ كانوا يسألون عن الخيرِ وكنتُ أسأل عن الشر مخافة أن أدرِكه ، وإني بينما أنا مع رسول الله ﷺ ذات يوم قلت : يا رسول الله ! أرأيتَ هذا الخيرَ الذي أعطانا الله هل بعده من شرٍّ كما كان قبله شرٌّ ؟ قال : نعم ، قلتُ : فما العصمة منه ؟ قال : السيفُ ، قلت : وهـل للسيفِ من بقيةٍ ؟ قال : هدنةٌ على دخنٍ ، قلتُ : يا رسول الله ! ما بعد الهدنة قال : دعاةٌ للضـلالة ، فان لقيت لله يومئذٍ خليفـة في الأرض فالزمه وإن أخذَ مالك وضرب ظهرك وإلا ـ وفي لفظ : فان لم يكن خليفة ـ فاهربنَّ في الأرض حدَّ هربِك حتى يدرِكـك الموتُ وأنت عاض أصل شجرةٍ ، قلت : يا رسول الله ! فما بعد دعاة الضـلالة ؟ قال :

مشكاة المصابيح

تأليف

محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي

بتحقيق

محمد ناصر الدين الألباني

الجزء الاول

المكتب الاسلامي

٥٤٧٨ - (١٥) وعن أنس ، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: « يَتْبَعُ الدجالَ من يهود أصفهانَ سبعونَ ألفاً ، عليهم الطيالسة » . رواه مسلم .

٥٤٧٩ - (١٦) وعن أبي سعيد الخدري. قال: قال رسول الله ﷺ : « يأتي الدجالُ وهو مُحَرَّمٌ عليه أن يدخلَ نِقابَ[١] المدينة ، فينزلُ بعضَ السِبَاخِ التي تلي المدينة ، فيخرجُ إليه رجل وهو خير الناس ، أو من خيار الناس ، فيقول : أشهدُ أنّكَ الدجالُ الذي حدّثنا رسولُ الله ﷺ حديثَه، فيقولُ الدجالُ : أرأيتم إن قتلتُ هذا ثم أحييتُه ، هل تشكّون في الأمر ؟ فيقولون : لا ، فيقتله ثم يحييه ، فيقول :واللهِ ما كنتُ فيكَ أشدَّ بصيرةً مني اليوم ، فيريد الدجال أن يقتلَه، فلا يُسلَّطُ عليه » متفق عليه .

٥٤٨٠ - (١٧) وعن أبي هريرةَ ، عن رسولُ الله ﷺ قال: « يأتي المسيحُ منْ قِبَلِ المشرقِ هِمَّتُه[٢] المدينة ،حتى ينزلَ دُبُرَ أُحُدٍ،ثم تَصرِفُ الملائكةُ وجهه قِبَلَ الشام ، وهنالك يهلكُ » . متفق عليه .

٥٤٨١ - (١٨) وعن أبي بكرةَ ، عن النبيِّ ﷺ قال: « لا يدخلُ المدينةَ رُعْبُ المسيح الدجّال ، لها يومئذٍ سبعةُ أبواب ، على كلِّ باب ملَكان » رواه البخاري .

٥٤٨٢ - (١٩) وعن فاطمة بنت قيس ،قالتْ :سمعتُ مناديَ رسول الله ﷺ ينادي: الصلاة جامعة ؛ فخرجت إلى المسجد فصلّيت مع رسول الله ﷺ ، فلما قضى صلاته جلس على المنبر وهو يضحك ؛ فقال: « ليلزمْ كلُّ إنسان مصلاّه » . ثم قال: « هل تدرون لِمَ جمعتكم ؟ ». قالوا : اللهُ ورسولهُ أعلم . قال: « إني واللهِ ما جمعتكم لرغبةٍ ولا لرهبة،ولكن جمعتكم لأنّ تميماً الداري كان رجلاً نصرانياً ، فجاء [فبايع][٣] وأسلم، وحدّثني حديثاً وافقَ الذي كنت أحدّثُكمْ به[٤] عن المسيحِ الدجال ، حدّثني أنه رَكِبَ في سفينة

(١) النقاب : جمع نقب وهو الطريق بين جبلين (٢) أي قصده .

(٣) زيادة من مسلم ج ٨١/١٨ (٤) كلمة « به » غير موجودة في «صحيح مسلم» .

وسلم: «يتّبعُ الدَّجالَ من أُمَّتي سبعونَ ألفاً عليهم السِّيجانُ [١]». رواه في «شرح السنَّة» [٢].

٥٤٩١ — (٢٨) وعن أسماءَ بنتِ يزيدَ، قالتْ: كانَ رسولُ الله ﷺ في بيتي، فذكرَ الدجَّالَ، فقال: «إنَّ بين يديه ثلاثَ سنينَ: سنةٌ تُمسكُ السماءُ فيها ثلُثَ قطرِها، والأرضُ ثلُثَ نباتِها. والثانيةَ تمسكُ السماءُ ثلُثي قطرِها، والأرضُ ثلُثي نباتِها. والثالثةُ تمسكُ السماءُ قطرَها كلَّه، والأرضُ نباتَها كلَّه. فلا يبقى ذاتُ ظِلفٍ ولا ذاتُ ضرسٍ من البهائمِ إلا هلكَ، وإنَّ من أشدِّ فتنته أنَّه يأتي الأعرابيَّ فيقول: أرأيتَ إنْ أحييتُ لكَ إبلكَ! ألستَ تعلمُ أني ربُّكَ؟ فيقول: بلى، فيمثّلُ له الشيطان نحوَ إبله كأحسنِ ما يكونُ ضُروعاً، وأعظمه أسنمةً». قال: «ويأتي الرجلَ قدْ ماتَ أخوهُ، وماتَ أبوهُ، فيقولُ: أرأيتَ إنْ أحييتُ لكَ أباكَ وأخاكَ ألستَ تعلمُ أني ربُّكَ؟ فيقول: بلى، فيُمثّلُ له الشياطين نحوَ أبيهِ ونحوَ أخيه». قالتْ: ثمَّ خرجَ رسولُ الله ﷺ لحاجته، ثمَّ رجعَ والقومُ في اهتمامٍ وغمٍّ مِمَّا حدَّثهم. قالت: فأخذَ بلحمتَي البابِ فقال: «مَهْيَمْ [٣] أسماءُ؟» قلتُ: يارسولَ الله! لقد خلعتَ أفئدَتنا بذكرِ الدَّجالِ. قال: «إنْ يخرجْ وأنا حيٌّ، فأنا حجيجُه، وإلا فإنَّ ربي خليفتي على كلِّ مُؤمنٍ» فقلتُ: يا رسولَ الله! والله إنا لنعجنُ عجينَنا فما نخبزه حتى نجوعَ، فكيف بالمؤمنين يومئذ؟ قال: «يُجزئُهم ما يُجزئُ أهلَ السماءِ من التسبيحِ والتقديسِ». رواه أحمد [٤].

---

(١) السيجان: جمع ساج وهو الطيلسان الأخضر.

(٢) قال الشيخ علي القاري: [قيل: في سنده أبو هارون (يعني العبدي) وهو متروك].

(٣) كلمة استفهام، أي ما حالك وما شأنك؟ أو ما وراءك؟ أو أحدث لك شيء؟

(٤) في «المسند» (٦/٤٥٥-٤٥٦) وفيه شهر بن حوشب وهو ضعيف، وفي مخطوطة الحاكم «محيي السنة في معالم التنزيل»، وهو من إلحاق بعض المتأخرين، وما ألغناه أولى لعلو طبقة أحمد، ولكثرة عزو المؤلف إليه دون «المعالم»، وفي الأصل بياض كتب عليه: إهنا بياض في الاصل، وألحق به أحمد، وأبو داود الطيالسي.

أعورُ، مطموسُ العين، ليست بناتئة ولا حَجْراء[١] فإنْ أُلبِس عليكم فاعلموا أنَّ ربَّكم ليس بأعور» رواه أبو داود[٢].

٥٤٨٦ – (٢٣) وعن أبي عبيدةَ بن الجرّاح، قال: سمعتُ رسولَ الله ﷺ يقول: «إنه لم يكن نبيٌّ بعدَ نوحٍ إلا قد أنذرَ الدجالَ قومَه، وإني أُنذركموه» فوصَفَه لنا قال: «لعلَّه سيدركه بعض من رآني أو سمع كلامي». قالوا: يارسولَ الله! فكيف قلوبنا يومئذ؟ قال: «مثلها» يعني اليوم «أو خيرٌ». رواه الترمذي، وأبو داود.

٥٤٨٧ – (٢٤) وعن عمرو[٣] بن حُريثٍ، عن أبي بكر الصدّيق، قال: حدثنا رسول الله ﷺ قال: «الدجّال يخرج من أرضٍ بالمشرق يقال لها: خراسان، يتبعه أقوام كأنَّ وجوههم المَجانُّ[٤] المطرقة». رواه الترمذي.

٥٤٨٨ – (٢٥) وعن عمران بن حصين، قال: قال رسول الله ﷺ: «من سمع بالدجّال فلْينأَ[٥] منه[٦]، فوالله إن الرجلَ ليأتيه وهو يحسب أنه مؤمنٌ، فيتبعه مما يُبعثُ به من الشبهات» رواه أبو داود[٧].

٥٤٨٩ – (٢٦) وعن أسماء بنت يزيد بن السَّكن، قالت: قال النبي ﷺ: «يمكثُ الدَّجالُ في الأرض أربعينَ سنةً، السنةُ كالشَّهر، والشهرُ كالجمعة، والجمعةُ كاليوم، واليومُ كاضطرامِ السَّعَفة[٨] في النارِ». رواه في «شرح السنة».

٥٤٩٠ – (٢٧) وعن أبي سعيدٍ الخُدريِّ، قال: قال رسولُ الله صلى اللهُ عليه

(١) الحجراء: الغائرة. (٢) اسناده جيد.
(٣) في الأصل: عمر، والتصويب من المرقاة ومخطوطة الحاكم.
(٤) المجان: جمع مجن وهو الترس. (٥) أي فليبعد.
(٦) كذا في الأصول، وفي «سنن أبي داود» (عنه) ولعله أصح. (٧) وإسناده صحيح.
(٨) أي كسرعة التهاب النار بورق النخل، فالمعنى: أن اليوم كالساعة.

مرقاة المفاتيح

للعلامة الشيخ علي بن سلطان محمد القاري المتوفى سنة ١٠١٤هـ

شرح مشكاة المصابيح

للإمام العلامة محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى سنة ٧٤١هـ

تحقيق

الشيخ جمال عيتاني

تنبيه:

وضعنا متن المشكاة في أعلى الصفحات، ووضعنا أسفل منها نص "مرقاة المفاتيح"، وألحقنا في آخر المجلد الحادي عشر كتاب "الإكمال في أسماء الرجال" وهو تراجم رجال المشكاة للعلامة التبريزي

الجزء العاشر

يحتوي على الكتب التالية

الفتن - أحوال القيامة وبدء الخلق - الفضائل والشمائل

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

الطبعة الأولى
١٤٢٢ هـ ـ ٢٠٠١ م

دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان
رمل الظريف، شارع البحتري، بناية ملكارت
هاتف وفاكس : ٣٦٤٣٩٨ ـ ٣٦٦١٣٥ ـ ٣٧٨٥٤٢ (١ ٩٦١)
صندوق بريد : ٩٤٢٤ ـ ١١ بيروت . لبنان

Dar Al-Kotob Al-ilmiyah
Beirut - Lebanon
Ramel Al-Zarif, Bohtory St., Melkart Bldg., 1st Floor
Tel. & Fax : 00 (961 1) 37.85.42 - 36.61.35 - 36.43.98
P.O.Box : 11 - 9424 Beirut - Lebanon

Dar Al-Kotob Al-ilmiyah
Beyrouth - Liban
Ramel Al-Zarif, Rue Bohtory, Imm. Melkart, 1ére Étage
Tel. & Fax : 00 (961 1) 37.85.42 - 36.61.35 - 36.43.98
B.P. : 11 - 9424 Beyrouth - Liban

«لَيفِرنَّ الناس من الدجالِ حتى يلحقوا بالجبال». قالتْ أم شريك: قلتُ: يا رسول الله! فأين العربُ يومئذٍ؟ قال: «هم قليل». رواه مسلم.

٥٤٧٨ ـ (١٥) وعن أنسٍ، عن رسول الله ﷺ قال: «يَتْبَعُ الدجالَ من يهود أصفَهانَ سبعونَ ألفاً، عليهم الطيالسة». رواه مسلم.

٥٤٧٩ ـ (١٦) وعن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ: «يأتي الدجالُ

الله ﷺ: **ليفرن**) أي ليهربن (**الناس**) أي المؤمنون (**من الدجال حتى يلحقوا بالجبال. قالت أم شريك: قلت: يا رسول فأين العرب يومئذ**) قال الطيبي [رحمه الله]: الفاء فيه جزاء شرط محذوف، أي إذا كان هذا حال الناس فأين المجاهدون في سبيل الله الذابون عن حريم الإسلام المانعون عن أهله صولة أعداء الله. فكني عنهم بها. ([**يومئذ**]. **قال: هم**) أي العرب (**قليل**) أي حينئذ فلا يقدرون عليه. (**رواه مسلم**) وكذا الترمذي ذكره السيد. ولفظ الجامع: ليفرن الناس من الدجال في الجبال. رواه أحمد ومسلم والترمذي[(١)].

٥٤٧٨ ـ (**وعن أنس عن رسول الله ﷺ قال: يتبع**) بفتح فسكون ففتح. وقال شارح: من الأتباع بتشديد التاء، أي يطيع. (**الدجال من يهود أصفهان**) بفتح الهمزة ويكسر وفتح الفاء، بلد معروف من بلاد الأرفاض. قال النووي [رحمه الله]: يجوز فيه كسر الهمزة وفتحها وبالباء والفاء انتهى. ونسخ المشكاة كلها بالفاء، وفي المشارق بفتح الهمزة. وقيدها أبو عبيد العكبري بكسر أوّله، وأهل خراسان يقولونها بالفاء مكان الباء. وفي القاموس: الصواب أنها أعجمية وقد يكسر همزها وقد يبدل باؤها فاء. وفي المغني بكسر همزة وفتحها وبفاء مفتوحة في أهل الشرق وباء موحدة في الغرب انتهى. وبه يعلم أن أصفهان اثنان فيطابق ما نقله ابن الملك من أنه قيل: المراد منه أصفهان خراسان لا أصفهان الغرب. لكن في قوله: أصفهان خراسان، مسامحة لأن أصفهان إنما هو في العراق ولكن لما كان خراسان في جهة الشرق أيضاً وكان أشهر من العراق أضيف إليه بأدنى ملابسة (**سبعون ألفاً**) وفي رواية: تسعون. والصحيح المشهور هو الأول ذكره ابن الملك. (**عليهم الطيالسة**)بفتح الطاء وكسر اللام جمع طيلسان وهو ثوب معروف. وفي القاموس: الطيلس والطيلسان مثلثة اللام عن عياض وغيره معرب، أصله تالسان جمعه الطيالسة والهاء في الجمع للعجمة. واستدل بهذا الحديث على ذم لبسه. ورواه السيوطي في رسالة سمّاها طي اللسان عن الطيلسان. (**رواه مسلم**).

٥٤٧٩ ـ (**وعن أبي سعيد قال: قال رسول الله ﷺ: يأتي الدجال**) أي يظهر في الدنيا أو

---

(١) الجامع الصغير ٢/ ٤٧٢ حديث رقم ٧٧١٤.

الحديث رقم ٥٤٧٨: أخرجه مسلم في صحيحه ٤/ ٢٢٦٦ حديث رقم (١٢٤ . ٢٩٢٤) وابن ماجه في السنن ٢/ ١٣٥٩ حديث رقم ٤٠٧٧.

الحديث رقم ٥٤٧٩: أخرجه البخاري في صحيحه ١٣/ ١٠١. حديث رقم ٧١٣٢. والترمذي ٤/ ٤٤٦ حديث رقم ٢٢٤٢. وأحمد في المسند ٥/ ٣٢.

كالجمعةِ، والجمعةُ كاليومِ، واليومُ كاضطرامِ السَّعَفةِ في النارِ». رواه في «شرح السنة».

٥٤٩٠ ـ (٢٧) وعن أبي سعيدٍ الخُدريِّ، قال: قال رسولُ الله ﷺ: «يتّبعُ الدَّجالَ من أُمّتي سبعونَ ألفاً عليهم السِّيجانُ». رواه في «شرح السنّة».

٥٤٩١ ـ (٢٨) وعن أسماءَ بنتِ يزيدَ، قالتْ: كانَ رسول الله ﷺ في بيتي، فذكرَ الدجّالَ، فقال: «إنّ بين يدَيه ثلاثَ سنينَ: سَنةٌ تُمسكُ السماءُ فيها ثُلُثَ قَطرِها، والأرضُ ثُلُثَ نباتِها. والثانيةُ تمسكُ السماءُ ثُلُثي قطرِها، والأرضُ ثُلُثي نباتِها. والثالثةُ تمسكُ السماءُ قطرَها كلَّه، والأرضُ نباتَها كلَّه. فلا يبقى

أي من السنة (كالجمعة) أي كالأسبوع (والجمعة) يعني الأسبوع من الشهر (كاليوم) أي كالنهار (واليوم كاضطرام السعفة في النار) بفتحتين واحدة السعف وهو غصن النخل، أي كسرعة التهاب النار بورق النخل، والاضطرام الإلتهاب والاشتعال. فالمعنى: إن اليوم كالساعة. (رواه) أي البغوي (في شرح السنة) أي بإسناده.

٥٤٩٠ ـ (وعن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ: يتبع الدجال من أمتي) أي أمة الإجابة أو الدعوة وهو الأظهر لما سبق أنهم من يهود أصفهان. (سبعون ألفاً عليهم السيجان) بكسر السين جمع ساج كتيجان وتاج، وهو الطيلسان الأخضر. وقيل: المنقوش ينسج كذلك. قال ابن الملك: أي إذا كان أصحاب الثروة سعبن ألفاً فما ظنك بالفقراء. قلت: الفقراء لكونهم مفلسين هم في أمان الله إلا إذا كانوا طامعين في المال والجاه فهم في المعنى من أصحاب الثروة التابعين لتحصيل الكثرة، سواء يكون متبوعهم على الحق أو الباطل كما شوهد في الأزمنة السابقة من أيام يزيد والحجاج وابن زياد، وهكذا يزيد الفساد كل سنة بل كل يوم في البلاد فيتبع العلماء العباد والمشايخ الزهاد على ما يشاهد بشر العباد للأغراض الفاسدة والمناصب الكاسدة، ونسأل الله العفو والعافية وحسن الخاتمة. (رواه في شرح السنة) قيل: في سنده أبو هارون وهو متروك.

٥٤٩١ ـ (وعن أسماء بنت يزيد) أي ابن السكن (قالت: كان النبي ﷺ في بيتي فقال: إن بين يديه) أي قدام الدجال وقبيل زمان خروجه (ثلاث سنين) أي مختلفة في ذهاب البركة (سنة) بالرفع، وفي نسخة بالنصب. (تمسك السماء) أي تمنع بإمساك الله (فيها) أي في تلك السنة (ثلث قطرها) بفتح القاف أي مطرها المعتاد في البلاد (والأرض) أي وتمسك الأرض (ثلث نباتها) أي ولو كانت تسقى من غير المطر. (والثانية) أي السنة الثانية وهي بالرفع ويجوز نصبها إما على البدلية وإما على الظرفية. (تمسك السماء ثلثي قطرها والأرض ثلثي نباتها، والثالثة تمسك السماء قطرها كله والأرض نباتها كله.) يعني فيقع القحط فيما بين أهل الأرض كله ويكون الخزائن والكنوز تتبعه وأنواع النعم من الخبز والثمار والأنهار معه. (فلا يبقى) بالتذكير

الحديث رقم ٥٤٩٠: أخرجه البغوي في شرح السنة ١٥/ ٦٢ حديث رقم ٤٢٦٥.

الحديث رقم ٥٤٩١: أخرجه ابن ماجه في السنن ٢/ ١٣٥٩ حديث رقم ٤٠٧٧. وأحمد في المسند ٦/ ٤٥٥.

الجزء الاول من الكشاف عن حقائق غوامض
التنزيل * وعيون الاقاويل * في وجوه
التأويل * للامام جار الله تاج
الاسلام * فخر خوارزم محمود بن
عمر الزمخشري نور الله حفرته *
ورفع في الجنة درجته
آمين

ان التفاسير في الدنيا بلا عدد
وليس فيها لعمري مثل كشاف

ان كنت تبغي الهدى فالزم قراءته
فالجهل كالداء والكشاف كالشافي

صاحبنا وان كان هذا صاحبنا فاين عيسى وقال بعضهم رفع الى السماء وقال بعضهم الوجه وجه عيسى والبدن
بدن صاحبنا . (فان قلت) (شبه) مسند الى ماذا ان جعلته مسندا الى المسيح فالمسيح مشبه به وليس بمشبه
وان أسندته الى المقتول فالمقتول لم يجر له ذكر (قلت) هو مسند الى الجار والمجرور وهو (لهم) كقولك خيل
اليه كأنه قيل ولكن وقع لهم التشبيه ويجوز أن يسند الى ضمير المقتول لان قوله انا قتلنا يدل عليه كأنه قيل
ولكن شبه لهم من قتلوه (الا اتباع الظن) استثناء منقطع لان اتباع الظن ليس من جنس العلم يعني ولكنهم
يتبعون الظن (فان قلت) قد وصفوا بالشك والشك أن لا يترجح أحد الجائزين ثم وصفوا بالظن والظن أن يترجح
أحدهما فكيف يكونون شاكين ظانين (قلت) أريد أنهم شاكون مالهم من علم قط ولكن ان لاحت لهم
امارة فظنوا فذاك (وما قتلوه يقينا) وما قتلوه قتلا يقينا أو ما قتلوه متيقنين كما ادعوا ذلك في قولهم انا قتلنا
المسيح أو يجعل يقينا تأكيدا لقوله وما قتلوه كقولك ما قتلوه حقا أي حق انتفاء قتله حقا وقيل هو من قولهم
قتلت الشيء علما ونحرته علما اذا تبالغ فيه علمك وفيه تهكم لانه اذا نفى عنهم العلم نفيا كليا بحرف الاستغراق
ثم قيل وما علموه علم يقين واحاطة لم يكن الا تهكما بهم (ليؤمنن به) جملة قسمية واقعة صفة لموصوف محذوف
تقديره وان من أهل الكتاب أحد الا ليؤمنن به ونحوه وما منا الا له مقام معلوم وان منكم الا واردها والمعنى
وما من اليهود والنصارى أحد الا ليؤمنن قبل موته بعيسى وبأنه عبد الله ورسوله يعني اذا عاين قبل أن تزهق
روحه حين لا ينفعه ايمانه لانقطاع وقت التكليف وعن شهر بن حوشب قال لي الحجاج آية ما قرأتها الا تخالج
في نفسي شيء منها يعني هذه الآية وقال اني أوتى بالاسير من اليهود والنصارى فأضرب عنقه فلا أسمع منه ذلك
فقلت ان اليهودي اذا حضره الموت ضربت الملائكة دبره ووجهه وقالوا يا عدو الله أتاك عيسى نبيا فكذبت به
فيقول آمنت أنه عبد نبي وتقول للنصراني أتاك عيسى نبيا فزعمت أنه الله أو ابن الله فيؤمن أنه عبد الله
ورسوله حيث لا ينفعه ايمانه قال وكان متكئا فاستوى جالسا فنظر الي وقال ممن قلت حدثني محمد بن علي ابن
الحنفية فأخذ ينكت الارض بقضيبه ثم قال لقد أخذتها من عين صافية أو من معدنها قال الكلبي فقلت
له ما أردت الى أن تقول حدثني محمد بن علي ابن الحنفية قال أردت أن أغيظه يعني بزيادة اسم علي لانه
مشهور بابن الحنفية وعن ابن عباس أنه فسره كذلك فقال له عكرمة فان أتاه رجل فضرب عنقه قال لا تخرج
نفسه حتى يحرك بها شفتيه قال وان خر من فوق بيت أو احترق أو أكله سبع قال يتكلم بها في الهواء ولا تخرج
روحه حتى يؤمن به وتدل عليه قراءة أبي الا ليؤمنن به قبل موتهم بضم النون على معنى وان منهم أحد
الا سيؤمنون به قبل موتهم لان أحدا يصلح للجمع (فان قلت) ما فائدة الاخبار بايمانهم بعيسى قبل موتهم
(قلت) فائدته الوعيد وليكون علمهم بأنهم لا بد لهم من الايمان به عن قريب عند المعاينة وأن ذلك لا ينفعهم
بعثا لهم وتنبيها على معاجلة الايمان به في أوان الانتفاع به وليكون الزاما للحجة لهم وكذلك قوله (ويوم
القيامة يكون عليهم شهيدا) يشهد على اليهود بأنهم كذبوه وعلى النصارى بأنهم دعوه ابن الله وقيل الضميران
لعيسى بمعنى وان منهم أحد الا ليؤمنن بعيسى قبل موت عيسى وهم أهل الكتاب الذين يكونون في زمان نزوله
روي أنه ينزل من السماء في آخر الزمان فلا يبقى أحد من أهل الكتاب الا يؤمن به حتى تكون الملة واحدة وهي
ملة الاسلام ويهلك الله في زمانه المسيح الدجال وتقع الامنة حتى ترتع الاسود مع الابل والنمور مع البقر والذئاب
مع الغنم ويلعب الصبيان بالحيات ويلبث في الارض أربعين سنة ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون ويدفنونه ويجوز
أن يراد أنه لا يبقى أحد من جميع أهل الكتاب الا ليؤمنن به على ان الله يحييهم في قبورهم في ذلك الزمان ويعلمهم
نزوله وما أنزل له ويؤمنون به حين لا ينفعهم ايمانهم وقيل الضمير في به يرجع الى الله تعالى وقيل الى محمد صلى
الله عليه وسلم (فبظلم من الذين هادوا) فبأي ظلم منهم والمعنى ما حرمنا عليهم الطيبات الا لظلم عظيم ارتكبوه
وهو ما عددناه لهم من الكفر والكبائر العظيمة . والطيبات التي حرمت عليهم ما ذكره في قوله وعلى الذين هادوا
حرمنا كل ذي ظفر وحرمت عليهم الالبان وكلما أذنبوا ذنبا صغيرا أو كبيرا حرم عليهم بعض الطيبات من المطاعم
وغيرها (وبصدهم عن سبيل الله كثيرا) ناسا كثيرا أو صدا كثيرا (بالباطل) بالرشوة التي كانوا يأخذونها من
سفلتهم في تحريف الكتاب (لكن الراسخون) يريد من آمن منهم كعبد الله بن سلام وأضرابه والراسخون في العلم
الثابتون فيه المتقنون المستبصرون (والمؤمنون) يعني المؤمنين منهم أو المؤمنين من المهاجرين والانصار

ولكن شبه لهم وان الذين اختلفوا
فيه لفي شك منه مالهم به من علم الا
اتباع الظن وما قتلوه يقينا بل رفعه
الله اليه وكان الله عزيزا حكيما
وان من أهل الكتاب الا ليؤمنن
به قبل موته ويوم القيامة يكون
عليهم شهيدا فبظلم من الذين
هادوا حرمنا عليهم طيبات أحلت
لهم وبصدهم عن سبيل الله كثيرا
وأخذهم الربوا وقد نهوا عنه
وأكلهم أموال الناس بالباطل
وأعتدنا للكافرين منهم عذابا أليما
لكن الراسخون في العلم منهم
والمؤمنون

چاپ یک صفحه ۲۲۰

زمین زمان ہیں نشان بعون خالق کون و مکان

حصّۂ اوّل

کتاب مستطاب

مسمّٰی بہ

عسلِ مصفّٰی

جس میں حضرت مسیح ناصری کی وفات اور حضرت مسیح موعود کے دعاوی کا
اثبات بدلائلِ عقلیہ و نقلیہ بوضاحتِ تام کیا گیا ہے

از تالیفِ

زبدۃ الحکماء مولوی و منشی فاضل ابو العطاء مرزا خدا بخش صاحب قادیانی

بدورانِ امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین سیدنا و مولٰنا علامہ نور الدین

بماہِ اگست سنہ ۱۹۱۳ء مطابق غرہ رمضان المبارک
سنہ ۱۳۳۱ھ

در مطبع وزیر ہند امرتسر طبع گردید

اِن تمام حالات بالا سے ظاہر ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقدیم و تاخیر فرمائی ہے وہاں ضرور کوئی نہ کوئی حکمت رکھی ہے۔ اور پھر تو خود اللہ تعالیٰ نے ہی اپنے علم قدیم سے ان میں تقدیم و تاخیر کو روا رکھا ہے لیکن اب کون عالم یا ملا یا صوفی ہے کہ اُس حکیم مطلق کی نظم کو اپنی محدود عقل سے تغیر و تبدیل دے سکے اسکی افصح و ابلغ کلام میں ایسی بیجا مداخلت کرنا یہودیوں کی تحریف سے کم نہیں +

بعض عقل کے اندھے آیت وَاسْجُدِی وَارْکَعِی مَعَ الرّٰکِعِیْنَ کو استدلال میں پیش کیا کرتے ہیں کہ سجدہ اول ہے حالانکہ رکوع پہلے ہوا کرتا ہے اگر ان معترضین کو علم ہوتا کہ شریعت موسوی میں جو نماز مقرر ہے اس میں سجدہ نہیں ہوتا تو کبھی بھی اعتراض نہ کرتے۔ اِن کے ہاں سجدہ الگ عبادت ہے جسکو اُن کی نماز سے تعلق ہی نہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو دو باتوں کا حکم دیا ہے کہ تم سجدہ بھی کرو۔ اور نمازیوں کے ساتھ نماز بھی پڑھ لیا کرو۔ جیسے کوئی کہے کہ میاں نماز اور نوافل پڑھ لیا کرو جس سے مراد ہے کہ نماز فریضہ بھی ادا کیا کرو اور نوافل کی نماز بھی حالانکہ نوافل خود نماز ہے مگر کون نہیں جانتا کہ نماز فریضہ اور ہے اور نماز نوافل اور یہی بات آیۃ متذکرہ بالا میں ہو فتدبروا یا اُولِی الْاَلْبَابِ +

آٹھویں فصل

اِس باب میں کہ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ کے کیا معنی ہیں +

آیت بالا کی نسبت جہانتک تفسیروں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے یہی ثابت ہوتا ہے کہ علماء پر اس آیت کی اصل حقیقت منکشف نہیں ہوئی۔ اور اسی واسطے اُنہوں نے بڑے ہاتھ پاؤں مارے ہیں اور جتنا اُن بزرگوں نے اس کو صاف کرنا چاہا ہے وتنا ہی اختلاف بڑھتا چلا گیا ہے۔ اوّل ہم ذیل میں اُن کے معانی کا خلاصہ اپنی زبان میں بیان کر دیتے ہیں اور پھر ہم دکھائینگے کہ اس کے حقیقی معنے کیا ہیں +

واضح ہو کہ جس قدر علما نے اِس آیت پر طبع آزمائی کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اپنی قلم کے گھوڑے کو اس کے معانی کے میدان میں دوڑایا ہے۔ اُن کی انتہائی دوڑ کی حد یہاں تک پہنچی ہے جو ذیل میں دکھلائی جاتی ہے اور جس سے آگے وہ کچھ نہیں دکھلا سکے

(۱) ایک گروہ یہ معنے کرتا ہے کہ ہر ایک اہلِ کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام پر ایمان لاتا ہے +

(۲) ایک دوسرا گروہ ہے جو یہ معنے کرتا ہے کہ ہر اہلِ کتاب مسیح کی موت سے پہلے ایمان لاکر مرتا ہے +

(۳) تیسرا گروہ یوں کہتا ہے۔ کہ جب حضرت مسیح آخری زمانہ میں نازل ہونگے۔ اور اُس وقت جس قدر اہلِ کتاب روئے زمین پر ہونگے۔ وہ سب مسیح کی وفات سے پہلے ایمان لائینگے +

(۴) بعض یہ معنے کرتے ہیں کہ ہر اہلِ کتاب اپنی موت سے پہلے اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے

(۵) بعض یہ معنے کرتے ہیں کہ ہر اہلِ کتاب اپنی موت سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے +

(۶) اور بعض وہ لوگ ہیں جو یہ معنے بھی کرتے ہیں کہ جب کسی انسان کو اچانک درندہ پھاڑ کر کھا جاتا ہے۔ یا چھت پر سے گر کر مر جاتا ہے۔ یا آگ میں جل کر مر جاتا ہے۔ تو اس کی روح نہیں نکلتی جب تک وہ مسیح پر ایمان نہیں لاتا +

یہ چھ قسم کے معانی علما متقدمین و متاخرین نے کئے ہیں اور یہی معانی میری نظر سے گذرے ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر علما و مفسرین کو یقینی معنے معلوم ہوتے۔ تو وہ کیونکر اس قدر چکر کھاتے اور کیوں دُور از قیاس آراء ظاہر کرتے جب ہم غور سے ان معانی پر نظر کرتے ہیں تو سیاقِ کلام اور نیز مشاہدہ کے خلاف پاتے ہیں۔ چنانچہ جو لوگ کہ کہتے ہیں کہ ہر اہلِ کتاب اپنی موت سے پہلے مسیح پر ایمان لاتا ہے۔ یہ مشاہدہ کے رو سے سراسر غلط ہے۔ کیونکہ کوئی یہودی اپنی موت سے پہلے یا موت کے وقت مسیح علیہ السلام پر ایمان لاتے ہوئے نہیں سُنا گیا میں نے خود یہودیوں سے بمقام کراچی دریافت کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ بات بالکل بے بنیاد ہے۔ پھر ہم تفسیر کبیر میں بصفحہ ۵۰۴ دیکھتے ہیں کہ علامہ فخر الدین

رازی فرماتے ہیں۔ اِنَّا نَرَی اَکْثَرَ الْیَهُوْدِ یَمُوْتُوْنَ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِعِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ یعنے
ہم اکثر یہودیوں کو مرتے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن وہ مسیح علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے۔
پھر آگے چلکر وہ حجاج کا قول نقل کرتے ہیں جس میں لکھا ہے رُوِیَ عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ
قَالَ قَالَ الْحَجَّاجُ اِنِّیْ مَا قَرَأْتُهَا اِلَّا وَفِیْ نَفْسِیْ مِنْهَا شَیْءٌ یَعْنِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةَ فَاِنِّیْ
اَضْرِبُ عُنُقَ الْیَهُوْدِیِّ وَلَا اَسْمَعُ مِنْهُ ذٰلِكَ - یعنے شہر بن حوشب سے روایت بیان
کرتے ہیں کہ حجاج نے کہا تھا کہ جب کبھی میں اس آیت کو پڑھتا تو ہمیشہ میرے دل میں ایک
خلجان سا رہتا۔ کیونکہ جب میں یہودی کی گردن مارتا ہوں تو میں اُس سے کوئی اس کی تصدیق
نہیں پاتا۔ علاوہ ان کے مجھے آجتک ایسا کوئی مولوی یا کوئی اور آدمی نہیں ملا جس نے
چشم دید گواہی دی ہو کہ اُس نے کسی یہودی کو عیسےٰ علیہ السلام پر ایمان لاتے دیکھا یا سُنا
ہے۔ اور میں دعوےٰ سے کہتا ہوں کہ دُنیا میں ایک بھی آدمی نہیں جو اس امر کی تصدیق
کرے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ روزمرہ کا مشاہدہ تفسیر بالا کی سخت تکذیب کرتا ہے۔ ایسی
حالت میں یہ معنے کیونکر قبول ہو سکتے ہیں ورنہ قرآن شریف کی تکذیب لازم آئیگی۔
رہے دوسرے معنے کہ ہر اہلِ کتاب مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے مسیح پر ایمان لاتا ہے
سو اس کی نسبت واضح ہو کہ یہ معنے بھی سراسر لغو اور بیہودہ ہیں۔ کیونکہ جو لوگ اس بات کے
قائل ہیں کہ عیسےٰ علیہ السلام تاحال زندہ ہیں۔ تو اُن کو ثابت کرنا چاہیئے کہ آج سے لیکر ۱۹سو
برس اوپر تک یعنے اُس تاریخ تک کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے
کل یہودی اپنی موت سے پہلے اُن پر ایمان لاتے رہے ہوں۔ اور ایک یہودی بھی اُن
پر ایمان لانے سے باہر نہیں رہا۔ کوئی اس امر کا ثبوت ہرگز نہیں دے سکتا۔ تو پھر ایسے
معنے کرنا سوائے قرآن کریم کے جھٹلانے کے اور کیا متصور ہو سکتا ہے۔ رہے یہ معنی
کہ ہر اہلِ کتاب اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر مرتا ہے اول تو یہ بات بھی تصدیق طلب ہے اور اگر
مان بھی لیں تو اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں وہ اگر ایمان لاتے اور ضرور لائے ہونگے
تو ایسا ایمان بھی اُن کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ جب وہ وقت کے نبی پر ایمان نہیں
لاتے رہے اور یہ معنے بھی سیاق کلام کے خلاف ہیں۔ ایسا ہی یہ معنی کہ ہر اہلِ کتاب
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے۔ ثبوت طلب ہیں۔ یہ معنی بھی ایسے

رازی فرماتے ہیں۔ اِنَّا نَرَی اَکْثَرَ الْیَھُوْدِ یَمُوْتُوْنَ وَلَا یُؤْمِنُوْنَ بِعِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ یعنے
ہم اکثر یہودیوں کو مرتے ہوئے دیکھتے ہیں لیکن وہ مسیح علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے۔
پھر آگے چلکر وہ حجاج کا قول نقل کرتے ہیں جس میں لکھا ہے رُوِیَ عَنْ شَھْرِ بْنِ حَوْشَبٍ
قَالَ قَالَ الْحَجَّاجُ اِنِّیْ مَا قَرَأْتُھَا اِلَّا وَفِیْ نَفْسِیْ مِنْھَا شَیْءٌ یعنے ھٰذِہِ الْاٰیَةَ فَاِنِّیْ
اَضْرِبُ عُنُقَ الْیَھُوْدِیِّ وَلَا اَسْمَعُ مِنْہُ ذٰلِكَ۔ یعنے شہر بن حوشب سے روایت بیان
کرتے ہیں۔ کہ حجاج نے کہا تھا کہ جب کبھی میں اس آیت کو پڑھتا تو ہمیشہ میرے دل میں ایک
خلجان سا رہتا۔ کیونکہ جب میں یہودی کی گردن مارتا ہوں تو میں اُس سے کوئی اس کی تصدیق
نہیں پاتا۔ علاوہ ان کے مجھے آجتک ایسا کوئی مولوی یا کوئی اور آدمی نہیں ملا جس نے
چشم دید گواہی دی ہو کہ اُس نے کسی یہودی کو عیسٰے علیہ السلام پر ایمان لاتے دیکھا یا سنا
ہے۔ اور میں دعوٰی سے کہتا ہوں کہ دُنیا میں ایک بھی آدمی نہیں جو اس امر کی تصدیق
کرے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ روزمرہ کا مشاہدہ تفسیر بالا کی سخت تکذیب کرتا ہے۔ ایسی
حالت میں یہ معنے کیونکر قبول ہو سکتے ہیں ورنہ قرآن شریف کی تکذیب لازم آئیگی۔
رہے دوسرے معنے کہ ہر اہل کتاب مسیح علیہ السلام کی موت سے پہلے مسیح پر ایمان لاتا ہے
سو اس کی نسبت واضح ہو کہ یہ معنے بھی سراسر لغو اور بیہودہ ہیں۔ کیونکہ جو لوگ اس بات کے
قائل ہیں کہ عیسٰے علیہ السلام تا حال زندہ ہیں۔ تو اُن کو ثابت کرنا چاہئے کہ آج سے لیکر ۱۹ سو
برس اوپر تک یعنے اُس تاریخ تک کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے
کل یہودی اپنی موت سے پہلے اُن پر ایمان لاتے رہے ہوں۔ اور ایک یہودی بھی اُن
پر ایمان لانے سے باہر نہیں رہا۔ کوئی اِس امر کا ثبوت ہرگز نہیں دے سکتا۔ تو پھر ایسے
معنے کرنا سوائے قرآن کریم کے جھٹلانے کے اور کیا متصور ہو سکتا ہے۔ رہے یہ معنی
کہ ہر اہل کتاب اللہ تعالٰی پر ایمان لا کر مرتا ہے اول تو یہ بات بھی تصدیق طلب ہے اور اگر
مان بھی لیں تو اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں وہ اگر ایمان لاتے اور ضرور لائے ہونگے
تو ایسا ایمان بھی اُن کو کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ جب وہ وقت کے نبی پر ایمان نہیں
لاتے رہے اور یہ معنے بھی سیاق کلام کے خلاف ہیں۔ ایسا ہی یہ معنی کہ ہر اہل کتاب
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتا ہے۔ ثبوت طلب ہیں۔ یہ معنی بھی ایسے

اسواسطے نہیں بنائی تاکہ تمہارا امتحان لے کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے اُس میں کہانتک عملدرآمد
و اطاعت کرتے ہیں۔ اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشا ہی نہیں کہ کبھی
بھی لوگ ایک مذہب پر ہو جائیں پھر کیونکر تسلیم کر لیا جائے کہ آیت زیر بحث کے یہ معنے ہیں
کہ مسیح کے نزول کے وقت جس قدر اہل کتاب ہونگے وہ سب کے سب ایمان لائینگے۔ اگر
ایسا مان لیں تو قرآن کریم کی اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے +

اب ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں تاقیامت عداوت
رہیگی سب کے سب کیونکر ایمان لاسکتے ہیں۔ اگر وہ لوگ سب کے سب ایمان لائیں تو یہ آیات
غلط ثابت ہوتی ہیں۔ لہذا وہ معنے جو علمار کرتے ہیں غلط ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں
بطلان کو جگہ نہیں ہو سکتی۔ بہرحال علمار کی غلطی ہے۔ کہ وہ دور از قیاس معنے کرتے ہیں +

جس قدر ان آیات کی تاویلیں کی گئی ہیں۔ اصلی معنوں پر واقفیت نہ ہونے کی وجہ
سے کی گئی ہیں لیکن یہ سب باتیں عقل اور فطرت اللہ کے خلاف ہیں۔ کیونکہ اس قسم
کے خیالات عام جہلا میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کے عام جہلا
میں ہندوؤں اور عام کفار کی نسبت یہ خیال ہے کہ جب کوئی ہندو مرنے لگتا ہے تو فرشتے
اُس کو آکر دُکھ دیتے اور طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتے ہیں اور جب تک لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ زبان پر نہیں لاتا تو فرشتے برابر اُس کو مارتے رہتے ہیں۔ اور جب وہ کلمہ
طیبہ پڑھتا ہے تو پھر اُس کی روح پرواز کرتی ہے۔ لیکن آجتک کوئی مسلمان مجھے ایسا
نہیں ملا جس نے کسی ہندو کو مرتے ہوئے کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہو۔ خود ہندو ہمارے
ہمسایہ میں رہتے ہیں۔ اور کئی ایک ہندوؤں کو میں نے بچشم خود مرتے ہوئے بھی دیکھا ہے
لیکن۔ مجھے کبھی بھی ایک ہندو ایسا ثابت نہیں ہوا۔ جس نے لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ
اللّٰهِ کا اظہار اپنی زبان سے کیا ہو۔ یا یہ کہ مرتے ہوئے کسی مسلمان کو اپنے پاس طلب
کیا ہو۔ یا کسی ہندو نے اپنے کسی بزرگ کو کلمہ پڑھتے ہوئے سُنکر آئندہ مسلمانوں کے
پاس جاکر ایمان کا اقرار کیا ہو کہ چونکہ ہمارے فلاں بزرگ نے مرتے ہوئے اس پاک
کلمہ کو جو مسلمان پڑھا کرتے ہیں۔ پڑھا تھا۔ جس کی وجہ سے نزع کے کرب اور قلق سے اسکو
نجات مل گئی تھی۔ یا یہ کہ اُس نے وصیت کی ہو کہ مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے مجھ پر ایسے

ہی دور از قیاس ہیں۔ جیسے پہلے نمبر میں دکھلائے گئے ہیں۔ کیونکہ کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ کہ ہر یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت سے پہلے ایمان لاکر مرتا ہے۔ رہے یہ معنے کہ نزول کے بعد جس قدر اہل کتاب ہونگے۔ وہ سب کے سب مسیح پر ایمان لائینگے سو وہ بوجوہات ذیل درست نہیں +

(اوّل) آیت وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ کے خلاف ہے۔ یعنے تیرے تابعین کو کفار پر قیامت کے دن تک غالب رکھونگا۔ آلِ عمران رکوع ۶۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ تمام اہل یہود ایک مذہب پر نہیں رہ سکتے +

(دوم) آیت فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ کے خلاف ہے یعنے ہم نے عیسائیوں اور یہودیوں میں قیامت تک عداوت اور بغض ڈال دیا ہے۔ سورۃ المائدہ رکوع ۳۔ بدستور وہی مضمون ہے جو آیت اوّل میں ہے چنانچہ اس آیت کے متعلق تفسیر ابن جریر میں یوں لکھا ہے دیکھو تفسیر ابن جریر جلد ۶ صفحہ ۱۷۰ +

یعنے تعالیٰ ذکرہٗ بقولہٖ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمْ عَدَاوَةً وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ بَيْنَ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى +

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے یہودیوں اور نصاریٰ کے درمیان عداوت اور بغض تا قیامت ڈالدیا ہے +

حَدَّثَنِي الْمُثَنّٰى قَالَ ثَنَا اَبُوْحُذَيْفَةَ قَالَ ثَنَا شِبْلٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى

مثنی نے میرے پاس روایت کی کہ حذیفہ نے اُن کے پاس اور شبل نے اُن کے پاس اور اُن کے پاس ابن ابی نجیح نے اور اُنکے پاس مجاہد نے کہ آیۃ اَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ میں یہود اور نصاریٰ مراد ہیں +

(سوم) آیت وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ ہم نے ان میں قیامت تک دشمنی اور کینہ قایم کر دیا ہے۔ سورۃ المائدہ رکوع ۹ +

(چہارم) آیت وَلَوْشَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْمَا اٰتَاكُمْ کے خلاف ہے دیکھو سورۃ المائدہ رکوع ۷ +

اور اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت ہوتی تو تم سب کو ایک ہی امت بناتا لیکن خدا تعالیٰ نے ایک امت

اس واسطے نہیں بنائی تاکہ تمہارا امتحان لے کہ جو کچھ ہم نے دیا ہے اس میں کہاں تک عملدرآمد اور اطاعت کرتے ہیں۔ اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشا ہی نہیں کہ کبھی بھی لوگ ایک مذہب پر ہو جائیں پھر کیونکر تسلیم کر لیا جائے کہ آیت زیر بحث کے یہ معنے ہیں کہ مسیح کے نزول کے وقت جس قدر اہل کتاب ہونگے وہ سب کے سب ایمان لائینگے۔ اگر ایسا مانیں تو قرآن کریم کی اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے +

اب ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں تاقیامت عداوت رہیگی سب کے سب کیونکر ایمان لا سکتے ہیں۔ اگر وہ لوگ سب کے سب ایمان لائیں تو یہ آیات غلط ثابت ہوتی ہیں۔ لہذا وہ معنے جو علمار کرتے ہیں غلط ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں بطلان کو جگہ نہیں ہو سکتی۔ بہر حال علمار کی غلطی ہے۔ کہ وہ دور از قیاس معنے کرتے ہیں +

جس قدر ان آیات کی تاویلیں کی گئی ہیں۔ اصلی معنوں پر واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے کی گئی ہیں لیکن یہ سب باتیں عقل اور فطرت اللہ کے خلاف ہیں۔ کیونکہ اس قسم کے خیالات عام جہلا میں بکثرت پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کے عام جہلا میں ہندوؤں اور عام کفار کی نسبت یہ خیال ہے کہ جب کوئی ہندو مرنے لگتا ہے تو فرشتے اس کو آکر دکھ دیتے اور طرح طرح کی ایذائیں پہنچاتے ہیں اور جب تک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ زبان پر نہیں لاتا تو فرشتے برابر اس کو مارتے رہتے ہیں۔ اور جب وہ کلمہ طیبہ پڑھتا ہے تو پھر اس کی روح پرواز کرتی ہے۔ لیکن آج تک کوئی مسلمان مجھے ایسا نہیں ملا جس نے کسی ہندو کو مرتے ہوئے کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے دیکھا ہو۔ خود ہندو ہمارے ہمسایہ میں رہتے ہیں۔ اور کئی ایک ہندوؤں کو میں نے بچشم خود مرتے ہوئے بھی دیکھا ہے لیکن۔ مجھے کبھی بھی ایک ہندو ایسا ثابت نہیں ہوا۔ جس نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اظہار اپنی زبان سے کیا ہو۔ یا یہ کہ مرتے ہوئے کسی مسلمان کو اپنے پاس طلب کیا ہو۔ یا کسی ہندو نے اپنے کسی بزرگ کو کلمہ پڑھتے ہوئے سُنکر آئندہ مسلمانوں کے پاس جا کر ایمان کا اقرار کیا ہو کہ چونکہ ہمارے فلاں بزرگ نے مرتے ہوئے اس پاک کلمہ کو جو مسلمان پڑھا کرتے ہیں۔ پڑھا تھا۔ جس کی وجہ سے نزع کے کرب اور قلق سے اسکو نجات مل گئی تھی۔ یا یہ کہ اس نے وصیت کی ہو کہ مسلمان نہ ہونے کی وجہ سے مجھ پر ایسے

ایسے دیکھے وارد ہوئے ہیں۔ تم اسلام پر ایمان لائیو۔ ورنہ تم بھی سخت عذاب میں گرفتار ہوگے لیکن ہم نے کبھی بھی ایسا کوئی مشاہدہ نہیں کیا۔ یہ سب باتیں لغو اور بیہودہ ہیں جن کا کوئی ثبوت نہیں +

اب ہم متذکرہ بالا بیان کی تائید میں چند تفاسیر کے حوالہ ذیل میں دینے ضروری سمجھتے ہیں تاکہ یہ سمجھیں کہ ایسے معنے ہماری کسی کتاب میں نہیں ہیں یہ تم نے خود گھڑ لئے ہیں۔ اور پھر خود ناظرین اُن اختلافات کو دیکھ کر نتیجہ صحیحہ پر پہنچ جائیں۔ ظاہر ہے کہ اگر علماء کو اس آیت کے کسی ایک معنے پر وثوق ہوتا تو پھر کیوں اسقدر اختلاف کرتے۔ دیکھو تفاسیر ذیل +

(۱) تفسیر ابن جریر طبری جلد ۶ صفحہ ۱۲ زیر آیۃ وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ یوں لکھا ہے +

قَالَ حَدَّثَنِیْ الْمُثَنّٰی قَالَ ثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ ثَنَا یَعْلٰی عَنْ جُوَیْبِرٍ فِیْ قَوْلِهٖ لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قَالَ فِیْ قِرَاْءَةِ اُبَیٍّ قَبْلَ مَوْتِهِمْ وَقَالَ آخَرُوْنَ یَعْنِیْ ذٰلِكَ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِ الْكِتَابِیِّ +

ابن جریر کہتا ہے کہ میرے ہاں مثنٰے نے اُن کے پاس اسحٰق نے اُن کے پاس یعلی نے جویبر سے روایت کی ہے کہ لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ کے متعلق اُس نے بیان کیا کہ ابی کی قرأۃ میں قَبْلَ مَوْتِهِمْ ہے اور دوسرے کہتے ہیں کہ کوئی بھی اہل کتاب نہیں جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی موت سے پہلے ایمان نہ لاوے +

(۲) تفسیر کشاف جلد اول صفحہ ۳۳۵- زیر آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ یوں لکھا ہے +

(۱) وَبِهٖ یَدُلُّ عَلَیْهِ قِرَاءَةُ اُبَیٍّ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهِمْ بِضَمِّ النُّوْنِ عَلٰی مَعْنٰی وَاِنْ مِّنْهُمْ اَحَدٌ اِلَّا لَیُؤْمِنُوْنَ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهِمْ اور معنے یہ ہیں کہ اُن میں سے ایک بھی ایسا نہیں جو اپنی موت سے پہلے اُس (یعنے مسیح) پر ایمان نہ لائیگا +

(۲) پھر صفحہ ۳۳۶ پر ہے وَقِیْلَ الضَّمِیْرُ فِیْ بِهٖ یَرْجِعُ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ضمیر بہ اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے +

(۳) وَقِیْلَ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ یعنے یہ بھی کہتے ہیں کہ ضمیر محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرتی ہے +

(۳) تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے +

(۱) رُوِیَ عَنْ عِکْرِمَةَ اَنَّ الْهَاءَ فِیْ قَوْلِهٖ لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ کِنَایَةٌ عَنْ مُحَمَّدٍ صَلعم یَقُوْلُ لَا یَمُوْتُ کِتَابِیٌّ حَتّٰی یُؤْمِنَ بِمُحَمَّدٍ صَلعم یعنے عکرمہ سے روایت بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ میں ضمیر ہا سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہے۔ بدیں قول کہ اہل کتاب جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائے نہیں مرتا +

(۲) وَقِیْلَ رَاجِعَةٌ اِلَی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَبْلَ مَوْتِهٖ عِنْدَ الْمُعَایَنَةِ حِیْنَ لَا یَنْفَعُهٗ اِیْمَانُهٗ یعنے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ضمیر مذکور اللہ عزوجل کی طرف راجع ہے۔ بدیں معنے کہ کوئی بھی اہل کتاب نہیں مگر وہ اللہ عزوجل پر اپنی موت سے پہلے خدا تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد ایمان لائیگا۔ لیکن اُس وقت اُس کا ایمان اُس کو کچھ مفید نہ ہوگا۔ کیونکہ فرعون نے بھی اظہار ایمان کیا تھا اُسکو کیا فائدہ ہوا +

(۴) تفسیر روح المعانی جلد اول صفحہ ۲۱۳۔ زیر آیت مذکورہ بالا یوں لکھا ہے۔ قِیْلَ الضَّمِیْرُ الْاَوَّلُ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَیْضًا اِنَّهٗ لِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ یعنے پہلی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور نیز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے +

(۵) تفسیر ابو سعود جلد ۳ صفحہ ۱۹۴ میں یوں لکھا ہے +

(وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتَابِ) اَیْ مِنَ الْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی (اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ) جُمْلَةٌ قَسَمِیَّةٌ وَقَعَتْ صِفَةً مَوْصُوْفٍ مَحْذُوْفٍ اِلَیْهِ یَرْجِعُ الضَّمِیْرُ الثَّانِیْ وَالْاَوَّلُ لِعِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ اَیْ وَمَا مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ اَحَدٌ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِعِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ قَبْلَ اَنْ تَزْهَقَ رُوْحُهٗ بِاَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اِنَّهٗ قُرِئَ

یہود اور نصاریٰ اپنی موت سے پہلے اس پر ایمان لائینگے۔ یہاں ضمیر دوسری یعنے قبل موتہ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف ہے۔ اور پہلی ضمیر یعنے بہ کی ضمیر عیسےٰ علیہ السلام کی طرف راجع ہے۔ اور کہتے ہیں کہ جب اہل کتاب کی روح نکلتی ہے تو اِس سے پہلے وہ ایمان لاتا ہے۔ اور قبل موتہم بھی قرارت آئی ہے اور ابن عباس بھی اسی طرح جمع کی ضمیر بیان کرتے

لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهِمْ بِضَمِّ النُّوْنِ لِاَنَّ
اَحَدًا فِيْ مَعْنَي الْجَمْعِ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا اَنَّهٗ فَسَّرَهٗ كَذٰلِكَ
وَعَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ لِيَ الْحَجَّاجُ اٰيَةٌ
مَا قَرَأْتُهَا اِلَّا تَخَالَجَ فِيْ نَفْسِيْ شَيْئٌ مِّنْهَا يَعْنِيْ
هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَقَالَ اِنِّيْ اُوْتِيَ بِالْاَسِيْرِ مِنَ
الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى فَاَضْرِبُ عُنُقَهٗ فَلَا
اَسْمَعُ مِنْهُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ اِنَّ الْيَهُوْدَ اِذَا حَضَرَهُ
الْمَوْتُ ضَرَبَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ دُبُرَهٗ وَوَجْهَهٗ
وَقَالُوْا يَا عَدُوَّ اللّٰهِ اَتَاكَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ
نَبِيًّا فَكَذَّبْتَ بِهٖ فَيَقُوْلُ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ عَبْدٌ
نَبِيٌّ وَتَقُوْلُ لِلنَّصْرَانِيِّ اَتَاكَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ
نَبِيًّا فَزَعَمْتَ اَنَّهُ اللّٰهُ اَوِ ابْنُ اللّٰهِ فَيُؤْمِنُ
اَنَّهٗ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ حَيْثُ لَا يَنْفَعُهٗ
اِيْمَانُهٗ - وَقِيْلَ كِلَا الضَّمِيْرَيْنِ لِعِيْسٰى وَالْمَعْنٰى
وَمَا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ الْمَوْجُوْدِيْنَ عِنْدَ
نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَحَدٌ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ
بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ +

ہیں۔ اور شہر بن حوشب سے روایت ہے
کہ مجھے حجاج نے کہا کہ جب میں نے اس آیت
کو پڑھا تو مجھے ہمیشہ اس کے بارہ میں خلجان
رہا۔ کیونکہ جب میرے پاس یہود اور نصاریٰ
کے قیدی لائے جاتے ہیں۔ اور میں اُن
کی گردن مارتا ہوں۔ تو میں اُن سے ایسا کہتے
ہوئے نہیں سُنتا۔ تو میں نے کہا کہ جب یہودی
کو موت حاضر ہوتی ہے۔ تو فرشتے اُس کی پیٹھ
اور منہہ پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کے
دشمن تیرے پاس عیسیٰ علیہ السلام نبی ہو کر آیا۔
اور تو نے اُس کی تکذیب کی۔ تو اُس وقت وہ
کہتا ہے۔ کہ میں ایمان لایا۔ کہ وہ بندہ اور نبی
ہے۔ اور نصرانی کو کہتا ہو کہ تیرے پاس عیسیٰ علیہ السلام
نبی ہو کر آیا۔ لیکن تو نے گمان کیا کہ وہ اللہ یا اللہ
کا بیٹا ہے۔ اِس پر وہ کہتا ہے کہ میں ایمان لایا
کہ وہ اللہ کا بندہ اور رسول ہے۔ مگر اُسوقت
اُس کا ایمان کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ اور
یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ دونو ضمیریں عیسیٰ علیہ السلام
کی طرف راجع ہیں۔ اور معنے یہ ہیں۔ جس قدر اہل کتاب اُس کے نزول کے وقت موجود ہونگے
تو وہ سب اُس کے مرنے سے پہلے ایمان لائینگے +

یہ عبارت ہے جو ابو سعود میں لکھی ہے اس کے قریب قریب تفسیر کبیر اور دیگر اکثر تفاسیر
میں ہے۔ لہذا ہم اسی پر اکتفا کر کے دیگر تفاسیر کا حوالہ دینا مناسب نہیں سمجھتے۔ اس تمام بیان
سے صاف ظاہر ہے کہ مفسرین ضمیروں کو تحقیق سے نہیں کہہ سکتے کہ کدھر راجع ہیں۔ جو لوگ
اس امر کے قائل ہیں کہ ہر ایک اہل کتاب کو مسیح پر ایمان لانا ضروری ہے۔ تو جو یہود ۱۹ سو برس

سے برابر مرتے چلے آئے ہیں۔ وہ کیونکر ایمان لائینگے۔ کیونکہ آیت میں کوئی تحدید نہیں کہ فلاں زمانہ کے لوگ ایمان دار ہونگے۔ اس آیت میں گذشتہ اور حال اور آئندہ زمانہ کے اہل کتاب شامل ہیں۔ پھر وہ کونسی وجہ قوی ہے۔ جس سے سمجھا جائے کہ صرف ایک ہی زمانہ کے لوگ ایمان لائینگے۔ جہاں تک .. جاتا ہے ان علمار نے بلاتحقیق اس آیت میں قدم رکھا ہے اور جیسے اندھا کسی چیز کو تلاش کرتا ہے۔ تو وہ جا بجا ٹٹولتا پھرتا ہے ایسا ہی انکا حال ہو+

لام تاکید اور نون ثقیلہ کی بحث متعلق آیۃ لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ

آیت متذکرہ بالا میں بعض علمار نے صرف آئندہ کے زمانہ تک اس کے معنے محدود کئے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ علم نحو وغیرہ میں آیا ہے کہ جہاں نون ثقیلہ آئے وہاں قطعی طور سے ہمیشہ فعل مستقبل کے معنے آتے ہیں چونکہ لَیُؤْمِنَنَّ میں لام تاکید و نون ثقیلہ آئے ہیں۔ اس لئے اس کے یہی معنے ہوئے کہ آخری زمانہ میں لوگ ضرور مسیح پر ایمان لائینگے لیکن جب قرآن شریف پر غور کرتے ہیں تو اُن کے بیان کی تصدیق نہیں ہوتی بلکہ برخلاف اس کے تینوں زمانے یعنے ماضی اور حال اور مستقبل کے لئے بھی وہ آتے ہیں چنانچہ ہم بطور نمونہ چند آیات پیش کرتے ہیں۔ جن سے ہمارے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ لیکن پیشتر اس کے کہ وہ آیات بیان کی جائیں ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ علم نحو وغیرہ کے رو سے اس پر کچھ بحث کی جائے۔ سو واضح ہو کہ نحویوں وغیرہ نے یہ قرار دیا ہے کہ جس صیغہ کے ساتھ لام تاکید آئے۔ وہاں فعل مضارع حال کے معنے دیتا ہے۔ اور نون ثقیلہ صرف استقبال کے لئے آتا ہے۔ لیکن جہاں لام تاکید اور نون ثقیلہ دونوں آئیں تو وہاں یہ لازمی نہیں کہ فعل مستقبل کے معنے دے۔ چنانچہ حضرت مولینا مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی الحق جلد ۱ نمبر ۰ کے صفحہ ۲۳۳ میں فرماتے ہیں کہ قسم کے جواب کے واسطے صرف استقبال کا ہونا کچھ واجب اور لازم نہیں ہے بلکہ جواب قسم کبھی ماضی ہوتا ہے کبھی حال کبھی استقبال کبھی استمرار اور دوام تجددی۔ اور اگر قسم کا جواب صیغہ مستقبل موکد بلام تاکید و نون تاکید ہو تو علم نحو وغیرہ میں دوام تجددی یا حال یا استقبال دونوں ہوتے ہیں کوئی امتناع نہیں ہے۔ بلکہ بعض جگہ اشتراکی طور سے ماضی کے معنے بھی ایک سلسلہ متصلہ ممتدہ

کی طرح مراد لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم ذیل میں نمبروار چند آیات بطور نظیر پیش کرتے ہیں ٭

الف - اول مثال بمعنی حال فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ پارہ ۲ رکوع ا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ ہم تیرا منہہ اُس قبلہ کی طرف پھیرتے ہیں۔ جو تیرا پسندیدہ ہے۔ لہذا مسجد حرام کی طرف رُخ کرے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بمجرد نازل ہونے آیت ہذا کے عین نماز میں منہہ پھیر لیا گیا۔ اور کوئی توقف درمیان میں نہیں ہونے پایا ٭

مثال دوم - وَانْظُرْ اِلٰٓى اِلٰهِكَ الَّذِيْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا لَنُحَرِّقَنَّهٗ پارہ ۱۶ - رکوع ۱۴ - یعنے اپنے معبود کی طرف دیکھ جسپر تو معتکف تھا کہ اب اس کو جلاتے ہیں اس جگہ بھی استقبال مراد نہیں کیونکہ استقبال اور حال میں کسی قدر زمانہ کا بعد ہونا ضروری ہے مثلاً اگر ایک آدمی کسی کو کہے کہ لے میں تجھے دس روپیہ دیتا ہوں اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اس کا وعدہ زمانہ مستقبل کے لئے ہے بلکہ حال ہی کے زمانہ میں وعدہ اور ایفائے عہد ہوا

ب - مثال اول ماضی حال و استقبال - وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا جو لوگ ہماری راہ میں مجاہدہ کیا کرتے ہیں۔ ہم اُن کو اپنی راہ دکھلا دیتے ہیں۔ دیکھو پارہ ۲۱ رکوع ۳ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اگر اس جگہ مجرد استقبال مراد لیا جاوے تو اس سے معنے فاسد ہو جاتے ہیں۔ اور یہ کہنا پڑیگا کہ یہ وعدہ صرف آئندہ کے لئے ہے۔ اور زمانہ گذشتہ اور زمانہ حال میں جو مجاہدہ کرتے رہے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی راہوں سے بے نصیب ہیں۔ لہذا ضرور ماننا پڑیگا کہ اس میں تینوں زمانوں کا ذکر ہے ٭

مثال دوم - كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ یعنے خدا تعالیٰ مقرر کر چکا ہے کہ میں اور میرے رسول ہمیشہ غالب ہوتے رہا کرینگے۔ یہ آیت بھی آیت ماسبق کی طرح ازمنہ ثلاثہ پر مشتمل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہینگے ٭ سورۃ

مثال سوم - مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ - یعنے جو شخص عمل صالح بجا لایا کرتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو مگر مومن ہو تم اُس کو پاک زندگی کے ساتھ زندہ رکھا کرتے ہیں اور اُس کے عمل سے بہتر جزا دیا کرتے ہیں۔ دیکھو قرآن شریف پارہ ۱۴ سورۃ النحل رکوع ۱۳۔ اس آیت میں بھی تینوں زمانہ پائے جاتے ہیں۔ ورنہ لازم آئیگا کہ زمانہ گذشتہ اور زمانہ حال میں جو عمل

صالح بجالاتے تھے۔ اُن کو اللہ تعالیٰ اجر سے ہمیشہ محروم کرتا رہا۔ اور صرف زمانہ آئندہ میں جو لوگ عمل کرینگے۔ اُن کو اجر ملا کریگا +

مثال چہارم۔ وَلَيَنصُرَنَّ اللّٰهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۔ یعنے وہ جو خدا تعالیٰ کی مدد کیا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ مدد کیا کرتا ہے۔ قرآن شریف پارہ ۱۷ رکوع ۱۳۔ اس میں بھی آیات ماسبق کی طرح لام تاکید اور نون تاکید آئے ہیں۔ کیا اس میں بھی زمانہ آئندہ ہی کے معنے لئے جائینگے۔ اور زمانہ گذشتہ اور زمانہ حال کو شامل نہیں کرینگے۔ کیا کوئی مسلمان مان سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرنے والے صرف زمانہ مستقبل میں پیدا ہونگے۔ زمانہ ماضی اور حال میں کوئی ناصر لدین اللہ نہیں ہے۔ ایسی حالت میں تو تمام انبیاء اور بالخصوص حضرت خاتم النبیین (صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ اجمعین) کی تمام دینی کوشش اکارت سمجھی جائے گی۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ لہذا لازمی طور سے ماننا پڑتا ہے کہ اس آیت میں بھی تینوں زمانہ مشتمل ہیں +

پانچویں مثال۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصَّالِحِينَ ۔ یعنے جو لوگ ایمان لاتے اور عمل صالح کرتے ہیں۔ ہم اُن کو صالحین میں داخل کر لیا کرتے ہیں۔ دیکھو قرآن شریف پارہ ۲۰ رکوع ۱۳۔ اس آیت میں بھی تینوں زمانے ہیں۔ ورنہ بڑے بڑے مفاسد لازم آئینگے +

ج۔ امثلہ فعل حال و استقبال +

(۱) وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ یعنے ہم تم کو کچھ تو خوف سے اور کچھ بھوک سے اور کچھ مالوں اور ثمرات میں نقصان وارد کرنے سے آزماتے ہیں یا آزماوینگے۔ اس میں دونوں زمانہ پائے جاتے ہیں۔ بلکہ تینوں زمانہ بھی آسکتے ہیں۔ کیونکہ ہر زمانہ کے مومنوں کی اس قسم کے واقعات سے آزمایش ہوتی رہی ہے +

مثال دوم۔ لَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ ۔ یعنے تو اُن کو اس امر پر نہایت ہی حریص پاتا ہے کہ لمبی زندگی ہو۔ اس میں بھی دونوں زمانہ حال و استقبال شامل ہیں۔ کیونکہ یہ لازم نہیں آتا کہ اب تو تو ان کو حیاتی کے لئے احرص پائے۔ اور آئندہ نہیں پائیگا +

ہم اسی قدر امثلہ پر اکتفا کر کے عرض کرتے ہیں۔ کہ آیات بالا سے بخوبی ہویدا ہے کہ یہ امر لازمی نہیں ہے کہ جہاں لام تاکید اور نون ثقیلہ آئے۔ بجز استقبال اور کوئی معنے متصور نہیں

ہونگے۔ کیونکہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے کہ لام تاکید اور نون ثقیلہ تینوں زمانوں کے لئے بھی آتے ہیں۔ تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ کوئی شخص اس آیت وَاِنۡ مِّنۡ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهٖ پر اس وجہ سے زور دے کہ اس میں لام تاکید اور نون ثقیلہ آئے ہیں۔ اس واسطے اس کا وقوعہ زمانہ آئندہ کے لئے ہے۔ اور اسی بنا پر کہیں کہ ضرور حضرت عیسٰے علیہ السلام پر آئندہ زمانہ میں لوگ ایمان لائینگے۔ کیونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ صرف استقبال کے لئے نہیں۔ بلکہ زمانہ ماضی وحال کے لئے بھی لام تاکید اور نون ثقیلہ آتے ہیں۔ لہٰذا ایسی بات پر جو محتمل بر چند زمانہ ہو یک طرفہ رائے قایم کرلینا تحکم اور خلافِ دانشمندی ہے +

اور بالفرض اگر ہم اس آیت میں یہ بھی مان لیں کہ ضرور یہاں پر فعل مستقبل کے معنے لگتے ہیں تو بھی کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ اس آیت کے معنے اس صورت میں بھی بجز اس کے اور کیا ہو سکتے ہیں کہ ہر اہلِ کتاب مسیح پر اپنی موت سے پہلے ایمان لایگا۔ اور ضمیر ثانی اسواسطے اہلِ کتاب کی طرف راجع ہے کہ اس آیت میں قرآن شریف کی ایک دوسری قرأت آئی ہے۔ یعنے قَبۡلَ مَوۡتِهِمۡ اور ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ بہت سی تفاسیر میں یہ عبارت آئی ہے مَا مِنَ الۡيَهُوۡدِ وَالنَّصَارٰى اَحَدٌ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِاَنَّ عِيۡسٰى عَبۡدُ اللّٰهِ وَرَسُوۡلُهٗ قَبۡلَ اَنۡ يَّمُوۡتَ وَيُؤَيِّدُ ذٰلِكَ اِنۡ قُرِئَ اِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهٖ قَبۡلَ مَوۡتِهِمۡ۔ یعنے یہود اور نصارٰی میں سے ایسا کوئی نہیں جو اپنی موت سے پہلے عیسیٰ پر ایمان لائے اور قَبۡلَ مَوۡتِهِمۡ کی قرأت انہیں معنوں کی موید ہے۔ الغرض بیانِ مذکورہ بالا کی تائید میں حضرت ابنِ عباس اور حضرت عکرمہ اور علی بن طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم متفق ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ آیت مذکورہ بالا میں ضمیر اول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عیسٰے علیہ السلام کی طرف ہے۔ اور ضمیر ثانی اہلِ کتاب کی طرف۔ اور قرآن شریف کی قرأت قَبۡلَ مَوۡتِهِمۡ بھی اسی کی مصدق ہے۔ اور بہت سے مفسرین ومحدثین نے بھی اس کی تصدیق کی ہے۔ تو پھر کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ ضمیر ثانی مسیح ہی پر تھوپی جائے۔ انصاف کو کام میں لانا چاہیے +

اگر بفرضِ محال ان امورِ متذکرہ بالا کو نظر انداز کر کے وہی معانی لے لئے جائیں جو بعض علماء کرنا چاہتے ہیں تو بھی مسیح کی حیات تو کسی صورت میں ثابت نہیں ہوتی۔ جیسے کہ ہم اوپر ظاہر کر آئے

ہیں۔ بلکہ بوجوہات چند در چند ثابت کر چکے ہیں کہ وہ سب تاویلیں اُن علماء کی فاسد اور دور از قیاس ہیں +

اصلی اور حقیقی معنے آیۃ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ کیا ہیں

اب یہاں پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ جب تفاسیر کی متعدد توجیہات کو مردود ٹھہرایا جاتا ہے۔ تو پھر اس کے اصلی اور حقیقی معنے کیا ہو سکتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ اس کے اصلی معنے تب کھل سکتے ہیں جب آیت مذکرہ بالا کے ساتھ اس کے ماقبل کی آیات کو ملا لیا جائے تاکہ سیاقِ کلام سے مفہوم کلی بوضاحت تام منکشف ہو جائے۔ لہٰذا ہم اول اُن آیات کو جہاں سے اِس آیت کا تعلق ثابت ہوتا ہے لکھتے ہیں۔ وہو ہذا +

وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ۚ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۝ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ۖ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ۝ قرآن شریف پارہ ۶۔ سورۃ النساء رکوع ۲۲ +

اِس آیت کے تین معنے ہمارے نزدیک ہو سکتے ہیں۔ اور ان تینوں سے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات طبعی ثابت ہوتی ہے۔ نہ کوئی موت۔ اول معنے آیت مذکورہ بالا اور یہود کی اس بات کو دیکھو کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے مریم کے بیٹے عیسےٰ مسیح کو قتل کر ڈالا جو اللہ کا رسول کہلاتا تھا حالانکہ نہ اُنھوں نے اُسکو قتل کیا اور نہ صلیبی موت سے مارا لیکن یہ بات اُن کے دلوں میں شبہ کے طور پر ہی یقینی نہیں اور جو لوگ اس بات میں اختلاف کرتے ہیں یعنے کہتے ہیں کہ شاید ہی مصلوب ہو گیا ہو وہ شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ اُن کے پاس کوئی یقینی بات نہیں صرف ظن کی پیروی کر رہے ہیں۔ اور وہ خوب یقین رکھتے ہیں کہ مسیح قتل نہیں ہوا بلکہ اپنی موت سے مرا۔ اور اللہ تعالیٰ نے راستباز بندوں کی طرح اُس کو اُٹھا لیا۔ کیونکہ

خداتعالیٰ عزیز ہے۔ وہ اُن لوگوں کو جو اُس کی طرف سے ہوتے ہیں ذلیل نہیں کیا کرتا۔ اور اُس کا فعل حکمت پر مبنی ہے۔ کیونکہ وہ حکیم ہے۔ ایک معنے تو یہ ہیں +

اِن معنوں کی تائید انجیل سے

اور اِن معنوں کی تائید انجیل سے یوں ہوتی ہے کہ چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام نے کہا تھا کہ تیسرے روز مُردوں سے جی اُٹھونگا۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۰۔ ورس ۱۹۔ جس پر یہودیوں کو گمان ہو گیا کہ کہیں ایسا نہوا ہو کہ اُسکے حواریوں نے سازش کر کے کوئی ایسی کارروائی کی ہو کہ موت سے اُسکو بچا لیا ہو اور پھر وہ یہہ کہدیں کہ دیکھو وہ تیسرے روز بطور معجزہ کھڑا ہوگیا چنانچہ جب اُن کو وہ قبر میں نہ ملا تو اُن کو یقین ہو گیا کہ ضرور منصوبہ کیا گیا ہے تو اُس وقت رشوت دینے پر آمادہ ہوگئے۔ چنانچہ انجیل متی باب ۲۸۔ آیت ۱۲ و ۱۳ میں ہے "تب اُنہوں نے بزرگوں کے ساتھ اکٹھے ہو کر صلاح کی۔ اور اُن پہرے والوں کو بہت روپے دیئے اور کہا کہ تم کہو کہ رات کو جب ہم سوتے تھے۔ اُس کے شاگرد آکے اُسے چُرا لے گئے" اس تمام واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہودیوں کے دلوں میں مسیح کے مفقود ہو جانے سے کیا کیا خیال پیدا ہوئے ہونگے۔ اور ضرور یہی خیال پیدا ہوا کہ مسیح زندہ کہیں چلا گیا۔ اور تیسرے روز پھر وہ ظاہر ہو جائیگا اور کہیگا کہ اب دوبارہ زندہ ہو گیا ہوں۔ اور اس طرح وہ اس کو اپنا معجزہ قرار دیکر لوگوں کو قائل کریگا۔ پس اس سے بخوبی ظاہر ہوتا ہے کہ یہودیوں میں شکوک پیدا ہو گئے تھے۔

اور آیت میں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کا لفظ یہودیوں کی زبان سے نقل کیا ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ یہود حضرت مسیح علیہ السلام کو رسول اللہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ اگر وہ فی الواقع رسول اللہ سمجھتے تو مخالفت ہی کیوں کرتے۔ یہ بات عیسائیوں کے بالمقابل اِن کو چڑھانے اور اِن کو منہہ بنانے کے لئے کہا کرتے تھے کہ اُن کا وہ رسول اللہ تھا جس کو ہم نے سولی پر دیدیا وہ تو توریت کے رو سے لعنتی ہوا ہاں وہ ضرور رسول اللہ ہے لہذا وہ بطور تمسخر ایسا کہا کرتے تھے

دوسرے معنے آیت مذکورہ

دوسرے معنے یہ ہیں اور یہودیوں کی بات پر غور کرو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے یقیناً مریم کے بیٹے عیسیٰ مسیح کو قتل کر ڈالا جو اللہ کا رسول کہلاتا تھا۔ حال یہ ہے کہ نہ اُنہوں نے اُسکو قتل کیا اور نہ اُسکو صلیب پر مارا مگر یہ بات ضرور ہے کہ وہ کالمقتول اور

کا لمصلوب ہوا۔ اور جو لوگ قتل مسیح علیہ السلام پر اختلاف کرتے ہیں۔ وہ اس بارہ میں شک
میں ہیں۔ اُن کو اس قتل کا یقینی علم نہیں ہے۔ بلکہ وہ صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں۔ یقیناً
یقیناً یہودیوں نے اِس کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے طبعی موت سے مار کر اپنی طرف
اُٹھا لیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ عزیز اور حکیم ہے اور کوئی بھی اہل کتاب ایسا نہیں جو اپنی موت سے
پہلے مسیح کے قتل پر ایمان نہ رکھتا ہو گا۔ اور قیامت کے روز مسیح ان پر گواہ ہو گا۔ اس طرح معنے
کرنے سے یہ مقصود ہے کہ ناظرین کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا قول نقل
کیا ہے اور وہ قول اُن کا اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ ہے۔ وہ یقیناً مسیح کی قتل کا اقرار
کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اُن کے قتل اور صلیبی موت کی نفی کرتا ہے اب آگے قابل غور بات یہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قتل اور صلیب کی نفی تو کی۔ لیکن واقعہ کی نفی نہیں کی۔ بلکہ کہا کہ اُنکو
دھوکہ لگا ہے۔ کیونکہ کچھ بات قریب قریب ایسی ہوئی ہے۔ اب آگے اللہ تعالیٰ اضمار کا
استعمال کرتا ہے۔ اور یہ ضروری امر ہے کہ ضمیروں کا مرجع خواہ ضمیر ظاہر ہو یا مستتر عبارت
میں ہونا ضروری ہے اب دیکھنا یہ ہے وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْہِ میں جو ضمیر لفظ فِیْہِ میں آئی
ہے وہ کس کی طرف راجع ہے اور اُس کا مرجع کون ہے۔ سیاق کلام سے ظاہر ہے کہ قتل کے
لفظ سے شروع کیا گیا ہے۔ اور قتل ہی کی نفی کی گئی ہے۔ آگے ضمیر مذکورہ کا مرجع بجز واقعہ
قتل کے اور کہاں جا سکتا ہے۔ اِسی طرح لَفِیْ شَکٍّ مِّنْہُ میں بھی ضمیر غائب اُسی طرف جاتی
ہے۔ اور پھر مَا لَھُمْ بِہٖ میں جو ضمیر ہے وہ بھی اسی قتل کی طرف راجع ہے۔ اتنے اضمار بولکر
اللہ تعالیٰ پھر اسی لفظ یعنے قتل کو دُہراتا ہے۔ کیونکہ بُعد اور دوری واقع ہو گئی تھی۔ چنانچہ وہ فرماتا ہے
وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا جس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ قتل کے معاملہ کو برابر ذکر کرتا چلا آتا ہے
پھر بعد کی آیت میں ضمیروں کو بطورِ سابق استعمال کیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ وَاِنْ مِّنْ اَھْلِ
الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ مَوْتِہٖ جس میں دو ضمیریں آئی ہیں۔ ایک بِہٖ اور دوسری
قَبْلَ مَوْتِہٖ میں یہ تو ظاہر ہے کہ پیچھے برابر قتل کے واقعہ کا ذکر ہوتا چلا آتا ہے۔ تو یہاں ضمیر
اوّل بھی واقعہ قتل کی طرف ہے۔ یعنے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ باوجود اس کے کہ ہم نے برملا
شہادت دیدی کہ نہ تو اہل کتاب نے اِس کو قتل کیا اور نہ صلیبی موت سے مارا۔ مگر پھر بھی یہ
شوریدہ النفس ایسے لوگ ہیں کہ وہ اسی بات پر ایمان رکھتے چلے جائینگے کہ مسیح مقتول ہوا اور

یہ بات صرف موت سے پہلے پہلے تک ہے۔ جب مر جائینگے تو پھر پتہ لگیگا کہ اصل واقع کیا تھا۔ کیونکہ یہ تو تمام مذاہب میں مسلم امر ہے کہ بعد مرنے کے ان کو اپنی گذشتہ عمر کے اعمال کا نتیجہ ملنا شروع ہو جاتا ہے۔ نیک اعمال کا نیک نتیجہ اور بد اعمال کا بد۔ ان معنوں میں کوئی دقت اور تکلیف نہیں صاف اور سیدھے معنے ہیں۔ ان معنوں میں ہم نے اپنی طرف سے نہ کوئی تاویل کی ہے اور نہ ہم نے کوئی کمی بیشی کی ہے۔ جو ترتیب قرآنی ہے اُسی کے مطابق صاف صاف معنے کر دیئے ہیں بتاؤ ان معنوں پر کیا جرح ہو سکتی ہے۔ البتہ اس میں وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ قابل تشریح ہے۔ اور چونکہ یہ قرآن شریف سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس لئے اس کی شہادت سابقہ کتب سے لینی ضروری ہے لہذا ہم الگ فصل میں اس کے متعلق مستقل اور مبسوط بیان کرینگے۔ جس سے معلوم ہو جائیگا کہ اصل واقعہ کیا ہے +

تیسرے معنے آیت مذکورہ بالا

تیسرے معنے آیت مذکورہ بالا تیسرے معنے یہ ہیں اور اہل کتاب کی یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ ہم نے عیسیٰ مسیح ابن مریم کو جو مدعیِ رسالت تھا۔ قتل کر ڈالا۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ نہ تو انہوں نے اُس کو قتل کیا اور نہ صلیب پر مارا۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ وہ شبیہ بالمقتول والمصلوب ہوا۔ اور اختلاف کرنے والے لوگوں کو کچھ شک پیدا ہو گیا کہ شاید نہ مرا ہو لیکن یہ بات بھی صرف ظن کی وجہ سے ہے۔ وہ یقینی علم سے نہیں کہتے تھے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ہرگز اُن کے ہاتھ سے مقتول نہیں ہوا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو لعنت کی موت سے بچا کر تقرب الی اللہ بخشا۔ کیوں نہ ہو جبکہ اللہ تعالیٰ عزیز اور حکیم ہے۔ اور ضرور ایک وقت آتا ہے کہ ہر اہل کتاب خواہ وہ یہودی ہو یا عیسائی خواہ مجوسی ہو یا مسلمان سب کے سب خدا کے اس فیصلہ پر ایمان لائینگے۔ کہ مسیح علیہ السلام نہ قتل ہوا اور نہ مصلوب ہوا۔ بلکہ وہ طبعی موت سے مر کر خدا تعالےٰ کے دیگر انبیا کے ساتھ جا ملا اور عزت کے مقام پر پہنچ گیا۔ یہ کب ہو گا جب آخری زمانہ میں مسیح علیہ السلام بروزی طور سے محمدی مسیح کی صورت میں نزول فرما کر اُسی کے منشا کے مطابق اُس کے قایم مقام ہو کر کارروائی کرے گا اور پھر اُسی بروزی مسیح کی وفات سے پہلے اہلِ کتاب مان لیں گے۔ کہ واقعی مسیح علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے تھے +

الفاظ آیات کے رو سے تین ہی معنے ہو سکتے تھے۔ جو ہم نے کر دئے۔ کیونکہ الفاظ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ تین ہی صورتیں

پیش کرتے ہیں۔ ایک تو واقعۂ قتل۔ دوسرے مسیح ابن مریم کا نام۔ تیسرے نفس صلیب وقتل
سو ان تمام ضمیروں کا مرجع انہی کی طرف ہو سکتا تھا۔ انہی کے رو سے معنے کئے گئے اور سب
معانی کا مآل ایک ہی ثابت ہوتا ہے کسی صورت میں ایک دوسرے کے مخالف نہیں پڑتے اور طرفہ
یہ کہ نہ الفاظِ قرآن اور نہ سیاق و سباقِ کلام اللہ کے خلاف ہیں۔ اور نہ فطرت اللہ اور مشاہدہ
کے خلاف۔ پھر کیونکر ان کو تسلیم نہ کیا جائے۔ اِس کے سوا جس قدر معانی کئے جاتے ہیں وہ سب
نصِّ قرآنی کے خلاف ہیں مشاہدہ اُن کو جھٹلاتا ہے۔ قانونِ قدرت اُن کی تائید نہیں کرتا ٭

نویں فصل

اِس باب میں کہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کا نقلی و عقلی ثبوت کیا ہے

یہ امر قابلِ غور ہے کہ کسی امر کا دعویٰ کر دینا اور اُس کا کوئی کھلا کھلا ثبوت اور بین دلیل
پیش نہ کرنا انصاف کے خلاف ہے۔ کیونکہ اس سے تو انسان جو مدِ مقابل ہو کیونکر تسلی پا سکتا
ہے۔ اور کیونکر وہ حق کو قبول کر سکتا ہے۔ جب تک اس قسم کے واقعات اُس کے سامنے نہ رکھ
دئے جائیں جن سے اُس کو کوئی چون و چرا کی گنجائش نہ رہے۔ سو واضح ہو کہ آیت مذکورہ
بالا میں قتل اور صلیب کی نفی کی گئی ہے۔ اور جہاں تک ہم غور کرتے ہیں قتل محض کوئی بری بات
نہیں۔ اور نہ اس سے نبی کی شان میں کچھ فرق آسکتا ہے۔ کیا وہ احادیث نہیں پڑھتے
جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ دعا مانگنا ثابت ہوتا ہے کہ میں اس بات کو دوست
رکھتا ہوں کہ خدا کی راہ میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں جب خود
فخرِ رسل سرتاجِ اولین والآخرین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل کی خواہش
کرتے ہوئے دُنیا سے رحلت فرما گئے تو پھر کیونکر ہم سمجھ لیں کہ حضرت مسیح کے لئے قتل کے
الفاظ بولنے ہتک میں داخل ہیں کیا قرآن میں وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ نہیں پڑھتے

الدر المنثور
في
التفسير بالمأثور

لجلال الدين السيوطي
(٨٤٩هـ - ٩١١هـ)

تحقيق
الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية

الدكتور عبد السند حسن يمامة

الجزء الخامس

الطبعة الأولى

القاهرة ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م

مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية

الدكتور عبد السند حسن يمامة

مكتب : ٤ش ترعة الزمر - المهندسين
ت : ٣٢٥٢٥٧٩ - ٣٢٥١٠٢٧
فاكس : ٣٢٥١٧٥٦

أخرَج ابنُ جريرٍ عن ابنِ عباسٍ فى قولِه : ﴿وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا﴾ . قال : معنى ذلك ، أنه كذلك[١] .

وأخرَج ابنُ أبى حاتمٍ عن ابنِ عباسٍ ، أن يهوديًّا قال له : إنكم تزعُمون أن اللَّهَ كان عزيزًا حكيمًا ، فكيف هو اليومَ ؟ قال ابنُ عباسٍ : إنه كان مِن[٢] نفسِه عزيزًا حكيمًا[٣] .

قولُه تعالى : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ﴾ الآية .

أخرَج الفريابىُّ ، وعبدُ بنُ حميدٍ ، والحاكمُ وصحَّحه ، عن ابنِ عباسٍ فى قولِه : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ . قال : خروجُ عيسى ابنِ مريمَ[٤] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ ، وابنُ أبى حاتمٍ ، مِن طرقٍ عن ابنِ عباسٍ فى قولِه : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ . قال : قبلَ موتِ عيسى[٥] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ عن ابنِ عباسٍ فى الآيةِ قال : يعنى أنه سيُدرِكُ أناسٌ مِن أهلِ الكتابِ حينَ يُبْعَثُ عيسى ، سيُؤمنون به[٦] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ ، وابنُ أبى حاتمٍ ، عن ابنِ عباسٍ فى قولِه : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ

---

(١) ابن جرير ٧/٦٦٣ .
(٢) فى ف١ : « فى » .
(٣) ابن أبى حاتم ٤/١١١٢ (٦٢٤٦) .
(٤) الحاكم ٢/٣٠٩ .
(٥) ابن جرير ٧/٦٦٤ ، وابن أبى حاتم ٤/١١١٤ (٦٢٥٤) .
(٦) ابن جرير ٧/٦٦٦ .

﴿ٱلۡكِتَٰبِ﴾ . قال : اليهودُ خاصةً ، ﴿إِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهِۦ قَبۡلَ مَوۡتِهِۦۖ﴾ . قال : (١) قبلَ موتِ اليهوديِّ (٢) .

وأخرَج الطيالسيُّ ، وسعيدُ بنُ منصورٍ ، وابنُ جريرٍ ، وابنُ المنذرِ ، عن ابنِ عباسٍ فى قولِه : ﴿وَإِن مِّنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهِۦ قَبۡلَ مَوۡتِهِۦۖ﴾ . قال (١) : هى فى قراءةِ أُبيٍّ : (قبلَ موتِهم (٣)) . قال : ليس يهوديٌّ يموتُ أبدًا حتى يُؤْمِنَ بعيسى . قيل لابنِ عباسٍ : أرأيتَ إن خرَّ مِن فوقِ بيتٍ ؟ قال : يتكلَّمُ به فى الهُوِيِّ (٤) . فقيل : أرأيتَ إن ضُرِب عنقُ أحدِهم ؟ قال : يتَلَجْلَجُ (٥) بها لسانُه (٦) .

وأخرَج ابنُ جريرٍ عن ابنِ عباسٍ قال : لو ضُرِبتْ عنقُه لم تخرُجْ نفسُه حتى يُؤمنَ بعيسى (٧) .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، (٨) وابنُ المنذرِ (٨) ، عن ابنِ عباسٍ قال : لا

(١ - ١) ليس فى : الأصل .

(٢) ابن جرير ٦٦٧/٧ ، وابن أبى حاتم ١١١٢/٤ ، ١١١٤ (٦٢٤٧ ، ٦٢٥٥) .

(٣) فى الأصل : « موته » .

(٤) فى ص ، ب١ ، ف١ ، ف٢ ، م : « الهواء » . والهوى : مصدر بمعنى السقوط والصعود والسرعة فى السير . النهاية ٢٨٤/٥ .

(٥) يتلجلج : يتردد . النهاية ٢٣٤/٤ .

(٦) الطيالسى - كما فى تفسير ابن كثير ٤٠٥/٢ - وسعيد بن منصور (٧٠٩ - تفسير) ، وابن جرير ٦٦٨/٧ . وقال ابن كثير : فهذه كلها أسانيد صحيحة إلى ابن عباس .

(٧) ابن جرير ٦٦٨/٧ .

(٨ - ٨) سقط من : م .

يموتُ يهوديٌّ حتى يشهدَ أن عيسى عبدُ اللَّهِ ورسولُه ولو عُجِل عليه بالسلاحِ[(١)] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ ، وابنُ المنذرِ ، عن ابنِ عباسٍ : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ . قال : لو أن يهوديًّا أُلقِى مِن فوقِ قَصْرٍ ما خَلَصَ إلى الأرضِ حتى يؤمنَ أن عيسى عبدُ اللَّهِ ورسولُه[(٢)] .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، عن ابنِ عباسٍ فى الآيةِ قال : لا يموتُ يهوديٌّ حتى يؤمنَ بعيسى . قيل : وإن ضُرِب بالسيفِ ؟ قال : يتكلمُ به . قيل : وإن هوَى ؟ قال : يتكلمُ به وهو يهوِى[(٣)] .

وأخرَج ابنُ المنذرِ عن أبى هاشمٍ ، وعروةَ ، قالا : فى مصحفِ أُبىٍّ بنِ كعبٍ : (وإن مِن أهْلِ الكتابِ إلا ليُؤْمِننَّ به قبلَ مَوْتِهم) .

وأخرَج عبدُ بنُ حميدٍ[(٤)] ، وابنُ المنذرِ ، عن شهرِ بنِ حَوْشَبٍ فى قولِه : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ . عن محمدِ بنِ علىٍّ بنِ أبى طالبٍ ، هو ابنُ الحنفيَّةِ ، قال : ليس مِن أهلِ الكتابِ أحدٌ إلا أَتته الملائكةُ يضرِبون وجْهَه ودُبُرَه ، ثم يقالُ : يا عدوَّ اللَّهِ ، إن عيسى رُوحُ اللَّهِ وكلمتُه ، كذَبتَ على اللَّهِ ، وزعمتَ أنَّه اللَّهُ ، إنَّ عيسى لم يمُتْ وإنه رُفِع إلى السماءِ ، وهو نازلٌ قبلَ أن تقومَ الساعةُ ، فلا يبقَى يهوديٌّ ولا نصرانيٌّ إلا آمَن به .

وأخرَج ابنُ المنذرِ عن شهرِ بنِ حوشبٍ قال : قال لىَ الحجاجُ : يا شهرُ ، آيةٌ

(١) ابن جرير ٦٦٨/٧ .
(٢) ابن جرير ٦٦٩/٧ .
(٣) فى ص : « يهودى » .
والأثر عند ابن جرير ٦٦٩/٧ .
(٤) بعده فى ص ، ف٢ : « وابن جرير » .

مِن كتابِ اللَّهِ ما قرأتُها إلا اعترَض فى نفسى منها شىءٌ ؛ قال اللَّهُ : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ . وإنى أوتَى بالأُسارى فأضرِبُ أعناقَهم ولا أسمعُهم يقولون شيئًا ؟ فقلتُ : رُفِعت إليك على غيرِ وجهِها ، إن النصرانىَّ إذا خرَجتْ رُوحُه ضَرَبَته الملائكةُ مِن قُبُلِه ومن دُبُرِه وقالوا : أىْ خبيثُ ، إن المسيحَ الذى زعَمتَ أنه اللَّهُ ، أو ابنُ اللَّهِ ، أو ثالثُ ثلاثةٍ ، عبدُ اللَّهِ ورُوحُه وكلمتُه . فيؤمنُ حينَ لا ينفعُه إيمانُه ، وإن اليهودىَّ إذا خرَجتْ نَفْسُه ضَرَبَتْه الملائكةُ مِن قُبُلِه ومن دُبُرِه وقالوا : أىْ خبيثُ ، إن المسيحَ الذى زعَمتَ أنك قَتَلْتَه ، عبدُ اللَّهِ ورُوحُه . فيؤمنُ به حينَ لا ينفعُه الإيمانُ . فإذا كان عندَ نزولِ عيسى آمَنَت به أحياؤُهم كما آمَنَت به موتاهم ، فقال : مِن أينَ أخَذتَها ؟ فقلتُ : مِن محمدِ بنِ علىٍّ . قال : لقد أخَذتَها مِن مَعْدِنِها . قال شهرٌ : وايمُ اللَّهِ ، ما حدَّثَنِيه إلا أُمُّ سلمةَ ، ولكن أحببتُ أن أغيظَه .

وأخرَج عبدُ الرزاقِ ، وعبدُ بنُ حميدٍ ، وابنُ جريرٍ ، وابنُ المنذرِ ، عن قتادةَ فى قولِه : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ . قال إذا نزَل آمَنَت به الأديانُ كلُّها ، ﴿وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ أنه قد بلَّغ رسالةَ ربِّه وأقرَّ على نفسِه بالعبوديةِ[1] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ عن ابنِ زيدٍ فى قولِه : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ . قال : إذا نزَل عيسى فقتَل الدجَّالَ لم يبْقَ يهودىٌّ فى الأرضِ إلا آمَن به ، فذلك حينَ لا ينفعُهم الإيمانُ[2] .

---

(١) عبد الرزاق ١/١٧٧ ، وابن جرير ٧/٦٦٥ ، ٦٧٦ .

(٢) ابن جرير ٧/٦٦٦ .

وأخرَج ابنُ جريرٍ عن أبي مالكٍ : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦۖ﴾ . قال : ذلك عندَ نزولِ عيسى ابنِ مريمَ ، لا يبقَى أحدٌ مِن أهلِ الكتابِ إلا آمَن به[1] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ عن الحسنِ : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦۖ﴾ . قال : قبلَ موتِ عيسى ، واللهِ إنه الآن حيٌّ عندَ اللَّهِ ، ولكن إذا نزَل آمَنوا به أجمعون[2] .

وأخرَج ابنُ أبي حاتمٍ عن الحسنِ ، أن رجلًا سأله عن قولِه : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦۖ﴾ . قال : قبلَ موتِ عيسى ، إن اللَّهَ رفَع إليه عيسى وهو باعثُه قبلَ يومِ القيامةِ مَقامًا يؤمنُ به البَرُّ والفاجرُ[3] .

٢٤٢/٢ وأخرَج ابنُ أبي شيبةَ ، وعبدُ بنُ حميدٍ ، / والبخاريُّ ، [4]ومسلمٌ[4] ، عن أبي هريرةَ قال : قال رسولُ اللَّهِ ﷺ : « والذي نفسي بيدِه ليُوشِكَنَّ أن ينزلَ فيكم ابنُ مريمَ حكَمًا عدْلًا ، فيكسِرَ الصليبَ ، ويقْتُلَ الخنْزيرَ ، ويضعَ الجزيةَ ، ويَفيضَ المالُ حتى لا يَقْبَلَه أحدٌ ، حتى تكونَ السجدةُ خيرًا مِن الدنيا وما فيها » . ثم يقولُ أبو هريرةَ : واقرَءوا إن شئتم : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦۖ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾[5] .

وأخرَج ابنُ مَرْدُويه عن أبي هريرةَ قال : قال رسولُ اللَّهِ ﷺ : « يوشِكُ أن

---

(١) ابن جرير ٦٦٤/٧ ، ٦٦٥ .

(٢) ابن جرير ٦٦٥/٧ .

(٣) ابن أبي حاتم ١١١٣/٤ (٦٢٥١) .

(٤ - ٤) ليس في : الأصل .

(٥) ابن أبي شيبة ١٤٤/١٥ ، والبخاري (٢٢٢٢ ، ٢٤٧٦ ، ٣٤٤٨ ، ٣٤٤٩) ، ومسلم (١٥٥) .

ينزلَ فيكم ابنُ مريمَ حَكَمًا عدْلًا ، يَقْتُلُ الدجّالَ ، ويقتُلُ الخنزيرَ ، ويكسِرُ الصليبَ ، ويضعُ الجزيةَ ، ويَفيضُ المالُ ، وتكونُ السجدةُ واحدةً للَّهِ ربِّ العالمين » . (١قال أبو هريرةَ١) : واقرءوا إن شئْتم : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ : قبلَ(٢) موتِ عيسى ابنِ مريمَ . ثم يعيدُها أبو هريرةَ ثلاثَ مراتٍ(٣) .

وأخرَج أحمدُ ، وابنُ جرير ، (٤وابنُ عساكرَ٤) ، عن أبى هريرةَ قال : قال رسولُ اللَّهِ ﷺ : « ينزلُ عيسى ابنُ مريمَ فيقتُلُ الخنزيرَ ، ويَمْحى الصليبَ ، ويُجمَعُ له الصلاةُ ، ويُعطِى المالَ حتى لا يُقبلَ ، ويضعُ الخراجَ ، وينزلُ الرَّوْحاءَ فيحجُّ منها أو(٥) يعتمرُ ، أو يجمعُهما » . قال : وتلا أبو هريرةَ : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ . قال أبو هريرةَ : يؤمنُ به قبلَ مَوْتِه(٦) ؛ موتِ عيسى(٧) .

وأخرَج أحمدُ ، (٤وابنُ أبى شيبةَ٤) ، ومسلمٌ ، عن أبى هريرةَ ، أن رسولَ اللَّهِ ﷺ قال : « ليُهِلَّنَّ عيسى ابنُ مريمَ بفجِّ الرَّوْحاءِ بالحجِّ أو(٨) بالعمرةِ ، أو لَيَثْنِيَنَّهما(٩)

(١ - ١) سقط من : م .

(٢) ليس فى : الأصل ، ب١ .

(٣) ابن مردويه - كما فى تفسير ابن كثير ٤٠٧/٢ - وفتح البارى ٦/ ٤٩٢.

(٤ - ٤) ليس فى : الأصل ، ص ، ف٢ .

(٥) فى الأصل : « و » .

(٦) سقط من : ب١ ، ف١ .

(٧) أحمد ٢٨٠/١٣ (٧٩٠٣) ، وابن جرير ٤٥١/٥ . وقال محققو المسند : إسناده صحيح على شرط مسلم .

(٨) فى ب١ : « و » .

(٩) قال النووى : هو بفتح الياء فى أوله ، معناه : يقرن بينهما . صحيح مسلم بشرح النووى ٢٣٤/٨ .

تفسير السمرقندي

المسمّى

بحر العلوم

لأبي الليث نصر بن محمّد بن أحمد بن ابراهيم السّمرقندي

المتوفى سنة ٣٧٥ هـ

تحقيق وتعليق

الشيخ علي محمّد معوّض
الشيخ عادل أحمد عبد الموجود
الدكتور زكريّا عبد المجيد النوتي
كليّة اللغة العربيّة - جامعة الأزهر

الجزء الاوّل

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

تفسير السمرقندي

المسمّى

بحر العلوم

لأبي الليث نصر بن محمّد بن أحمد بن ابراهيم السمرقندي

المتوفى سنة ٣٧٥ هـ

تحقيق وتعليق

الشيخ علي محمّد معوّض　　الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

الدكتور زكريّا عبد المجيد النّوتي

كليّة اللغة العربيّة - جامعة الأزهر

الجزء الاوّل

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ۖ وَيَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴿١٥٩﴾ فَبِظُلْمٍ مِّنَ ٱلَّذِينَ هَادُوا۟ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَـٰتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ كَثِيرًا ﴿١٦٠﴾ وَأَخْذِهِمُ ٱلرِّبَوٰا۟ وَقَدْ نُهُوا۟ عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَٰلَ ٱلنَّاسِ بِٱلْبَـٰطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَـٰفِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦١﴾

﴿وإن من أهل الكتاب﴾ يقول: وما من أهل الكتاب **﴿إلا ليؤمنن به﴾** يعني بعيسى ـ عليه السلام ـ **﴿قبل موته﴾** وذلك أن اليهودي إذا حضرته الوفاة، وعاين أمر الآخرة، ضربته الملائكة وقالت له: يا عدو الله، أتاك عزير فكذبته، ويقال للنصراني: يا عدو الله أتاك عبد الله ورسوله، وهو عيسى، فزعمت أنه ابن الله، فيؤمن عند ذلك، ويقر أنه عبد الله ورسوله، ولا ينفعه إيمانه في ذلك الوقت، ويكون إيمانهم عليهم شهيداً، يوم القيامة. وروي عن مجاهد أنه قال: ما من أحد من أهل الكتاب إلا ويؤمن بعيسى ـ عليه السلام ـ قبل موته، فقيل له: وإن غرق، أو احترق، أو أكله السبع يؤمن بعيسى ـ عليه السلام ـ؟ فقال نعم[1]. وروي أن الحجاج بن يوسف سأل شهر بن حوشب عن هذه الآية فقال: إني لأوتي بالأسير من اليهود والنصارى، فآمر بضرب عنقه وأنظر إليه في ذلك الوقت، فلا أرى منه الإيمان، فقال له شهر بن حوشب: إنه حين عاين أمر الآخرة، يقر بأن عيسى عبد الله ورسوله فيؤمن به، ولا ينفعه، فقال له الحجاج: من أين أخذت هذا؟ قال: أخذته من محمد ابن الحنفية، فقال له الحجاج لقد أخذت من عين صافية وروي عن سعيد بن جبير أنه قال: (قبل موته)، يعني قبل موت عيسى ـ عليه السلام ـ هكذا قال الحسن[2] قال الفقيه: حدثنا عمر بن محمد، قال: حدثنا أبو بكر الواسطي، قال: حدثنا إبراهيم بن يوسف، قال: حدثنا يزيد بن زريع عن رجل، عن الحسن في قوله: وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته، قال: قبل موت عيسى، والله إنه لحي عند الله الآن، ولكن إذا نزل آمنوا به أجمعون[3]. وروي عن ابن عباس أنه قال: يمكث عيسى ـ عليه السلام ـ في الأرض أربعين سنة نبياً إماماً مهدياً، ثم يموت وتصلي عليه هذه الأمة[4].
وقال الضحاك: يهبط عيسى ـ عليه السلام ـ من السماء إلى الأرض بعد خروج الدجال، فيكون هبوطه على صخرة بيت المقدس، ثم يقتل الدجال، ويكسر الصليب ويهدم البيع والكنائس، ولا يبقى على وجه الأرض يهودي، ولا نصراني إلا آمن بالمسيح ودخل في الإسلام. ثم قال تعالى: **﴿ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً﴾** يعني يكون عليهم عيسى ـ عليه السلام ـ شهيداً، بأنه قد بلغهم الرسالة. قوله تعالى: **﴿فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات أحلت لهم﴾** يعني بشركهم حرمنا عليهم أشياء كانت حلالاً لهم، وهو كل ذي ظفر وشحوم البقر والغنم أحلت لهم. **﴿وبصدهم عن سبيل الله كثيراً﴾** أي بصرفهم كثيراً من الناس، عن دين الله على وجه التقديم **﴿وأخذهم الربا﴾** أي حرم عليهم الحلال بكفرهم، وبصرف الناس عن دين الله، وبأخذهم الربا **﴿وقد نهوا عنه﴾** أي يعني عن أخذ الربا في التوراة **﴿وأكلهم أموال الناس بالباطل﴾** وهو أخذ الرشوة في الحكم، **﴿وأعتدنا للكافرين منهم عذاباً أليماً﴾** أي هيأنا لهم عذاباً وجيعاً دائماً.

لَّـٰكِنِ ٱلرَّٰسِخُونَ فِى ٱلْعِلْمِ مِنْهُمْ وَٱلْمُؤْمِنُونَ يُؤْمِنُونَ بِمَآ أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ ۚ وَٱلْمُقِيمِينَ ٱلصَّلَوٰةَ ۚ وَٱلْمُؤْتُونَ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱلْمُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْـَٔاخِرِ أُو۟لَـٰٓئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ أَجْرًا عَظِيمًا ﴿١٦٢﴾

وقوله: **﴿لكن الراسخون في العلم منهم﴾** يعني المبالغون في العلم الذين أدركوا علم الحقيقة، وهم مؤمنو

---

(١) انظر تفسير مجاهد ١/ ١٨٠. (٢) انظر الطبري ٩/ ٣٨٠. (٣) انظر تفسير القرطبي ٦/ ٩. (٤) انظر تفسير الطبري ٩/ ٣٨٠.

فتح البيان
في مقاصد القرآن

تفسير سلفي أثري خالٍ من الإسرائيليات والجدليات المذهبية والكلامية
يغني عن جميع التفاسير ولا تغني جميعها عنه

تأليف
السيد الإمام العلامة الملك المؤيد من الله الباري
أبي الطيب "صديق بن حسن بن علي الحسيني القنوجي البخاري"
"١٢٤٨-١٣٠٧هـ"

عني بطبعه وقدّم له وراجعه
خادم العلم
عبد الله بن ابراهيم الأنصاري

الجزء الثالث

المكتبة العصرية
صيدا - بيروت

بَل رَّفَعَهُ ٱللَّهُ إِلَيۡهِۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٥٨﴾ وَإِن مِّنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهِۦ قَبۡلَ مَوۡتِهِۦۖ وَيَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيدًا ﴿١٥٩﴾

﴿بل رفعه الله اليه﴾ أي إلى موضع لا يجري فيه حكم غير الله كما في الفخر، وهذا الموضع هو السماء الثالثة كما في حديث الجامع الصغير، وفي بعض المعاريج أنه في السماء الثانية، رد عليهم وإثبات لما هو الصحيح، وقد تقدم ذكر رفعه عليه السلام في آل عمران بما فيه كفاية ﴿وكان الله عزيزاً حكيماً﴾ في إنجاء عيسى وتخليصه من اليهود وانتقامه منهم ورفعه إليه.

﴿وإن من أهل الكتاب﴾ أي اليهود والنصارى، والمعنى وما منهم أحد ﴿إلا﴾ والله ﴿ليؤمننّ﴾ والضمير في ﴿به﴾ راجع إلى عيسى، وبه قال ابن عباس وأكثر المفسرين، وفي ﴿قبل موته﴾ راجع إلى ما دل عليه الكلام وهو لفظ أحد المقدر أو الكتابي المدلول عليه بأهل الكتاب، وقال ابن عباس: قبل موت عيسى، وعنه أيضاً قال: قبل موت اليهودي، وفيه دليل على أنه لا يموت يهودي ولا نصراني إلا وقد آمن بالمسيح.

وقيل كلا الضميرين لعيسى، والمعنى أنه لا يموت عيسى حتى يؤمن به كل كتابي في عصره، وقيل الضمير الأول لله وقيل إلى محمد ﷺ، وبه قال عكرمة وهذا القول لا وجه له لأنه لم يجر للنبي صلى الله عليه وآله وسلم ذكر قبل هذه الآية حتى يرجع الضمير إليه.

وقد اختار كون الضميرين لعيسى ابن جرير، وبه قال جماعة من السلف وهو الظاهر لأنه تقدم ذكر عيسى فكان عود الضمير إليه أولى، والمراد بالإيمان به حين يعاين ملك الموت فلا ينفعه إيمان.

قال شهر بن حوشب: اليهودي إذا حضره الموت ضربت الملائكة وجهه ودُبُره، ويقال يا عدو الله أتاك عيسى نبياً فكذبت به فيقول آمنت بأنه عبدالله ورسوله، ويقال للنصراني أتاك عيسى نبياً فزعمت أنه الله وابن الله فيقول آمنت أنه عبدالله، فأهل الكتاب يؤمنون به حيث لا ينفعهم ذلك الإيمان.

أو عند نزوله في آخر الزمان كما وردت بذلك الأحاديث المتواترة قال ابن عباس: سيدرك أناس من أهل الكتاب عيسى حين يبعث فيؤمنون به، وعنه قال: ليس يهودي يموت أبداً حتى يؤمن بعيسى، قيل لابن عباس أرأيت ان خرّ من فوق بيت قال: تكلم بـه في الهواء، فقيل إن ضرب عنق أحـدهم، قال: يتلجلج بها لسانه، وقد روى نحو هذا عنه من طرق، وقال به جماعة من التابعين.

وذهب كثير من التابعين فمن بعدهم إلى أن المراد قبل موت عيسى كما روي عن ابن عباس قبل هذا، وقيّده كثير منهم بأنه يؤمن به من أدركه عند نزوله إلى الأرض حتى تصير الملة كلها إسلامية.

وقال الزجاج: هذا القول بعيد لعمـوم قولـه تعالى ﴿وإن من أهـل الكتاب﴾ والذين يبقون يومئذ يعني عند نزوله شرذمة قليلة منهم.

وأجيب بأن المراد بهذا العموم الذين يشاهدون ذلك الوقت ويدركون نزوله فيؤمنون به، وصحح الطبري هذا القول، وقد تواترت الأحاديث بنزول عيسى حسبما أوضح ذلك الشوكاني في مؤلف مستقل يتضمن ذكر ما ورد في المنتظر والدجال والمسيح، وغيره في غيره.

﴿ويوم القيامة يكون﴾ عيسى ﴿عليهم﴾ أي على أهل الكتاب ﴿شهيداً﴾ يشهد على اليهود بالتكذيب له والطعن فيه، وعلى النصارى بالغلو فيه حتى قالوا: هو ابن الله، وقال قتادة: يكون شهيداً على أن قد بلغ رسالة ربه وأقر على نفسه بالعبودية.

تفسير الفخر الرازى

المشتهر بالتفسير الكبير ومفاتيح الغيب

للإمام محمد الرازى فخر الدين ابن العلامة ضياء الدين عمر

المشتهر بخطيب الرى نفع الله به المسلمين

٥٤٤ ــ ٦٠٤ هـ

❁ ❁ ❁ ❁ ❁

الطبعة الأولى ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

تمتاز هذه الطبعة بفهرس لآيات الاحكام

الجزء الحادي عشر

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

جلد ١١

وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴿١٥٨﴾ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴿١٥٩﴾

أن رفعه اليه أعظم في باب الثواب من الجنة ومن كل فيها من اللذات الجسمانية ، وهذه الآية تفتح عليك باب معرفة السعادات الروحانية .

ثم قال تعالى ﴿ وكان الله عزيزاً حكيماً ﴾

والمراد من العزة كمال القدرة ، ومن الحكمة كمال العلم ، فنبه بهذا على أن رفع عيسى من الدنيا الى السموات وإن كان كالمتعذر على البشر لكنه لا تعذر فيه بالنسبة الى قدرتي والى حكمتي ، وهو نظير قوله تعالى (سبحانه الذي أسرى بعبده ليلاً) فان الاسراء وان كان متعذراً بالنسبة الى قدرة محمد إلا أنه سهل بالنسبة الى قدرة الحق سبحانه .

ثم قال تعالى ﴿ وان من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً ﴾ .

واعلم أنه تعالى لما ذكر فضائح اليهود وقبائح أفعالهم وشرح أنهم قصدوا قتل عيسى عليه السلام وبين أنه ما حصل لهم ذلك المقصود ، وأنه حصل لعيسى أعظم المناصب وأجل المراتب بين تعالى أن هؤلاء اليهود الذين كانوا مبالغين في عداوته لا يخرج أحد منهم من الدنيا إلا بعد أن يؤمن به فقال (وان من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته) .

واعلم أن كلمة « ان » بمعنى « ما » النافية كقوله (وان منكم إلا واردها) فصار التقدير : وما أحد من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به ، ثم إنا نرى أكثر اليهود يموتون ولا يؤمنون بعيسى عليه السلام .

والجواب من وجهين . الأول : ما روى عن شهر بن حوشب قال : قال الحجاج أني ما قرأتها إلا وفي نفسي منها شيء ، يعني هذه الآية فاني أضرب عنق اليهودي ولا أسمع منه ذلك ، فقلت : إن اليهودي إذا حضره الموت ضربت الملائكة وجهه ودبره ، وقالوا يا عدو الله أتاك عيسى نبياً فكذبت به ، فيقول آمنت أنه عبد الله ، وتقول للنصراني : أتاك عيسى نبياً فزعمت أنه هو الله وابن الله ، فيقول : آمنت أنه عبد الله فأهل الكتاب يؤمنون به ، ولكن حيث لا ينفعهم ذلك الإيمان ، فاستوى الحجاج جالساً وقال : عمن نقلت هذا ؟ فقلت :

تفسیر کبیر رازی جلد ١١

فَبِظُلْمٍ مِّنَ ٱلَّذِينَ هَادُوا۟ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَٰتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ كَثِيرًا ﴿١٦٠﴾ وَأَخْذِهِمُ ٱلرِّبَوٰا۟ وَقَدْ نُهُوا۟ عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَٰلَ ٱلنَّاسِ بِٱلْبَٰطِلِ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦١﴾

حدثني به محمد بن علي بن الحنفية فأخذ ينكت في الأرض بقضيب ثم قال : لقد أخذتها من عين صافية . وعن ابن عباس أنه فسره كذلك فقال له عكرمة : فان خر من سقف بيت أو احترق أو أكله سبع قال : يتكلم بها في الهواء ولا تخرج روحه حتى يؤمن به ، ويدل عليه قراءة أبي (إلا ليؤمنن به قبل موته) بضم النون على معنى وإن منهم أحد إلا سيؤمنون به قبل موتهم لأن أحداً يصلح للجمع ، قال صاحب الكشاف : والفائدة في اخبار الله تعالى بايمانهم بعيسى قبل موتهم أنهم متى علموا أنه لا بد من الإيمان به لا محالة فلأن يؤمنوا به حال ما ينفعهم ذلك الإيمان أولى من أن يؤمنوا به حال ما لا ينفعهم ذلك الإيمان .

﴿والوجه الثاني﴾ في الجواب عن أصل السؤال : أن قوله (قبل موته) أي قبل موت عيسى ، والمراد أن أهل الكتاب الذين يكونون موجودين في زمان نزوله لا بد وأن يؤمنوا به : قال بعض المتكلمين : إنه لا يمنع نزوله من السماء إلى الدنيا إلا أنه إنما ينزل عند ارتفاع التكاليف أو بحيث لا يعرف ، إذ لو نزل مع بقاء التكاليف على وجه يعرف أنه عيسى عليه السلام لكان إما أن يكون نبياً ولا نبي بعد محمد عليه الصلاة والسلام ، أو غير نبي وذلك غير جائز على الأنبياء ، وهذا الاشكال عندي ضعيف لأن انتهاء الأنبياء إلى مبعث محمدﷺ ، فعند مبعثه انتهت تلك المدة ، فلا يبعد أن يصير بعد نزوله تبعاً لمحمد عليه الصلاة والسلام .

ثم قال تعالى ﴿ ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً ﴾ قيل : يشهد على اليهود أنهم كذبوه وطعنوا فيه ، وعلى النصارى أنهم أشركوا به ، وكذلك كل نبي شاهد على أمته .

ثم قال تعالى ﴿ فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات أحلت لهم وبصدهم عن سبيل الله كثيراً وأخذهم الربا وقد نهوا عنه وأكلهم أموال الناس بالباطل وأعتدنا للكافرين منهم عذاباً أليماً ﴾ .

واعلم أنه تعالى لما شرح فضائح أعمال اليهود وقبائح الكافرين وأفعالهم ذكر عقيبه تشديده تعالى عليهم في الدنيا وفي الآخرة ، أما تشديده عليهم في الدنيا فهو أنه تعالى حرم

تفسير القرآن العظيم

مسنداً

عن رسول الله ﷺ والصحابة والتابعين

تأليف

الإمام الحافظ عبد الرحمن بن محمد
ابن إدريس الرازي ابن أبي حاتم
المتوفى سنة ٣٢٧هـ

تحقيق

أسعد محمد الطيب

المجلد الأول

إعداد: مركز الدراسات والبحوث بمكتبة نزار الباز

مكتبة نزار مصطفى الباز
مكة المكرمة - الرياض

[٦٢٤٢] حدثنا حجاج بن حمزة، ثنا شبابة، ثنا ورقاء، عن ابن أبي نجيح عن مجاهد قوله: ﴿بل رفعه الله إليه﴾ رفع الله إليه عيسى حياً.

[٦٢٤٣] حدثنا علي بن الحسين، ثنا زهير بن عباد الرؤاسي، حدثني رديح بن عطية، عن أبي زرعة الشيباني حدثه أن عيسى بن مريم رفع من جبل طور زيتا، قال: بعث الله ريحاً فخفقت به حتى هرول، ثم رفعه الله إلى السماء.

قوله تعالى: ﴿وكان الله عزيزا حكيما﴾.

[٦٢٤٤] حدثنا أحمد بن سنان الواسطي، ثنا أبو معاوية، عن الأعمش عن المنهال ابن عمرو عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس قال: أتاه رجل فقال: أرأيت قول الله ﴿وكان الله عزيزاً حكيماً﴾ قال ابن عباس: كذلك كان ولم يزل.

[٦٢٤٥] حدثنا أبو سعيد الأشج، ثنا إسحاق بن سليمان الرازي، عن عمرو بن أبي قيس عن مطرف، عن المنهال بن عمرو، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس قال: أتاه رجل فقال: سمعت الله تعالى يقول: ﴿وكان الله﴾ كأنه شيء كان. قال: أما قوله: ﴿وكان﴾، فإنه لم يزل ولا يزال وهو الأول والآخر، والظاهر والباطن، بكل شيء عليم.

[٦٢٤٦] حدثني أبي، ثنا حسين بن عيسى بن ميسرة، ثنا أبو زهير عبدالرحمن بن مغراء، أنبأ مجمع بن يحيى، عن عمه، عن ابن عباس قال: قال يهودي: إنكم تزعمون أن الله كان عزيزاً حكيماً، فكيف هو اليوم ؟ قال ابن عباس إنه كان من نفسه عزيزاً حكيماً.

قوله تعالى: ﴿وإن من أهل الكتاب﴾. آية ١٥٩

[٦٢٤٧] حدثنا أبو زرعة، ثنا منجاب، أنبأ بشر بن عمارة، عن أبي روق، عن الضحاك، عن ابن عباس قوله: ﴿وإن من أهل الكتاب﴾ قال: اليهود خاصة.

والوجه الثاني:

[٦٢٤٨] حدثني أبي، ثنا سعيد بن سليمان، ثنا سليمان بن المغيرة، عن ثابت البناني قال: سمعت الحسن في قوله: ﴿وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته﴾ قال: النجاشي وأصحابه.

قوله تعالى: ﴿إلا ليؤمنن به قبل موته﴾.

[٦٢٤٩] حدثني أبي، ثنا محمد بن المثنى أبو موسى، ثنا يزيد بن هارون ثنا سفيان ابن حسين، عن الزهري، عن حنظلة، عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ينزل عيسى بن مريم فيقتل الخنزير ويكسر الصليب، ويضع الجزية، وتضع الحرب أوزارها ويعطى المال حتى لا يقبل، ويجمع له الصلاة، ويأتي الروحاء فيحج منها أو يعتمر أو يجمعهما الله له، ثم قرأ أبو هريرة: ﴿وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته﴾ قال: قبل موت عيسى. قال حنظلة: فلا أدري هذا أصله حديث النبي صلى الله عليه وسلم أو قولاً من أبي هريرة[١].

[٦٢٥٠] حدثنا يونس بن حبيب، ثنا أبو داود، ثنا شعبة، عن هارون الغنوي، سمع عكرمة، عن ابن عباس في قوله: ﴿وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته﴾ قال: لو أن يهودياً وقع من حائط إلى الأرض لم يمت حتى يؤمن به يعني: بعيسى عليه السلام.

الوجه الثاني:

[٦٢٥١] حدثنا أبي، ثنا علي بن عثمان اللاحقي، ثنا جويرية بن بشير قال: سمعت رجلاً قال للحسن: يا أبا سعيد قول الله تعالى ﴿وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته﴾ قال: قبل موت عيسى أن الله رفع إليه عيسى، وهو باعثه قبل يوم القيامة مقاماً يؤمن به البر والفاجر.

[٦٢٥٢] حدثنا سليمان بن داود مولى عبدالله بن جعفر، ثنا سهل، ثنا المحاربي، عن أشعث، عن الحسن في قوله: ﴿وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته﴾. قال: يؤمنون إيماناً لا ينفعهم.

[٦٢٥٣] حدثنا أبي، ثنا محمد بن كثير، ثنا سليمان، عن حصين، عن أبي مالك قال: ليس أحد من أهل الأرض يدركه نزول عيس بن مريم إلا آمن به، وذلك قوله: ﴿وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته﴾.

---

(١) كتاب الإيمان رقم ٢٤٢.

قوله تعالى: ﴿قبل موته﴾.

[٦٢٥٤] حدثنا أحمد بن سنان، ثنا عبدالرحمن يعني ابن مهدي، عن سفيان عن ابن حصين، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباس قوله: ﴿وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته﴾ قال: قبل موت عيسى عليه السلام.

وروى عن أبي هريرة، ومجاهد، والحسن، وقتادة نحو ذلك.

والوجه الثاني:

[٦٢٥٥] حدثنا أبو زرعة، ثنا منجاب، أنبأ بشر، عن أبي روق، عن الضحاك، عن ابن عباس قوله: ﴿إلا ليؤمنن به قبل موته﴾ قال: قبل موت اليهودي. وروى عن محمد بن سيرين، والضحاك نحو ذلك،

قوله تعالى: ﴿ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا﴾.

[٦٢٥٦] حدثنا أبي، ثنا عبدالله بن محمد بن علي بن نفيل، ثنا عفيف بن سالم المصلي، عن القاسم بن الفضل قال: أرسل الحجاج إلى عكرمة يسأله عن يوم القيامة، أمن الدنيا هو أم من الآخرة؟ فقال: صدر ذلك اليوم من الدنيا وآخره من الآخرة.

[٦٢٥٧] حدثنا أبي، ثنا عبدالعزيز بن المغيرة، أنبأ يزيد بن زريع، عن سعيد عن قتادة قوله: ﴿ويوم القيامة يكون عليهم شهيداً﴾ يقول: يوم القيامة على أنه قد بلغ رسالات ربه وأقر بالعبودية على نفسه.

قوله تعالى: ﴿فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات أحلت لهم﴾ آية ١٦٠

[٦٢٥٨] حدثنا محمد بن عبدالله بن يزيد المقرئ، ثنا سفيان، عن عمرو قال: قرأ ابن عباس: ﴿طيبات كانت أحلت لهم﴾.

[٦٢٥٩] قرأت على محمد بن الفضل، ثنا محمد بن علي، أنبأ محمد بن مزاحم، عن بكير بن معروف، عن مقاتل بن حيان في قوله: ﴿فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات أحلت لهم﴾ كان الله تعالى حرم على أهل التوراة حين

(فهرسة الجزء الاول)

(من تفسير المنلا ابي السعود المسمى ارشاد العقل السليم الى مزايا الكتاب الكريم)

تفسير ابي سعود

وصول الحق الى قلوبهم لكونها غلفا بحسب الجبلة بل الامر بالعكس حيث ختم الله عليها بسبب كفرهم أو لبست قلوبهم كما زعموا بل هي مطبوع عليها بسبب كفرهم (فلا يؤمنون الا قليلا) منهم كعبد الله بن سلام وأضرابه أو الا ايمانا قليلا لا يعبأ به (وبكفرهم) أي بعيسى عليه السلام وهو عطف على قولهم واعادة الجار لطول ما بينهما بالاستطراد وقد جوّز عطفه على بكفرهم فيكون هو وما عطف عليه من أسباب الطبع وقيل هذا المجموع معطوف على مجموع ما قبله وتكرير ذكر الكفر للايذان بتكرر كفرهم حيث كفروا بموسى ثم بعيسى ثم بمحمد عليهم الصلاة والسلام (وقولهم على مريم بهتانا عظيما) لا يقادر قدره حيث نسبوها الى ما هي عنه بألف منزل (وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله) نظم قولهم هذا في سلك سائر جناياتهم التي نعيت عليهم ليس لمجرد كونه كذبا بل لتضمنه لابتهاجهم بقتل النبي عليه السلام والاستهزاء به فان وصفهم له عليه السلام بعنوان الرسالة انما هو بطريق التهكم به عليه السلام كما في قوله تعالى يا أيها الذي نزل عليه الذكر الخ ولانبائه عن ذكرهم له عليه السلام بالوجه القبيح على ما قيل من أن ذلك وضع للذكر الجميل من جهته تعالى مكان ذكرهم القبيح وقيل هو نعت له عليه الصلاة والسلام من جهته تعالى مدحا له ورفعا لمحله عليه السلام واظهارا لغاية جراءتهم في تصديهم لقتله ونهاية وقاحتهم في افتخارهم بذلك (وما قتلوه وما صلبوه) حال أو اعتراض (ولكن شبه لهم) روى أن رهطا من اليهود سبوه عليه السلام وأمه فدعا عليهم فمسخهم الله تعالى قردة وخنازير فأجمعت اليهود على قتله فأخبره الله تعالى بأنه يرفعه الى السماء فقال لاصحابه أيكم يرضى بأن يلقى عليه شبهي فيقتل ويصلب ويدخل الجنة فقال رجل منهم انا فألقى الله تعالى عليه شبهه فقتل وصلب وقيل كان رجل ينافق عيسى عليه السلام فلما أرادوا قتله قال انا ادلكم عليه فدخل بيت عيسى عليه السلام فرفع عيسى عليه السلام وألقى شبهه على المنافق فدخلوا عليه فقتلوه وهم يظنون أنه عيسى عليه السلام وقيل ان ططيانوس اليهودي دخل بيتا كان هو فيه فلم يجده وألقى الله تعالى عليه شبهه فلما خرج ظن أنه عيسى عليه السلام فأخذ وقتل وأمثال هذه الخوارق لا تستبعد في عصر النبوة وقيل ان اليهود لما هموا بقتله عليه السلام فرفعه الله تعالى الى السماء خاف رؤساء اليهود من وقوع الفتنة بين عوامهم فأخذوا انسانا وقتلوه وصلبوه ولبسوا على الناس وأظهروا لهم أنه هو المسيح وما كانوا يعرفونه الا بالاسم لعدم مخالطته عليه السلام لهم الا قليلا وشبه مسند الى الجار والمجرور كأنه قيل ولكن وقع لهم التشبيه بين عيسى عليه السلام والمقتول أو في الامر على قول من قال لم يقتل أحد ولكن أرجف بقتله فشاع بين الناس أو الى ضمير المقتول لدلالة انا قتلنا على أن ثم مقتولا (وان الذين اختلفوا فيه) أي في شأن عيسى عليه السلام فانه لما وقعت تلك الواقعة اختلف الناس فقال بعض اليهود انه كان كاذبا فقتلناه حتما وتردد آخرون فقال بعضهم ان كان هذا عيسى فأين صاحبنا وقال بعضهم الوجه وجه عيسى والبدن بدن صاحبنا وقال من سمع منه عليه السلام ان الله يرفعني الى السماء انه رفع الى السماء وقال قوم صلب الناسوت وصعد اللاهوت (لفي شك منه) لفي تردد والشك كما يطلق على ما لم يترجح أحد طرفيه يطلق على مطلق التردد وعلى ما يقابل العلم ولذلك أكد بقوله تعالى (ما لهم به من علم الا اتباع الظن) استثناء منقطع أي لكنهم يتبعون الظن ويجوز أن يفسر الشك بالجهل والعلم بالاعتقاد الذي تسكن اليه النفس جزما كان أو غيره فالاستثناء حينئذ متصل (وما قتلوه يقينا) أي قتلا يقينا كما زعموا بقولهم انا قتلنا المسيح وقيل معناه وما علموه يقينا كما في قول من قال

كذاك تخبر عنها العالمات بها * وقد قتلت بعلمي ذلكم يقنا

من قولهم قتلت الشيء علما ونحرته علما اذا تبالغ علمك فيه وفيه تهكم بهم لاشعاره بعلمهم في الجملة وقد نفى ذلك عنهم بالكلية (بل رفعه الله اليه) رد وانكار لقتله واثبات لرفعه (وكان الله عزيزا) لا يغالب فيما يريده (حكيما) في جميع أفعاله فيدخل فيها تدبيراته تعالى في أمر عيسى عليه السلام دخولا أوليا (وان من أهل الكتاب) أي من اليهود والنصارى وقوله تعالى (الا ليؤمنن به قبل موته) جملة قسمية وقعت صفة لموصوف محذوف اليه يرجع الضمير الثاني والاول لعيسى عليه السلام أي وما من أهل الكتاب أحد الا ليؤمنن بعيسى عليه السلام قبل أن تزهق روحه بأنه عبد الله ورسوله ولات حين ايمان لانقطاع وقت التكليف ويعضده أنه قرئ ليؤمنن به قبل موتهم بضم النون لما أن أحدا في معنى الجمع وعن

*

ابن عباس رضي الله تعالى عنهما أنه فسره كذلك فقال له عكرمة فان أتاه رجل فضرب عنقه قال لا تخرج
نفسه حتى يحرك بها شفتيه قال فان خر من فوق بيت أو احترق أو اكله سبع قال يتكلم بها في الهواء ولا
تخرج روحه حتى يؤمن به وعن شهر بن حوشب قال لي الحجاج آية ما قرأتها الا تخالج في نفسي شيء منها يعني
هذه الآية وقال اني أوتى بالاسير من اليهود والنصارى فأضرب عنقه فلا أسمع منه ذلك فقلت ان اليهودي
اذا حضره الموت ضربت الملائكة دبره ووجهه وقالوا يا عدو الله أتاك عيسى عليه السلام نبيا فكذبت به
فيقول آمنت أنه عبد نبي وتقول للنصراني أتاك عيسى عليه السلام نبيا فزعمت أنه الله أو ابن الله فيؤمن أنه
عبد الله ورسوله حيث لا ينفعه ايمانه قال وكان متكئا فاستوى جالسا فنظر الي وقال ممن سمعت هذا قلت حدثني
محمد بن علي ابن الحنفية فأخذ ينكت الارض بقضيبه ثم قال لقد أخذتها من عين صافية والاخبار بحالهم هذه
وعيد لهم وتحريض على المسارعة الى الايمان به قبل ان يضطروا اليه مع انتفاء جدواه وقيل كلا الضميرين
لعيسى والمعنى وما من أهل الكتاب الموجودين عند نزول عيسى عليه السلام احد الا ليؤمنن به قبل موته
روى أنه عليه السلام ينزل من السماء في آخر الزمان فلا يبقى أحد من أهل الكتاب الا يؤمن به حتى تكون
الملة واحدة وهي ملة الاسلام ويهلك الله في زمانه الدجال وتقع الامنة حتى ترتع الاسود مع الابل والنمور
مع البقر والذئاب مع الغنم ويلعب الصبيان بالحيات ويلبث في الارض أربعين سنة ثم يتوفى ويصلي عليه
المسلمون ويدفنونه وقيل الضمير الاول يرجع الى الله تعالى وقيل الى محمد صلى الله عليه وسلم (ويوم
القيامة يكون) أي عيسى عليه السلام (عليهم) على أهل الكتاب (شهيدا) فيشهد على اليهود بالتكذيب
وعلى النصارى بأنهم دعوه ابن الله تعالى الله عن ذلك علوا كبيرا (فبظلم من الذين هادوا) لعل ذكرهم
بهذا العنوان للايذان بكمال عظم ظلمهم بتذكير وقوعه بعد ما هادوا أي تابوا من عبادة العجل مثل تلك
التوبة الهائلة المشروطة ببخع النفوس اثر بيان عظمه في حد ذاته بالتنوين التفخيمي أي بسبب ظلم عظيم خارج
عن حدود الاشباه والاشكال صادر عنهم (حرمنا عليهم طيبات أحلت لهم) ولمن قبلهم لا لشيء غيره كما زعموا
فانهم كانوا كلما ارتكبوا معصية من المعاصي التي اقترفوها يحرم عليهم نوع من الطيبات التي كانت محللة
لهم ولمن تقدمهم من أسلافهم عقوبة لهم وكانوا مع ذلك يفترون على الله سبحانه ويقولون لسنا بأول من
حرمت عليه وانما كانت محرمة على نوح وابراهيم ومن بعدهما حتى انتهى الامر الينا فكذبهم الله عز وجل في
مواقع كثيرة وبكتهم بقوله تعالى كل الطعام كان حلا لبني اسرائيل الا ما حرم اسرائيل على نفسه من قبل أن
تنزل التوراة قل فأتوا بالتوراة فاتلوها ان كنتم صادقين أي في ادعائكم أنه تحريم قديم روى أنه عليه السلام
لما كلفهم اخراج التوراة لم يجسر أحد على اخراجها لما أن كون التحريم بظلمهم كان مسطورا فيها فبهتوا وانقلبوا
صاغرين (وبصدهم عن سبيل الله كثيرا) أي ناسا كثيرا أو صدا كثيرا (وأخذهم الربوا وقد نهوا عنه) فان
الربا كان محرما عليهم كما هو محرم علينا وفيه دليل على أن النهي يدل على حرمة المنهي عنه (وأكلهم أموال
الناس بالباطل) بالرشوة وسائر الوجوه المحرمة (وأعتدنا للكافرين منهم) أي للمصرين على الكفر
لا لمن تاب وآمن من بينهم (عذابا أليما) سيذوقونه في الآخرة كما ذاقوا في الدنيا عقوبة التحريم (لكن
الراسخون في العلم منهم) استدراك من قوله تعالى وأعتدنا الخ وبيان لكون بعضهم على خلاف حالهم
عاجلا وآجلا أي لكن الثابتون في العلم منهم المتقنون المستبصرون فيه غير التابعين للظن كأولئك الجهلة
والمراد بهم عبد الله بن سلام وأصحابه (والمؤمنون) أي منهم وصفوا بالايمان بعد ما وصفوا بما يوجبه من
الرسوخ في العلم بطريق العطف المنبئ عن المغايرة بين المعطوفين تنزيلا لاختلاف العنواني منزلة الاختلاف
الذاتي وقوله تعالى (يؤمنون بما أنزل اليك وما أنزل من قبلك) حال من المؤمنون مبينة لكيفية ايمانهم
وقيل اعتراض مؤكد لما قبله وقوله عز وجل (والمقيمين الصلوة) قيل نصب باضمار فعل تقديره وأعني المقيمين
الصلاة على أن الجملة معترضة بين المبتدا والخبر وقيل هو عطف على ما أنزل اليك على أن المراد بهم الانبياء
عليهم السلام أي يؤمنون بالكتب وبالانبياء أو الملائكة قال مكي أي ويؤمنون بالملائكة الذين صفتهم
اقامة الصلاة لقوله تعالى يسبحون الليل والنهار لا يفترون وقيل عطف على الكاف في اليك أي يؤمنون
بما أنزل اليك والى المقيمين الصلاة وهم الانبياء وقيل على الضمير المجرور في منهم أي لكن الراسخون في العلم منهم

روح المعاني

في

تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني

لخاتمة المحققين وعمدة المدققين مرجع أهل العراق
ومفتى بغداد العلامة أبي الفضل
شهاب الدين السيد محمود الالوسى البغدادى
المتوفى سنة ١٢٧٠ هـ سقى الله ثراه
صبيب الرحمة وأفاض عليه سجال
الاحسان والنعمة آمين

الجزء السادس

عنيت بنشره وتصحيحه والتعليق عليه للمرة الثانية باذن من ورثة المؤلف بخط وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكرى الألوسى البغدادى ﴾

إدارة الطباعة المنيرية
دار
إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

مصر : درب الاتراك رقم ١

عسل مصفی جلد ۲ صفحہ ۴۲۴ =

متعلق بقوله تعالى: ﴿ بَل رَّفَعَهُ ٱللَّهُ إِلَيْهِ ﴾ أى بل رفعه سبحانه إليه يقينا ، ورده فى البحر بأنه قد نص الخليل على أنه لا يعمل مابعد بل فيما قبلها، والكلام رد وإنكار لقتله وإثبات لرفعه عليه الصلاة السلام، وفيه تقدير مضاف عند أبى حيان أى إلى سمائه، قال: وهو حى فى السماء الثانية على ماصح عن النبى صلى الله تعالى عليه وسلم فى حديث المعراج ، وهو هنالك مقيم حتى ينزل إلى الأرض يقتل الدجال ويملؤها عدلا كما ملئت جوراً ثم يحيا فيها أربعين سنة أو تمامها من سن رفعه ، وكان إذ ذاك ابن ثلاث وثلاثين سنة ويموت كما تموت البشر ويدفن فى حجرة النبى صلى الله تعالى عليه وسلم ، أو فى بيت المقدس ، وقال قتادة: رفع الله تعالى عيسى عليه السلام اليه فكساه الريش وألبسه النور وقطع عنه لذة المطعم والمشرب فطار مع الملائكة فهو معهم حول العرش فصار إنسيا ملكيا سماوياً أرضياً ، وهذا الرفع على المختار كان قبل صلب الشبه ، وفى إنجيل لوقا مايؤيده ؛ وأما رؤية بعض الحواريين له عليه السلام بعد الصلب فهو من باب تطور الروح ، فان للقدسيين قوة التطور فى هذا العالم وإن رفعت أرواحهم إلى المحل الأسنى، وقد وقع التطور لكثير من أولياء هذه الأمة، وحكاياتهم فى ذلك يضيق عنها نطاق الحصر ﴿ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزاً ﴾ لا يغالب فيما يريده ﴿ حَكِيماً ١٥٨ ﴾ فى جميع أفعاله فيدخل فيه تدبيراته سبحانه فى أمر عيسى عليه السلام وإلقاء الشبه على من ألقاه دخولا أولياً ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ ﴾ أى اليهود خاصة كما أخرج ابن جرير عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما، أوهم والنصارى كما ذهب اليه كثير من المفسرين (وإن) نافية بمعنى ما، وفى الجار والمجرور وجهان: أحدهما أنه صفة لمبتدأ محذوف، وقوله تعالى: ﴿ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ ﴾ جملة قسمية ، والقسم مع جوابه خبر المبتدا ولا يرد عليه أن القسم إنشاء لأن المقصود بالخبر جوابه وهو خبر مؤكد بالقسم، ولا ينافيه كون جواب القسم لامحل له لأن ذلك من حيث كونه جواباً فلا يمتنع كونه له محل باعتبار آخر لو سلم أن الخبر ليس هو المجموع، والتقدير وما أحد من أهل الكتاب إلا والله ليؤمنن به، والثانى أنه متعلق بمحذوف وقع خبراً لذلك المبتدأ، وجملة القسم صفة له لاخبر، والتقدير وإن أحد إلا ليؤمنن به كائن من أهل الكتاب ومعناه كل رجل يؤمن به قبل موته من أهل الكتاب، وهو كلام مفيد، فالاعتراض على هذا الوجه - بأنه لا ينتظم من أحد ، والجار والمجرور إسناد لأنه لا يفيد - لا يفيد لحصول الفائدة بلا ريب، نعم المعنى على الوجه الأول كل رجل من أهل الكتاب يؤمن به قبل موته ، والظاهر أنه المقصود ، وأنه أتم فائدة، والاستثناء مفرغ من أعم الأوصاف ، وأهل الكوفة يقدرون موصولا بعد إلا، وأهل البصرة يمنعون حذف الموصول وإبقاء صلته، والضمير الثانى راجع للمبتدأ المحذوف أعنى أحد، والأول لعيسى عليه السلام فمفاد الآية أن كل يهودى ونصرانى يؤمن بعيسى عليه السلام قبل أن تزهق روحه بأنه عبد الله تعالى ورسوله ، ولا ينفعه إيمانه حينئذ لأن ذلك الوقت لكونه ملحقا بالبرزخ لما أنه ينكشف عنده لكل الحق ينقطع فيه التكليف ، ويؤيد ذلك أنه قرأ أبى - ليؤمنن به قبل موتهم - بضم النون وعود ضمير الجمع لأحد ظاهر لكونه فى معنى الجمع، وعوده لعيسى عليه السلام غير ظاهر ه

وأخرج ابن المنذر . وغيره عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما أنه فسر الآية كذلك ، فقيل له : أرأيت إن خر من فوق بيت ؟ قال : يتكلم به فى الهواء ، فقيل : أرأيت إن ضرب عنقه ؟ قال : يتلجلج بها لسانه *

وأخرج ابن المنذر أيضاً عن شهر بن حوشب قال : قال لى الحجاج : ياشهر آية من كتاب الله تعالى

ماقرأتها إلااعترض فى نفسى منها شئ قال الله تعالى : (وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته) ، وإنى أوتى بالأسارى فأضرب أعناقهم ولا أسمعهم يقولون شيئاً فقلت : رفعت اليك على غير وجهها إن النصرانى إذا خرجت روحه ـ أى إذا قرب خروجها كما تدلّ عليه رواية أخرى عنه ـ ضربته الملائكة من قبله ومن دبره ، وقالوا : أى خبيث إن المسيح الذى زعمت أنه الله تعالى ، وأنه ابن الله سبحانه ، وأنه ثالث ثلاثة عبد الله وروحه وكلمته، فيؤمن به حين لا ينفعه إيمانه ، وأن اليهودى إذا خرجت نفسه ضربته الملائكة من قبله ودبره ، وقالوا : أى خبيث إن المسيح الذى زعمت أنك قتلته عبد الله وروحه فيؤمن به حين لا ينفعه الإيمان، فاذا كان عند نزول عيسى آمنت به أحياؤهم كما آمنت به موتاهم ، فقال : من أين أخذتها ؟ فقلت : من محمد بن على ، قال : لقد أخذتها من معدنها ، قال شهر : وأيم الله تعالى ماحدثنيه إلا أم سلمة ، ولكنى أحببت أن أغيظه ، والاخبار بحالهم هذه وعيد لهم وتحريض إلى المسارعة إلى الايمان به قبل أن يضطروا اليه مع انتفاء جدواه ، وقيل : الضميران لعيسى عليه السلام ، وروى ذلك عن ابن عباس رضى الله تعالى عنهما أيضاً . وأبى مالك . والحسن . وقتادة . وابن زيد ، واختاره الطبرانى ، والمعنى أنه لا يبقى أحد من أهل الكتاب الموجودين عند نزول عيسى عليه السلام إلا ليؤمنن به قبل أن يموت وتكون الأديان كلها ديناً واحداً ، وأخرج أحمد عن أبى هريرة رضى الله تعالى عنه قال : «قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم : ينزل عيسى ابن مريم فيقتل الخنزير ويمحو الصليب وتجمع له الصلاة ويعطى المال حتى لا يقبل . ويضع الخراج . وينزل الروحاء فيحج منها أو يعتمر أو يجمعهما» قال : وتلا أبو هريرة رضى الله تعالى عنه (وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته) ، وقيل : الضمير الأول لله تعالى ولا يخفى بعده ، وأبعد من ذلك أنه لمحمد صلى الله تعالى عليه وسلم ، وروى هذا عن عكرمة ، ويضعفه أنه لم يجر له عليه الصلاة والسلام ذكر هنا ، ولا ضرورة توجب رد الكناية اليه ، لأنه ـ كما زعم الطبرى ـ لو كان صحيحاً لما جاز إجراء أحكام الكفار على أهل الكتاب بعد موتهم لأن ذلك الايمان إنما هو فى حال زوال التكليف فلا يعتد به ﴿ وَيَوْمَ الْقِيَـٰمَةِ يَكُونُ ﴾ أى عيسى عليه السلام ﴿ عَلَيْهِمْ ﴾ أى أهل الكتاب ﴿ شَهِيداً ١٥٩ ﴾ فيشهد على اليهود بتكذيبهم إياه . وعلى النصارى بقولهم فيه : إنه ابن الله تعالى ، والظرف متعلق ـ بشهيداً ـ وتقديمه يدل على جواز تقديم خبر كان مطلقاً ، أو إذا كان ظرفاً أو مجروراً لأن المعمول إنما يتقدم حيث يصح تقديم عامله ، وجوز أبو البقاء كون العامل فيه يكون *

﴿ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا ﴾ أى تابوا من عبادة العجل ، والتعبير عنهم بهذا العنوان إيذان بكمال عظم ظلمهم بتذكير وقوعه بعد تلك التوبة الهائلة إثر بيان عظمه بالتنوين التفخيمى أى بسبب ظلم عظيم خارج عن حدود الأشباه والنظائر صادر عنهم ﴿ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَـٰتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ ﴾ ولمن قبلهم لا لشىء غيره كما زعموا ، فانهم كانوا كلما ارتكبوا معصية من المعاصى التى اقترفوها يحرم عليهم نوع من الطيبات التى كانت محللة لهم ولمن تقدمهم من أسلافهم عقوبة لهم ، ومع ذلك كانوا يفترون على الله تعالى الكذب ويقولون : لسنا بأول من حرمت عليه وإنما كانت محرمة على نوح . وإبراهيم . ومن بعدهما عليهم الصلاة والسلام حتى انتهى الأمر الينا فكذبهم الله تعالى فى مواقع كثيرة وبكتهم بقوله سبحانه : (كل الطعام كان حلا لبنى إسرائيل) الآية ، وقد تقدم الكلام فيها ، وذهب بعض المفسرين أن المحرم عليهم ماسيأتى إن شاء الله تعالى فى الانعام مفصلا *

الكشاف

عن

حقائق غوامض التنزيل وعيون الأقاويل في وجوه التأويل

للعلامة جار الله أبي القاسم محمود بن عمر الزمخشري

(٤٦٧-٥٣٨ هـ)

تحقيق وتعليق ودراسة

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود الشيخ علي محمد معوض

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور فتحي عبد الرحمن أحمد حجازي

أستاذ البلاغة والنقد بكلية اللغة العربية جامعة الأزهر

الجزء الثاني

مكتبة العبيكان

أنهم شاكون ما لهم من علم قط، ولكن إن لاحت لهم أمارة فظنوا، فذاك، ﴿وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا﴾: وما قتلوه قتلاً يقيناً. أو ما قتلوه متيقنين، كما ادّعوا ذلك في قولهم: ﴿إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ﴾ أو يجعل ﴿يَقِينًا﴾ تأكيداً لقوله: ﴿وَمَا قَتَلُوهُ﴾ كقولك: ما قتلوه حقاً أي: حق انتفاء قتله حقاً، وقيل: هو من قولهم: قتلت الشيء علماً ونحرته علماً إذا تبالغ فيه علمك، وفيه تهكم، لأنه إذا نفى عنهم العلم نفياً كلياً بحرف الاستغراق. ثم قيل: وما علموه علم يقين وإحاطة لم يكن إلا تهكماً بهم، ﴿لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ﴾ جملة قسمية واقعة صفة لموصوف محذوف تقديره: وإن من أهل الكتاب أحد إلا ليؤمننّ به، ونحوه: ﴿وَمَا مِنَّآ إِلَّا لَهُۥ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ﴿١٦٤﴾﴾ [الصافات: ١٦٤] ﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا﴾ [مريم: ٧١] والمعنى: وما من اليهود والنصارى أحد إلا ليؤمننّ قبل موته بعيسى، وبأنه عبد الله ورسوله، يعني: إذا عاين قبل أن تزهق روحه[١] حين لا ينفعه إيمانه لانقطاع وقت التكليف، وعن شهر بن حوشب: قال لي الحجاج: آية ما قرأتها[٢] إلا تخالج في نفسي شيء منها يعني هذه الآية، وقال: إني أوتى بالأسير من اليهود والنصارى فأضرب عنقه فلا أسمع منه ذلك، فقلت: إن اليهودي إذا حضره الموت ضربت الملائكة دبره ووجهه وقالوا: يا عدوّ الله، أتاك موسى نبياً فكذبت به فيقول: آمنت أنه عبد نبيّ، وتقول للنصراني: أتاك عيسى نبياً فزعمت أنه الله أو ابن الله، فيؤمن أنه عبد الله ورسوله حيث لا ينفعه إيمانه. قال: وكان متكئاً فاستوى جالساً فنظر إليّ وقال: ممن؟ قلت: حدثني محمد بن عليّ بن الحنفية، فأخذ ينكت الأرض بقضيبه ثم قال: لقد أخذتها من عين صافية، أو من معدنها. قال الكلبي: فقلت له: ما أردت إلى أن تقول حدثني محمد بن عليّ بن الحنفية. قال: أردت أن أغيظه، يعني بزيادة اسم عليّ (٤٨٨)، لأنه مشهور بابن الحنفية، وعن ابن عباس أنه فسره كذلك، فقال له عكرمة: فإن أتاه رجل فضرب عنقه قال: لا تخرج نفسه حتى يحرّك بها شفتيه. قال: وإن خرّ من فوق بيت أو

---

٤٨٨ ـ قال ابن حجر: لم أجده.

وعزاه الزيلعي في تخريج أحاديث الكشاف (٣٦٨/١)، للكلبي في تفسيره من طريق شهر. قال: ورأيته قديماً في كتاب المبتدأ وقصص الأنبياء بسنده من هذا الوجه.

قال الحافظ ابن حجر في تخريج الكشاف: لم أجده، قلت: هو في تفسير الكلبي، رواه عن شهر، وروايته قديماً في كتاب المبتدأ وقصص الأنبياء لوثيمة بسنده من هذا الوجه. انتهى.

---

(١) قال محمود: «يعني إذا عاين قبل أن تزهق روحه. . .إلخ» قال أحمد: كقول فرعون لما عاين الهلاك: آمنت أنه لا إله إلا الذي آمنت به بنو إسرائيل.

(٢) عاد كلامه. قال محمود: «وعن شهر بن حوشب قال لي الحجاج آية ما قرأتها. . .إلخ». قال أحمد: ويبعد هذا التأويل قوله: (ويوم القيامة يكون عليهم شهيدا) فإن ظاهره التهديد، ولكن ما أريد بقوله في حق هذه الأمة (ويكون الرسول عليكم شهيدا) والله أعلم.

احترق أو أكله سبع قال: يتكلم بها في الهواء ولا تخرج روحه حتى يؤمن به (٤٨٩)، وتدل عليه قراءة أبيّ: «إلا ليؤمنُنّ به قبل موتهم» بضم النون على معنى: وإن منهم أحد إلا سيؤمنون به قبل موتهم، لأنّ أحداً يصلح للجمع. فإن قلت: ما فائدة الإخبار بإيمانهم بعيسى قبل موتهم؟ قلت: فائدته الوعيد، وليكون علمهم بأنهم لا بدّ لهم من الإيمان به عن قريب عند المعاينة، وأن ذلك لا ينفعهم، بعثاً لهم وتنبيهاً على معالجة الإيمان به في أوان الانتفاع به، وليكون إلزاماً للحجة لهم، وكذلك قولهُ: ﴿وَيَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾ يشهد على اليهود بأنهم كذبوه، وعلى النصارى بأنهم دعوه ابن الله، وقيل: الضميران لعيسى، بمعنى: وإن منهم أحد إلا ليؤمننّ بعيسى قبل موت عيسى، وهم أهل الكتاب الذين يكونون في زمان نزوله. روي: أنه ينزل من السماء في آخر الزمان، فلا يبقى أحد من أهل الكتاب إلا يؤمن به، حتى تكون الملة واحدة وهي ملة الإسلام، ويهلك الله في زمانه المسيح الدجال، وتقع الأمنة حتى ترتع الأسود مع الإبل، والنمور مع البقر، والذئاب مع الغنم، ويلعب الصبيان بالحيات، ويلبث في الأرض أربعين سنة، ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون ويدفنونه (٤٩٠)، ويجوز أن يراد أنه لا يبقى أحد من جميع أهل الكتاب إلا ليؤمننّ به، على أن الله يحييهم في قبورهم في ذلك الزمان، ويعلمهم نزوله وما أنزل له، ويؤمنون به حين لا ينفعهم إيمانهم، وقيل: الضمير في (به) يرجع إلى الله تعالى، وقيل: إلى محمد ﷺ.

---

٤٨٩ ـ أخرجه الطبري (٩/ ٣٨٥)، رقم (١٠٨٢٦)، من طريق أسباط عن السدي، عن ابن عباس.
وقال الحافظ ابن حجر في الكشاف: لم أجده هكذا، وأخرجه الطبري من رواية أسباط عن السدّي قال: قال ابن عباس ـ رضي الله عنهما ـ: «ليس من يهودي يموت حتى يؤمن بعيسى بن مريم، فقال له رجل من أصحابه: كيف والرجل يغرق أو يحترق أو يسقط عليه الجدار؛ أو يأكله السّبع؟ فقال: لا تخرج روحه من جسده حتى يقذف فيه الإيمان بعيسى عليه الصّلاة والسّلام». انتهى.

٤٩٠ ـ أخرجه أبو داود (٤/ ١١٧، ١١٨): كتاب الملاحم: باب خروج الدجّال، حديث (٤٣٢٤) وأحمد (٢/ ٤٠٦)، والحاكم في المستدرك (٢/ ٥٩٥) والطبري (٦/ ٤٥٩)، حديث (٧١٤٥) وعبد الرزاق (١١/ ٤٠١) حديث (٢٠٨٤٥) وصحّحه ابن حبّان (١٥/ ٢٢٥، ٢٢٦)، حديث (٦٨١٤)، (٦٨٢١)، وقال الحافظ ابن حجر في تخريج الكشاف: أخرجه ابن حبّان وأبو داود من رواية همّام عن قتادة عن عبد الرحمن بن آدم عن أبي هريرة في حديث أوله «الأنبياء عليهم الصّلاة والسّلام إخوة أولاد علات أمهاتهم شتى ودينهم واحد، وإني أولى الناس بعيسى ابن مريم، لأنّه لم يكن بيني وبينه نبيّ، وإنّه نازل فإذا رأيتموه فاعرفوه فإنّه رجل مربوع الخلق إلى الحمرة والبياض سبط الشعر، كأن رأسه يقطر وإن لم يمسه بلل، بين محصرين، فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية، ويفيض المال ويقاتل الناس على الإسلام حتى يملكه الله في زمانه الملك كلّها إلاّ الإسلام إلى آخره» وأما قوله في أوله هنا «لا يبقى أحد من أهل الأرض إلاّ يؤمن به»، فرواه الطبري من قول ابن عباس ـ رضي الله عنهما ـ. انتهى.

تفسير الطبري

جامع البيان عن تأويل آي القرآن

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري

(٢٢٤هـ - ٣١٠هـ)

تحقيق

الدكتور/ عبد الله بن عبد المحسن التركي

الجزء السابع

وقد بيَّنا كيف كان رَفْعُ اللَّهِ إياه إليه[1] فيما مضَى ، وذكَرنا اختلافَ المختلِفين في ذلك ، والصحيحَ من القولِ فيه ، بالأدلةِ الشاهدةِ على صحتِه ، بما أغنى عن إعادتِه[2] .

/وأما قولُه : ﴿ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴾ . فإنه يعني : ولم يزلِ اللَّهُ منتقِمًا من أعدائِه ، كانتقامِه من الذين أخذَتْهم الصاعقةُ بظلمِهم ، وكلعنِه الذين قصَّ قصتَهم بقولِه : ﴿ فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَٰقَهُمْ وَكُفْرِهِم بِـَٔايَٰتِ ٱللَّهِ ﴾ . ﴿ حَكِيمًا ﴾ . يقولُ : ذا حكمةٍ في تدبيرِه وتصريفِه خلقَه في قضائِه . يقولُ : فاحْذَروا - أيُّها السائلون محمدًا أن يُنَزِّلَ عليكم كتابًا من السماءِ - من حلولِ عقوبتى بكم ، كما حلَّ بأوائلِكم الذين فعَلوا فعلَكم في تكذيبِهم[3] رسلى ، وافترائِهم على أوليائى . ١٨/٦

وقد حدَّثنا أبو كُريبٍ ، قال : ثنا محمدُ بنُ إسحاقَ[4] بنِ أبى سارةَ الرُّؤاسيُّ ، عن الأعمشِ ، عن المِنْهالِ ، عن سعيدِ بنِ جبيرٍ ، عن ابنِ عباسٍ في قولِه[5] : ﴿ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ﴾ . قال : معنى ذلك : أنه كذلك[6] .

القولُ في تأويلِ قولِه جل ثناؤُه : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ .

---

(١) تقدم في ٤٤٧ - ٤٥٣.

(٢) سقط من : الأصل ، م ، ت ١.

(٣) في الأصل : « تكذيبكم » .

(٤) في الأصل : « الحسن » .

(٥) في الأصل : « قوله غفورا رحيما » ، وفي ص ، ت ١، ت ٢، ت ٣، س : « قول الله وكان الله غفورا رحيما » .

(٦) أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره ١١١٢/٤ (٦٢٤٤) وابن أبي شيبة ٥٤٦/١١ (١١٩٢٥) من طريق الأعمش به .

قال أبو جعفرٍ : اختلف أهلُ التأويلِ في معنى ذلك ؛ فقال بعضُهم : معنى ذلك : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ [١٣/٧٨ظ] إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ ﴾ . يعنى بعيسى ، ﴿ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ ، يعنى : قبلَ موتِ عيسى . يُوجِّهُ ذلك إلى أن جميعَهم يصدِّقون به إذا نزَل لقتلِ الدجّالِ ، فتصيرُ المللُ كلُّها واحدةً ، وهى ملةُ الإسلامِ الحنيفيةُ ، دينُ إبراهيمَ .

ذكرُ مَن قال ذلك

حدَّثنا ابنُ بشارٍ ، قال : ثنا عبدُ الرحمنِ ، قال : ثنا سفيانُ ، عن أبى حَصِينٍ ، عن سعيدِ بنِ جُبيرٍ ، عن ابنِ عباسٍ : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : قبلَ[1] موتِ عيسى ابنِ مريمَ[2] .

حدَّثنا ابنُ وكيعٍ ، قال : ثنا أبى ، عن سفيانَ ، عن أبى حَصِينٍ ، عن سعيدِ بنِ جبيرٍ ، عن ابنِ عباسٍ : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : قبلَ موتِ عيسى[3] .

حدَّثنى يعقوبُ بنُ إبراهيمَ ، قال : ثنا هُشيمٌ ، قال : أخبرنا حُصينٌ ، عن أبى

= وبعد هذا الأثر فى ص : « تم الجزء السابع من كتاب البيان بحمد الله وعونه وحسن توفيقه وصلى الله على سيدنا محمد وآله وسلم . الحمد لله رب العالمين . يتلوه فى أول الثامن إن شاء الله تعالى القول فى تأويل قوله : ﴿ وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته ﴾ وكان الفراغ منه فى شهر ربيع الأول سنة خمس عشرة وسبعمائة ، غفر الله لمؤلفه ولصاحبه ولكاتبه ولمن طالع فيه ودعا لهم بالمغفرة ورضى الله تعالى والجنة ولجميع المسلمين . آمين يارب العالمين . بسم الله الرحمن الرحيم ، رب يسر برحمتك يا كريم » .

(١) سقط من : الأصل ، ص ، ت١ ، س .

(٢) تفسير سفيان ص ٩٨ وأخرجه الحاكم ٣٠٩/٢ من طريق سفيان به بلفظ : « خروج عيسى ابن مريم صلوات الله عليه » وقال : حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه . ووافقه الذهبى .

(٣) أخرجه ابن أبى حاتم فى تفسيره ١١١٤/٤ (٦٢٥٤) ، وابن عساكر فى تاريخ دمشق ١٠١/١٤ (مخطوط) من طرق عن سفيان به .

مالكٍ في قوله : ﴿ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : ذلك[1] عندَ نزولِ عيسى ابنِ مريم ، لا يَبْقَى أحدٌ من أهلِ الكتابِ إلا [2]يؤمنُ به[2] .

حدثني المثنى ، قال : ثنا الحجّاجُ بنُ المنهالِ ، قال : ثنا حمادٌ ، عن حُميدٍ ، عن الحسنِ ، قال : ﴿ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : قبلَ أن يموتَ عيسى[3] .

حدثني يعقوبُ ، قال : ثنا ابنُ عُلَيَّةَ ، عن أبي رجاءٍ ، عن الحسنِ في قولِه : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : قبلَ موتِ عيسى ، واللَّهِ إنه الآنَ لحيٌّ عندَ اللَّهِ ، ولكنه إذا نزَل آمَنوا به أجمعون[4] .

حدَّثنا بشرُ بنُ معاذٍ ، قال : ثنا يزيدُ ، قال : ثنا سعيدٌ ، عن قتادةَ قولَه : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . يقولُ : قبلَ موتِ عيسى[5] .

/ [6]حدَّثنا الحسنُ بنُ يحيى ، قال : أخبرنا عبدُ الرزاقِ ، قال : أخبرنا معمرٌ ، عن قتادةَ : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : قبلَ موتِ عيسى ، إذا نزَل آمنت به الأديانُ كلُّها[6] . ١٩/٦

[٧٩/١٣و] حدَّثنا ابنُ وكيعٍ ، قال : ثنا أبي ، عن أبي جعفرٍ الرازيِّ ، عن الربيعِ ابنِ أنسٍ ، عن الحسنِ ، قال : قبلَ موتِ عيسى .

---

(١) سقط من : الأصل .

(٢ - ٢) في م : « ليؤمنن » . والأثر عزاه السيوطي في الدر المنثور ٢٤١/٢ إلى المصنف .

(٣) ذكره ابن أبي حاتم في تفسيره ١١١٤/٤ (عقب الأثر ٦٢٥٤) معلقا .

(٤) عزاه السيوطي في الدر المنثور ٢٤١/٢ إلى المصنف ، وذكره ابن كثير في تفسيره ٤٠٤/٢ .

(٥) ذكره ابن أبي حاتم في تفسيره ١١١٤/٤ عقب الأثر (٦٢٥٤) معلقا .

(٦ - ٦) ذكر هذا الأثر في م مرتين ، واختصره في المرة الأولى إلى قوله : قبل موت عيسى . وهو في تفسير عبد الرزاق ١٧٧/١ .

حدَّثنا ابنُ وكيعٍ ، قال : ثنا أبو أسامةَ ، عن عوفٍ ، عن الحسنِ : ﴿ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : عيسى ، ولم يمتْ بعدُ .

حدَّثنا ابنُ وكيعٍ ، قال : ثنا عمرانُ بنُ عُيينةَ ، عن حُصينٍ ، عن أبي مالكٍ ، قال : لا يَبْقَى أحدٌ منهم عندَ نزولِ عيسى إلا آمن به[(١)] .

حدَّثنا ابنُ وكيعٍ ، قال : ثنا أبي ، عن سفيانَ ، عن حُصينٍ ، عن أبي مالكٍ ، قال : قبلَ موتِ عيسى .

حدثني يونسُ ، قال : أخبرنا ابنُ وهبٍ ، قال : قال ابنُ زيدٍ في قوله : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : إذا نزَل عيسى ابنُ مريمَ ، فقتَل الدجَّالَ ، لم يَبْقَ يهوديٌّ في الأرضِ إلا آمن به . قال : فذلك حينَ لا ينفعُهم الإيمانُ[(٢)] .

حدثني محمدُ بنُ سعدٍ ، قال : ثني أبي ، قال : ثني عمي ، قال : ثني أبي ، عن أبيه ، عن ابنِ عباسٍ قولَه : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . يعني : أنه سيُدرِكُ أناسٌ من أهلِ الكتابِ حينَ يُبعَثُ عيسى ، سيؤمنون[(٣)] به ، ﴿ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴾[(٤)] .

حدَّثنا محمدُ بنُ المثنى ، قال : ثنا محمدُ بنُ جعفرٍ ، قال : ثنا شعبةُ ، عن منصورِ ابنِ زاذانَ ، عن الحسنِ ، أنه قال في هذه الآيةِ : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ

---

(١) أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره ٤/ ١١١٣ (٦٢٥٣) من طريق حصين به .

(٢) عزاه السيوطي في الدر المنثور ٢/ ٢٤١ إلى المصنف ، وذكره ابن كثير في تفسيره ٢/ ٤٠٤ .

(٣) في الأصل : « مؤمنون » ، وفي م : « فيؤمنون » .

(٤) عزاه السيوطي في الدر المنثور ٢/ ٢٤١ إلى المصنف .

بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾[1] . أظنُّه أنا[2] قال : إذا خرَج عيسى آمنت به اليهودُ .

وقال آخرون : معنى ذلك : وإن من أهلِ الكتابِ إلا[3] ليُؤمننَّ بعيسى قبلَ موتِ الكتابيِّ . يُوجِّهُ[4] ذلك إلى أنه إذا عاين علِمَ الحقَّ من الباطلِ ؛ لأن كلَّ مَن نزَل به الموتُ لم تخرُجْ نفسُه حتى يتبيَّنَ له الحقُّ من الباطلِ في دينِه .

[5]ذكرُ من قال ذلك[5]

حدَّثني [٧٩/١٣ظ] المثنى ، قال : ثنا عبدُ اللَّهِ بنُ صالحٍ ، قال : ثنى معاويةُ ، عن عليِّ بنِ أبي طلحةَ ، عن ابنِ عباسٍ قولَه : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : لا يموتُ يهوديٌّ حتى يؤمنَ بعيسى .

حدَّثنا ابنُ وكيعٍ ، قال[6] : ثنا جريرٌ ، عن منصورٍ ، عن مجاهدٍ : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : لا تخرُجُ نفسُه حتى يؤمنَ بعيسى ، وإن غرِق أو تردَّى من حائطٍ ، أو[7] أيَّ ميتةٍ كانت[8] .

٢٠/٦ /حدَّثني محمدُ بنُ عمرٍو ، قال : ثنا أبو عاصمٍ ، عن عيسى ، عن ابنِ أبي نَجيحٍ ، عن مجاهدٍ في قولِه : ﴿ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : كلُّ صاحبِ كتابٍ

---

(١) بعده في م : « قال أبو جعفر » .

(٢) في ص ، م ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ ، س : « إنما » .

(٣) بعده في ص ، ت ٢ : « من » .

(٤) في الأصل : « ذكر من قال » ، وفي م : « ذكر من كان يوجه » .

(٥ - ٥) زيادة لازمة ، كنهج المصنف فيما مضى .

(٦) في م : « وابن حميد قالا » .

(٧) في الأصل ، ص ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ : « و » .

(٨) تفسير مجاهد ص ٢٩٦ إلى قوله : أو تردى .

ليؤمننَّ ﴿ بِهِۦ ﴾ : بعيسى ، ﴿ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ : موتِ[(١)] صاحبِ الكتابِ[(٢)] .

حدَّثني المثنى ، قال : ثنا أبو حذيفةَ ، قال : ثنا شبلٌ ، عن ابنِ أبي نَجيحٍ ، عن مجاهدٍ : ﴿ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ ﴾ : كلُّ صاحبِ كتابٍ يُؤْمنُ بعيسى ، ﴿ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . موتِ صاحبِ الكتابِ . قال ابنُ عباسٍ : لو ضُرِبت عنقُه ، لم تخرُجْ نفسُه حتى يؤمِنَ بعيسى .

حدَّثنا ابنُ حُميدٍ ، قال : ثنا أبو تُمَيلةَ يحيى بنُ واضحٍ ، قال : ثنا الحسينُ بنُ واقدٍ ، عن يزيدَ النحويِّ ، عن عكرِمةَ ، عن ابنِ عباسٍ ، قال : لا يموتُ اليهوديُّ حتى يشهَدَ أن عيسى عبدُ اللَّهِ ورسولُه ، ولو عُجِّل عليه بالسلاحِ[(٣)] .

حدثني إسحاقُ بنُ إبراهيمَ بنِ حَبيبِ بنِ الشهيدِ ، قال : ثنا عتَّابُ بنُ بشيرٍ ، عن خُصَيفٍ ، عن سعيدِ بنِ جُبيرٍ ، عن ابنِ عباسٍ : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : هى فى قراءةِ أُبيٍّ : (قبلَ موتِهم)[(٤)] : ليس يهوديٌّ يموتُ أبدًا حتى يؤمنَ بعيسى . قيل لابنِ عباسٍ : أرأيتَ إن خرَّ من فوقِ بيتٍ ؟ قال : يتكلَّمُ به فى الهُوِيِّ[(٥)] . فقيل : أرأيت إن ضُرِبت عنقُ أحدٍ منهم ؟ قال : يُلَجْلِجُ[(٦)] بها لسانُه[(٧)] .

حدثنى المثنى ، قال : ثنا أبو نُعيمٍ الفضلُ بنُ دُكينٍ ، قال : ثنا سفيانُ ، عن خُصَيفٍ ،

---

(١) فى ص ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ : « صاحب » .

(٢) تفسير مجاهد ص ٢٩٦ .

(٣) عزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢/ ٢٤١ إلى المصنف وعبد بن حميد .

(٤) ينظر البحر المحيط ٣/ ٣٩٣ وهى قراءة شاذة .

(٥) فى الأصل : « الهواء » . والهوى مصدر بمعنى السقوط . اللسان (هـ و ى) .

(٦) فى م : « يتلجلج » واللجلجة والتلجلج تردد اللسان . التاج (لجلج) .

(٧) أخرجه سعيد بن منصور فى سننه ٤/ ١٤٢٧ (٧٠٩ - تفسير) من طريق عتاب بن بشير به ، وعزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢/ ٢٤١ إلى الطيالسى وابن المنذر .

* ان تمام روایات کے
رجال دیکھیں

پہلی روایت کے رجال پائے تک
حصہ 219 سے ابن جریر صفحہ
664

لیکن صفحہ 665 والی روایات
نیز حاشیہ صفحہ 665 666

عن عكرمةَ[١] ، عن ابنِ عباسٍ : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : لا يموتُ يهوديٌّ [١٣/٨٠و] حتى يؤمنَ بعيسى ابنِ مريمَ . [٢]قال : وإن ضُرِب بالسيفِ تكلَّم به . قال : وإنْ هوَى تكلَّم[٢] به وهو يَهوِى[٣] .

[٤]حدثنا ابنُ المثنى[٤] ، قال : ثنى محمدُ بنُ جعفرٍ ، قال : ثنا شعبةُ ، عن أبى هارونَ الغَنَوىِّ ، عن عكرمةَ ، عن ابنِ عباسٍ أنه قال فى هذه الآيةِ : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : لو أن يهوديًّا وقَع من فوقِ هذا البيتِ لم يمتْ حتى يؤمنَ به . يعنى بعيسى[٥] .

حدَّثنا ابنُ المثنى ، قال : ثنى عبدُ الصمدِ ، قال : ثنا شعبةُ ، عن مولًى لقريشٍ[٦] ، قال : سمِعتُ عكرمةَ يقولُ : لو وقَع يهوديٌّ من فوقِ القَصْرِ ، لم يبلُغْ إلى الأرضِ حتى يؤمنَ بعيسى .

حدَّثنا ابنُ بشارٍ ، قال : ثنا عبدُ الرحمنِ ، قال : ثنا سفيانُ ، عن أبى هاشمٍ الرُّمَّانىِّ ، عن مجاهدٍ : ﴿ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : وإن وقَع من فوقِ البيتِ ، لا يموتُ حتى يؤمنَ به[٧] .

---

(١) بعده فى م : « عن جبير » .

(٢ - ٢) فى م : « قيل : وإن ضرب بالسيف ؟ قال : يتكلم به . قيل : وإنْ هوى ؟ قال : يتكلم » .

(٣) عزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢/٢٤١ إلى المصنف وعبد بن حميد .

(٤ - ٤) فى ص ، ت ١ : « وحدثنى المثنى » .

(٥) أخرجه ابن أبى حاتم فى تفسيره ٤/١١١٣ (٦٢٥٠) من طريق شعبة به ، وعزاه ابن كثير فى تفسيره ٢/ ٤٠٥ إلى أبى داود الطيالسى . وقال - بعد أن ساق الأثرين السابقين -: فهذه أسانيد صحيحة إلى ابن عباس .

(٦) فى الأصل : « العرس » .

(٧) تفسير سفيان ص ٩٨ (٢٣٠) وأخرجه ابن عساكر فى تاريخ دمشق (مخطوط) ١٤/١٠١ من طرق عن سفيان به .

حدَّثنا ابنُ حُميدٍ ، قال : ثنا حكّامٌ ، عن عمرِو بنِ أبي قَيْسٍ ، عن منصورٍ ، عن مجاهدٍ : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ . قال : لا يموتُ رجلٌ من أهلِ الكتابِ حتى يؤمنَ به ، وإن غرِق أو تردَّى أو مات بشيءٍ(١) .

حدثني يعقوبُ بنُ إبراهيمَ ، قال : ثنا ابنُ عُلَيَّةَ ، عن ليثٍ ، عن مجاهدٍ في قوله : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ . قال : لا تخرُجُ نفسُه حتى يؤمِنَ به(٢) .

حدَّثنا ابنُ وكيعٍ ، قال : ثنا أبي ، عن سفيانَ ، عن خُصَيفٍ ، عن عكرمةَ : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ / إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ . قال : لا يموتُ أحدُهم حتى يؤمنَ به - يعني بعيسى - وإن خرَّ مِن فوقِ بيتٍ ، يؤمِنُ به وهو يَهْوِى . ٢١/٦

حدَّثنا ابنُ وكيعٍ ، قال : ثنا أبو خالدٍ الأحمرُ ، عن جُويبرٍ ، عن الضحَّاكِ ، قال : ليس أحدٌ من اليهودِ يخرُجُ من الدنيا حتى يؤمنَ بعيسى .

حدَّثنا ابنُ وكيعٍ ، قال : ثنا أبي ، عن إسرائيلَ ، عن فُراتٍ القزَّازِ ، عن الحسنِ في قولِه : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ . قال : لا يموتُ أحدٌ منهم حتى يُؤمنَ بعيسى . (٣)يعني اليهودَ [١٣/٨٠ظ] والنصارى(٤) .

حدَّثنا الحسنُ بنُ يحيى ، قال : أخبرنا عبدُ الرزاقِ ، قال : أخبرنا إسرائيلُ ، عن فُراتٍ القزّازِ ، عن الحسنِ في قولِه : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ . قال : لا يموتُ أحدٌ منهم حتى يؤمنَ بعيسى(٣) قبلَ أن يموتَ(٥) .

---

(١) تفسير مجاهد ٢٩٦.
(٢) في الأصل : « حدثنا ابن وكيع قال : لا تخرج نفسه حتى يؤمن به » .
(٣ - ٣) سقط من : ص ، ت ١ ، س .
(٤) أخرجه ابن عساكر في تاريخ دمشق ١٤/١٠١ من طريق إسرائيل به .
(٥) تفسير عبد الرزاق ١/ ١٧٧.

حدَّثنا ابنُ بشارٍ ، قال : ثنا عبدُ الرحمنِ ، قال : ثنا الحكَمُ بنُ عطيةَ ، عن محمدِ ابنِ سيرينَ : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : موت الرجلِ من أهلِ الكتابِ .

حدَّثنا محمدُ بنُ الحسينِ ، قال : ثنا أحمدُ بنُ المفضَّلِ ، قال : ثنا أسباطُ ، عن السُّديِّ : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : قال ابنُ عباسٍ : ليس من يهوديٍّ[1] يموتُ حتى يؤمنَ بعيسى ابنِ مريمَ . فقال له رجلٌ من أصحابِه : كيف والرجلُ يغرَقُ ، أو يحترقُ ، أو يسقطُ عليه الجدارُ ، أو يأكلُه السَّبُعُ ؟ فقال : لا تخرُجُ روحُه من جسدِه حتى يُقذَفَ فيه الإيمانُ بعيسى .

حُدِّثتُ عن الحسينِ بنِ الفَرَجِ ، قال : سمِعتُ أبا معاذٍ يقولُ : أخبرنا عُبيدُ بنُ سليمانَ ، قال : سمِعتُ الضحاكَ يقولُ في قولِه : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : فلا يموتُ أحدٌ من اليهودِ حتى يشهَدَ أن عيسى رسولُ اللهِ .

حدثني المثنى[2] ، قال : ثنا إسحاقُ ، قال : ثنا يَعْلَى ، عن جُويبرٍ في قولِه : ﴿ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . قال : [3]في قراءةِ[3] أُبيٍّ : (قبلَ موتِهم) .

وقال آخرون : معنى ذلك : وإنْ من أهلِ الكتابِ إلا ليؤمننَّ بمحمدٍ ﷺ قبلَ موتِ الكتابيِّ .

---

(١) بعده في م : « ولا نصراني » .

(٢) في ص ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ ، س : « ابن المثنى » .

(٣ - ٣) في الأصل : « قرأه » .

عمل مصحح صفحة 423 جلد ٢

ذكرُ من قال ذلك

حدَّثني المثنى ، قال : ثنا الحجَّاجُ بنُ المنهالِ ، قال : ثنا حمادٌ ، عن حُميدٍ ، قال : قال عكرمةُ : لا يموتُ النصرانيُّ واليهوديُّ حتى يؤمنَ بمحمدٍ ﷺ . يعني في قولِه : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ .

[١٣/٨١و] **وأَوْلَى هذه الأقوالِ بالصوابِ**[1] **قولُ من قال** : تأويلُ ذلك : وإنْ من أهلِ الكتابِ إلَّا ليؤمنَنَّ بعيسى قبلَ موتِ عيسى .

وإنما قلنا : ذلك أَوْلَى بالصوابِ من غيرِه من الأقوالِ ؛ لأنَّ اللَّهَ عزَّ وجلَّ حكَم لكلِّ مؤمنٍ بمحمدٍ ﷺ بحكمِ أهلِ الإيمانِ في المواريثِ ، والصلاةِ عليه ، وإلحاقِ صغارِ أولادِه بحُكْمِه في الملةِ ، فلو كان / كلُّ كتابيٍّ يُؤْمنُ بعيسى [2]قبلَ موتِه[2] ، لوجب أن لا يرثَ[3] الكتابيَّ إذا مات على ملتِه إلا أولادُه الصغارُ ، أو[4] البالغون منهم من أهلِ الإسلامِ ، إن[5] كان له ولدٌ صغيرٌ ، أو بالغٌ مسلمٌ ، وإن لم يكنْ له ولدٌ صغيرٌ ، ولا بالغٌ مسلمٌ ، [6]أن يكونَ[6] ميراثُه منصرِفًا[7] حيثُ [8]يَنصرِفُ[8] إليه مالُ المسلمِ يموتُ ولا وارثَ له ، [9]وأن يكونَ[9] حكمُه حكمَ المسلمين في الصلاةِ عليه

٢٢/٦

---

(١) في ص ، م ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ ، س : « بالصحة والصواب » .
(٢ - ٢) سقط من : الأصل .
(٣) في الأصل : « يموت » .
(٤) في الأصل : « و » .
(٥) في الأصل : « وإن » .
(٦ - ٦) في الأصل : « أيكون » ، وفي م : « كان » .
(٧) في ص ، م ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ : « مصروفًا » .
(٨) في ص ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ : « يصرف » .
(٩ - ٩) في الأصل : « فإن يكن » .

وغسلِه وتقبيرِه ؛ لأنّ مَن مات مؤمنًا بعيسى ، فقد مات مؤمنًا بمحمدٍ (١) وبجميعِ الرسلِ (١) ، وذلك أن عيسى صلواتُ اللَّهِ عليه جاء بتصديقِ محمدٍ وجميعِ المرسلين صلى اللَّهُ عليهم ، فالمصدِّقُ بعيسى والمؤمنُ به مصدِّقٌ بمحمدٍ وبجميعِ أنبياءِ اللَّهِ ورسلِه ، (٢) كما أن المؤمنَ (٢) بمحمدٍ مؤمنٌ بعيسى وبجميعِ أنبياءِ اللَّهِ ورسلِه ، فغيرُ جائزٍ أن يكونَ مؤمنًا بعيسى من كان بمحمدٍ مكذِّبًا .

فإن ظنَّ ظانٌّ أن معنى إيمانِ اليهوديِّ بعيسى (٣) الذي ذكَره اللَّهُ في قولِه : ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ﴾ . إنما هو إقرارُه بأنه للَّهِ نبيٌّ مبعوثٌ ، دونَ تصديقِه بجميعِ ما أتَى به من عندِ اللَّهِ . فقد ظنَّ خطأً ، وذلك أنه غيرُ جائزٍ أن يكونَ منسوبًا إلى الإقرارِ بنبوةِ نبيٍّ ، من كان له مكذِّبًا في بعضِ ما جاء به من وحيِ اللَّهِ وتنزيلِه ، بل غيرُ جائزٍ أن يكونَ منسوبًا إلى الإقرارِ بنبوةِ أحدٍ من أنبياءِ اللَّهِ ؛ لأن الأنبياءَ جاءت الأممَ بتصديقِ جميعِ أنبياءِ اللَّهِ ورسلِه ، فالمكذِّبُ بعضَ أنبياءِ اللَّهِ (٤) في بعضِ ما (٤) أتَى به أمتَه من عندِ اللَّهِ ، مكذِّبٌ جميعَ أنبياءِ اللَّهِ فيما دَعَوْا إليه من دينِ اللَّهِ (٥) [١٣/٨١ظ] عبادَ اللَّهِ . وإذ كان ذلك كذلك ، (٦) وكان (٦) الجميعُ من أهلِ الإسلامِ مُجْمِعين (٥) على أن كلَّ كتابيٍّ مات قبلَ إقرارِه بمحمدٍ صلواتُ اللَّهِ عليه وما جاء به من عندِ اللَّهِ ، فمحكومٌ له بحكمِ المِلَّةِ التي كان عليها أيامَ حياتِه ، غيرُ منقولٍ شيءٌ

(١ - ١) سقط من : الأصل .
(٢ - ٢) في الأصل : « فالمؤمن » ، وفي ص ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ : « كما المؤمن » .
(٣) سقط من : الأصل .
(٤ - ٤) في ص ، م ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ ، س : « فيما » .
(٥) سقط من : م .
(٦ - ٦) في م : « وكان في إجماع » .

من أحكامِه فى نفسِه ومالِه وولدِه صغارِهم وكبارِهم ، بموتِه عما كان عليه فى حياتِه - أدلّ الدليلِ على أن معنى قولِ اللهِ : ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ . إنما معناه : إلا ليؤمنَنَّ بعيسى قبلَ موتِ عيسى . [(١)] وأن ذلك [(١)] فى خاصٍّ من أهلِ الكتابِ ، ومعنيٌّ به أهلُ زمانٍ منهم دونَ أهلِ كلِّ الأزمنةِ التى كانت بعدَ عيسى ، وأن ذلك كائنٌ عندَ نزولِه .

كالذى حدَّثنا بشرُ بنُ معاذٍ ، قال : ثنا يزيدُ ، قال : ثنا سعيدٌ ، عن قتادةَ ، عن عبدِ الرحمنِ بنِ آدمَ ، عن أبى هريرةَ ، أن النبىَّ ﷺ ، قال : « الأنبياءُ إخوةٌ لِعَلَّاتٍ ، أُمَّهاتُهم شَتَّى ودينُهم واحدٌ ، وإنِّى أَوْلَى الناسِ بعيسى ابنِ مريمَ ؛ لأنَّه لم يكنْ بينى وبينَه نبىٌّ ، وإنه نازلٌ ، فإذا رأيتموه فاعْرِفُوه ، فإنه رجلٌ مَرْبوعُ الخَلْقِ ، إلى الحُمْرةِ والبياضِ ، سَبْطُ الشَّعَرِ ، كأنّ رأسَه يقطُرُ وإن لم يُصِبْه بلَلٌ ، بينَ مُمَصَّرَتَيْن [(٢)] ، فيدُقُّ الصليبَ ، ويقتُلُ الخِنْزيرَ ، ويضعُ الجزيةَ ، ويَفِيضُ [(٣)] المالُ ، ويقاتلُ الناسَ على الإسلامِ حتى يُهلِكَ اللهُ فى زمانِه المِلَلَ كلَّها غيرَ الإسلامِ ، ويُهلِكَ اللهُ فى زمانِه مسيحَ الضلالةِ الكذَّابَ الدجَّالَ ، وتقعُ الأَمَنةُ فى الأرضِ فى زمانِه ، حتى ترتَعَ الأُسُودُ معَ الإبلِ ، والنمورُ مع البَقرِ ، والذئابُ / مع الغنمِ ، وتلعَبُ الغِلمانُ والصِّبيانُ بالحيَّاتِ ، لا يضُرُّ بعضُهم بعضًا ، ثم يَلْبَثُ فى الأرضِ ما شاء اللهُ - وربما قال : أربعين سنةً - ثم يُتَوفَّى ، ويُصلِّى عليه المسلمون ويَدْفِنونه » [(٤)] .

٢٣/٦

وأما الذى قال [(٥)] : عنَى بقولِه : ﴿لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ﴾ : ليؤمنَنَّ

(١ - ١) فى الأصل : « وذلك أن » .

(٢) فى الأصل : « مصرتين » . والممصرة من الثياب : التى فيها صفرة خفيفة . النهاية ٤/ ٣٣٦.

(٣) فى الأصل : « يقبل » ، وفى ت ١، ت ٢، ت ٣: « يقبض » .

(٤) تقدم تخريجه فى ٥/٤٥٢ .

(٥) بعده فى الأصل ، ص ، ت ١، ت ٢، ت ٣، س : « من قال » .

بمحمدٍ ﷺ قبلَ موتِ الكتابيِّ . فما[1] لا وجهَ له مفهومٌ ؛ لأنه مع فسادِه من الوجهِ الذى دلَّلنا على فسادِ قولِ من قال : عنى به : ليؤمننَّ بعيسى قبل موتِ [١٣/٨٢و] الكتابيِّ . يَزيدُه[2] فسادًا أنه لم يَجْرِ لمحمدٍ ﷺ فى الآياتِ التى قبلَ ذلك ذكرٌ ، فيجوزَ[3] صرفُ الهاءِ التى فى قولِه : ﴿ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ ﴾ . إلى أنها من ذكرِه ، وإنما قولُه : ﴿ لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ ﴾ . فى سياقِ ذكرِ عيسى وأمِّه واليهودِ ، فغيرُ جائزٍ صرفُ الكلامِ عما هو فى سياقِه إلى غيرِه ، إلا بحجةٍ يجبُ التسليمُ لها ، من دلالةِ ظاهرِ التنزيلِ ، أو خبرٍ عن الرسولِ تقومُ به حجَّةٌ . فأما الدعاوَى فلا تتعذَّرُ على أحدٍ .

فتأويلُ الآيةِ إذ كان الأمرُ على ما وصَفتُ[4] : وما من أهلِ الكتابِ إلَّا مَن[5] ليؤمننَّ[6] بعيسى قبلَ موتِ عيسى . وحُذِف « مَنْ » بعدَ « إلَّا » لدلالةِ الكلامِ عليه ، فاسْتُغْنى بدلالتِه عن[7] إظهارِه ، كسائرِ ما قد تقدَّم من أمثالِه التى قد أتينا على البيانِ عنها .

القولُ فى تأويلِ قولِه جل ثناؤُه : ﴿ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴿١٥٩﴾ ﴾ .

قال أبو جعفرٍ محمدُ بنُ جريرٍ رحِمه اللهُ : يعنى بذلك جلَّ ثناؤُه : ويومَ القيامةِ يكونُ عيسى على أهلِ الكتابِ ﴿ شَهِيدًا ﴾ . يعنى : شاهدًا عليهم بتكذيبِ مَن

---

(١) فى م : « فمما » ، وفى ت ٢ : « مما » .
(٢) فى الأصل : « يزيد » .
(٣) فى الأصل « يجوز » .
(٤) فى ص ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ ، س : « وصفنا » .
(٥) زيادة من : م .
(٦) بعده فى الأصل : « به » .
(٧) فى الأصل ، ص ، م ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ ، س : « من » .

كذَّبه منهم ، وتصديقِ مَن صدَّقه منهم ، فيما أتاهم به من عندِ اللَّهِ ، وبإبلاغِه رسالةَ ربِّه .

كالذى حدَّثنا القاسمُ ، قال : ثنا الحسينُ ، قال : ثنى حجَّاجٌ ، قال : قال ابنُ جريجٍ : ﴿ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴾ : أنْ قد أبْلَغهم ما أُرسِل به إليهم .

حدَّثنا بشرُ بنُ معاذٍ ، قال : ثنا يزيدُ ، قال : ثنا سعيدٌ ، عن قتادةَ : ﴿ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴾ . يقولُ : يكونُ عليهم شهيدًا يومَ القيامةِ ، على أنه قد بلَّغ رسالةَ ربِّه ، وأقرَّ بالعبوديةِ على نفسِه [(١)] .

[١٣/٨٢ظ] **القولُ فى تأويلِ قولِه جل ثناؤُه** : ﴿ فَبِظُلْمٍ مِّنَ ٱلَّذِينَ هَادُوا۟ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَٰتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ كَثِيرًا ﴿١٦٠﴾ وَأَخْذِهِمُ ٱلرِّبَوٰا۟ وَقَدْ نُهُوا۟ عَنْهُ وَأَكْلِهِمْ أَمْوَٰلَ ٱلنَّاسِ بِٱلْبَٰطِلِ ۚ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَٰفِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ﴿١٦١﴾ ﴾ .

قال أبو جعفرٍ محمدُ بنُ جريرٍ رحمه اللَّهُ : يعنى بذلك جلَّ ثناؤُه : فحرَّمنا على اليهودِ الذين نقَضوا ميثاقَهم الذى واثقوا ربَّهم ، وكفَروا بآياتِ اللَّهِ ، وقتَلوا أنبياءَه [(٢)] ، وقالوا البهتانَ على مريمَ ، وفعَلوا ما وصَفهم اللَّهُ به فى كتابِه - طيباتٍ من المآكلِ وغيرِها كانت لهم حلالًا ؛ عقوبةً لهم بظلمِهم الذى أخْبَر اللَّهُ عنهم فى كتابِه .

كما حدَّثنا بشرُ بنُ معاذٍ ، قال : ثنا يزيدُ ، قال : ثنا سعيدٌ ، عن قتادةَ فى قولِه : ﴿ فَبِظُلْمٍ مِّنَ ٱلَّذِينَ هَادُوا۟ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَٰتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ ﴾ الآية : عُوقِب القومُ

---

(١) أخرجه ابن أبى حاتم فى تفسيره ٤/١١١٤ (٦٢٥٨) من طريق يزيد به ، وعزاه السيوطى فى الدر المنثور ٢/٢٤١ إلى عبد الرزاق وعبد بن حميد وابن المنذر .

(٢) فى ص ، م ، ت ١ ، ت ٢ ، ت ٣ ، س : « أنبياءهم » .

«معالم التنزيل»

للإمام محيي السنة أبي محمد الحسين بن مسعود البغوي
(المتوفى - ٥١٦هـ)

المجلد الثاني

حققه وخرج أحاديثه
محمد عبد الله النمر عثمان جمعة ضميرية سليمان مسلم الحرش

دار طيبة للنشر والتوزيع
الرياض ـ شارع عسير ـ ص. ب : ٧٦١٢
تليفون : ٤٣٥٩٧٤٠ / ٤٣٥٤٩٣٧

﴿فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ وَبِصَدِّهِمْ عَن سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ﴿١٦٠﴾﴾

عباس رضي الله عنهم. قال: فقيل لابن عباس رضي الله عنهما: أرأيتَ إن خرَّ من فوق بيت؟ قال: يتكلم به في الهواء قال: فقيل أرأيت إن ضرب عُنُقَ أحدهم؟ قال: يتلجلج به لسانه.

وذهب قومٌ إلى أن الهاء في «موته» كناية عن عيسى عليه السلام، معناه: وإنّ من أهل الكتاب إلّا لَيُؤْمِنَنَّ بعيسى قبل موت عيسى عليه السلام، وذلك عند نزوله من السماء في آخر الزمان فلا يبقى أحدٌ إلا آمن به حتى تكون الملة واحدة، ملة الإسلام.

وروينا عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: «يُوشِكُ أنْ ينزلَ فيكم ابنُ مريمَ حَكَماً عدْلاً يكسرُ الصّليبَ، ويقتلُ الخنزيرَ، ويضعُ الجزية، ويفيضُ المالُ حتى لا يقبله أحدٌ، ويهلك في زمانه الملل كلُّها إلّا الإسلام، ويقتلُ الدَّجالَ فيمكثُ في الأرض أربعين سنة ثم يتوفَّى ويُصلي عليه المسلمون»، وقال أبو هريرة: اقرؤوا إن شئتم: ﴿وإنْ مِنْ أهلِ الكتابِ إلّا لَيُؤْمِنَنَّ بهِ قبلَ موتِهِ﴾، قبل موت عيسى ابن مريم، ثم يُعيدها أبو هريرة ثلاث مرات[1].

وروي عن عكرمة: أنّ الهاء في قوله ﴿ليؤمننّ به﴾ كناية عن محمد ﷺ يقول لا يموت كتابي حتى يؤمن بمحمد ﷺ.

وقيل: هي راجعة إلى الله عزّ وجلّ يقول: وإنّ مِنْ أهلِ الكتاب إلا ليؤمن بالله عزّ وجلّ، قبل موته عند المعاينة حين لا ينفعه إيمانه.

قوله تعالى: ﴿ويومَ القيامةِ يكونُ﴾، يعني: عيسى عليه السلام، ﴿عليهمْ شهيداً﴾ أنّه قد بلّغهم رسالة ربه، وأقر بالعبودية على نفسه [كما قال تعالى خبراً عنه «وكنتُ عليهم شهيداً ما دمتُ فيهم» (المائدة ـــ ١١٧) وكل نبي شاهد على أمته][2] قال الله تعالى: «فكيفَ إذا جِئْنَا مِنْ كلِّ أُمةٍ بشهيدٍ وجِئْنَا بِكَ على هؤلاءِ شَهيداً» (النساء ـــ ٤١).

قوله عزّ وجلّ: ﴿فَبِظلْمٍ مِنَ الذينَ هادُوا﴾، وهو ما تقدم ذكره من نقضهم الميثاق وكفرهم بآيات الله وبُهتانهم على مريم، وقولهم: إنّا قتلنا المسيح ﴿حَرَّمْنَا عليهمْ طَيباتٍ أُحلّتْ لهمْ﴾، وهي ما ذكر في

---

(١) أخرجه البخاري في الأنبياء، باب نزول عيسى بن مريم عليهما السلام: ٦ /٤٩٠ ـــ ٤٩١، ومسلم في الإيمان، باب نزول عيسى بن مريم حاكماً بشريعة نبينا محمد ﷺ، برقم (١٥٥): ١ /١٣٥. والمصنف في شرح السنة: ١٥ /٨٠ ـــ ٨١.
(٢) مابين القوسين ساقط من (ب).

جلد 2 معالم التنزيل

﴿بَل رَّفَعَهُ ٱللَّهُ إِلَيۡهِۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمٗا ١٥٨ وَإِن مِّنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهِۦ قَبۡلَ مَوۡتِهِۦۖ وَيَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيدٗا ١٥٩﴾

وذلك أنّ الله تعالى ألقى شبَهَ عيسى عليه السلام على الذي دلّ اليهودَ عليه، وقيل: إنهم حبسوا عيسى عليه السلام في بيت وجعلوا عليه رقيباً فألقى الله تعالى شبه عيسى عليه السلام على الرقيب فقتلوه، وقيل غير ذلك، كما ذكرنا في سورة آل عمران[1].

قوله تبارك وتعالى: ﴿وإنَّ الذينَ اختَلَفُوا فيهِ﴾، في قتله، ﴿لفي شكٍ منه﴾، أي: في قتله، قال الكلبي: اختلافهم فيه هو أن اليهود قالتْ نحْنُ قتلناه، وقالت طائفة من النصارى نحن قتلناه، وقالت طائفة منهم ما قتله هؤلاء ولا هؤلاء بل رفعه الله إلى السماء، ونحن ننظر إليه، وقيل: كان الله تعالى ألقى شبه وجه عيسى عليه السلام على وجه صطيافوس ولم يلقه على جسده، فاختلفوا فيه فقال بعضهم قتلنا عيسى، فإن الوجه وجه عيسى عليه السلام وقال بعضهم لم نقتله لأن جسده ليس جسد عيسى عليه السلام، فاختلفوا. قال السدي: اختلافهم من حيث أنّهم قالوا: إن كان هذا عيسى فأين صاحبنا؟ وإن كان هذا صاحبنا فأين عيسى؟ قال الله تعالى: ﴿مَا لَهُم بِهِ مِنْ عِلمٍ﴾، من حقيقة أنه قتل أو لم يُقتل، ﴿إلَّا اتِّباعَ الظَّنِّ﴾، لكنهم يتبعون الظنّ في قتله. قال الله جل جلاله: ﴿ومَا قتلوه يقيناً﴾، أي: (ما قتلوا عيسى يقيناً)[2] ﴿بلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إليه﴾.

وقيل قوله «يقيناً» ترجع إلى ما بعده وقوله «وما قتلوه» كلام تام تقديره: بل رفعه الله إليه يقيناً، والهاء في «ما قتلوه» كناية عن عيسى عليه السلام، وقال الفراء رحمه الله: معناه وما قتلوا الذي ظنوا أنه عيسى يقيناً، ورُوي عن ابن عباس رضي الله عنهما معناه: ما قتلوا ظنهم يقيناً، ﴿وكانَ اللَّهُ عزيزاً﴾ منيعاً بالنقمة من اليهود، ﴿حكيماً﴾ حكم باللعنة والغضب عليهم، فسلّط عليهم ضيطوس بن اسبسيانوس الرومي فقتل منهم مقتلة عظيمة.

قوله تعالى: ﴿وإنْ مِنْ أهلِ الكتابِ إلّا لَيُؤمِنَنّ به قبلَ موتِهِ﴾، أي: وما من أهل الكتاب إلّا ليؤمننّ بعيسى عليه السلام، هذا قول أكثر المفسرين وأهل العلم، وقوله «قبل موته» اختلفوا في هذه الكناية: فقال عكرمة ومجاهد والضحاك والسدي: إنها كناية عن الكتابي، ومعناه: وما من أهل الكتاب أحد إلّا ليؤمننّ بعيسى عليه السلام قبل موته، إذا وقع في البأس حين لا ينفعه إيمانُه سواء احترق أو غرق أو تردَّى في بئر أو سقط عليه جدارٌ أو أكله سبعٌ أو مات فجأةً، وهذه رواية عن أبي طلحة عن ابن

---

(١) انظر فيما سبق، تفسير سورة آل عمران، الآيات (٥٢ــ٥٥) ص (٤١ــ٤٧).

(٢) ما بين القوسين زيادة من (ب).

تفسير البغوي

(معالم التنزيل)

للإمام محيي السنة

أبي محمد الحسين بن مسعود البغوي

(المتوفى ٥١٦ هـ)

طبعة جديدة منقحة ومرتبة

ميزت فيها الآيات المتعلقة بالتفسير بلون أحمر

منضبطة برسم المصحف

دار ابن حزم

شبه عيسى عليه السّلام على الرقيب فقتلوه، وقيل غير ذلك، كما ذكرنا في سورة آل عمران. قوله تبارك وتعالى: ﴿وَإِنَّ ٱلَّذِينَ ٱخۡتَلَفُواْ فِيهِ﴾، في قتله، ﴿لَفِي شَكّٖ مِّنۡهُۚ﴾، أي: في قتله، قال الكلبي: اختلافهم فيه هو أن اليهود قالت نَحنُ قتلناه، وقالت طائفة من النصارى نحن قتلناه، وقالت طائفة منهم ما قتله هؤلاء ولا هؤلاء بل رفعه الله إلى السماء، ونحن ننظر إليه، وقيل: كان الله تعالى ألقى شبه عيسى عليه السّلام على وجه ططيافوس ولم يلقه على جسده، فاختلفوا فيه فقال بعضهم: [قتلنا عيسى، فإن الوجه وجه عيسى عليه السّلام وقال بعضهم] لم نقتله لأن جسده ليس جسد عيسى عليه السّلام، فاختلفوا. قال السدي: اختلافهم من حيث أنّهم قالوا: إن كان هذا عيسى فأين صاحبنا؟ وإن كان هذا صاحبنا فأين عيسى؟ قال الله تعالى: ﴿مَا لَهُم بِهِۦ مِنۡ عِلۡمٍ﴾، من حقيقة أنه قتل أو لم يُقتل، ﴿إِلَّا ٱتِّبَاعَ ٱلظَّنِّۚ﴾، لكنهم يتبعون الظنّ في قتله. قال الله جلّ جلاله: ﴿وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينَۢا﴾، أي: ما قتلوا عيسى يقيناً.

(١٥٨) ﴿بَل رَّفَعَهُ ٱللَّهُ إِلَيۡهِۚ﴾، وقيل قوله ﴿يَقِينَۢا﴾ يرجع إلى ما بعده وقوله ﴿وَمَا قَتَلُوهُ﴾ كلام تام تقديره: بل رفعه الله إليه يقيناً، والهاء في ﴿وَمَا قَتَلُوهُ﴾ كناية عن عيسى عليه السّلام، وقال الفراء رحمه الله: معناه وما قتلوا الذين ظنوا أنه عيسى يقيناً، وروي عن ابن عباس رضي الله عنهما معناه: وما قتلوا ظنهم يقيناً، ﴿وَكَانَ ٱللَّهُ عَزِيزًا﴾ منيعاً بالنقمة من اليهود، ﴿حَكِيمٗا﴾ حكم باللعنة والغضب عليهم، فسلّط عليهم ضيطوس بن سبسيانوس الرومي فقتل منهم مقتلة عظيمة.

(١٥٩) قوله تعالى: ﴿وَإِن مِّنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهِۦ قَبۡلَ مَوۡتِهِۦۖ﴾، أي: وما من أهل الكتاب إلاّ ليؤمننّ بعيسى عليه السّلام، وهو قول أكثر المفسرين وأهل العلم، وقوله ﴿قَبۡلَ مَوۡتِهِۦۖ﴾ اختلفوا في هذه الكناية، فقال عكرمة ومجاهد والضحاك والسدي: إنها كناية عن الكتابي، ومعناه: وما من أهل الكتاب أحد إلاّ ليؤمننّ بعيسى عليه السّلام قبل موته، إذا وقع في البأس حين لا ينفعه إيمانُه سواء احترق أو غرق أو تردّى في بئر أو سقط عليه جدارٌ أو أكله سبعٌ أو مات فجأة، وهذه رواية علي ابن [أبي] طلحة عن ابن عباس رضي الله عنهم. قال: فقيل لابن عباس رضي الله عنهما: أرأيتَ أن مَنْ خرّ من فوق بيت؟ قال: يتكلم به في الهواء قال: فقيل أرأيت إن ضرب عُنقُ أحدهم؟ قال: يتلجلج لسانه، وذهب قومٌ إلى أن الهاء في ﴿مَوۡتِهِۦۖ﴾ كناية عن عيسى عليه السّلام، معناه: وإنّ من أهل الكتاب إلاّ ليؤمننّ بعيسى قبل موت عيسى عليه السّلام، وذلك عند نزوله من السماء في آخر الزمان فلا يبقى أحدٌ إلاّ آمن به حتى تكون الملة واحدة، ملّة الإسلام.

وروينا عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: «يوشِكُ أنْ ينزلَ فيكم ابن مريمَ حكماً عدلاً يكسرُ الصّليبَ، ويقتلُ الخنزيرَ، ويضعُ الجزية، ويفيضُ المالُ حتى لا يقبله أحدٌ، ويهلك في زمانه الملل كلّها إلاّ الإسلام، ويقتلُ الدّجالَ فيمكثُ في الأرض أربعين سنة ثم يتوفّى ويُصلّي عليه المسلمون»، وقال أبو هريرة: اقرؤوا إن شئتم: ﴿وَإِن مِّنۡ أَهۡلِ ٱلۡكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤۡمِنَنَّ بِهِۦ قَبۡلَ مَوۡتِهِۦۖ﴾، قبل موت عيسى ابن مريم، ثم يُعيدها أبو هريرة ثلاث مرات.

وروي عن عكرمة: أنّ الهاء في قوله ﴿لَيُؤۡمِنَنَّ بِهِۦ﴾ كناية عن محمد ﷺ يقول: لا يموت كتابي حتى يؤمن بمحمد ﷺ، وقيل: هي راجعة إلى الله عزّ وجلّ يقول: وإنْ من أهل الكتاب إلاّ ليؤمنن بالله عزّ وجلّ، قبل موته عند المعاينة حين لا ينفعه إيمانُه. قوله تعالى: ﴿وَيَوۡمَ ٱلۡقِيَٰمَةِ يَكُونُ﴾، يعني: عيسى عليه السّلام، ﴿عَلَيۡهِمۡ شَهِيدٗا﴾ أنّه قد بلّغهم رسالة ربه، وأقرّ بالعبودية على نفسه، كما قال تعالى مخبراً عنه ﴿وَكُنتُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيدٗا مَّا دُمۡتُ فِيهِمۡۖ﴾ [المائدة: ١١٧] وكل نبي شاهد على أمته قال الله تعالى: ﴿فَكَيۡفَ إِذَا جِئۡنَا مِن كُلِّ أُمَّةِۭ بِشَهِيدٖ وَجِئۡنَا بِكَ عَلَىٰ هَٰٓؤُلَآءِ شَهِيدٗا﴾ [النساء: ٤١].

(١٦٠) قوله عزّ وجلّ: ﴿فَبِظُلۡمٖ مِّنَ ٱلَّذِينَ هَادُواْ﴾، وهو ما تقدم ذكره من نقضهم الميثاق وكفرهم بآيات الله وبُهتانهم على مريم، وقولهم: إنّا قتلنا المسيح ﴿حَرَّمۡنَا عَلَيۡهِمۡ طَيِّبَٰتٍ أُحِلَّتۡ لَهُمۡ﴾، وهي ما ذكر في سورة الأنعام، فقال: ﴿وَعَلَى ٱلَّذِينَ هَادُواْ حَرَّمۡنَا كُلَّ ذِي

عمدة القاري

شرح صحيح البخاري

للشيخ الامام العلامة بدر الدين أبي محمد محمود بن أحمد العيني

المتوفي سنة ٨٥٥ هـ

الجزء السادس عشر

قوبل على عدة نسخ خطية

دار الفكر

خراسان» وهو الاقليم العظيم المعروف بموطن الكثير من علماء المسلمين قوله «قال الشعبي فقال الشعبي فيه السؤال محذوف وقدبينه في رواية ابن حبان بن موسى عن ابن المبارك فقال ان رجلا من اهل خراسان قال للشعبي انا نقول عندنا ان الرجل اذا اعتق ام ولده ثم تزوجها فهو كالراكب بدنته فقال الشعبي فذكر الحديث*

۱۰۴ ـ «حدثنا محمدُ بنُ يوسفَ حدثنا سفيانُ عن المغيرةِ بن النعمانِ عن سعيدِ بن جبيرٍ عن ابنِ عباسٍ رضي الله عنهما قال قال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم تُحشرونَ حفاةً عراةً غرلاً ثم قرأَ كما بدأنا أولَ خلقٍ نعيدُه وعداً علينا إنا كنا فاعلينَ فأولُ من يُكسى إبراهيمُ ثم يُؤخذُ برجالٍ من أصحابي ذاتَ اليمينِ وذاتَ الشمالِ فأقولُ أصحابي فيُقالُ إنهم لم يزالوا مرتدينَ على أعقابِهم منذُ فارقتَهم فأقولُ كما قال العبدُ الصالحُ عيسى بنُ مريمَ وكنتُ عليهم شهيداً ما دمتُ فيهم فلما توفيتني كنتَ أنتَ الرقيبَ عليهم وأنتَ على كلِّ شيءٍ شهيدٌ إلى قولِه العزيزُ الحكيمُ»

مطابقته للترجمة في قوله عيسى ابن مريم والحديث مر عن قريب في باب قول الله تعالى واتخذ الله ابراهيم خليلا فانه اخرجه هناك عن محمد بن كثير عن سفيان الى اخره نحوه ومضى الكلام فيه هناك*

«قال محمدُ بنُ يوسفَ الفربريُّ ذُكرَ عن أبي عبدِ اللهِ عن قبيصةَ قال هم المرتدونَ الذين ارتدوا على عهدِ أبي بكرٍ فقاتلهم أبو بكرٍ رضي اللهُ عنه»

محمد بن يوسف هو الفربري وابو عبدالله هو البخاري نفسه وقبيصة هو ابن عقبة احد مشايخ البخاري وهذا التعليق اسنده الاسماعيلي عن ابراهيم بن موسى الجرجاني عن اسحاق عن قبيصة عن سفيان الثوري عن المغيرة عن سعيد بن جبير عن ابن عباس الحديث والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب*

«باب نزولِ عيسى بن مريمَ عليهما السلامُ»

اى هذا باب في بيان نزول عيسى بن مريم عليهما الصلاة والسلام يعني في اخر الزمان وكذا هو بلفظ باب في رواية الاكثرين وفي رواية ابي ذر بغير لفظ باب*

۱۰۵ ـ «حدثنا إسحقُ أخبرنا يعقوبُ بنُ إبراهيمَ حدثنا أبي عن صالحٍ عن ابنِ شهابٍ أنَّ سعيدَ بنَ المسيبِ سمعَ أبا هريرةَ رضي الله عنه قال قال رسولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم والذي نفسي بيدِه ليوشكنَّ أن ينزلَ فيكم ابنُ مريمَ حكماً عدلاً فيكسرَ الصليبَ ويقتلَ الخنزيرَ ويضعَ الجزيةَ ويفيضَ المالُ حتى لا يقبلَه أحدٌ حتى تكونَ السجدةُ الواحدةُ خيراً من الدنيا وما فيها ثم يقولُ أبو هريرةَ رضي الله عنه واقرؤوا إن شئتم وإن من أهلِ الكتابِ إلا ليؤمننَّ به قبلَ موتِه ويومَ القيامةِ يكونُ عليهم شهيداً»

مطابقته للترجمة ظاهرة . واسحاق هو ابن راهويه وعن ابي على الجياني اسحاق اما ابن راهويه واما ابن منصور ويعقوب هو ابن ابراهيم بن سعد بن ابراهيم بن عبدالرحمن بن عوف يروى عن ابيه ابراهيم هو ابن سعد بن ابراهيم المذكور وصالح هو ابن كيسان مؤدب ولد عمر بن عبدالعزيز رضي الله تعالى عنه . والحديث مر في اواخر البيوع في باب قتل الخنزير الى قوله حتى لا يقبله احد ومر الكلام فيه ولنشرح ما بقي منه قوله «والذي نفسي بيده» فيه الحلف في الخبر مبالغة في تأكيده قوله «ليوشكن» بكسر الشين المعجمة وهو من افعال المقاربة ومعناه ليقربن سريعا

قوله «فيكم» خطاب لهذه الامة قوله «حكما» اى حاكما بهذه الشريعة فان شريعة النبي ﷺ لاتنسخ وفي رواية الليث ابن سعد عند مسلم حكما مقسطا وله في رواية اماما مقسطا اى عادلا والقاسط الجائر قوله «ويقتل الخنزير» ووقع في رواية الطبراني ويقتل الخنزير والقردة قوله «ويضع الجزية» هذه رواية الكشميهني وفي رواية غيره ويضع الحرب والمعنى ان الدين يصير واحدا لان عيسى عليه الصلاة والسلام لايقبل الا الاسلام . (فان قلت) وضع الجزية مشروع في هذه الامة فلم لايكون المعنى تقرر الجزية على الكفار من غير محاباة فلذلك يكثر المال قلت مشروعية الجزية مقيدة بنزول عيسى عليه الصلاة والسلام وقد قلنا ان عيسى عليه الصلاة والسلام لايقبل الا الاسلام وقال ابن بطال وانما قبلناها قبل نزول عيسى عليه الصلاة والسلام للحاجة الى المال بخلاف زمن عيسى عليه الصلاة والسلام فانه لايحتاج فيه الى المال فان المال يكثر حتى لايقبله احد قوله «ويفيض المال» بفتح الياء وكسر الفاء وبالضاد المعجمة اى يكثر واصله من فاض الماء وفي رواية عطاء بن ميناو ليدعون الى المال فلا يقبله احد وسببه كثرة المال ونزول البركات وتوالى الخيرات بسبب العدل وعدم الظلم وحينئذ تخرج الارض كنوزها وتقل الرغبات في اقتناء المال لعلمهم بقرب الساعة قوله «حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا ومافيها» لانهم حينئذ لايتقربون الى الله الا بالعبادات لا بالتصدق بالمال * (فان قلت) السجدة الواحدة دائما خير من الدنيا ومافيها لان الاخرة خير وابقى (قلت) الغرض انها خير من كل مال الدنيا اذ حينئذ لايمكن التقرب الى الله تعالى بالمال وقال التوربشتي يعني ان الناس يرغبون عن الدنيا حتى تكون السجدة الواحدة احب اليهم من الدنيا وما فيها قوله «ثم يقول ابوهريرة» الى آخره موصول بالاسناد المذكور قوله «واقرؤا ان شئتم» قال ابن الجوزي انما اتى بذكر هذه الآية للاشارة الى مناسبتها لقوله حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا ومافيها فانه يشير بذلك الى صلاح الناس وشدة ايمانهم واقبالهم على الخير فهم لذلك يؤثرون الركعة الواحدة على جميع الدنيا والسجدة تذكر ويراد بها الركعة وقال القرطبي معنى الحديث ان الصلاة حينئذ تكون افضل من الصدقة لكثرة المال اذ ذاك وعدم الانتفاع به حتى لايقبله احد قوله «وان من اهل الكتاب» كلمة ان نافية يعني ما من اهل الكتاب من اليهود والنصارى الا ليؤمنن به . واختلف اهل التفسير في مرجع الضمير في قوله تعالى به فروى ابن جرير من طريق سعيد بن جبير عن ابن عباس رضي الله تعالى عنهما انه يرجع الى عيسى عليه الصلاة والسلام وكذا روى من طريق ابي رجاء عن الحسن قال قبل موت عيسى والله انه لحي ولكن اذا نزل آمنوا به اجمعون وذهب اليها كثر اهل العلم ورجحه ابن جرير وابو هريرة ايضا صار اليه فقراءته هذه الآية الكريمة تدل عليه وقيل يعود الضمير الى الله وقيل الى النبي ﷺ والضمير في قوله قبل موته يرجع الى اهل الكتاب عند الاكثرين لما روى ابن جرير من طريق عكرمة عن ابن عباس «لايموت يهودي ولا نصراني حتى يؤمن بعيسى» فقال له عكرمة ارايت ان خر من بيت او احترق او اكله السبع قال لايموت حتى يحرك شفتيه بالايمان بعيسى وفي اسناده خصيف وفيه ضعف ورجح جماعة هذا المذهب لقراءة ابي بن كعب رضي الله عنه الا ليؤمنن به قبل موتهم اى قبل موت اهل الكتاب وقيل يرجع الى عيسى اى الا ليؤمنن به قبل موت عيسى عليه السلام ولكن لاينفع هذا الايمان في تلك الحالة . (فان قلت) ما الحكمة في نزول عيسى عليه الصلاة والسلام والخصوصية به قلت فيه وجوه الاول للرد على اليهود في زعمهم الباطل انهم قتلوه وصلبوه فبين الله تعالى كذبهم وانه هو الذي يقتلهم . الثاني لاجل دنو اجله ليدفن في الارض اذ ليس لمخلوق من التراب ان يموت في غير التراب . الثالث لانه دعا الله تعالى لما راى صفة محمد ﷺ وامته ان يجعله منهم فاستجاب الله دعاءه وابقاه حيا حتى ينزل في اخر الزمان ويجدد امر الاسلام فيوافق خروج الدجال فيقتله . الرابع لتكذيب النصارى واظهار زيفهم في دعواهم الاباطيل وقتله اياهم . الخامس ان خصوصيته بالامور المذكورة لقوله ﷺ انا اولى الناس بابن مريم ليس بيني وبينه نبي وهو اقرب اليه من غيره في الزمان وهو اولى بذلك *

١٠٦ ـ ﴿ حدثنا ابنُ بُكَيْر حدَّثنا اللَّيْثُ عنْ يُونُسَ عنِ ابنِ شِهابٍ عنْ نافِعٍ مَوْلى أبي قَتادَةَ

فتح الباري

بشرح صحيح الإمام أبي عبد الله محمد بن إسمعيل البخاري

للإمام الحافظ

أحمد بن علي بن حجر

العسقلاني

٧٧٣ — ٨٥٢

الجزء السادس

رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه
واستقصى أطرافه، ونبه على أرقامها في كل حديث

محمد فؤاد عبد الباقي

قام بإخراجه، وتصحيح تجاربه
وأشرف على طبعه

محب الدين الخطيب

المكتبة السلفية

وتعقبه النووي وقال : الصواب أن عيسى لا يقبل إلا الإسلام . قلت : ويؤيده أن عند أحمد من وجه آخر عن أبي هريرة « وتكون الدعوى واحدة » قال النووي : ومعنى وضع عيسى الجزية مع أنها مشروعة في هذه الشريعة أن مشروعيتها مقيدة بنزول عيسى لما دل عليه هذا الخبر ، وليس عيسى بناسخ لحكم الجزية بل نبينا ﷺ هو المبين للنسخ بقوله هذا ، قال ابن بطال : وإنما قبلناها قبل نزول عيسى للحاجة إلى المال بخلاف زمن عيسى فانه لا يحتاج فيه إلى المال فان المال في زمنه يكثر حتى لا يقبله أحد ، ويحتمل أن يقال إن مشروعية قبولها من اليهود والنصارى لما في أيديهم من شبهة الكتاب وتعلقهم بشرع قديم بزعمهم ، فاذا نزل عيسى عليه السلام زالت الشبهة بحصول معاينته فيصيرون كعبدة الاوثان في انقطاع حجتهم وانكشاف أمرهم ، فناسب أن يعاملوا معاملتهم في عدم قبول الجزية منهم . هكذا ذكره بعض مشايخنا احتمالا والله أعلم . **قوله** (ويفيض المال بفتح أوله وكسر الفاء وبالضاد المعجمة أي يكثر ، وفي رواية عطاء بن ميناء المذكورة « وليدعون إلى المال فلا يقبله أحد » وسبب كثرته نزول البركات وتوالي الخيرات بسبب العدل وعدم الظلم وحينئذ تخرج الارض كنوزها وتقل الرغبات في اقتناء المال لعلمهم بقرب الساعة . **قوله** (حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها) أي أنهم حينئذ لا يتقربون إلى الله إلا بالعبادة ، لا بالتصدق بالمال ، وقيل معناه أن الناس يرغبون عن الدنيا حتى تكون السجدة الواحدة أحب اليهم من الدنيا وما فيها . وقد روى ابن مردويه من طريق محمد بن أبي حفصة عن الزهري بهذا الاسناد في هذا الحديث « حتى تكون السجدة واحدة لله رب العالمين » . **قوله** (ثم يقول أبو هريرة : واقرءوا إن شئتم ﴿وان من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به قبل موته﴾ الآية) هو موصول بالاسناد المذكور ، قال ابن الجوزي : انما تلا أبو هريرة هذه الآية للاشارة إلى مناسبتها لقوله « حتى تكون السجدة الواحدة خيرا من الدنيا وما فيها » فانه يشير بذلك إلى صلاح الناس وشدة إيمانهم واقبالهم على الخير ، فهم لذلك يؤثرون الركعة الواحدة على جميع الدنيا . والسجدة تطلق ويراد بها الركعة ، قال القرطبي : معنى الحديث أن الصلاة حينئذ تكون أفضل من الصدقة لكثرة المال اذ ذاك وعدم الانتفاع به حتى لا يقبله أحد . وقوله في الآية ﴿وان﴾ بمعنى ما ، أي لا يبقى أحد من أهل الكتاب وهم اليهود والنصارى إذا نزل عيسى الا آمن به ، وهذا مصير من أبي هريرة إلى أن الضمير في قوله ﴿ الا ليؤمنن به ﴾ وكذلك في قوله ﴿ قبل موته ﴾ يعود على عيسى ، أي إلا ليؤمنن بعيسى قبل موت عيسى ، وبهذا جزم ابن عباس فيما رواه ابن جرير من طريق سعيد بن جبير عنه باسناد صحيح ، ومن طريق أبي رجاء عن الحسن قال قبل موت عيسى : والله انه الآن لحي ولكن إذا نزل آمنوا به اجمعون ، ونقله عن أكثر أهل العلم ورجحه ابن جرير وغيره . ونقل أهل التفسير في ذلك أقوالا أخر وأن الضمير في قوله « به » يعود لله أو لمحمد ، وفي « موته » يعود على الكتابي على القولين ، وقيل على عيسى . وروى ابن جرير من طريق عكرمة عن ابن عباس « لا يموت يهودي ولا نصراني حتى يؤمن بعيسى » فقال له عكرمة : أرأيت أن خر من بيت او احترق أو أكله السبع ؟ قال : لا يموت حتى يحرك شفتيه بالايمان بعيسى ، وفي اسناده خصيف وفيه ضعف . ورجح جماعة هذا المذهب بقراءة أبي بن كعب ﴿ الا ليؤمنن به قبل موتهم ﴾ أي أهل الكتاب ، قال النووي : معنى الآية على هذا ليس من أهل الكتاب أحد يحضره الموت إلا آمن عند المعاينة قبل خروج روحه بعيسى وأنه عبد الله وابن أمته ، ولكن لا ينفعه هذا الايمان في تلك الحالة كما قال تعالى ﴿ وليست التوبة للذين يعملون السيآت حتى إذا حضر أحدهم الموت قال اني تبت الآن ﴾ قال : وهذا المذهب

أظهر لأن الاول يخص الكتابي الذي يدرك نزول عيسى ، وظاهر القرآن عمومه في كل كتابي في زمن نزول عيسى وقبله . قال العلماء : الحكمة في نزول عيسى دون غيره من الانبياء الرد على اليهود في زعمهم أنهم قتلوه ، فبين الله تعالى كذبهم وأنه الذي يقتلهم ، أو نزوله لدنو أجله ليدفن في الأرض ، إذ ليس لمخلوق من التراب أن يموت في غيرها . وقيل انه دعا الله لما رأى صفة محمد وأمته أن يجعله منهم فاستجاب الله دعاءه وأبقاه حتى ينزل في آخر الزمان مجددا لأمر الاسلام ، فيوافق خروج الدجال ، فيقتله ، والاول أوجه . وروى مسلم من حديث ابن عمر في مدة اقامة عيسى بالارض بعد نزوله أنها سبع سنين ، وروى نعيم بن حماد في « كتاب الفتن » من حديث ابن عباس أن عيسى اذ ذاك يتزوج في الارض ويقيم بها تسع عشرة سنة ، وباسناد فيه مبهم عن أبي هريرة يقيم بها أربعين سنة ، وروى أحمد وأبو داود بإسناد صحيح من طريق عبد الرحمن بن آدم عن أبي هريرة مثله مرفوعا . وفي هذا الحديث « ينزل عيسى عليه ثوبان ممصران فيدق الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويدعو الناس الى الاسلام ، ويهلك الله في زمانه الملل كلها الا الاسلام ، وتقع الأمنة في الأرض حتى ترتع الاسود مع الابل وتلعب الصبيان بالحيات - وقال في آخره - ثم يتوفى ويصلي عليه المسلمون » وروى أحمد ومسلم من طريق حنظلة بن علي الاسلمي عن أبي هريرة « ليهلن ابن مريم بفج الروحاء بالحج والعمرة » الحديث ، وفي رواية لأحمد من هذا الوجه : ينزل عيسى فيقتل الخنزير ويمحو الصليب وتجمع له الصلاة ويعطي المال حتى لايقبل ويضع الخراج ، وينزل الروحاء فيحج منها أو يعتمر أو يجمعهما وتلا أبو هريرة ﴿وإن من أهل الكتاب إلا ليؤمنن به﴾ الآية . قال حنظلة قال أبو هريرة : يؤمن به قبل موت عيسى . وقد اختلف في موت عيسى عليه السلام قبل رفعه ، والاصل فيه قوله تعالى ﴿ اني متوفيك ورافعك ﴾ فقيل على ظاهره ، وعلى هذا فاذا نزل إلى الأرض ومضت المدة المقدرة له يموت ثانيا . وقيل معنى قوله ﴿متوفيك﴾ من الارض ، فعلى هذا لايموت الا في آخر الزمان . واختلف في عمره حين رفع فقيل ابن ثلاث وثلاثين وقيل مائة وعشرين . الحديث العاشر ، **قوله** (عن نافع مولى أبي قتادة الانصاري) هو أبو محمد بن عياش الاقرع ، قال ابن حبان : هو مولى امرأة من غفار وقيل له مولى أبي قتادة لملازمته له . قلت : وليس له عن أبي هريرة في الصحيح سوى هذا الحديث الواحد . **قوله** (كيف أنتم إذا نزل ابن مريم فيكم وإمامكم منكم) سقط قوله « فيكم » من رواية أبي ذر . **قوله** (تابعه عقيل والاوزاعي) يعني تابعا يونس عن ابن شهاب في هذا الحديث ، فأما متابعة عقيل فوصلها ابن منده في « كتاب الايمان » من طريق الليث عنه ولفظه مثل سياق أبي ذر سواء ، وأما متابعة الاوزاعي فوصلها ابن منده أيضا وابن حبان والبيهقي في « البعث » وابن الأعرابي في معجمه من طرق عنه ولفظه مثل رواية يونس ، وقد أخرجه مسلم من طريق ابن أبي ذئب عن ابن شهاب بلفظ « وأمكم منكم » قال الوليد بن مسلم : فقلت لابن أبي ذئب إن الأوزاعي حدثنا عن الزهري فقال « وإمامكم منكم » قال ابن أبي ذئب أتدري ما أمكم منكم ؟ قلت تخبرني ، قال : فأمكم بكتاب ربكم . وأخرجه مسلم من رواية ابن أخي الزهري عن عمه بلفظ « كيف بكم إذا نزل فيكم ابن مريم فأمكم » وعند أحمد من حديث جابر في قصة الدجال ونزول عيسى « واذا هم بعيسى ، فيقال تقدم ياروح الله ، فيقول ليتقدم إمامكم ، فليصل بكم » ولابن ماجه في حديث أبي أمامة الطويل في الدجال قال « وكلهم أي المسلمون ببيت المقدس وإمامهم رجل صالح قد تقدم ليصلي بهم ، اذ نزل عيسى فرجع الامام ينكص ليتقدم عيسى ، فيقف عيسى بين كتفيه ثم يقول : تقدم فانها لك أقيمت » وقال أبو الحسن الخسعي الابدي في مناقب الشافعي : تواترت

الاخبار بأن المهدى من هذه الأمة وأن عيسى يصلى خلفه ، ذكر ذلك ردا للحديث الذى أخرجه ابن ماجه عن أنس وفيه « ولا مهدى إلا عيسى » وقال أبو ذر الهروى : حدثنا الجوزقى عن بعض المتقدمين قال : معنى قوله « وامامكم منكم » يعنى أنه يحكم بالقرآن لا بالانجيل . وقال ابن التين : معنى قوله « وامامكم منكم » أن الشريعة المحمدية متصلة الى يوم القيامة ، وأن فى كل قرن طائفة من أهل العلم . وهذا والذى قبله لايبين كون عيسى اذا نزل يكون إماما أو مأموما ، وعلى تقدير أن يكون عيسى إماما فمعناه أنه يصير معكم بالجماعة من هذه الأمة . قال الطيبى : المعنى يؤمكم عيسى حال كونه فى دينكم . ويعكر عليه قوله فى حديث آخر عند مسلم « فيقال له : صل لنا ، فيقول : لا ، إن بعضكم على بعض أمراء تكرمة لهذه الأمة » وقال ابن الجوزى : لو تقدم عيسى إماما لوقع فى النفس إشكال ولقيل : أتراه تقدم نائبا أو مبتدئا شرعا ، فصلى مأموما لئلا يتدنس بغبار الشبهة وجه قوله « لانبى بعدى » . وفى صلاة عيسى خلف رجل من هذه الأمة مع كونه فى آخر الزمان وقرب قيام الساعة دلالة للصحيح من الأقوال أن الأرض لاتخلو عن قائم لله بحجة . والله أعلم

٥٠ — باب ما ذُكِرَ عن بنى إسرائيل

٣٤٥٠ — حدثنا موسى بن إسماعيلَ حدَّثنا أبو عَوانةَ حدثنا عبدُ الملكِ عن رِبعيِّ بنِ حِراشٍ قال « قال عُقبةُ بنُ عمرو لحذيفةَ : ألا تحدِّثنا ماسمعتَ من رسولِ اللهِ ﷺ؟ قال : إنى سمعتُه يقول : إن معَ الدجالِ إذا خرجَ ماءً وناراً ، فأما التى يرَى الناسُ أنها النارُ فماءٌ باردٌ ، وأما الذى يرى الناس أنه ماء بارد فنارٌ تُحرِق . فمن أدركَ منكم فليَقعْ فى الذى يرَى أنها نار ، فانه عَذبٌ بارد »

[الحديث ٣٤٥٠ ـ طرفه فى : ٧١٣٠]

٣٤٥١ — قال حذيفة « وسمعته يقول : إن رجلا كان فيمَن كان قبلكم أتاه المَلكُ ليَقبِضَ رُوحَه ، فقيل له : هل عمِلتَ مِن خير؟ قال : ما أعلمُ . قيل له : انظر . قال : ما أعلم شيئا ، غيرَ أنى كنتُ أبايعُ الناسَ فى الدنيا وأجازيهم ، فأُنظِرُ الموسِرَ وأتجاوزُ عنِ المعسِر . فأدخلَهُ اللهُ الجنة »

٣٤٥٢ — قال « وسمعته يقول : إن رجلا حَضرَهُ الموتُ ، فلما يَئِسَ منَ الحياةِ أوصى أهله : إذا أنا مُتُّ فاجمَعوا لى حَطَباً كثيراً وأوقِدوا فيه ناراً ، حتى إذا أكلَتْ لحمى وخلَصتْ إلى عظمى فامتحَشتُ ، فخذوها فاطحَنوها ثم انظروا يوما راحاً فاذروه فى اليمِّ : ففعَلوا . فجمعَهُ اللهُ فقال له : لِمَ فعَلتَ ذلك؟ قال : من خَشيتِك . فغفَرَ اللهُ له » قال عُقبةُ بن عمرو « وأنا سمعتُه يقول ذاكَ ، وكان نَبّاشا »

[الحديث ٣٤٥٢ ـ طرفاه فى : ٣٤٧٩ ، ٦٤٨٠]

٣٤٥٣ ، ٣٤٥٤ — حدثنى بِشرُ بن محمدٍ أخبرَنا عبدُ الله أخبرَنى مَعمرٌ ويونُسُ عنِ الزُّهريِّ قال أخبرنى عُبَيدُ الله بن عبدِ الله أنَّ عائشةَ وابنَ عبّاسٍ رضىَ الله عنهم قالا « لما نُزِلَ برسولِ اللهِ ﷺ طَفِقَ يطرَحُ

الحمد لله الذى وفقنا و يسر لنا طبع

الجزء الثالث

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابى الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه وكرمه آمين

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة فى الهند

بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٥ هجرية

هشام ٭وثقه احمد و ذكره ابن حبان في الثقات ٠

(٢٧٤) ﴿ س‍ى ـ الخصيب ﴾ بن ناصح الحارثي البصري نزيل مصر ٠ روى عن نافع ابن عمر الجمحي وهشام بن حسان ووهيب بن خالد وهمام بن يحيى و يزيد بن ابراهيم التستري والسفيانين وغيرهم ٠ وعنه بحر بن نصر والربيع بن سليمان وعبد الرحمن بن عبدالله بن عبد الحكم وغيرهم ٠ قال ابوزرعة مابه بأس ان شاء الله تعالى وذكره ابن حبان في الثقات وقال ربما اخطأ ٠ قلت ٠ وقال ابن يونس في تاريخ الغرباء قدم مصر وحدث بها وبها مات سنة (٢٠٨) وقيل سنة (٧) ٠

(٢٧٥) ﴿ ٤ ـ خصيف (١) ﴾ بن عبدالرحمن الجزري ابوعون الحضرمي الحراني الاموي مولاهم رأى انسا ٠ وروى عن عطاء وعكرمة وابي الزبير وسعيد بن جبير ومجاهد ومقسم وابي عبيدة بن عبدالله بن مسعود وعبد العزيز بن جريج والد عبدالملك وغيرهم ٠ وعنه السفيانان وعبدالملك بن جريج وحجاج ابن ارطاة وزهير وابوالاحوص ومعمر ومعمر الرقي وابن ابي نجيح وابن اسحاق وهما من اقرانه وجماعة ٠ قال ابوطالب عن احمد ضعيف الحديث وقال حنبل عنه ليس بحجة ولاقوى في الحديث وقال عبدالله بن احمد عن ابيه ليس بقوي في الحديث قال وقال مرة ليس بذاك قال ابي خصيف شديد الاضطراب في المسند وقال ابن معين ليس به بأس وقال مرة ثقة وقال

---

(١) في التقريب (خصيف) بالصاد المهملة مصغراً (والجزري) في المغني بفتح جيم وزاي وبراء منسوب الى الجزيرة وهي بلاد بين الفرات ودجلة ١٢ ابوالحسن

هشيم

ابوحاتم صالح يخلط وتكلم في سوء حفظه وقال النسائي عتاب ليس بالقوى ولا
خصيف وقال مرة صالح و قال ابن عدى ولخصيف نسخ واحاديث كثيرة
واذا حدث عن خصيف ثقة فلا بأس بحديثه ورواياته الا ان يروى عنه
عبدالعزيز بن عبد الرحمن فان رواياته عنه بواطيل والبلاء من عبدالعزيز
لامن خصيف وقال ابن سعد كان ثقة مات سنة (١٣٧) وكذا قال البخارى
وقال النفيلي مات سنة (٦) وقال ابوعبيد وغيره مات سنة (٨) وقال خليفة
ابن خياط مات سنة (٩) وقيل غير ذلك في تاريخ وفاته · قلت · قال ابن
المديني كان يحيى بن سعيد يضعفه وقال الدارقطني يعتبر به يهم وقال الساجي
صدوق وقال الآجرى عن ابي داود قال احمد مضطرب الحديث وقال
جرير كان خصيف متمكنا في الارجاء يتكلم فيه وقال ابوطالب سئل احمد
عن عتاب بن بشير فقال ارجوان لا يكون به بأس روى احاديث ناخرة منكرة
وما ارى الا انها من قبل خصيف وقال ابن معين انا كنا نتجنب حديثه وقال
ابن خزيمة لا يحتج بحديثه وقال يعقوب بن سفيان لا بأس به وقال ابواحمد
الحاكم ليس بالقوى وقال الازدى ليس بذاك وقال ابن حبان تركه جماعة من
ائمتنا واحتج به آخرون وكان شيخا صالحا فقيها عابدا الا انه كان يخطئ كثيرا
فيما يروى و يتفرد عن المشاهير بما لا يتابع عليه وهو صدوق في روايته الا ان
الانصاف فيه قبول ما وافق الثقات في الروايات وترك ما لم يتابع عليه وهو
ممن استخير الله تعالى فيه وقد حدث عبدالعزيز عنه عن انس بحديث منكر
ولا يعرف له سماع من انس *

من

الحمـد لله الذي وفقنا و يسر لنا طبع

الجزء السابع

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

أبي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه وكرمه آمين

الطبـعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى أقصى الزمن

سنة (١٣٢٦) هجرية

ابي جهل فشق ذلك على فاطمة فارسل اليها عتاب انا ارحلك منها فتزوجها فولدت له عبدالرحمن بن عتاب . قال ابوداود لم يسمع سعيد بن المسيب من عتاب شيئا وقال ايوب بن عبدالله بن يسار عن عمرو بن ابي عقرب سمعت عتاب بن اسيد فذكر حديثا . له عندهم حديث في الخرص . وعند ابن ماجة آخر في النهي عن شف (١) مالم يضمن . قلت . ومقتضاه ان عتابا تأخرت وفاته عما قال الواقدي لان ايوب ثقة وعمرو بن ابي عقرب ذكره البخاري في التابعين وقال سمع عتابا والله اعلم . وقد ذكر ابو جعفر الطبري عتابا فبين لا يعرف تاريخ وفاته وقال في تاريخه انه كان والي مكة لعمر سنة عشرين وذكره قبل ذلك في سني عمر ثم ذكره في سنة (٢١) ثم في سنة (٢٢) ثم قال في مقتل عمر سنة (٢٣) قتل وعامله على مكة نافع بن عبد الحارث انتهى فهذا يشعر بان موت عتاب كان في اواخر سنة (٢٢) او اوائل سنة (٢٣) فعلى هذا فيصح سماع سعيد بن المسيب منه والله اعلم .

(١٩٢) خ د ت س ـ عتاب بن بشير الجزري ابو الحسن و يقال ابو سهل الحراني مولى بني امية . روى عن خصيف واسحاق بن راشد وثابت بن عجلان وعبيدالله بن ابي زياد القداح والاوزاعي وغيرهم . وعنه روح بن عبادة والعلاء ابن هلال الباهلي وعمرو بن خالد الحراني وابو جعفر عبدالله بن محمد النفيلي واسحاق بن راهويه ومحمد بن عيسى بن الطباع واسحاق بن ابراهيم بن حبيب بن الشهيد ومحمد بن سلام البيكندي وعلي بن حجر وابو نعيم الحلبي

(١) الشف الربح والفضل والنقصان ١٢ قاموس

واخرون

وآخرون. قال ابوطالب عن احمد ارجوان لايكون به باس روى بآخره احاديث منكرة وما ارى انها الا من قبل خصيف وقال الجوزجاني عن احمد احاديث عتاب عن خصيف منكرة وقال عثمان الدارمي عن ابن معين ثقة وقال ابن ابي حاتم قيل لابي زرعة عتاب احب اليك او محمد بن سلمة قال عتاب وقال النسائي ليس بذاك وكذا قال ابن سعد وذكر انه مات سنة (١٩٠) وكذا ارخه ابن حبان في الثقات وقال ابو داود مات سنة ثمان وثمانين ومائة. قلت. وكذا ارخه ابو عروبة عن اسحاق بن زيد عن النفيلي وقال الآجري عن ابي داود سمعت احمد يقول تركه ابن مهدي بآخره. قال ورأيت احمد كف عن حديثه وذلك ان الخطابي حدثه عنه بحديث فقال لي احمد ابو جعفر يعني النفيلي يحدث عنه قلت نعم قال ابو جعفر اعلم به وقال ابن ابي حاتم ليس به باس وقال الساجي عنده مناكير حدث احمد عن وكيع عنه وقال النسائي في كتاب الجرح والتعديل ليس بالقوى. وقال ابن المديني حدثت اعلى حديثه. قال الحاكم عن الدارقطني ثقة وقال ابن عدي روى عن خصيف نسخة فيها احاديث انكرت فمنها عن مقسم عن عائشة حديث الافك وزاد فيه الفاظا لم يقلها الا عتاب عن خصيف ومع ذلك فارجو ان لا باس به.

(١٩٣) س - عتاب بن حنين ويقال ابن ابي حنين المكي. روى عن ابي سعيد الخدري حديث لو امسك الله القطر عن الناس سبع سنين. وعنه عمرو بن دينار ويحيى بن عبد الله بن صيفي. ذكره ابن حبان في الثقات. روى

الحمد لله الذى وفقنا و يسرلنا طبع

﴿ الجزء التاسع ﴾

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه وكرمه آمين

﴿ الطبعة الاولى ﴾

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدر اباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٦) هجرية

عبدالله بن قارب الثقفي وقيس بن مسلم الجدلي وابي عون الثقفي وهلال الوزان وابي صادق والقاسم بن عبدالرحمن الشامي • روى عنه وكيع وعبدالله ابن ادريس وطلحة بن يحيى الزرقي و خلاد بن يحيى وابو نعيم • قال احمد وابن معين وابوزرعة ثقة وقال ابو حاتم صالح كان خلاد بن يحيى يغلط في اسم ابيه يقول ثنا محمد بن ايوب وانما هو ابن ابي ايوب • روى له مسلم حديثا واحدا عن يزيد عن جابر في الشفاعة •

محمد مع ب

(٨٦) محمد بن بجيد الانصاري • تقدم نسبه في عبدالرحمن بن بجيد و بيان من سماه عن مالك محمدا واما تسميته عبدالرحمن فانما وقعت في رواية عن مالك •

(٨٧) ع - محمد بن بشار بن عثمان بن داود بن كيسان العبدي ابو بكر الحافظ البصري بندار (١) • روى عن عبد الوهاب الثقفي وغندر وروح بن عبادة وحرمي بن عمارة وابن ابي عدي ومعاذ بن هشام ويحيى القطان و ابن مهدي وابي داود الطيالسي و يزيد بن زريع و يزيد بن هارون وجعفر بن عون وبهز ابن اسد وسالم بن نوح وحماد بن مسعدة وسهل بن يوسف وعبدالاعلى بن عبد الاعلى وعمر بن يونس اليمامي ومحمد بن عرعرة ومعاذ بن معاذ وابي عامر العقدي وابي علي الحنفي وعثمان بن عمر بن فارس ومحمد بن بكر البرساني وامية بن خالد و ابي عاصم و عبد الملك بن الصباح و عبدالصمد بن عبدالوارث

(١) بندار في الاصل من في يده القانون وهو اصل ديوان الخراج وانما قيل له بندار لانه كان بندارا في الحديث جمع حديث بلده ١٢ هامش الخلاصه

وخلق

وخلق كثير. روى عنه الجماعة وروى النسائي عن ابي بكر المروزي وزكرياء السجزي عنه وابو زرعة وابو حاتم وبقي بن مخلد وعبد الله بن احمد وابن ناجية وابراهيم الحربي وابن ابي الدنيا وزكرياء الساجي وابو خليفة وابن خزيمة والسراج والقاسم بن زكرياء المطرز ومحمد بن المسيب الارغياني وابن صاعد والبغوي وآخرون. قال ابن خزيمة سمعت بندارا يقول اختلفت الى يحيى بن سعيد القطان اكثر من عشرين سنة. قال بندار ولو عاش يحيى بعد تلك المدة لكنت اسمع منه شيئا كثيرا وقال الاجري عن ابي داود كتبت عن بندار نحوا من خمسين الف حديث وكتبت عن ابي موسى شيئا ولولا سلامة في بندار ترك حديثه وقال اسحاق بن ابراهيم القزاري كنا عند بندار فقال في حديث عن عائشة قال قالت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم فقال له رجل يسخر منه اعيذك بالله ما افصحك فقال كنا اذا خرجنا من عند روح دخلنا الى ابي عبيدة فقال قد بان ذاك عليك وقال عبدالله بن محمد بن سيار سمعت عمرو بن علي يحلف ان بندارا يكذب فيما يروى عن يحيى. قال ابن سيار وبندار وابو موسى ثقتان وابو موسى اصح لانه كان لا يقرأ الا من كتابه وبندار يقرأ من كل كتاب وقال عبد الله بن علي بن المديني سمعت ابي وسألته عن حديث رواه بندار عن ابن مهدي عن ابي بكر بن عياش عن عاصم عن زر عن عبدالله عن النبي صلى الله عليه واله وسلم قال تسحروا فان في السحور بركة. فقال هذا كذب وانكره اشد الانكار وقال حدثني ابو داود موقوفا وقال عبدالله بن الدورقي كنا عند ابن معين وجرى ذكر

بندار فرأيت يحيى لا يعبأ به ويستضعفه قال ورأيت القواريري لا يرضاه
وقال كان صاحب حمام . قال الازدي وبندار قد كتب عنه الناس وقبلوه
وليس قول يحيى والقواريري مما يجرحه وما رأيت احدا ذكره الا بخير وصدق
وقال البرقاني سمعت عبد الله بن محمد بن جعفر البوشنجي يقول ثنا محمد بن
اسحاق بن خزيمة ثنا الامام محمد بن بشار بندار وقال العجلي بصري ثقة كثير
الحديث وكان حائكا وقال ابو حاتم صدوق وقال النسائي صالح لا بأس به
وقال عبد الله بن محمد بن يونس السختياني - كان اهل البصرة يقدمون اباموسى
على بندار وكان الغرباء يقدمون بندارا وقال محمد بن المسيب سمعته يقول
كتب عني خمسة قرون وسألوني الحديث وانا ابن ثماني عشرة سنة وقال ايضاً
لما مات بندار جاء رجل الى ابي موسى فقال البشرى مات بندار فقال جئت
تبشرني بموته علي ثلاثون حجة ان حدثت ابدا فبقي بعده تسعين يوما ولم يحدث
بحديث . قال السراج سمعت اباسيار يقول سمعت بندارا يقول ولدت
في السنة التي مات فيها حماد بن سلمة ومات حماد سنة (٦٧ وقال البخاري
وغير واحد مات في رجب سنة اثنتين وخمسين ومائتين وقال ابن حبان
كان يحفظ حديثه ويقرأه من حفظه . قلت . كذا قال في الثقات وقال ابن
خزيمة في التوحيد ثنا امام اهل زمانه محمد بن بشار وقال البخاري في صحيحه
كتب الي بندار فذكر حديثا مسندا ولولا شدة وثوقه ما حدث عنه بالمكاتبة
مع انه في الطبقة الرابعة من شيوخه الا انه كان مكثرا فيوجد عنده ماليس
عند غيره وقال مسلمة بن قاسم انا عنه ابن المهراني وكان ثقة مشهورا وقال

الدارقطني من الحفاظ الاثبات وقال الذهبي لم يرحل ففاته كبار واقتنع بعلماء البصرة ارجو انه لا بأس به وفي الزهرة روى عنه البخاري مأتي حديث وخمسة احاديث ومسلم اربع مائة وستين ٭

(٨٨) محمد بن بشار المدني · شيخ يمان · روى عن بكر بن الشرود عن مالك · روى عنه جعفر بن برد بن السوسي اورد له الدارقطني في غرائب مالك حديثا وقال انه حديث منكر وجعفر المذكور من شيوخ ابي سعيد بن الاعرابي ما عرفت فيه جرحا ولا في شيخه وذكرته هنا للتمييز ٭

(٨٩) س ـ محمد بن بشر بن بشير(١) بن معبد الاسلمي الكوفي وجده بشير صحبة · روى عن ابيه واشعث بن ابي الشعثاء واياس بن سلمة بن الاكوع وعبد العزيز بن عبد الحكيم الحضرمي ومحمد بن عامر وزياد بن علاقة · روى عنه ابن المبارك وطلق بن غنام وابو احمد الزبيري وابو عاصم · ذكره ابن حبان في الثقات · روى له النسائي حديثا واحدا من روايته عن اشعث عن الاسود عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا اخذ شيئا اخذه بيمينه الحديث · قال الدارقطني لم يتابع محمد عليه والمحفوظ رواية شعبة وغيره عن اشعث عن ابيه عن مسروق عن عائشة ٭

(٩٠) ع ـ محمد بن بشر٢ بن الفرافصة بن المختار الحافظ العبدي ابو عبد الله الكوفي · روى عن اسمعيل بن ابي خالد وهشام بن عروة وعبيد الله بن عمر العمري ويزيد بن زياد بن ابي الجعد والاعمش وزكريا بن ابي زائدة والثوري وشعبة وسعيد بن ابي عروبة ومسعر ونافع بن عمر الجمحي وعبد العزيز

(١) بشير بفتح اوله ١٢ تقريب ٢ بشير

الحمد لله الذى وفقنا و يسر لنا طبع

الجزء الاول

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين ابي الفضل احمد
ابن علي بن حجر العسقلاني المتوفى سنة ٨٥٢ رحمه الله تعالى
بمنه وكرمه آمين . ومن تصانيفه في الحديث فتح البارى
شرح صحيح البخارى وفي اسماء الرجال لسان الميزان
وتعجيل المنفعة برجال الاربعة وتقريب التهذيب
والاصابة في تميز الصحابة و تبصير المنتبه
و تجريد اسماء الضعفاء و الدرر الكامنة
في اعيان المائة الثامنة

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة فى الهند
بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن
سنة (١٣٢٥) هجرية

ابراهيم وفي نسخة عن سعيد بن ابراهيم عن ابن الهاد. قلت. قال النسائي عقبه لست اعرف سعيدا ولا ابراهيم.

(٣٤٠) عس - ابراهيم عن يحيى عن عمير بن سعد وعنه زهير بن معاوية. اخرج له النسائي في مسند علي.

(٣٤١) ابراهيم التيمي هو ابن يزيد تقدم.

(٣٤٢) ابراهيم الخوزي هو ابن يزيد تقدم.

(٣٤٣) ابراهيم السكسكي هو ابن عبد الرحمن تقدم.

(٣٤٤) ابراهيم الصائغ هو ابن ميمون تقدم.

(٣٤٥) ابراهيم ابو اسحاق المخزومي هو ابن الفضل تقدم.

(٣٤٦) ابراهيم النخعي هو ابن يزيد تقدم.

(٣٤٧) ابراهيم الهجري هو ابن مسلم تقدم.

من اسمه ابي

(٣٤٨) خ ت ق - ابي بن العباس بن سهل بن سعد الانصاري الساعدي اخو عبد المهيمن. روى عن ابيه وابي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم. وعنه زيد بن الحباب وعتيق بن يعقوب الزبيري ومعن بن عيسى القزاز. قال ابو بشر الدولابي ليس بالقوي. قلت. وقال ابن معين ضعيف وقال احمد منكر الحديث وقال النسائي ليس بالقوي وقال العقيلي له احاديث لا يتابع على شيء منها حجران للصفحتين وحجر للمسربة. والذي في كتاب محمد بن عمر و الدولابي قال البخاري ليس بالقوي وكان المزي غفل عن ذلك حالة النقل

وانما

وانما روى له البخاري في موضع واحد في ذكر خيل النبي صلى الله عليه وآله وسلم.

(٣٤٩) دس ق ـ ابي بن عمارة بكسر العين وقيل بضمها والاول اشهر ويقال ابن عبادة المدني. سكن مصر له حديث واحد في المسح على الخفين وفيه ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم صلى في بيته. وعنه ايوب بن قطن وقيل وهب بن قطن وعبادة بن نسي وفي اسناد حديثه اضطراب. قلت. وقال ابن حبان في الصحابة لست اعتمد على اسناد خبره وقال ابو حاتم هو عندي خطأ انما هو ابو ابي واسمه عبد الله بن عمرو بن ام حرام هكذا قال وقال ابن عبد البر لم يذكره البخاري في التاريخ لانهم يقولون انه خطاء وانما هو ابو ابي ابن ام حرام وقال ابو داود اختلف في اسناده وليس بالقوي وقال ابو زرعة عن احمد رجاله لا يعرفون وقال الدار قطني اسناده لا يثبت وقد ذكر ابو الفتح الازدي في المخزون لا يحفظ انه روى عنه غير ايوب بن قطن وقال ابن عبد البر روى عنه عبادة بن نسي وقوله صواب فان ايوب بن قطن او وهب بن قطن انما روى عنه بواسطة عبادة بن نسي هكذا رواه ابو داود وابن حبان والبغوي وغيرهم وسقط عبادة من اسناده عند ابن ماجة وحده والله اعلم.

(٣٥٠) ع ـ ابي بن كعب بن قيس بن عبيد بن زيد بن معاوية بن عمرو بن مالك بن النجار ابو المنذر ويقال ابو الطفيل المدني سيد القراء. روى عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم. روى عنه عمر بن الخطاب وابو ايوب وانس ابن مالك وسليمان بن صرد وسهل بن سعد وابو موسى الاشعري وابن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔ احزاب ۲۲

محمدیہ پاکٹ بک

مؤلفہ

مولانا محمد عبد اللہ صاحب معمار مرحوم امرتسری ۱۳۶۹ھ ۱۹۵۰ء

فاضل مرزائیات

ناشر

المکتبۃ السلفیۃ شیش محل روڈ، لاہور ۲

سلسلہ مطبوعات نمبر ۲۴

طابع: حافظ احمد شاکر

مطبع: زاہد بشیر پرنٹرز۔ لاہور

ناشر: المکتبۃ السلفیۃ لاہور

کل صفحات: ۵۴

رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ

اپریل ۱۹۸۹ء

بہ اس پر دلیل ہیں۔ فقرہ لَیُؤْمِنَنَّ
"مضارع موکدہ بہ نون ثقیلہ ہے جو مضارع میں تاکید مع خصوصیت زمانہ مستقبل کرتا ہے"
(مرزائی پاکٹ بک صفحہ ۴۰۵ و ۴۲۶)

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ جن کو خود مرزائی مجدد صدی مانتے ہیں اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں:۔

"ونباشد ہیچ کس از اہل کتاب۔ البتہ ایمان آورد بعیسیٰ پیش از مردن عیسیٰ و روز قیامت باشد عیسیٰ گواہ برایشاں (حاشیہ میں اس کا حاصل مطلب یہ لکھتے ہیں) یعنی یہودی کہ حاضر شوند نزول عیسیٰؑ را البتہ ایمان آرند"

۲۔ "نہیں کوئی اہل کتاب میں سے مگر البتہ ایمان لاوے گا، ساتھ اس کے پہلے موت اس کی کے اور دن قیامت کے ہوگا اوپر اس کے گواہ"۔ (فصل الخطاب مصنفہ مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول قادیان صفحہ ۸۰ جلد ۲)

۳۔ وان من اھل الکتاب احد الا لیومنن بعیسی قبل موت عیسی وھم اھل الکتاب الذین یکونون فی زمانہ فتکون ملۃ واحدۃ وھی ملۃ الاسلام وبھذا جزم ابن عباس فیما رواہ ابن جریر من طریق سعید بن جبیر عنہ باسناد صحیح (ارشاد الساری شرح صحیح بخاری جلد ۵ صفحہ ۱۹۰)

"ابن جریر جو نہایت معتبر اور ائمہ حدیث میں سے ہے" (حاشیہ صفحہ ۲۵۰ چشمہ معرفت مصنفہ مرزا) بلکہ "رئیس المفسرین" ہے صفحہ ۱۶۸ الہدیٰ طبع ۱۵۸

۱۵ (آئینہ کمالات)

اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جو "قرآن کریم کے سمجھنے میں اول نمبر والوں میں ہیں اس بارے میں ان کے حق میں آنحضرتؐ کی ایک دعا بھی ہے۔" (ازالہ اوہام ص۲۴۷ ج ۱ ۱۰۲ ج ۲) باسناد صحیح روایت لاتے ہیں کہ آیت اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ میں وہ اہل کتاب مراد ہیں جو اس زمانہ میں ہونگے پس وہ ایک ہی مذہب اسلام پر آجائیں گے۔ اب سنئے مرزا صاحب کا ترجمہ:-

"کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنی موت سے پہلے مسیح پر ایمان نہیں لائیگا۔ دیکھو یہ بھی تو خالص استقبال ہی ہے کیونکہ آیت اپنے نزول کے بعد کے زمانہ کی خبر دیتی ہے بلکہ ان معنوں پر آیت کی دلالت صریحہ ہے۔"

(الحق دہلی ص۳۲)

مرزا صاحب نے آدھا ترجمہ صحیح کیا ہے آدھا غلط۔ بہرحال ان تراجم اربعہ سے یہ امر صاف ہے کہ آیت کا مطلب بلکہ "دلالت صریحہ" یہی ہے کہ آئندہ زمانہ میں اہل کتاب مسیح پر ایمان لائیں گے فہذا مرادنا۔

اعتراض | یُؤْمِنُنَّ قَبْلَ مَوْتِهِمْ کی بجائے دوسری قرأت میں مَوْتِهِم آیا ہے (ص۲۴۲ مرزائی پاکٹ بک بحوالہ ابن جریر) ایسا ہی مرزا صاحب نے اپنی منتوز عبارت میں لکھا ہے۔

الجواب | قرآن مجید میں قبل موتہ مذکور ہے حضرت ابی کی یہ قرأت بوجہ شاذ ہونے کے متروک ہے۔ حضرت عمرؓ و دیگر صحابہ حضرت ابیؓ کی اس قسم کی قرأتوں کو نہیں مانتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری پارہ ۲۰ کے آخر میں ہے قال عمر ابی اقرئنا وانا لندع من لحن ابی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ابیؓ بڑے قاری ہیں تو بھی ہم صحابہ لوگ

*صفحہ 32 الحق مباحثہ دہلی ۔۔ تمام بلی مولوی صاحب کا بیان ہے روحانی خزائن 4/182
الحق مباحثہ دہلی صفحہ 29 تک اعتراض لکھے ہیں 30 سے جواب شروع ہوتا ہے روحانی خزائن 4/159
†21

ٹائیٹل طبع اوّل

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا

اَلْحَقّ

مباحثہ

مابین حضرت اقدسؑ و مولوی محمد بشیر بھوپالوی بمقام

دہلی

و مباحثہ بذریعہ مراسلات مابین مولوی سید محمد احسن صاحب

امروہی و مولوی محمد بشیر مذکور

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حافظ حکیم فضلدین صاحب

مالک مطبع کے چھپکر شائع ہوا۔

تعداد اشاعت ۷۰۰   تاریخ طبع جنوری ۱۹۰۵ء   قیمت ۸/

بہت سی کوشش کی ہے اور پوری جانفشانی سے ناخنوں تک زور لگایا ہے لیکن افسوس کہ وہ اس قصد میں ناکام رہے اور قطعیۃ الدلالت نہ بنا سکے بلکہ اور بھی شبہات ڈال دیئے۔

مولوی صاحب نے اس کامیابی کی امید پر کہ کسی طرح آیت موصوفہ بالا قطعیۃ الدلالت ہو جائے یہ ایک جدید قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ آیت کے لفظ لیؤمنن میں نون تاکید ہے اور نون تاکید مضارع کو خالص استقبال کے لئے کر دیتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے خیال میں اس مدعا کے اثبات کیلئے قرآن کریم سے نظیر کے طور پر کئی ایسے الفاظ نقل کئے ہیں جنکی وجہ سے اُنکے زعم میں مضارع استقبال ہو گیا ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ مولوی صاحب نے اس تفتیش میں ناحق وقت ضائع کیا کیونکہ اگر فرض کے طور پر یہ مان لیا جائے کہ آیت موصوفہ میں لفظ لیؤمنن استقبال کے ہی معنے رکھتا ہے پھر بھی کیونکر یہ آیت مسیح کی زندگی پر قطعیۃ الدلالت ہو سکتی ہے کیا استقبالی طور پر یہ دوسرے معنے بھی نہیں ہو سکتے کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو اپنی موت سے پہلے مسیح پر ایمان نہیں لائیگا دیکھو یہ بھی تو خالص استقبال ہی ہے کیونکہ آیت اپنے نزول کے بعد کے زمانہ کی خبر دیتی ہے بلکہ ان معنوں پر آیت کی دلالت صریحہ ہے اس واسطے کہ دوسری قرأت میں یوں آیا ہے جو بیضاوی وغیرہ میں لکھی ہے الا لیؤمنن بہ قبل موتھم جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اہل کتاب اپنی موت سے پہلے مسیح ابن مریم پر ایمان لے آوینگے اب دیکھیے کہ قبل موتہ کی ضمیر جو آپ حضرت مسیح کی طرف پھیرتے تھے دوسری قرأت سے یہ معلوم ہوا کہ وہ حضرت مسیح کیطرف نہیں بلکہ اہل کتاب فرقہ کیطرف پھرتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ قرأت غیر متواترہ بھی حکم حدیث احاد کا رکھتی ہے اور آیات کے معنوں کے وقت ایسے معنے زیادہ تر قبول کے لائق ہیں جو دوسری قرأت کے مخالف نہ ہوں۔ اب آپ ہی انصاف فرمائیے کہ یہ آیت جس کی دوسری قرأت آپ کے خیال کو بکلی باطل ٹھہرا رہی ہے۔ کیونکر قطعیۃ الدلالت ٹھہر سکتی ہے۔

ماسوا اسکے آپنے جو نون ثقیلہ کا قاعدہ پیش کیا ہے وہ سراسر مخدوش اور باطل ہے۔ حضرت ہر ایک جگہ اور ہر ایک مقام میں نون ثقیلہ کے ملانے سے مضارع استقبال نہیں بن سکتا۔ قرآن کریم کیلئے قرآن کریم کی نظیریں کافی ہیں اگرچہ یہ سچ ہے کہ بعض جگہ قرآن کریم کے مضارعات پر جب نون ثقیلہ ملا ہے تو وہ استقبال کے معنوں پر مستعمل ہوئے ہیں۔ لیکن بعض جگہ ایسی بھی ہیں کہ حال کے معنے قائم رہے ہیں یا حال اور استقبال بلکہ ماضی بھی اشتراکی طور پر ایک سلسلہ متصلہ ممتدہ کیطرح مراد لئے گئے ہیں۔ یعنے ایسا سلسلہ جو حال یا ماضی سے شروع ہوا اور استقبال کی انتہا تک بلا انقطاع برابر چلا گیا۔

تفسیر ثنائی
تصنیف
امام المناظرین، فاتح قادیانیت، شیخ الاسلام
مولانا ثناء اللہ امرتسری
ناشر
عبداللطیف ربانی
مکتبہ اصحاب الحدیث
حسن مارکیٹ مچھلی منڈی اردو بازار، لاہور
Ph:042-7321823

نام کتاب: -------- تفسیر ثنائی

مصنف: -------- امام المناظرین مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ

سن طباعت: -------- فروری 2007ء

ناشر: -------- عبداللطیف ربانی

طابع: -------- مکتبہ اصحاب الحدیث

قیمت: -------- -/1200 روپے

وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾ وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ

بلکہ اس کو قبول کریں گے۔ اگر ہم ان پر فرض کر دیتے کہ اپنی جانوں کو قتل کرو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو بہت ہی کم لوگ ان میں سے

اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿٦٦﴾ وَّاِذًا

کرتے اور جو کچھ ان کو نصیحت کی جاتی ہے اگر اس پر عمل کرتے تو ان کے لئے ہر طرح سے بہتر اور ثابت قدمی کا موجب ہوتا۔

لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّآ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٦٧﴾ وَّلَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿٦٨﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ

اور اس وقت ہم ان کو اپنے ہاں سے بڑا ثواب دیتے اور ان کو راہ راست پر پہنچا دیتے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی

بلکہ اس کو بخوشی قبول کرلیں گے یہ تو ان کا حال سیدھے سیدھے احکام کے متعلق ہے اگر ہم ان پر فرض کر دیتے کہ اپنی جانوں کو اللہ کی راہ میں قتل کردو یا اپنے گھروں سے نکل جاؤ تو شاید بہت کم ہی لوگ ان میں سے کرتے اکثر بالکل علانیہ منکر ہو بیٹھتے اور جو کچھ ان کو نصیحت کی جاتی ہے اگر اس پر عمل کرتے تو ان کے لئے ہر طرح سے بہتر اور ثابت قدمی کا موجب ہوتا اور اس وقت ہم ان کو اپنے ہاں سے بڑا ثواب دیتے اور ان کو راہ راست کی منزل پر پہنچا دیتے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی......

فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاۗءِ وَالصّٰلِحِيْنَ

فرمانبرداری کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کئے یعنی نبی اور صدیق اور شہید اور نیکو کار اور یہ

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿٦٩﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿٧٠﴾ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

لوگ بہت ہی اچھے رفیق ہیں۔ یہ مہربانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگی اور اللہ تعالیٰ ہی جاننے والا کافی ہے۔ مسلمانو اپنے

خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا ﴿٧١﴾ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّيُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ

بچاؤ لے لیا کرو پھر چاہے متفرق ہو کر نکلو یا جمع ہو کر۔ کوئی تم سے سستی کرتا ہے پھر اگر تم کو کسی طرح کی تکلیف پہنچے

مُّصِيْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَھُمْ شَهِيْدًا ﴿٧٢﴾ وَلَىِٕنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ

تو کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑا احسان کیا جو میں ان کے ساتھ حاضر نہ تھا۔ اور اگر تم پر اللہ تعالیٰ کی طرف

شان نزول:- (من یطع اللہ والرسول) ایک شخص ثوبان نامی آنحضرت صلعم سے نہایت محبت رکھتا تھا ایک دفعہ نہایت بے قراری میں بھاگا آیا آپ نے پوچھا ثوبان کیا حال ہے اچھے ہو کہا کہ حضرت اچھا ہوں کوئی بیماری نہیں فقط میں نے آج آپ کی زیارت نہ کی تھی اس لئے گھبراہٹ ہوئی اور مجھے قیامت یاد آئی تو اور بھی زائد رنج ہوا اس لئے کہ جنت میں آپ بلند مرتبہ انبیاء کے ساتھ ہوں گے وہاں ہماری رسائی کیسے ہوگی کہ ہم دیدار پر انوار سے مشرف ہوں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ معالم

راقم کہتا ہے کہ آپ کی محبت کی علامت یہ ہے ہر معاملہ میں آپ کی سنت ملحوظ رکھ کر اس پر عمل کرے ورنہ دعویٰ محبت غلط۔ (منہ)

(مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّين)

أُصُولُ الشَّاشِي

(مختصرٌ في أُصُولِ الفِقهِ الإسْلامي)

تأليف

الإمام الفقيه نظام الدّين الشاشي

(مِن رِجالِ القرنِ السّابع الهِجري)

مَعَ مُقَدِّمَة

لفضيلة الشيخ العلّامة الفقيه يوسف القرضاوي

حَقّقَهُ وَرَاجَعَ نصُوصَهُ وَعلّق عَليه

الأستاذ محمّد أكرم النّدوي

وروى[1] عن ابن مسعود حديث السهو بعد السلام وترك القياس به[2]۔

٢- والقسم الثاني من الرواة (هم المعروفون)[3] بالحفظ والعدالة دون الاجتهاد والفتوى كأبي هريرة[4] وأنس بن مالك[5] رضي الله عنهما۔

انظر ترجمتها في: سير أعلام النبلاء ٢: ١٣٥-٢٠١، وحلية الأولياء ٢: ٤٣، وأسد الغابة ٧: ١٨٨، والإصابة ١٣: ٣٨، وشذرات الذهب ١: ٦١-٦٣۔

٦ مر تخريجه۔

١ ش: وروى محمد۔

٢ وهو الحديث الذي رواه علقمة أن ابن مسعود سجد سجدتي السهو بعد السلام، وذكر أن النبي صلى الله عليه وسلم فعل ذلك۔

أخرجه ابن ماجة في الصلاة، باب ما جاء في من سجدها بعد السلام۔

٣ ش: المعروفين، هم قوم معروف۔

٤أبو هريرة عبد الرحمن بن صخر، الإمام الفقيه المجتهد الحافظ الدوسي اليماني، سيد الحفاظ الأثبات، حمل عن النبي صلى الله عليه وسلم علماً كثيراً طيباً مباركاً فيه، وحدث عنه خلق كثير من الصحابة والتابعين، قال البخاري: روى عنه ثمان مئة أو أكثر، قال أبوصالح: كان أبوهريرة من أحفظ الصحابة، وقال الشافعي: أبوهريرة أحفظ من روى الحديث في دهره، وعن ابن عمر أنه قال: يا أبا هريرة كنت ألزمنا لرسول الله صلى الله عليه وسلم، وأعلمنا بحديثه،

ولم يُحْسن المؤلف وغيره من فقهاء الحنفية إذ لم يعدوا أباهريرة رضي الله عنه من أصحاب الفتيا والاجتهاد، قال الذهبي ردً عليهم: هذا لا شيء، بل احتج المسلمون قديماً وحديثاً بحديثه لحفظه وجلالته وإتقانه وفقهه، وناهيك أن مثل ابن عباس يتأدب معه، ويقول: أفت يا أباهريرة، وقال الذهبي: وقد عمل الصحابة فمن بعدهم بحديث أبي هريرة في مسائل كثيرة تخالف القياس، كما عملوا كلهم بحديثه عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: لاتنكح المرأة على عمتها ولا خالتها، وعمل أبوحنيفة والشافعي وغيرهما بحديثه عن النبي صلى الله عليه وسلم أن من أكل ناسياً فليُتم صومه، مع أن القياس عند أبي حنيفة أنه يفطر، فترك القياس بخبر أبي هريرة، بل قد ترك أبوحنيفة القياس لما هو دون حديث أبي هريرة في مسألة القهقهة لذاك الخبر المرسل، وقال الذهبي: وقد كان أبوهريرة وثيق الحفظ، ما علمنا أنه أخطأ في حديث، مات سنة تسع وخمسين،

مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

أصول الشاشي

في مطبع أفضل المطابع الذي [illegible]

تصنیف: حضرت علامہ نظام الدین شاشی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: حضرت مولانا محمد مشتاق احمد انبیٹھوی رحمہ اللہ

ناشر

مکتبۃ العلم

۱۸- اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان

7231788-7211788

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: ——— اُصول الشاشی شرح اُصول الفقہ

تصنیف ——— حضرت علامہ نظام الدین شاشی رحمہ اللہ

ترجمہ ——— حضرت مولانا محمد مشتاق احمد انبیٹھوی رحمہ اللہ

طابع: ——— خالد مقبول

مطبع: ——— لعل سٹار پرنٹرز

ملنے کے پتے

- مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ☎ 7224228 7221395
- اسلامی کتب خانہ فضل الٰہی مارکیٹ، چوک اردو بازار، لاہور۔ ☎ 7223506 7230718
- خزینہ علم وادب الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ ☎ 7314169
- کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی۔ ☎ 5771798
- مکتبہ مجددیہ' الکریم مارکیٹ' اردو بازار لاہور۔ ☎ 7231294

استدعا

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے انسانی طاقت اور بساط کے مطابق کتابت' طباعت' تصحیح اور جلد سازی میں پوری پوری احتیاط کی گئی ہے۔

بشری تقاضے سے اگر کوئی غلطی نظر آئے یا صفحات درست نہ ہوں تو ازراہ کرم مطلع فرمادیں۔ ان شاء اللہ ازالہ کیا جائے گا۔ نشاندہی کے لئے ہم بے حد شکر گزار ہوں گے۔

(ادارہ)

حدیث مصراۃ: حدیث مصراۃ کو حضرت ابو ہریرۃؓ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لا تصروا الابل والغنم فمن ابتاعها بعد ذلک فهو بخير النظرين بعد ان يحلبها ان رضيها امسكها وان سخطها ردها وصاعا من تمر)) نہ روکے رکھو دودھ اونٹنی اور بکری کا (اس نیت سے کہ زیادہ دودھ فروخت کے وقت خریدار کو معلوم ہو زیادہ قیمت ملے) پس اگر کسی نے ایسی حالت میں خرید لیا تو اس کو دودھ نکالنے کے بعد اختیار ہے رضامند ہو تو رکھ لے اور اگر ناراض ہو تو لوٹا دے اور ایک صاع کھجور ہمراہ دے۔ (یہ صاع کھجور اس دودھ کے عوض ہے کہ پہلے دن نکالا تھا۔) علماء حنفیہ کہتے ہیں یہ حدیث قیاس کے مخالف ہے کیونکہ بدلہ دودھ کا یا دودھ ہو یا اس کی قیمت ہو اور صاع ثمر کو قیمت دودھ ٹھہرائیں تو دودھ کبھی کم کبھی زیادہ ہوتا ہے۔ ہمیشہ ایک صاع کھجور قیمت کس طرح ہوگی۔

اقول: یہ تقریر بعض مصنفین کی ہے ورنہ فی الواقع اس حدیث مصراۃ پر علماء نے حنفیہ نے اس واسطے عمل نہیں کیا کہ اس سے زیادہ اور معتبر حدیث سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مروی ہے۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ ((الخراج بالضمان)) جب کوئی شے کسی کی ضمانت اور ذمہ دار میں ہو اُس کی آمدنی کا مالک وہی ہے لہذا جب یہ بکری اونٹنی مشتری کی ضمانت اور قبضہ میں آ گئی تو دودھ اُسی کا ہوا۔ واللہ اعلم

اور بوجہ اختلاف حال راویوں کے علماء حنفیہ نے خبر آحاد پر عمل کرنے کی یہ شرط کی ہے کہ وہ خبر واحد کتاب اور سنت مشہورہ کے مخالف نہ ہو اور ظاہر کے مخالف بھی نہ ہو کیونکہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے۔ ((تكثر لكم الاحاديث بعدى فاذا روى لكم عنى حديث فاعرضوه على كتاب الله فما وافق فاقبلوه وما خالف فردوه)) یعنی میرے بعد بہت حدیثیں میری طرف سے تمہارے پاس پہنچیں گی۔ جب کوئی حدیث میری طرف سے تمہارے پاس روایت کی جائے اس کو کتاب اللہ کے سامنے پیش کرو موافق ہو تو قبول کرو اور اگر وہ حدیث کتاب اللہ کے مخالف ہو تو اس کو رد کر دو۔

اور عبداللہ بن مسعودؓ عبداللہ بن عباسؓ عبداللہ بن عمرؓ زید بن ثابتؓ معاذ بن جبل اور جوان کے درجہ کے ہیں' راضی ہوا اللہ ان سب سے۔ پس جب ان کی روایت رسول اللہ ﷺ تک صحیح اسناد سے ثابت ہو ان کی روایت پر عمل کرنا مقدم ہے۔ قیاس کو ان کے مقابلہ میں چھوڑ دینا چاہیے۔ اسی واسطے امام محمدؒ نے اس اعرابی کی حدیث کو روایت کیا جس کی آنکھ میں نقصان تھا۔ مسئلہ قہقہہ میں اور حکم دے دیا کہ جو نمازی بالغ بحالت نماز بلند آواز سے ہنسے اور قہقہہ کرے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور قیاس پر عمل نہیں کیا۔

اور امام محمدؒ نے مسئلہ محاذات میں حدیث تاخیر صفت مستورات کو روایت کیا' قیاس پر عمل نہیں کیا۔ مسئلہ محاذات یہ ہے کہ ایک صفت میں ایک نماز کی نیت سے بالغہ عورت اور مرد بلا حائل کسی چیز کے ایک دوسرے کے پاس کھڑے ہوں۔ اس صورت میں مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اور امام محمدؒ نے سلام کے بعد سجدۂ سہو کرنے کی حدیث روایت کر کے اس پر عمل کیا اور قیاس کو چھوڑ دیا۔ دوسری قسم کے راوی وہ ہیں جو حافظہ کے اچھے ہونے اور عادل ہونے میں تو مشہور ہیں مگر اجتہاد اور فتویٰ دینے کا درجہ نہ رکھتے ہوں جیسے ابی ہریرہ اور انس بن مالک رضی اللہ عنہما ہیں۔ ان جیسے راویوں کی روایت صحیح ہونے پر اگر وہ قیاس کے موافق ہے تو یقیناً اس پر عمل کرنا لازم ہے اور اگر قیاس کے مخالف ہے تو قیاس پر عمل کرنا بہتر ہوگا۔ مثلاً حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کی: الوضوء مما مست النار' "آگ کی پکی ہوئی چیز کھانے کے بعد وضو از سر نو کرنا چاہیے"۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے ابو ہریرہؓ سے کہا: بھلا بتاؤ تو اگر تم گرم پانی سے وضو کرو تو پھر اس کے بعد اور وضو جدید کرو گے؟ ابو ہریرہؓ خاموش ہو گئے اور عبداللہ بن عباسؓ نے اس موقعہ پر قیاس ہی کو پیش کیا کیونکہ اگر اس باب میں ان کے پاس کوئی حدیث ہوتی تو اس کو پیش کرتے۔ اسی واسطے علماء حنفیہ نے مسئلہ مصراۃ میں قیاس کے مقابلہ میں حدیث ابی ہریرہؓ پر عمل نہیں کیا۔

بیان الحواشی

شرح

اُصول الشاشی

عربی

تالیف

مولانا مجیب اللہ صاحب گونڈوی
اُستاذ دار العلوم دیوبند

المیزان ناشران و تاجرانِ کُتب
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان
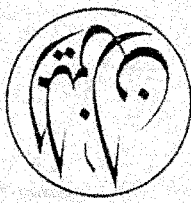
والقسم الثانی من الرواۃ هم المعروفون بالحفظ والعدالة دون الاجتهاد والفتویٰ کابی هریرةؓ و انس بن مالکؓ ۔ فاذا صحت روایة مثلهما عندك ، فان وافق الخبرُ القیاسَ فلاخفاءَ فی لزوم العمل به وان خالفه کان العمل بالقیاس اولیٰ مثاله ماروی ابوهریرةؓ ﴿ الوضوء ممامسّته النار﴾ فقال له ابن عباس ارأیت لوتوضأت بماءٍ سخینٍ أکنتَ تتوضأمنه فسکت و انمارده بالقیاس اذ لو کان عنده خبرلرواه و علی هذا ترك اصحابناروایةَ ابی هریرة رضی اللّٰه عنه فی مسئلة المصراة.

ترجمہ : اور (خبر واحد کے) راویوں کی دوسری قسم وہ حضرات ہیں جو حفظ اور عدالت میں معروف ہیں اجتہاد اور فتوی میں نہیں۔ جیسے ابو ہریرہؓ اور انس ابن مالکؓ تو جب تمہارے نزدیک ان جیسے حضرات کی روایت ثابت ہو جائے تو اگر وہ خبر قیاس کے موافق ہو تو اس پر عمل لازم ہونے میں کوئی خفاء نہیں اور اگر قیاس کے مخالف ہو تو قیاس پر عمل کرنا اولی ہے۔ اس کی مثال وہ حدیث ہے جو ابو ہریرہؓ نے روایت کیا ۔ کہ اس چیز سے وضو (واجب ہے) جس کو آگ نے چھوا ہو، تو ان سے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، تمہاری کیا رائے ہے اگر تم نے گرم پانی سے وضو کیا ہو، تو کیا تم اس کی وجہ سے وضو کرو گے۔ تو ابو ہریرہؓ خاموش ہو گئے۔ اور حضرت ابن عباسؓ نے اس حدیث کو قیاس سے رد کیا اس لئے کہ اگر ان کے پاس کوئی حدیث ہو تو اس کو روایت کرتے۔ اور اسی اصل کی بناء پر ہمارے اصحاب (حنفیہ نے) مصرات کے مسئلہ میں ابو ہریرہؓ کی روایت کو ترک کیا۔

عہد صحابہ کے راویوں کی دوسری قسم

عہد صحابہؓ میں دوسرے قسم کے راوی وہ حضرات ہیں جن کا حافظہ اور عدالت معروف ہے مگر ان کا فقیہ اور مجتہد ہونا معروف نہیں جیسے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت انس ابن مالکؓ ہیں۔ ان جیسے حضرات کی روایت اگر ثابت ہو تو دیکھا جائے کہ قیاس کے موافق ہے یا مخالف ہے، اگر قیاس کے موافق ہے تو ان حضرات کی روایت کردہ حدیث پر عمل لازم ہو گا۔ اور قیاس کی حیثیت مؤید کی ہو گی اور اگر قیاس کے مخالف ہے تو قیاس پر عمل اولیٰ ہے اس کی مثال وہ

اجمل الحواشی

علیٰ

اصول الشاشی

تالیف

حضرت مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈوی
استاذ حدیث وتفسیر دار العلوم دیوبند

المیزان ناشران وتاجرانِ کتب
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور پاکستان

المیزان
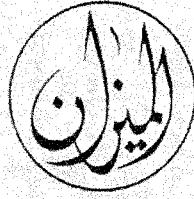
عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

باہتمام: محمد ادریس اعوان

سلسلہ مطبوعات - ۰۶

سن اشاعت ۲۰۰۴ء

محمد شاہد عادل نے

جاوید پرنٹرز سے چھپوا کر

المیزان اردو بازار لاہور سے شائع کی۔

وَالْقِسْمُ الثَّانِیْ مِنَ الرُّوَاةِ هُمُ الْمَعْرُوْفُوْنَ بِالْحِفْظِ وَالْعَدَالَةِ دُوْنَ الْاِجْتِهَادِ وَالْفَتْوٰی کَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَاَنَسِ بْنِ مَالِکٍؓ فَاِذَا صَحَّتْ رِوَایَةُ مِثْلِهِمَا عِنْدَکَ فَاِنْ وَافَقَ الْخَبَرُ الْقِیَاسَ فَلَا خِفَاءَ فِیْ لُزُوْمِ الْعَمَلِ بِهٖ وَاِنْ خَالَفَهٗ کَانَ الْعَمَلُ بِالْقِیَاسِ اَوْلٰی مِثَالُهٗ مَا رَوٰی اَبُوْ هُرَیْرَةَؓ اَلْوُضُوْءُ مِمَّا مَسَّتْهُ النَّارُ فَقَالَ لَهٗ ابْنُ عَبَّاسٍؓ اَرَاَیْتَ لَوْ تَوَضَّاْتَ بِمَاءٍ سَخِیْنٍ اَکُنْتَ تَتَوَضَّاُ مِنْهُ فَسَکَتَ وَاِنَّمَا رَدَّهٗ بِالْقِیَاسِ اِذْ لَوْ کَانَ عِنْدَهٗ خَبَرٌ لَرَوَاهُ وَعَلٰی هٰذَا تَرَکَ اَصْحَابُنَا رِوَایَةَ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ فِیْ مَسْأَلَةِ الْمُصَرَّاةِ بِالْقِیَاسِ

ترجمہ اور راویوں کی دوسری قسم وہ حضرات ہیں جو حفظ اور عدالت کے ساتھ معروف ہیں نہ کہ اجتہاد اور فتویٰ کے ساتھ جیسے ابوہریرہؓ، انس بن مالکؓ۔ پس اگر ان جیسوں کی روایت تیرے پاس بطریق صحت پہنچ جائے پس اگر خبر قیاس کے موافق ہوگی تو اس پر عمل کے لازم ہونے میں کوئی خفاء نہیں ہے اور اگر خبر قیاس کے مخالف ہے تو قیاس پر عمل کرنا اولیٰ ہے اس کی مثال وہ ہے جس کو ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے کہ آگ نے جس چیز کو چھولیا (اس کے کھانے سے) وضو (واجب) ہوگا۔ پس ابن عباسؓ نے ابوہریرہ سے کہا آپ بتائیے اگر آپ گرم پانی سے وضو کریں تو کیا آپ اس سے بھی وضو کریں گے پس ابوہریرہ نے سکوت اختیار کیا اور ابن عباسؓ نے قیاس سے حدیث ابی ہریرہ کو رد کردیا اگر ابن عباس کے پاس حدیث ہوتی تو اس کو ضرور روایت کرتے۔ اور اسی بناء پر ہمارے علماء نے مصرات کے مسئلہ میں حدیث ابی ہریرۃؓ کو قیاس کی وجہ سے ترک کردیا۔

تشریح راوی کی دو قسموں میں سے دوسری قسم یہ ہے کہ حدیث کے راوی ایسے حضرات صحابہ ہوں جن کا حفظ اور عدالت تو معروف اور مشہور ہو لیکن ان کا فقیہ اور مجتہد ہونا معروف اور مشہور نہ ہو جیسے حضرت ابوہریرہؓ انس بن مالکؓ، عقبہ بن عامرؓ ان حضرات کی حدیث کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ اگر ان کی حدیث بطریق صحت ثابت ہو تو دیکھا جائے گا حدیث قیاس کے موافق ہے یا مخالف، اگر موافق ہے تو بلا شبہ حدیث پر عمل کیا جائے گا اور اگر مخالف ہے تو اس صورت میں قیاس پر عمل کرنا اولیٰ ہوگا مثلاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جب ابوہریرہؓ نے یہ حدیث بیان کی تو ابن عباسؓ نے کہا یہ بتائیے اگر آپ گرم پانی سے وضو کریں تو کیا دوبارہ سادہ پانی سے وضو کرنا واجب ہوگا۔ ابن عباسؓ کا منشاء یہ تھا کہ اگر آگ کو نقض وضو میں دخل ہے تو اگر کوئی باوضو آدمی دوبارہ گرم پانی سے وضو کرلے تو اس کا وضو ٹوٹ جانا چاہئے، یا وضو کرنے کے بعد گرم تیل لگائے تو اس کا وضو ٹوٹ جانا چاہئے حالانکہ اس صورت میں نقض وضو کے آپ بھی قائل نہیں ہیں۔ ابوہریرہؓ نے ابن عباسؓ کے قیاس کو سن کر سکوت اختیار کیا اور ابن عباسؓ نے ابوہریرہ کی حدیث کو مخالفِ قیاس ہونے کی وجہ سے رد فرمادیا۔ صاحب اصول الشاشی فرماتے ہیں کہ اگر ابن عباسؓ کے پاس حدیثِ ابی ہریرہؓ کے مخالف کوئی حدیث ہوتی تو وہ اس موقعہ پر اس کو ضرور روایت کرتے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تفسیر مظہری

جلد دوم

تالیف

حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ عثمانی مجددی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ متن

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ تفسیر

زیر اہتمام: ادارہ ضیاء المصنفین ۰ بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور — کراچی — پاکستان

نام کتاب	تفسیر مظہری (جلد دوم)
تالیف	حضرت علامہ قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ متن	ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	الاستاذ مولانا ملک محمد بوستان، مولانا سید محمد اقبال شاہ
	مولانا محمد انور مگھالوی
	فضلاء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف
تعداد	ایک ہزار
اشاعت	دسمبر 2002ء (رمضان المبارک 1323 ہجری)
کمپیوٹر کوڈ	1Z348

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

فیکس:۔ 042-7238010

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔ 021-2210212-2212011-2630411

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Website:- www.ziaulquran.com

وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ﴿١٥٩﴾

''اور کوئی ایسا نہیں ہوگا اہل کتاب سے مگر وہ ضرور ایمان لائے گا مسیح پر [1] اُن کی موت سے پہلے [2] اور قیامت کے دن وہ ہوں گے ان پر گواہ [3]''

[1] تقدیر کلام یوں ہے اَلَّا مَن لَیُؤْمِنَنَّ۔ یہ جملہ خبریہ ہے جو جملہ انشائیہ کی تاکید بیان کر رہا ہے، جو اس مستثنیٰ کی صفت ہے، جو مفرغ اور مقدر ہے۔ بہٖ ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اکثر مفسرین عام علماء کی یہی رائے ہے۔ عکرمہ سے یہ بھی مروی ہے کہ یہ ضمیر حضرت محمد ﷺ سے کنایہ ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا کہ ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ رہی ہے۔ نتیجہ ایک ہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لانا اس وقت تک قابل توجہ نہیں ہوتا جب تک وہ تمام رسولوں پر ایمان نہ لائے اور حضور ﷺ پر ایمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانے کو مستلزم اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا حضور ﷺ پر ایمان لانے کو مستلزم ہے۔

[2] ضمیر سے وہ شخص ہے جو اہل کتاب میں سے ہے کہ جب وہ اپنی موت کے وقت عذاب کے فرشتے دیکھے گا تو وہ ایمان لے آئے گا جبکہ اس وقت کا ایمان اسے نفع نہ دے گا۔ یہ روایت علی بن طلحہ سے مروی ہے جو وہ حضرت ابن عباس سے نقل کرتے ہیں، کہا حضرت ابن عباس سے پوچھا گیا اگر وہ مکان کی چھت سے گر پڑے تو آپ نے فرمایا وہ ہوا میں اس کا تکلم کرے گا۔ آپ سے پوچھا گیا اگر اس کی گردن اڑا دی گئی تو جواب دیا اس کی زبان لڑکھڑاتے ہوئے یہ کلام کرے گی(1) خلاصہ یہ ہے کوئی کتابی نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ ایمان لائے گا اللہ وحدہٗ لاشریک ہے۔ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ اسلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں۔

ایک قول یہ کیا گیا کتابی کسی لمحہ ضرور ایمان لائے گا، اگرچہ عذاب کو دیکھ کر ایمان لائے۔ میں کہتا ہوں شائید یہ اس لیے ہے کیونکہ کتابی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت اور تورات کو پہنچانتا ہے۔ دونوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل حضرت داؤد علیہ السلام اور زبور حضور ﷺ اور قرآن کے حق ہونے پر گواہی دیتی ہیں۔ وہ محض تعصب اور انکار کیوجہ سے اس کا انکار کرتا تھا۔ بعض اوقات وہ انصاف سے کام لیتا ہے اور اپنے دل میں اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ حضور ﷺ حق ہیں جس کی شہادت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور تورات پہلے ہی دے چکی ہے۔ اگر یہ کھٹکا اس کے دل میں نہ ہوتا تو بھی اس میں کوئی شک نہیں کہ جب وہ عذاب کے فرشتے دیکھے گا تو گمان کرے گا کہ حضور ﷺ جو کچھ فرماتے ہیں وہ حق ہے۔ یہ آیت وعید کے معنی میں ہے اور حالت اضطراری سے پہلے ایمان لانے کی رغبت دلاتی ہے جب کہ حالت اضطراری میں انہیں ایمان کوئی نفع نہ دے گا۔

ایک قول یہ کیا گیا دونوں ضمیریں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ہیں۔ اس صورت میں اس کا معنی یہ ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو تمام امتوں کے لوگ آپ پر ایمان لائیں گے کسی بھی دین کا پیروکار ایسا نہ ہوگا جو ایمان نہ لائے یہاں تک کہ ایک ہی ملت رہ جائیگا جو ملت اسلام ہے۔ یہ تاویل حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے۔ شیخین نے صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قریب ہے کہ تم میں حضرت عیسیٰ بن

1۔ الدر المنثور، جلد 2، صفحہ 427 (العلمیہ)

مریم ایک عادل حاکم کی حیثیت سے اتریں آپ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ کو ختم کریں گے، مال کی سخاوت کریں گے یہاں تک کہ اسے کوئی قبول نہیں کرے گا، یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔(1)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر چاہو تو قرأت کرو وان من اھل الکتب ...... الایۃ(2) بعض روایات میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے تین دفعہ دہراتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہے، فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تمام ملتیں ہلاک ہو جائیں گی مگر اسلام(3) ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ اہل ادیان میں سے کوئی باقی نہیں رہے گا مگر وہ آپ پر ایمان لائے گا۔(4)

میں کہتا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قیامت سے پہلے نزول حق ہے اور آپ کے زمانہ میں اسلام کے علاوہ تمام ادیان کا ختم ہونا یہ بھی حق اور ثابت ہے جو مرفوع احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن اس کو اس آیت سے سمجھنا اور ضمیر کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹانا درست نہیں۔ یہ صرف حضرت ابو ہریرہ کا گمان ہے۔ اس ضمن میں کوئی مرفوع حدیث نہیں۔ یہ کیسے درست ہو سکتا ہے جبکہ ان من اھل الکتب کا حکم ان تمام افراد کو شامل ہے جو حضور ﷺ کے زمانہ میں موجود تھے حکم ان کے ساتھ خاص ہو یا نہ ہو کیونکہ کلام کا زمانہ حال کے لیے حقیقت ہے۔ اس سے یہ مراد لینے کی کوئی دلیل نہیں کہ اس سے اہل کتاب کی وہ جماعت مراد لی جائے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے وقت پائی جائے گی۔ صحیح تاویل پہلی ہے جس کی تائید ابی بن کعب کی قرأت کرتی ہے۔ ابن منذر نے ابو ہاشم اور عروہ سے نقل کیا کہ دونوں نے کہا کہ مصحف کعب میں موتہ کی جگہ موتہم کے الفاظ تھے۔

۳ یکون کی ھو ضمیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا حضرت محمد ﷺ یا اللہ تعالیٰ کے لیے ہے، جس طرح لیؤمنن بہ میں ضمیر کا مرجع بنایا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر انبیاء اپنی امتوں پر اور حضور ﷺ انبیاء پر گواہ ہوں گے۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ۙ﴿۱۶۰﴾

''سو بوجہ ظلم ڈھانے یہود کے ۱ ہم نے حرام کر دیں ان پر وہ پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی تھیں ان کے لیے ۲ اور بوجہ روکنے یہود کے اللہ کے راستے سے بہت لوگوں کو ۳''

۱ اس ظلم عظیم کے سبب جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ انہوں نے وعدہ توڑا، اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا، انبیاء کو قتل کیا حضرت مریم پر بہتان لگایا اور فخریہ انداز میں یہ کہا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا۔

۲ یعنی جو چیزیں پہلے حلال تھیں انہیں حرام کر دیا جن کا ذکر سورۂ انعام میں ہو چکا ہے: وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا ...... وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ۔ یہ بھی احتمال موجود ہے کہ اس سے مراد جنت کی طیبات ہوں۔ اس کے مناسب اللہ تعالیٰ کا یہ کلام ہے واعتدنا للکفرین۔ یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے دنیا میں پاکیزہ رزق مراد ہوں اور تحریم سے مراد انہیں محروم کرنا اور تکوینی امر کے ذریعے انہیں ان چیزوں سے پھیر

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 87 (قدیمی) 2۔ ایضاً
3۔ تفسیر بغوی، جلد 1، صفحہ 516 (التجاریہ) 4۔ تفسیر طبری، جلد 6، صفحہ 15 (الامیریہ)

صحيح البخاري
للإمام
أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري
(١٩٤ - ٢٥٦هـ)
طبعة جديدة مضبوطة ومصححة ومفهرسة
دار ابن كثير
دمشق - بيروت

مالك عن صَعْصعةَ: «أنَّ نبيَّ اللهِ ﷺ حدَّثهم عن ليلةَ أُسريَ بهِ: ثمَّ صَعِدَ حتى أتى السماءَ الثانية ، فاستفتح ، قيلَ: مَن هذا؟ قال: جِبريلُ. قيل: ومَن معك؟ قال: محمدٌ. قيل: وقد أرسِلَ إليهِ؟ قال: نعم. فلمّا: خَلَصتُ فإذا يحيى وعيسى وهما ابنا خالةٍ. قال: هذا يحيى وعيسى ، فسلِّمْ عليهما ، فسلَّمتُ ، فرَدّا ، ثم قالا: مَرحباً بالأخِ الصالح والنبيِّ الصالح».

[انظر الحديث: ٣٢٠٧ ، ٣٣٩٣].

٤٤ ـ باب قولِ اللهِ تعالى: ﴿ وَٱذْكُرْ فِى ٱلْكِتَٰبِ مَرْيَمَ إِذِ ٱنتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ﴾ [مريم: ١٦]. ﴿ إِذْ قَالَتِ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ ٱللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ ﴾ [آل عمران: ٤٥]. ﴿ إِنَّ ٱللَّهَ ٱصْطَفَىٰٓ ءَادَمَ وَنُوحًا وَءَالَ إِبْرَٰهِيمَ وَءَالَ عِمْرَٰنَ عَلَى ٱلْعَٰلَمِينَ ﴾ ـ إلى قوله ـ ﴿ يَرْزُقُ مَن يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴾ [آل عمران: ٣٣ ـ ٣٧]

قال ابنُ عباسٍ: ﴿ وَءَالَ عِمْرَٰنَ ﴾ المؤمنونَ من آل إبراهيم وآل عمرانَ وآلِ ياسينَ وآلِ محمد ﷺ. يقول: ﴿ إِنَّ أَوْلَى ٱلنَّاسِ بِإِبْرَٰهِيمَ لَلَّذِينَ ٱتَّبَعُوهُ ﴾: [آل عمران: ٦٨] وهمُ المؤمنون. ويقال: ﴿ ءَالِ يَعْقُوبَ ﴾ أهل يعقوب. فإذا صغَّروا «آل» ثم ردُّوهُ إلى الأصل قالوا: أُهَيل.

٣٤٣١ ـ حدّثنا أبو اليمانِ أخبرنا شعيبٌ عنِ الزُّهريِّ قال: حدثني سعيدُ بن المسيبِ قال: قال أبو هريرة رضيَ اللهُ عنه: «سمعتُ رسولَ اللهِ ﷺ يقول: ما مِن بَني آدمَ مولودٌ إلا يَمسُّهُ الشيطان حينَ يولد فيَستهلُّ صارخاً مِن مَسِّ الشيطانِ ، غيرَ مريمَ وابنِها. ثم يقول أبو هريرة: ﴿ وَإِنِّىٓ أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ ٱلشَّيْطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ ﴾ [آل عمران: ٣٦]».

٤٥ ـ باب ﴿ وَإِذْ قَالَتِ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ ٱللَّهَ ٱصْطَفَىٰكِ وَطَهَّرَكِ وَٱصْطَفَىٰكِ عَلَىٰ نِسَآءِ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٤٢﴾ يَٰمَرْيَمُ ٱقْنُتِى لِرَبِّكِ وَٱسْجُدِى وَٱرْكَعِى مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ ﴿٤٣﴾ ذَٰلِكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَٰمَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴾ [آل عمران: ٤٢ ـ ٤٤]

يقال: ﴿ يَكْفُلُ ﴾: يَضُمُّ. كَفَلها: ضمَّها. مخفَّفة ، ليس من كفالةِ الدُّيون وشبهِها.

٣٤٣٢ ـ حدّثني أحمدُ بنُ أبي رجاءٍ حدَّثَنا النَّضْر عن هِشامٍ قال: أخبرَني أبي قال: سمعتُ عبدَ اللهِ بنَ جعفرٍ قال: سمعتُ علياً رضيَ اللهُ عنه يقول: «سمعتُ النبيَّ ﷺ يقول: خيرُ نسائها مريم ابنةُ عِمرانَ ، وخيرُ نسائها خديجةُ». [الحديث ٣٤٣٢ ـ طرفه في: ٣٨١٥].

٤٥٤٦ ـ حدّثني إسحاقُ بن منصور أخبرَنا رَوحٌ أخبرَنا شعبة عن خالدٍ الحذّاء عن مروانَ الأصفر عن رجلٍ من أصحابِ رسول الله ﷺ ـ قال: أحسِبُه ابنَ عمرَ ـ ﴿ إِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ ﴾ قال: نسخَتها الآية التي بعدَها. [انظر الحديث: ٤٥٤٥].

(٣)
سورةُ آلِ عِمران

﴿ تُقَنةً ﴾: وتَقيَّةٌ واحد. ﴿ صِرٌّ ﴾: بردٌ. ﴿ شَفَا حُفْرَةٍ ﴾: مثلُ شَفا الرَّكيَّةِ وهو حرفُها. ﴿ تُبَوِّئُ ﴾: تتَّخذُ مُعسكراً. المسوّم: الذي له سيماء بعلامةٍ أو بصوفة أو بما كان. ﴿ رِبِّيُّونَ ﴾: الجميع والواحد رِبِّي. ﴿ تَحُسُّونَهُم ﴾: تستأصِلونَهم قتلاً. ﴿ غُزًّى ﴾: واحدها غازٍ. ﴿ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوا ﴾: سنحفظ. ﴿ نُزُلًا ﴾: ثواباً. ويجوز: ومُنزَلٌ من عند الله كقولك: أنزلتُه. وقال مجاهد: ﴿ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ ﴾ المطهَّمة الْحِسان. وقال ابنُ جُبير: ﴿ وَحَصُورًا ﴾: لا يأتي النساء. وقال عِكرمة: ﴿ مِّن فَوْرِهِمْ ﴾: من غَضبهم يوم بدر. وقال مجاهد: ﴿ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ ﴾: النطفة تخرُج مَيتة، ويخرج منها الحيُّ. ﴿ وَالْإِبْكَارِ ﴾: أول الفجر. و﴿ الْعَشِيِّ ﴾: مَيلُ الشمس أُراهُ إلى أن تَغرُب.

١ ـ باب ﴿ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ ﴾

قال مجاهد: الحلال والحرام. ﴿ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ ﴾ يصدق بعضها بعضاً كقوله تعالى: ﴿ وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ ﴾ وكقوله جلَّ ذِكره ﴿ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴾ وكقوله ﴿ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ﴾. ﴿ زَيْغٌ ﴾ شكٌّ. ﴿ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ ﴾ المشتبهات. ﴿ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ ﴾ يعلمون تأويله و﴿ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ ﴾.

٤٥٤٧ ـ حدّثنا عبدُ الله بن مَسْلمةَ حدَّثنا يزيدُ بن إبراهيمَ التُّستَري عنِ ابن أبي مُليكة عنِ القاسم بن محمدٍ عن عائشةَ رضيَ الله عنها قالت: «تَلا رسولُ الله ﷺ هذه الآية ﴿ هُوَ الَّذِي أَنزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ ﴾ إلى قوله: ﴿ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ﴾. قالت: قال رسولُ الله ﷺ: فإذا رأيتِ الذين يتبعونَ ما تَشابهَ منه فأولئك الذين سمّى الله، فاحذَروهم».

٢ ـ باب ﴿ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ﴾

٤٥٤٨ ـ حدّثني عبد الله بن محمدٍ حدَّثنا عبدُ الرزّاقِ أخبرَنا معمر عن الزُّهريِّ عن

سعيدِ بن المسيَّبِ عن أبي هريرةَ رضي الله عنه «أنَّ النبيَّ ﷺ قال: ما من مَولودٍ يولدُ إلاّ والشيطانُ يَمسُّهُ حينَ يولدُ، فيَستهلُّ صارخاً مِن مَسِّ الشيطان إياه؛ إلاّ مريم وابنها». ثم يقول أبو هريرةَ: واقرَؤوا إن شئتم ﴿وَإِنِّيٓ أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ ٱلشَّيۡطَٰنِ ٱلرَّجِيمِ﴾.

٣ ـ باب ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشۡتَرُونَ بِعَهۡدِ ٱللَّهِ وَأَيۡمَٰنِهِمۡ ثَمَنٗا قَلِيلًا أُوْلَٰٓئِكَ لَا خَلَٰقَ لَهُمۡ﴾ لا خيرَ ﴿أَلِيمٌ﴾ مُؤلم مُوجِع، من الألم، وهو في موضع مُفعِل

٤٥٤٩ ـ ٤٥٥٠ ـ حدّثنا حَجّاجُ بن مِنهالٍ حدَّثنا أبو عوانةَ عنِ الأعمش عن أبي وائلٍ عن عبدِ الله بن مسعودٍ رضيَ الله عنه قال: «قال رسول الله ﷺ: مَن حلفَ يمينَ صبر ليَقْتطعَ بها مالَ امرىءٍ مسلم لقيَ الله وهو عليه غضبان، فأنزَلَ اللهُ تصديقَ ذلك ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشۡتَرُونَ بِعَهۡدِ ٱللَّهِ وَأَيۡمَٰنِهِمۡ ثَمَنٗا قَلِيلًا أُوْلَٰٓئِكَ لَا خَلَٰقَ لَهُمۡ فِي ٱلۡأٓخِرَةِ﴾ إلى آخر الآية. قال: فدخلَ الأشعثُ بن قيسٍ وقال: ما يحدِّثكم أبو عبدِ الرحمن؟ قلنا: كذا وكذا. قال: فيَّ أُنزلَت، كانت لي بئر في أرضِ ابن عمٍّ لي، قال النبيُّ ﷺ: بيّنتُكَ أو يَمينُه. فقلتُ إذاً يَحلِفُ يا رسولَ اللهِ. فقال النبيُّ ﷺ: منَ حلفَ على يمين صَبرٍ يَقتطِعُ بها مالَ امرىءٍ مُسلم وهو فيها فاجِرٌ لقيَ اللهَ وهو عليه غضبان».

[الحديث: ٤٥٤٩][انظر الحديث: ٢٣٥٦، ٢٤١٦، ٢٥١٥، ٢٦٦٦، ٢٦٦٩، ٢٦٧٣، ٢٦٧٦].

[الحديث: ٤٥٥٠][انظر الحديث: ٢٣٥٧، ٢٤١٧، ٢٥١٦، ٢٦٦٧، ٢٦٧٠، ٢٦٧٧].

٤٥٥١ ـ حدّثنا عليٌّ هو ابن أبي هاشمٍ سمعَ هُشَيماً أخبرَنا العَوّامُ بن حَوشبٍ عن إبراهيمَ بن عبدِ الرحمن عن عبدِ الله بن أبي أوفىٰ رضي الله عنهما «أنَّ رجلاً أقام سِلعةً في السوق، فحلفَ فيها: لقد أعطي بها مالم يُعطه، ليوقعَ فيها رجُلاً منَ المسلمين. فنزَلَت ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشۡتَرُونَ بِعَهۡدِ ٱللَّهِ وَأَيۡمَٰنِهِمۡ ثَمَنٗا قَلِيلًا﴾ إلى آخر الآية». [انظر الحديث: ٢٠٨٨، ٢٦٧٥].

٤٥٥٢ ـ حدّثنا نصرُ بن عليٍّ بن نصرٍ حدَّثنا عبدُ اللهِ بن داوُدَ عن ابن جُريجٍ عن ابن أبي مُلَيكةَ: «أن امرأتَين كانتا تخرِزان في بيتٍ ـ أو في الحُجرةِ ـ فخرجَت إحداهما وقد أُنفِذَ بإشفى في كفِّها، فادَّعَت علَى الأخرىٰ، فرُفِعَ إلى ابن عبّاس فقال ابنُ عبّاس: قال رسولُ الله ﷺ: لو يُعطىٰ الناسُ بدَعواهم لذهَبَ دِماءُ قوم وأموالُهم. ذكِّروها باللهِ؛ واقرَؤوا عليها ﴿إِنَّ ٱلَّذِينَ يَشۡتَرُونَ بِعَهۡدِ ٱللَّهِ﴾ فذكَّروها، فاعترَفَت. فقال ابنُ عبّاسٍ: قال النبيُّ ﷺ: اليمينُ على المدَّعىٰ عليه». [انظر الحديث: ٢٥١٤، ٢٦٦٨].

﴿لَقَدْ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا۟ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا۟ مِن قَبْلُ لَفِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿١٦٤﴾﴾ [٣/ آل عمران/ الآية ١٦٤].

صحيح مسلم

للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج

القشيري النيسابوري

٢٠٦ - ٢٦١ هـ

لو أن أهل الحديث يكتبون مائتي سنة الحديث

فمدارهم على هذا المسند

صنفت هذا المسند الصحيح من ثلاثمائة ألف حديث مسموعة

مسلم بن الحجاج

طبعة معتنى بها مرقمة

الأحاديث مع الفهارس

دار المغني

رَسُولُ اللّهِ ﷺ: «وَالّذِي نَفسُ مُحَمّدٍ بِيَدِهِ لَيَأْتِيَنّ عَلَىَ أَحَدِكُمْ يَوْمٌ وَلاَ يَرَانِي. ثُمّ لأَنْ يَرَانِي أَحَبّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ».

قَالَ أَبُو إِسْحَقَ: الْمَعْنَىَ فِيهِ عِنْدِي، لأَنْ يَرَانِي مَعَهُمْ أَحَبّ إِلَيْهِ مِنْ أَهْلِهِ، وَمَالِهِ. وَهُوَ عِنْدِي مُقَدّمٌ وَمُؤَخّرٌ [خ:٣٥٨٩].

(٤٠) باب فضائل عيسى عليه السلام

١٤٣-(**٢٣٦٥**) حدّثني حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَىَ. أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ. أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرّحْمَنِ أَخْبَرَهُ أَنّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّهِ ﷺ يَقُولُ: «**أَنَا أَوْلَىَ النّاسِ بِابْنِ مَرْيَمَ. الأَنْبِيَاءُ أَوْلاَدُ عَلاّتٍ. وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيّ**» [خ:٣٤٤٢].

١٤٤-(**٠٠٠**) وحدّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. حَدّثَنَا أَبُو دَاوُدَ عُمَرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي الزّنَادِ، عَنْ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ: «أَنَا أَوْلَىَ النّاسِ بِعِيسَىَ. الأَنْبِيَاءُ أَبْنَاءُ عَلاّتٍ. وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَ عِيسَىَ نَبِيّ».

١٤٥-(**٠٠٠**) وحدّثنا مُحَمّدُ بْنُ رَافِعٍ. حَدّثَنَا عَبْدُ الرّزّاقِ. حَدّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمّامِ بْنِ مُنَبّهٍ. قَالَ: هَذَا مَا حَدّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّهِ ﷺ. فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا: وَقَالَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ: «**أَنَا أَوْلَىَ النّاسِ بِعِيسَىَ ابْنِ مَرْيَمَ. فِي الأُولَىَ وَالآخِرَةِ**» قَالُوا: كَيْفَ؟ يَا رَسُولَ اللّهِ قَالَ: «**الأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عَلاّتٍ. وَأُمّهَاتُهُمْ شَتّىَ. وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ. فَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيّ**».

١٤٦-(**٢٣٦٦**) حدّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. حَدّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَىَ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزّهْرِيّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنّ رَسُولَ اللّهِ ﷺ قَالَ: «**مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلاّ نَخَسَهُ الشّيْطَانُ. فَيَسْتَهِلّ صَارِخاً مِنْ نَخْسَةِ الشّيْطَانِ. إِلاّ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمّهُ**». ثُمّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَأُوا إِنْ شِئْتُمْ: {وَإِنّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرّيّتَهَا مِنَ الشّيْطَانِ الرّجِيمِ} (٣آل عمران الآية: ٦٣) [خ:٣٤٣١].

(**٠٠٠**) وحَدّثَنيه مُحَمّدُ بْنُ رَافِعٍ. حَدّثَنَا عَبْدُ الرّزّاقِ. أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ.ح وَحَدّثَنِي عَبْدُ اللّهِ بْنُ عَبْدِ الرّحْمَنِ الدّارِمِيّ. حَدّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ. أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ. جَمِيعاً عَنِ الزّهْرِيّ، بِهَذَا

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-7321865

نام کتاب

صحیح مسلم شریف

تالیف: امام مسلم بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ: علامہ وحید الزمان

جلد: ششم

تاریخ اشاعت: اگست ۲۰۰۴ء

مطبوعہ: علی آصف پرنٹرز لاہور

ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ

لاہور

E-mail: nomania2000@hotmail.com

میں کوئی نبی نہیں ہوا۔

٦١٣١- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى الْأَنْبِيَاءُ أَبْنَاءُ عَلَّاتٍ وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَ عِيسَى نَبِيٌّ))۔

۶۱۳۱- ترجمہ وہی جو اوپر گزرا۔

٦١٣٢- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الْأُولَى وَالْآخِرَةِ قَالُوا كَيْفَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ الْأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عَلَّاتٍ وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ فَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ))۔

۶۱۳۲- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے زیادہ نزدیک ہوں حضرت عیسیٰ سے دنیا اور آخرت دونوں جگہوں میں۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا پیغمبر ایک باپ کے بیٹوں کی طرح ہیں (اور مائیں الگ الگ) دین ان کا ایک ہے اور میرے اور ان کے بیچ میں کوئی اور نبی نہیں ہے۔

٦١٣٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((مَا مِنْ مَوْلُودٍ يُولَدُ إِلَّا نَخَسَهُ الشَّيْطَانُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ نَخْسَةِ الشَّيْطَانِ إِلَّا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ)) ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنِّي أُعِيذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔

۶۱۳۳- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بچہ ایسا نہیں جس کو شیطان کونچانہ مارے، وہ چلاتا ہے اس کے کونچنے سے مگر مریمؑ کا بچہ اور اس کی ماں مریمؑ (یعنی حضرت عیسیٰ اور حضرت مریمؑ کہ ان) کو شیطان کونچا نہ دے سکا۔ پھر کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اگر چاہو تم یہ آیت پڑھو (مریم کی ماں اور عمران کی بی بی نے کہا) **وانی اعیذها بك وذریتها من الشیطان الرجیم** میں پناہ میں دیتی ہوں اس بچہ کو اور اس کی اولاد کو تیرے شیطان مردود سے۔

٦١٣٤- عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا ((يَمَسُّهُ حِينَ يُولَدُ فَيَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسَّةِ الشَّيْطَانِ إِيَّاهُ)) وَفِي حَدِيثِ شُعَيْبٍ ((مِنْ مَسِّ الشَّيْطَانِ))۔

۶۱۳۴- ترجمہ وہی جو گزرا۔ اس میں یہ ہے کہ جس وقت بچہ پیدا ہوتا ہے شیطان اس کو چھوتا ہے، وہ روتا ہے چلا کر اس کے چھونے سے۔

٦١٣٥- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ ((كُلُّ بَنِي آدَمَ يَمَسُّهُ الشَّيْطَانُ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ إِلَّا مَرْيَمَ وَابْنَهَا))۔

۶۱۳۵- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر آدمی کو شیطان چھوتا ہے جس دن اس کی ماں اس کو جنتی ہے مگر مریمؑ اور اس کے بیٹے کو شیطان نے نہیں چھوا۔

٦١٣٦- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ

۶۱۳۶- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ

کُھل کے معنی ص 12 الجوہری
ابن عربی کے حوالے سے لکھتا ہیں

+ تفسیر کے حوالہ جات

عسل مصفی صفحہ 496

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا أن هدانا الله
هذا كتاب مجمع جامع لكشف مطالب الأحاديث والآثار وإيضاح معاني كتاب الله وأحاديث رسوله المختار
المجلد الثالث
مجمع بحار الأنوار
سنه ١٢٨٣ هجري نبوي صلعم
في غريب التنزيل ولطائف الأخبار لطيف الفاضل الورع الماهر شمس المفاخر مولانا الشيخ محمد طاهر أفاض الله علينا من بركاته
طبع في المطبع العالي المنشي نول كشور ذي المعالي

فى كثير من الامراض وقد جاء النهى عن الكى فى كثير فقيل لانهم كانوا يعظمون امره ويرون انه يحسم الداء وان ترك بطل
العضو وابطله لمن جعله سببا لا علة فان الله هو يشفيه لا الكى والدواء وهذا امر يكثر فيه شكوك الناس يقولون
لو شرب الدواء لم يمت ولو اقام ببلده لم يقتل او النهى لمن استعمله على سبيل الاحتراز من حدوث المرض وقبل الحاجة
اليه وهو مكروه وانما ابيح التداوى عند الحاجة او النهى من قبيل التوكل كقوله هم الذين لا يرقون الخ وهو درجة
اخرى غير الجواز و تقدم كلام فيه فى الرقية مج وقيل النهى فى علة مخصوصة عرف عدم نفعه فيه نه وفيه
انه اغتسل قبل مراق ثم اكتوى بها اى استدفأ بجرجسمها واصله من الكى لك فى كوة بفتح كاف نقب البيت وحكى
الضم ط فاجعلوا كوى الى السماء اى منافذ جمع كوة بفتح كاف وضمها قيل سببه ان السماء لما رأت قبره بكت وسال الوادى
من بكائها لقوله تعالى فما بكت عليهم السماء وقيل استشفاع بقبره صلى الله عليه وسلم و ح رجل من الصفة توفى و
ترك دينارا فقال كية وفى صفه بكونه من اهل الصفة اشارة بان الحكم المذكور معلل به اى انتماءه الى الفقراء الزاهدين
مع وجود الدينار دعوى كاذبة يستحق به العقاب والا فقد كان كثير من الصحابة يقتنون الاموال ما عاب بهم احد

كهر

باب كه نه ماضربنى ولا شتمنى ولا كهرنى الكهر الانتهار كهره اذا زبره واستقبله بوجه عبوس ط الكهر
والقهر اخوان وجواب فلما رآنى يصمتوننى محذوف اى غضبت وتغيرت لكنى سكت ولو اعمل بمقتضى الغضب وجواب
فلما صلى هو قال ان هذه الصلوة قوله فبابى وامى الخ معترضة وفيه ان كلام الجاهل لا يبطل الصلوة لانه لم يؤمر
باعادتها وعليه اكثر التابعين فان الفعل القليل ايضا لا يبطلها لقوله يضربون ايديهم على افخاذهم او كما قال اى
مثل ما قال من التسبيح والتهليل والدعاء نه وفى ح السعى انهم كانوا لا يدعون عنه ويكهرون كذا فى بعض طرق مسلم

كهل

وغيره والاكثر يكرهون فى فضل الشيخين سيدا كهول اهل الجنة الكهل من الرجال من زاد على ثلثين سنة الى
الاربعين وقيل من ثلث وثلثين الى الخمسين واكتهل وكاهل اذا بلغ الكهولة وقيل اراد هنا الحليم العاقل اى يدخل الله
الجنة حلماء عقلاء غ الكهل من انتهى شبابه واكتهل النبت تم طوله و يكلم الناس فى المهد اية وكهلا بالوحى والرسالة
او اذا نزل من السماء فى صورة ابن ثلث وثلثين نه وفيه قال لمن سأله الجهاد معه هل فى اهلك من كاهل
يروى بكسر هاء اسما وبفتحها فعلا بوزن ضارب هل فيهم من اسن وصار كهلا كذا قيل ورد بانه قد يخلف الرجل
فى اهله كهل وغير كهل الازهرى هو من قولهم فلان كاهل بنى فلان اى عمدتهم فى الملمات وسيدهم فى المهمات ومنه كاهل
العرب اخذ من كاهل البعير وهو مقدم ظهره وما يكون عليه المحمل اراد هل فى اهلك من تعتمد عليه فى القيام بامر
من تخلف من صغار ولدك لئلا تضيع الا تراه قال ما هم الا اصيبية صغار فاجابه بقوله ففيهم فجاهد وانكر
بان القيم بامر القوم هو الكاهن من كهنه كهونا فاللام اما بدل من نونه او خطأ من السامع ش ومنه الا رد
كاهلها وهو من الانسان ما بين كتفيه وقيل موضع العنق فى الصلب نه وفى وقت الصلوة والعشاء
اذا غاب الشفق الى ان يذهب كواهل الليل اى اوائله الى اوساطه تشبيها لليل بالابل السائرة التي يتقدم
اعناقها وهواديها ويتبعها اعجازها وهو جمع كاهل و ومنه ح وقر الرؤس على كواهلها اى اثبتها فى اماكنها كانها

تاج العروس
من جواهر القاموس
تصنيف
السيد محمد مرتضى الحسيني الزبيدي

وأَشَبَّ اللهُ قَرْنَه بمَعْنًى، والأَخِيرُ مَجَازٌ، والقَرْنُ زِيَادَةٌ فى الكَلَامِ.

وقال مُحَمَّد بنُ حَبِيب: زَمَنُ الغُلُومِيَّة سَبْعَ عَشْرَةَ سَنَةً مُنْذُ يُولَدُ إلى أن يَسْتَكْمِلَها، ثم زَمَنُ الشَّبَابِيَّة مِنْهَا إِلَى أَنْ يَسْتَكْمِلَ إِحْدَى وخَمْسِين سنة، ثم هُوَ شَيْخٌ إِلَى أَنْ يَمُوتَ.

وقيل: الشَّابُّ: البَالِغُ إِلَى أَنْ يُكَمِّلَ ثَلَاثِين. وقيل: ابنُ سِتَّ عَشْرَةَ إلى اثْنَتَيْن وثَلَاثِين، ثُمَّ هُوَ كَهْلٌ. انتهى.

(و) الشَّبَابُ (جمع شَابّ)، قَالُوا: ولا نَظِير لَه (كالشُّبَّان) بالضَّم كفَارِس وفُرْسَان. وقال سِيبَوَيْه: أُجْرِىَ مُجْرَى الاسْم نحو حَاجِرٍ وحُجْرَان. والشَّبَابُ: اسمٌ للجَمْعِ. قال:

ولقَدْ غَدَوْتُ بسَابِحٍ مَرِحٍ
وَمَعِى شَبَابٌ كُلُّهم أَخْيَلُ[1]

وزَعَم الخَلِيلُ أَنَّه سَمِعَ أَعْرَابِيًّا فَصِيحاً يَقُولُ: إِذَا بَلَغَ الرجلُ سِتِّين فإِيَّاه وإِيَّا الشَّوَابِّ[1]. ومن جُمُوعِه شَبَبَةٌ ككَتَبَة. تَقُولُ: مررْتُ بِرِجَالٍ شَبَبَة أى شُبَّان. وفى حَدِيث بَدْرٍ: «لَمَّا بَرَزَ عُتْبَةُ وشَيْبَةُ والوَلِيدُ بَرَزَ إِلَيْهِم شَبَبَةٌ من الأَنْصَارِ» أى شُبَّانٌ وَاحدُهم شَابٌّ.. وفى حَدِيث ابنِ عُمَرَ: «كُنْتُ أَنَا وابْنُ الزُّبَيْرِ فى شَبَبَةٍ مَعَنَا».

(و) الشَّبَابُ والشَّبِيبَة (أَوَّلُ الشىء). يقال: فَعَلَ ذَلِكَ فى شَبِيبَتِه. وسَقَى اللهُ عَصْرَ الشَّبِيبَة وعُصُورَ الشَّبَائِبِ. ومنَ المَجَاز: لَقِيتُ فُلَاناً فى شَبَابِ النَّهَار، وقَدم فى شَبَابِ الشَّهْر، أى فى أَوَّلِه. وجِئْتُكَ فى شَبَابِ النَّهَارِ وبِشَبَابِ نَهَارٍ، عَنِ اللِّحْيَانِىِّ. أى أَوَّلِه.

(و) الشِّبَابُ (بالكَسْر: ما شُبَّ بِهِ أى أُوقِد، كالشَّبُوبِ) بالفَتْح.

قَالَ الجَوْهَرِىُّ: الشَّبُوب «بالفتح»: ما يُوقَدُ به النَّارُ (و) شَبَّ النَّارَ والحَرْبَ: أَوقدها يَشُبُّها شَبًّا وشُبُوبًا. وشَبَّبْتُها. وَشَبَّةُ النَّارِ: اشْتِعَالُها. ومِنَ المَجَازِ والكِنَايَة شَبَّتِ الحَرْبُ بَيْنَهُم. وتَقُولُ —

(١) فى اللسان (شب، خيل). وفى الأصل: برح بدل مرح، وخيل بدل أخيل «تحريف» وجاء فى مادة «خيل» أن المقصود بالأخيل فى البيت يجوز أن يكون طائر الأخيل وذلك لخفته، قال: وقد يجوز أن يكون التقدير كلهم أخيل أى ذو اختيال. والبيت غير معزو.

(١) في المطبوع «الشباب» والتصويب من اللسان جاء قول الخليل شاهدا على امرأة شابة من نسوة شواب. والمعنى يتطلبه أيضا

(و) كِنْهِلٌ، (كزِبْرِجٍ: ماءٌ لِبَنِي عَوْفِ ابنِ عاصِمٍ)، وقالَ نَصْرٌ: لِبَنِي سَعْدٍ، وفي التَّهْذِيبِ: لِبَنِي تَمِيمٍ، وقالَ عَمْرُو ابنُ كُلْثُوم:

* فَجَلَّلَها الجِيادُ بكِنْهِلاءِ[1] *

[ك ن هـ د ل]*

(الكَنَهْدَلُ، كسَفَرْجَلٍ) أَهْمَلَهُ الجَوْهَرِيُّ والصّاغانِيُّ[2]، وفي اللِّسانِ: هو (الضَّخْمُ الغَلِيظُ الصُّلْبُ الشَّدِيدُ) والنُّونُ زائِدَةٌ، كَما سَيأْتي.

[ك هـ ل]*

(الكَهْلُ) مِنَ الرِّجالِ: (مَنْ وَخَطَهُ الشَّيْبُ): أي خالَطَهُ (ورَأَيْتَ لَهُ بَجالَةً، أَوْ مَنْ جاوَزَ الثَّلاثِينَ) ووَخَطَهُ الشَّيْبُ، كذا في الصِّحاحِ، وقالَ ابنُ الأَثِيرِ: الكَهْلُ مِنَ الرِّجالِ: مَنْ زادَ عَلى ثَلاثِينَ سَنَةً إلى الأَرْبَعِينَ، وقِيلَ: هُوَ مِنْ ثَلاثٍ وثَلاثِينَ إلى تَمامِ

(١) اللسان.
(٢) لم يهمله الصاغاني بل ذكره في التكملة عن ابن دريد، ولفظه «الكَنَهْدَلُ: الضخم الغليظ»، وهو في الجمهرة ٣/ ٣٧٢، وفسَّرَه صاحب اللسان «بالصلب الشديد»، وقد جمع المصنف بين القولين ونسبهما إلى اللسان وليس كذلك.

الخَمْسِينَ، وفي المُحْكَمِ: (أو أَرْبَعًا وثَلاثِينَ إلى إحْدَى وخَمْسِينَ)، قالَ الأَزْهَرِيُّ: وإذا بَلَغَ الخَمْسِينَ فإِنَّهُ يُقالُ لَهُ كَهْلٌ، ومنهُ قَوْلُه:

هَلْ كَهْلُ خَمْسِينَ إنْ شاقَتْهُ مَنْزِلَةٌ
مُسَفَّهٌ رَأْيُه فِيها ومَسْبُوبُ؟![1]

فجَعَلَهُ كَهْلًا وقَدْ بَلَغَ الخَمْسِينَ، وقالَ ابنُ الأَعْرابِيِّ: يُقالُ للغُلامِ: مُراهِقٌ، ثُمَّ مُحْتَلِمٌ، ثُمَّ يُقالُ: تَخَرَّجَ وَجْهُه، ثم اتَّصَلَتْ لِحْيَتُه، ثُمَّ مُجْتَمِعٌ، ثُمَّ كَهْلٌ، وهو ابنُ ثلاثٍ وثَلاثِينَ سَنَةً، قالَ الأَزْهَرِيُّ: وقِيلَ لَهُ كَهْلٌ حِينَئِذٍ لانْتِهاءِ شَبابِهِ، وكَمالِ قُوَّتِهِ.

(ج: كَهْلُونَ، وكُهُولٌ، وكِهالٌ)، بالكَسْرِ (وكُهْلانٌ)، بالضَّمِّ، قالَ ابنُ مَيّادَةَ:

وكَيْفَ تُرَجِّيها وقَدْ حالَ دُونَها
بَنُو أَسَدٍ كُهْلانُها وشَبابُها؟[2]

(وكُهَّلٌ، كرُكَّعٍ)، قالَ ابنُ سِيدَه: وأُراها عَلى تَوَهُّمِ كاهِلٍ، (وهي بهاءٍ)، يُقالُ: رَجُلٌ كَهْلٌ، وامْرَأَةٌ

(١) اللسان، ويزاد: التهذيب ٦/ ١٩.
(٢) اللسان، والمحكم ٤/ ١٠٢.

كَهْلَةٌ: انْتَهَى شَبابُهما، وذٰلك عندَ اسْتِكْمالِهِما ثَلاثًا وثَلاثِينَ سَنَةً، (ج: كَهْلاتٌ) وهوَ القِياسُ، لأنَّهُ صِفَةٌ، (ويُحَرَّكُ) عن أبي حاتِمٍ، ولَمْ يَذْكُرْهُ النَّحْوِيُّونَ فِيما شَذَّ مِنْ هٰذا الضَّرْبِ.

(أو لا يُقالُ كَهْلَةٌ إلَّا مُزْدَوِجًا بشَهْلَةٍ)، يَقولونَ: شَهْلَةٌ كَهْلَةٌ، والأَوَّلُ قَوْلُ الأَصْمَعِيِّ وأَبِي عُبَيْدَةَ وابنِ الأَعْرابِيِّ، قالَ عُذافِرٌ ويُرْوَى للأَشْعَثِ بنِ هِلالٍ من بَلْعَدَوِيَّة:

* عَلَيَّ إنْ أُبْتُ العِراقَ حَيَّا *

* أَلِيَّةٌ قَدْ وَجَبَتْ عَلَيَّا *

* أَلَّا أَعُودَ بَعْدَها كَرِيَّا *

* أُمارِسُ الكَهْلَةَ والصَّبِيَّا *

* والعَزَبَ المُنَفَّهَ الأُمِّيَّا[1] *

(واكْتَهَلَ) الرَّجُلُ: (صارَ كَهْلاً، قالُوا: ولا تَقُلْ: كَهَلَ، و) لٰكِنَّهُ (قد جاءَ في الحَدِيثِ: «هَلْ في أَهْلِكَ مِنْ كاهِلٍ») بكَسْرِ الهاءِ، (ويُرْوَى مَنْ كاهَلَ) بفتحِ الهاءِ: (أي) مَنْ دَخَلَ حَدَّ الكُهُولَةِ وقد تَزَوَّجَ، وقد حَكَى أبو زَيْدٍ: كاهَلَ الرَّجُلُ: (تَزَوَّجَ)، وقالَ [أبو عبيد: قال][1] أبو عُبَيْدَةَ: أي مَنْ أَسَنَّ وصارَ كَهْلاً، وذَكَرَ عن أَبِي سَعِيدٍ[2] أَنَّهُ رَدَّ على أَبِي عُبَيْدٍ هٰذا التَّفْسِيرَ، وزَعَمَ أَنَّهُ خَطَأٌ، قد يَخْلُفُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ في أَهْلِهِ كَهْلاً وغيرَ كَهْلٍ، قال: والَّذِي سَمِعْناهُ مِنَ العَرَبِ أَنَّ الَّذِي يَخْلُفُ الرَّجُلَ في أَهْلِهِ يُقالُ لَهُ الكاهِنُ، بالنونِ، وقالَ: فلا يَخْلُو هٰذا الحَرْفُ مِنْ شَيْئَيْنِ، أحدهما: أَنْ يَكونَ المُحَدِّثُ ساءَ سَمْعُه فظَنَّ[3] أَنَّهُ كاهِلٌ وإِنَّما هوَ كاهِنٌ، أو يَكُونَ الحَرْفُ تَعاقَبَ فيهِ بَيْنَ اللَّامِ والنُّونِ، ونَقَلَ السُّهَيْلِيُّ في الرَّوْضِ هٰذا التَّوْجِيهَ بعَيْنِه عن ابنِ الأَعرابِيِّ: قالَ: وهٰذا الَّذِي ذَكَرَهُ أبو سَعِيدٍ لَهُ وَجْهٌ بَعِيدٌ، ومَعْنَى قَوْلِهِ ﷺ: «هَلْ في أَهْلِكَ مِنْ كاهِلٍ»،

---

(١) يأتي للمصنف بعضه في مادة (أمم، كرا)، واللسان، وفي (أمم، نفه، كرا) والصحاح، والعباب، والمقاييس ٥/١٤٤، وخلق الإنسان لثابت ٢١ وانظر الاشتقاق ١٨٠، والتهذيب ٦/٢٠، ١٥/٦٣٦.

(١) قلت: زيادة يقتضيها السياق من التهذيب ٦/٢٠، وانظر غريب الحديث لأبي عبيد القاسم بن سلّام ١/١٢، ٣٢٢ (خ).

(٢) في اللسان والتهذيب ٦/٢٠ «عن أبي سعيد الضرير».

(٣) في مطبوع التاج «ففطن» والتصحيح من اللسان والتهذيب ٦/٢٠.

أي مَنْ تَعْتَمِدُهُ للقِيامِ بِشَأْنِ عِيالِكَ الصِّغارِ [ومَنْ تُخَلِّفُهُ][1] مِمَّنْ يَلْزَمُكَ عَوْلُه، (قالَهُ لِرَجُلٍ) اسْمُهُ جَلْهَمَةُ، كَما في الرَّوْضِ (أَرادَ الجِهادَ مَعَهُ ﷺ) فلَمّا قالَ لَهُ: «ما هُمْ إلَّا أُصَيْبِيَةٌ صِغارٌ» أَجابَهُ فقالَ: «تَخَلَّفْ وجاهِدْ فِيهِمْ ولا تُضَيِّعْهُم».

والعَرَبُ تَقُولُ: مُضَرُ كاهِلُ العَرَبِ، وسَعْدُ كاهِلُ تَمِيم، وفي النِّهايَةِ: وتَمِيمُ كاهِلُ مُضَرَ، مأْخُوذٌ مِنْ كاهِلِ البَعِيرِ، كَما سَيَأْتِي. وفي الأَساسِ: ومِنَ المَجازِ: هُوَ كافِلُ أَهْلِهِ وكاهِلُهُم، وهوَ الَّذي يَعْتَمِدُونَه، شُبِّهَ بالكاهِلِ: واحِدِ الكَواهِلِ.

(و) مِنَ المَجازِ: (نَبْتٌ كَهْلٌ ومُكْتَهِلٌ: مُتَناهٍ)، وقد اكْتَهَلَ النَّباتُ: طالَ وانْتَهَى مُنْتَهاهُ، وفي الصِّحاحِ: تَمَّ طُولُه، وظَهَرَ نَوْرُه، قالَ الأَعْشَى:

يُضاحِكُ الشَّمْسَ مِنْها كَوْكَبٌ شَرِقٌ
مُؤَزَّرٌ بِعَمِيمِ النَّبْتِ مُكْتَهِلُ[2]

وليسَ بَعْدَ اكْتِهالِ النَّبْتِ إلَّا التَّوَلِّي.

(ونَعْجَةٌ مُكْتَهِلَةٌ) انْتَهَى سِنُّها، كَما في التَّهْذِيبِ، وفي المُحْكَمِ: (مُخْتَمِرَةُ الرَّأْسِ بالبَياضِ)، وأَنْكَرَ بَعْضُهُم ذٰلك.

(واكْتَهَلَتِ الرَّوْضَةُ: عَمَّها نَوْرُها)، كَما في التَّهْذِيبِ، وفي المُحْكَمِ: نَبْتُها.

(والكاهِلُ، كصاحِبٍ: الحارِكُ) وهو فُرُوعُ الكَتِفَيْنِ، عن أَبِي عُبَيْدَةَ، قالَ: والمِنْسَجُ أَسْفَلُ ذٰلك.

(أو) هو (مُقَدَّمُ أَعْلَى الظَّهْرِ مِمّا يَلِي العُنُقَ، وهو الثُّلُثُ الأَعْلَى، وفيهِ سِتُّ فِقَرٍ)، قالَ امْرُؤُ القَيْسِ يَصِفُ فَرَسًا:

لَهُ حارِكٌ كالدِّعْصِ لَبَّدَهُ الثَّرَى
إلى كاهِلٍ مِثْلِ الرِّتاجِ المُضَبَّبِ[1]

(أو) هو (مَوْصِلُ العُنُقِ في الصُّلْبِ)، قالَهُ الأَصْمَعِيُّ.

---

(١) في مطبوع التاج «الصغار ممن يلزمك.. الخ» والزيادة من اللسان والتهذيب ٦/ ٢٠.

(٢) ديوانه ١٤٥ (ط. بيروت)، وقد تقدم للمصنف في (ككب، أزر، شرق)، ويأتي عجزه في مادة (عمم)، واللسان، ومادة (كوكب، أزر، = شرق، عمم)، والمحكم ٤/ ١٠٢، والتهذيب ٦/ ١٩، والعباب، وعجزه في المقاييس ٥/ ١٤٤.

(١) ديوانه ٣٨٥ وهذه رواية الطوسي والسكري والبطليوسي. وفيها: «لَبَّدَه النَّدَى» وغيرهم يرويه كما في ديوانه أيضا ٤٧:
له كَفَلٌ كالدِّعْصِ لَبَّدَه النَّدى
إلى حارِكٍ مثل الغَبِيط المُذَأَّبِ
وهو في اللسان، والتهذيب ٦/ ٢٠.

جمهورية مصر العربية

مجمع اللغة العربية

الإدارة العامة للمعجمات وإحياء التراث

المعجم الوسيط

الطبعة الرابعة

١٤٢٥هـ / ٢٠٠٤م

مكتبة الشروق الدولية

و(التيار الكهربائيّ) : القوة الكهربائيّة السارية في المادة ، وهو نوعان : موجب أو دافع ، وسالب أو جاذب . و(المصباح الكهربائيّ) : مصباح توقده القوة الكهربائيّة .

(الكَهْرَبَةُ) : استنباط الكهرباء بأية وسيلةٍ كانت . و ـ شحن الأشياء أو إمدادها بالكهرباء . و ـ الإصابة بالصَّعقة الكهربية .

• (الكَهْرَمَانُ) : علك أحفُوريّ أفرزته أشجار من المخروطيات ، عاشت في عصور جيولوجية قديمة . (مج) .

• (اكْتَهَفَ) : لزِم الكهْف .

(تَكَهَّفَ) : اكتهف . و ـ الجبلُ : صارت فيه كهوف . و ـ البئرُ : أكلَ الماءُ أسافلها فسُمع له فيها اضطراب . و ـ الرئة : صارت فيها كهوف من مرض السّلّ . (مو) .

(كَنْهَفَ) عنّا : مضى وأسرع . [والنون فيه زائدة] .

(الكَهْفُ) : البيت المنقور في الجبل ، أو كالغَارِ في الجبل إلاّ أنه واسع . (ج) كُهوف . و ـ الملجأُ . يقال : هو كهْفُ قومِهِ .

• (كَهْ كَهْ) : حكاية صوت الزَّمْر والضَّحِك ، وهدير الفحل ، وزئير الأَسد ، وتنفُّس المقرور في يده .

(كَهْكَهَ) المقرور : تنفَّس في يده . و ـ الأَسدُ أو البعير : ردَّد صوته . و ـ الرَّجلُ : زمر . و ـ قهقه .

(تَكَهْكَهَ) عنه : ضعُف .

(الكُهَاكِهُ) : الرَّجل تراه كأنه ضاحك ليس بضاحك .

(الكَهْكاهُ) : الضعيف .

(الكَهْكَاهَةُ) من الرجال : المتهيِّب . و ـ الجاريَةُ السمينةُ .

• (كاهَلَ) فلان : صار كهْلاً . و ـ تزوَّج .

(اكْتَهَلَ) : كاهَلَ . و ـ النَّعجةُ : انتهى سِنُّها . و ـ النَّبتُ : تمَّ طوله وظهر نَوْرُهُ . و ـ الرَّوضةُ : عمَّها نبتُها أو نَوْرُها .

(تَكَهَّلَ) النَّباتُ : اكْتَهَلَ .

(الكَاهِلُ) من الإنسان : ما بين كتِفِه أو مَوْصِل العُنُق في الصُّلْب . وفلانٌ كاهلُ بني فلان : معتمَدُهُم في المُلِمَّات . وإنَّه لشديد الكاهِل : مَنيع الجانب . و ـ من الفرس : مُقدَّم أعلى الظَّهر مما يلي العُنُق ، وفيه سِتُّ فِقَر . و ـ صَوْتُ الغاضب والفَحْلِ الهائج . يقال : إنه لذو كاهل . (ج) كَوَاهِل . وكواهِل اللَّيْل : أوائله إلى أوساطه .

(الكَهْلُ) : مَنْ جاوز الثلاثين إلى نحو الخمسين . (ج) كُهُولٌ ، وكُهَّلٌ ، وكُهلان . ويقال : طار له طائر كَهْلٌ : إذا كان له جَدٌّ وحظٌّ في الدُّنيا .

• (الكُهْلُولُ) : السَّخِيُّ الكريم .

• (كَهَمَ) الرَّجلُ ـَ كَهَامَةً : بَطُؤ عن النُّصْرَة والحرب . فهو كَهامٌ . و ـ السيفُ : كلَّ . فهو كَهَامٌ ، وكَهِيمٌ . و ـ الشَّدائدُ الرَّجل كَهْماً : جعلتْهُ جبانًا .

(كَهُمَ) بصره ـُ كَهَامَةً : كلَّ ورقَّ . و ـ لسانُه : عَيَّ . فهو كَهامٌ ، وكَهِيمٌ .

(أَكْهَمَ) بصرُه : كهُم .

(كَهَّمَتْهُ) الشدائد : مبالغة في كهمته .

(تَكَهَّمَ) فلانٌ : كَهَم . و ـ تعرَّض للشر .

• (كَهْمَسَ) : تقارب ما بين رِجْليه فحَثَتَا التُّراب .

(الكَهْمَسُ) من الرجال : القصير . و ـ القبيح الوجه . و ـ الأَسدُ . و ـ الذِّئب . و ـ الناقة العظيمة السَّنام .

• (كَهَنَ) له ـَ كَهَانة : أخبرَه بالغيب . فهو كاهِن . (ج) كُهَّانٌ ، وكَهَنَةٌ . ويقال : كَهَنَ لهم : قال لهم قول الكهنة .

(كَهُنَ) ـُ كَهَانَةً : صار كاهِناً ، أو صارت الكَهانة له طبيعة وغريزة .

(كَاهَنَهُ) حاباه .

(تَكَهَّنَ) له : كَهَن . و ـ قال ما يُشْبه قول الكَهَنة .

(الكَاهِنُ) : كلُّ من يتعاطى علماً دقيقاً ، ومن العرب من كان يسمِّي المَنجِّم والطبيب كاهناً . و ـ الذى يقوم بأمر الرجل ويسْعَى في حاجته . و ـ عند اليهود والنصارى : من ارتقى إلى درجة الكهنوت . و ـ عند أصحاب الديانات الأُخرى من غير المسلمين : من ساغ له أن يقدم الذبائح والقرابين ويتولى الشعائر الدينية . و(حُلْوانُ الكَاهِنِ) أجرُه . و(سجع الكُهَّان) : كلامهم المُزَوَّق المُتكلَّف .

(الكِهَانَةُ) : حرفةُ الكاهن .

(الكَهَنُوتُ) : وظيفة الكاهن . (د) .

و(رجال الكهنوت) : رجال الدين عند اليهود والنصارى ونحوهم .

• (كَهَّ) ـِ كُهوهاً : هرم . و ـ السَّكرانُ في وجه من يَسْتَنْكِهُهُ : تنفَّس .

(كَهَّ) ـُ كُهوهاً : تنفَّس .

(الكَهَّةُ) : الناقة الضخمة المُسِنَّة . و ـ العجوز . و ـ النابُ مهزولةً كانت أو سمينة .

• (كَهِيَ) فلانٌ ـَ كَهًى : جَبُن وضَعُفَ وتغيَّرت رائحة فمه . و ـ أصابه كَلَفٌ في وجهه . فهو أكْهَى .

(أَكْهَى) فلان : سخَّن أطراف أصابعه بنَفَسِه . وعن الطعام : امتنع منه ولم يُرِدْهُ ، كَأَقهى .

(اكْتَهَى) فلاناً أن يكلِّمه : أعْظَمَهُ وأجَلَّه .

(الأَكْهَى) : الحَجَرُ لا صَدْعَ فيه .

(الأَكْهَاءُ) : نُبَلاءُ الرِّجال .

(الكَهَاةُ) : الناقة الضَّخمة المسِنَّة .

• (كَابَ) ـُ كَوْباً : شرب بالكوب .

(كَوِبَ) ـَ كَوَباً : دَقَّ عُنُقُه وعَظُمَ رأسه . فهو أكْوَبُ ، وهي كَوْباء . (ج) كُوبٌ .

(كَوَّبَ) الشيءَ : دقَّه بالكُوبَة .

(الكُوبُ) قَدَحٌ من الزُّجاج ونحو مستدير الرأس لا عُروةَ له وهو من آنية الشراب . (ج) أكْوُبٌ ، وأكوابٌ .

(الكُوبَةُ) : حجر مُدَوَّر تُسْحَقُ به الأدوية ونحوها . و ـ آلة موسيقية تشبه العود . و ـ النَّرْدُ أو الشَّطْرَنج . و ـ الكوب . (مو)

لِسَانُ العَرَب

للإمام العلّامة أبي الفضل جمال الدين محمّد بن مكرم
ابن منظور الافريقي المصري

المجلد الحادي عشر

دار صادر
بيروت

كنهدل : كَنَهْدَلٌ : صُلب شديد .

كهل : الكَهْلُ : الرجل إذا وَخَطه الشيب ورأَيت له بَجالةً ، وفي الصحاح : الكَهْلُ من الرجال الذي جاوَزَ الثلاثين ووَخَطه الشيبُ . وفي فضل أَبي بكر وعمر ، رضي الله عنهما : هذان سيِّدا كُهول الجنة ، وفي رواية : كُهولِ الأَوَّلين والآخِرين ؛ قال ابن الأَثير : الكَهْلُ من الرجال من زاد على ثلاثين سنة إلى الأَربعين ، وقيل : هو من ثلاث وثلاثين إلى تمام الخمسين ؛ وقد اكْتَهَلَ الرجلُ وكاهَلَ إذا بلغ الكُهولة فصار كَهْلاً ، وقيل : أَراد بالكَهْلِ هنا الحليمَ العاقلَ أَي أَن الله يدخل أَهلَ الجنةِ الجنةَ حُلَماءَ عُقلاءَ ، وفي المحكم : وقيل هو من أَربع وثلاثين إلى إحدى وخمسين . قال الله تعالى في قصة عيسى ، على نبينا وعليه الصلاة والسلام : ويُكَلِّمُ الناسَ في المهدِ وكَهْلاً ؛ قال الفراء : أَراد ومُكَلِّماً الناس في المهد وكَهْلاً ؛ والعرب تَضَع يفعل في موضع الفاعل إذا كانا في معطوفين مجتمعين في الكلام كقول الشاعر :

بِتُّ أُعَشِّيها بِعَضْبٍ باتِرِ ،
يَقْصِدُ في أَسْوُقِها ، وجائِرِ

أَراد قاصِدٍ في أَسْوُقها وجائرٍ ، وقد قيل : إنه عطف الكَهْل على الصفة ، أَراد بقوله في المَهْد صبيّاً وكَهْلاً ، فردَّ الكَهْلَ على الصفة كما قال دَعانا لِجَنْبِه أَو قاعِداً ؛ روى المنذري عن أَحمد بن يحيى أَنه قال : ذكر الله عز وجل لعيسى آيتين : تكليمه الناس في المَهْد فهذه معجزة ، والأُخرى نزوله إلى الأَرض عند اقتراب الساعة كَهْلاً ابن ثلاثين سنة يكلِّم أُمة محمد فهذه الآية الثانية . قال أَبو منصور : وإذا بلغ الخمسين فإِنه يقال له كَهْل ؛ ومنه قوله :

هل كَهْلُ خَمْسين ، إنْ شاقَتْه مَنْزِلةٌ ،
مُسَفَّهٌ رأْيُه فيها ، ومَسْبُوبُ ؟

فجعله كَهْلاً وقد بلغ الخمسين . ابن الأَعرابي : يقال للغُلام مُراهِق ثم مُحْتَلِم ، ثم يقال تَخرَّج وجهُه[1] ، ثم اتَّصلت لحيته ، ثم مُجْتَمِعٌ ثم كَهْلٌ ، وهو ابن ثلاث وثلاثين سنة ؛ قال الأَزهري : وقيل له كَهْل حينئذ لانتهاء شَبابه وكَمال قوَّته ، والجمع كَهْلُونَ وكُهُولٌ وكِهال وكُهْلانٌ ؛ قال ابن مَيَّادة :

وكيف تُرَجِّيها ، وقد حال دُونها
بَنُو أَسَدٍ ، كُهْلانُها وشَبابُها ؟

وكُهَّلٌ ؛ قال : وأُراها على توهُّم كاهِل ، والأُنثى كَهْلة من نسوة كَهَلاتٍ ، وهو القياس لأَنه صفة ، وقد حُكي فيه عن أَبي حاتم تحريك الهاء ولم يذكره النحويون فيما شذَّ من هذا الضرب . قال بعضهم : قلما يقال للمرأَة كهلة مفردة حتى يُزَوِّجُوها بشَهْلة ، يقولون شَهْلةٌ كَهْلةٌ . غيره : رجل كَهْل وامرأَة كَهْلة إذا انتهى شبابُهما ، وذلك عند استكمالهما ثلاثاً وثلاثين سنة ، قال : وقد يقال امرأَة كَهْلة ولم يذكر معها شَهْلة ؛ قال ذلك الأَصمعي وأَبو عبيدة وابن الأَعرابي ؛ قال الشاعر :

ولا أَعُودُ بعدها كَرِيّا ،
أُمارِسُ الكَهْلَةَ والصَّبِيّا ،
والعَزَبَ المُنَفَّهَ الأُمِّيّا

واكْتَهَل أَي صار كَهْلاً ، ولم يقولوا كَهَلَ إلاَّ أَنه قد جاء في الحديث : هل في أَهلِكَ من كاهِلٍ ؟ ويروى :

[1] قوله «ثم يقال تخرج وجهه الى قوله ثم مجتمع» هكذا في الاصل، وعبارته في مادة جمع : ويقال للرجل اذا اتصلت لحيته مجتمع ثم كهل بعد ذلك .

مَنْ كاهَلَ أي مَنْ دخل حدَّ الكُهُولة وقد تزوَّج ، وقد حكى أبو زيد : كاهَلَ الرجلُ تزوَّج. وروي عن النبي ، صلى الله عليه وسلم ، أنه سأَل رجلاً أراد الجهادَ معه فقال : هل في أهلِك من كاهِلٍ ؟ يروى بكسر الهاء على أنه اسم ، ويروى مَنْ كاهَلَ بفتح الهاء على أنه فِعْل ، بوزن ضارِبٍ وضارَبَ ، وهما من الكُهُولة ؛ يقول : هل فيهم مَنْ أَسَنَّ وصار كَهْلاً ؟ وذكر عن أبي سعيد الضرير أنه ردَّ على أبي عبيد هذا التفسير وزعم أنه خطأٌ ، قد يَخلُف الرجلُ الرجلَ في أهله كَهْلاً وغير كَهْلٍ ، قال : والذي سمعناه من العرب من غير مسأَلة أن الرجل الذي يَخلُف الرجلَ في أهله يقال له الكاهِن ، وقد كَهَنَ يَكْهَن كُهُوناً ، قال : ولا يخلو هذا الحرف من شيئين ، أحدهما أن يكون المحدِّث ساءَ سمعُه فظَنَّ أنه كاهِلٌ وإنما هو كاهِنٌ ، أو يكون الحرف تعاقب فيه بين اللام والنون كما يقال هَتَنَت السماءُ وهَتَلَت ، والغِرْيَن والغِرْيَل ، وهو ما تَرْسُب أسفل قارورة الدُّهْن من ثُفْلِه ، ويرسُب من الطين أسفل الغَدير وفي أسفل القِدْر من مَرَقَه ؛ عن الأصمعي ، قال الأزهري : وهذا الذي قاله أبو سعيد له وجه غير أنه بعيد ، ومعنى قوله ، صلى الله عليه وسلم : هل في أهلِك من كاهِلٍ أي في أهلك مَنْ تعتَمِده للقيام بشأْن عيالك الصغار ومن تُخلِّفه ممّن يلزمك عَوْلُه ، فلما قال له : ما هُم إلاَّ أُصَيْبِيَةٌ صِغار ، أجابه فقال : تَخَلَّفْ وجاهِدْ فيهم ولا تُضيِّعهم . والعرب تقول : مُضَر كاهِلُ العرب وسَعْد كاهِل تميم ؛ وفي النهاية : وتَميم كاهِل مُضَر ، وهو مأْخوذ من كاهل البعير وهو مقدَّم ظهره وهو الذي يكون عليه المَحْمِل ، قال : وإنما أراد بقوله هل في أهلك من تعتمد عليه في القيام بأَمر مَنْ تُخلِّف من صغار ولدك لئلا يضيعوا ، أَلا تراه قال له : ما هم إلاَّ أُصَيْبِيَة صغار ، فأَجابه وقال : ففيهم فجاهِد ، قال : وأَنكر أبو سعيد الكاهِل وقال : هو كاهِن كما تقدم ؛ وقول أبي خِراش الهذلي :

فلو كان سَلْمى جارَهُ أَو أَجارَهُ
رِماحُ ابنِ سعد ، رَدَّه طائرٌ كَهْلُ[1]

قال ابن سيده : لم يفسره أحد ، قال : وقد يمكن أن يكون جعله كَهْلاً مبالغة به في الشدة . الأزهري : يقال طار لفلان طائرٌ كَهْلٌ إذا كان له جَدٌّ وحَظٌّ في الدنيا . ونَبْت كَهْل : مُتناهٍ .

واكْتَهَلَ النبتُ : طال وانتهى منتهاه ، وفي الصحاح : تَمَّ طوله وظهر نَوْرُه ؛ قال الأعشى :

يُضاحِكُ الشمسَ منها كَوْكَبٌ شَرِقٌ ،
مُؤزَّرٌ بِعَميمِ النَّبْتِ مُكْتَهِلِ

وليس بعد اكْتِهال النَّبْت إلاَّ التَّوَلّي ؛ وقول الأَعشى يُضاحِك الشمسَ معناه يدُور معها ، ومُضاحَكَتُه إياها حُسْن له ونُضْرة ، والكَوْكَب : مُعْظَم النبات ، والشَّرِقُ : الرَّيَّان المُمْتلِئ ماءً ، والمُؤزَّر : الذي صار النبت كالإزار له ، والعَميم : النبتُ الكثيف الحسَن ، وهو أَكثر من الجَميم ؛ يقال : نَبْت عَميم ومُعْتَمٌّ وعَمَمٌ . واكْتَهَلَت الروضة إذا عَمَّها نبتُها ، وفي التهذيب : نَوْرُها . ونعجة مُكْتَهِلة إذا انتهى سِنُّها . المحكم : ونعجة مُكْتَهِلةٌ مُخْتَمِرةُ الرأْس بالبياض ، وأَنكر بعضهم ذلك .

والكاهِلُ : مقدَّم أَعلى الظهر مما يَلي العنُق وهو الثلُث الأَعلى فيه سِتُّ فِقَر ؛ قال امرؤ القيس

[1] قوله « رماح ابن سعد » هكذا الاصل ، وفي الاساس : رياح ابن سعد .

يصف فرساً :

له حارِكٌ كالدِّعْصِ لَبَّدهُ الثرى
إلى كاهِلٍ ، مثلِ الرِّتاجِ المُضَبَّبِ

وقال النضر : الكاهِلُ ما ظهر من الزَّوْرِ ، والزَّوْرُ ما بَطَنَ من الكاهِلِ ؛ وقال غيره : الكاهِل من الفرس ما ارتفع من فُروعِ كَتِفَيْه ؛ وأَنشد :

وكاهِلٍ أَفْرَعَ فيه ، مع ال
إفْراعِ ، إشْرافٌ وتَقْبِيبُ

وقال أَبو عبيدة : الحارِكُ فُروعُ الكَتِفَيْن ، وهو أَيضاً الكاهِلُ ؛ قال : والمِنْسَجُ أَسفل من ذلك ، والكاثِبة مقدَّم المِنْسَج ؛ وقيل : الكاهِلُ من الإنسان ما بين كَتِفيه ، وقيل : هو مَوْصِلُ العنُق في الصُّلْب ، وقيل : هو في الفرس خَلْفَ المِنْسَج ، وقيل : هو ما شَخَصَ من فُروعِ كَتِفيه إلى مُسْتَوَى ظهره . ويقال للشديد الغَضَب والهائِجِ من الفحول : إنه لذو كاهِلٍ ، حكاه ابن السكيت في كتابه المَوْسُوم بالأَلفاظ ، وفي بعض النسخ : إنه لذو صاهِلٍ ، بالصاد ؛ وقوله :

طويلِ مِتَلِّ العُنْقِ أَشْرَفَ كاهِلاً ،
أَشَقَّ رَحِيبِ الجَوْفِ مُعْتَدِلِ الجِرْمِ

وضع الاسم فيه موضع الظرف كأَنه قال : ذهب صُعُداً . وإنه لشديد الكاهل أَي منيع الجانب ؛ قال الأَزهري : سمعت غير واحد من العرب يقول فلان كاهِل بني فلان أَي مُعْتَمَدهم في المُلِمَّات وسَنَدُهم في المُهِمات ، وهو مأْخوذ من كاهل الظهر لأَن عُنُق الفرس يَتَسانَدُ إليه إذا أَحْضَر ، وهو مَحْمِل مُقَدَّم قَرَبُوس السَّرْج ومُعْتَمَد الفارس عليه ؛ ومن هذا قول رؤْبة يمدح مَعَدّاً :

إذا مَعَدٌّ عَدَتِ الأَوائِلا ،
فابْنَا نِزارٍ فَرَّجا الزَّلازِلا

حِصْنَيْنِ كانا لِمَعَدٍّ كاهِلا ،
ومَنْكِبَيْنِ اعْتَلَيا التَّلاتِلا

أَي كانا ، يعني ربيعة ومُضَر ، عُمْدة أَولادِ مَعَدٍّ كُلِّهم . وفي كتابه إلى أَهل اليمن في أَوقات الصلاة والعِشاء : إذا غاب الشَّفَقُ إلى أَن تَذْهَب كَواهِلُ الليلِ أَي أَوائله إلى أَوساطه تشبيهاً لليل بالإبل السائرة التي تتقدَّم أَعناقُها وهَوادِيها وتتبعُها أَعجازُها وتَوالِيها . والكَواهِل : جمع كاهِل وهو مقدَّم أَعلى الظهْر ؛ ومنه حديث عائشة : وقَرَّر الرُّؤُوسَ على كَواهلِها أَي أَثْبَتَها في أَماكنها كأَنها كانت مشْفِية على الذهاب والهلاك . الجوهري : الكاهِلُ الحارِكُ وهو ما بين الكَتِفين . قال النبي ، صلى الله عليه وسلم : تميمٌ كاهِلُ مُضَر وعليها المَحْمِل . قال ابن بري : الحارِكُ فرع الكاهل ؛ هكذا قال أَبو عبيدة ، قال : وهو عظم مُشْرِف اكْتَنَفه فَرْعا الكَتِفَيْن ، قال : وقال بعضهم هو منبت أَدنى العُرْف إلى الظهر ، وهو الذي يأْخذ به الفارس إذا رَكِب . أَبو عمرو : يقال للرجل إنه لذو شاهِقٍ وكاهِلٍ وكاهِنٍ ، بالنون واللام ، إذا اشتدَّ غضبُه ، ويقال ذلك للفحل عند صِيالِه حين تسمَع له صَوْتاً يخرج من جَوْفه .

والكَهْلُول : الضحَّاكُ ، وقيل : الكَرِيم ، عاقبت اللامُ الراءَ في كَهْرور . ابن السكيت : الكُهْلُولُ والرُّهْشُوشُ والبُهْلُول كله السخيُّ الكريم .

والكَهْوَلُ : العَنْكَبُوت ، وحُقُّ الكَهْول بَيْتُه . وقال عمرو بن العاص لمعاوية حين أَراد عَزْلَه عن مِصْر : إني أَتيتُك من العِراق وإنَّ أَمْرَك كَحُقِّ الكَهْولِ أَو كالجُعْدُبةِ أَو كالكُعْدُبةِ ، فما زلت

أَسْدِي وأَلْحِمْ حتى صار أَمْرُك كفَلْكَةِ الدَّرَّارةِ وكالطَّرَّافِ المُمَدَّدِ ؛ قال ابن الأثير : هذه اللفظة قد اختُلِف فيها، فرَوَاها الأزهري بفتح الكاف وضم الهاء وقال : هي العَنْكَبُوت ، ورواها الخطابيُّ والزمخشري بسكون الهاء وفتح الكاف والواو وقالا : هي العنكبوت ، ولم يقيّدها القتيبي ، ويروى : كَحُقِّ الكَهْدَل ، بالدال بدل الواو ، وقال القتيبي : أما حُقُّ الكَهْدَل فلم أسمع شيئاً من يوثق بعلمه بمعنى أنه بيت العنكبوت ؛ ويقال : إنه ثَدْيُ العَجوز ، وقيل : العجوز نفسها ، وحُقُّها ثديُها ، وقيل غير ذلك ؛ والجُعْدُبةُ : النُّفَّاخاتُ التي تكون من ماء المطر ، والكُعْدُبةُ : بيت العنكبوت ، وكل ذلك مذكور في موضعه .

وكاهِلٌ وكَهْلٌ وكُهَيْلٌ : أسماء يجوز أن يكون تصغير كَهْلٍ وأن يكون تصغير كاهِلٍ تصغيرَ الترخيم ؛ قال ابن سيده : وأن يكون تصغيرَ كَهْلٍ أَولى لأَن تصغير الترخيم ليس بكثير في كلامهم . وكُهَيْلة : موضع رمل ؛ قال :

عُمَيْرِيَّة حَلَّتْ بِرَمْلِ كُهَيْلةٍ
فبَيْنُونةٍ ،تَلْقَى لها الدهرَ مَرْتَعا

الجوهري : كاهِل أبو قبيلة من الأسد ، وهو كاهِل بن أسد بن خُزَيمة ، وهم قَتَلَةُ أَبي امرىء القيس . وكِنْهِل ، بالكسر : اسم موضع أو ماء .

كهبل : رجل كَهْبَلٌ : قصير . والكَنَهْبَل ، بفتح الباء وضمها : شجر عِظام وهو من العضاه ؛ قال سيبويه : أما كَنَهْبُل فالنون فيه زائدة لأنه ليس في الكلام على مثال سَفَرْجُل ، فهذا بمنزلة ما يشتقّ مما ليس فيه نون ، فكَنَهْبُل بمنزلة عَرَنْتُنٍ ، بَنَوْهُ بِناءه حين زادوا النون ، ولو كانت من نفس الحرف لم يفعلوا ذلك ؛ قال امرؤ القيس يصف مطراً وسَيْلاً :

فأَضْحَى يَسُحُّ الماءَ من كُلِّ فِيقةٍ ،
يَكُبُّ على الأَذْقانِ دَوْحَ الكَنَهْبُلِ [1]

والكَنَهْبَل : لغة فيه . قال أبو حنيفة : أخبرني أعرابي من أهل السَّراة قال : الكَنَهْبُلُ صِنف من الطَّلْح جفر قِصار الشوك . الأزهري في الخماسي : الكَنَهْبَل واحدتها كَنَهْبَلة ؛ قال ابن الأعرابي : هي شجر عظام معروفة ، وأنشد بيت امرىء القيس ، قال : ولا أَعرف في الأسماء مثل كَنَهْبُل ، وقال فيه : الكَنَهْبُل من الشَّعِير أَضْخَمُه سُنْبُلةً ، قال : وهي شعيرة يمانية حمراء السنبلة صغيرة الحَبِّ .

كهدل : الكَهْدَل : العنكبوت ، وقيل : العَجوز ، وقال عمرو بن العاص لمعاوية حين أراد عَزْله عن مصر : إني أتيتك من العِراق وإنَّ أَمْرَك كحُقِّ الكَهْوَلِ ، ويروى : كحُقِّ الكَهْدَلِ بالدال عِوَض الواو ، قال القتيبي : أما حُقُّ الكَهْدَل فإني لم أسمع شيئاً من يُوثَق بعلمه بمعنى أنه بيت العنكبوت ، ويقال : إنه ثَدْيُ العجوز ، وقيل : العجوز نفسُها ، وحُقُّها ثديها ، وقيل غير ذلك . والكَهْدَل : الجارية السمينة الناعمة . قال أبو حاتم فيما روى عنه القتيبي : الكَهْدَل العاتِقُ من الجَواري ؛ وأنشد :

إذا ما الكَهْدَلُ العا رِكُ ماسَتْ في جَوارِيها
حَسِبْتَ القَمَرَ الباهِ رَ ، في الحُسْنِ ، يُباهِيها

وكَهْدَل : اسم راجز ؛ قال يعني نفسه :

قد طَرَدَتْ أُمُّ الحَدِيدِ كَهْدَلا

[1] في رواية اخرى : فوق كُتَيفةٍ ، وهو موضع في اليمن ، بدل كلّ فيقة .

الصحاح

تاج اللغة وصحاح العربية

تأليف

إسماعيل بن حماد الجوهري

تحقيق

أحمد عبد الغفور عطار

دار العلم للملايين

الصِّحاح

تاجُ اللغةِ وصِحاحُ العربيَّة

تأليف

إسماعيل بن حمّاد الجوهري

تحقيق

أحمد عبد الغفور عطّار

الجزء الخامس

دار العلم للملايين
ص.ب: ١٠٨٥ - بيروت
تلكس: ٢٣١٦٦ - لبنان

دار العلم للملايين

مؤسسة ثقافية للتأليف والترجمة والنشر

شارع مار الياس - خلف ثكنة الحلو

ص.ب ١٠٨٥ - تلفون: ٣٠٤٤٤٥ - ٨١٦٦٣٩

برقياً: ملايين - تلكس: ٢٣١٦٦ ملايين

بيروت - لبنان
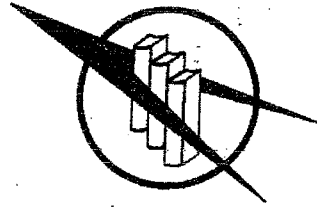
الطبعة الرابعة

كانون الثاني / يناير ١٩٩٠

الطبعة الأولى
القاهرة
١٣٧٦ هـ - ١٩٥٦ م

الطبعة الثانية
بيروت
١٣٩٩ هـ - ١٩٧٩ م

الطبعة الثالثة
١٤٠٤هـ - ١٩٨٤م

كأنّه من الأضْدَادِ . وأنشد أبو زيد لِجَهْم ابن سَبَل :

ولا أَكَلُّ عن حربٍ مُجَلِّحَةٍ
ولَا أُخَــدِّرُ لِلْمُلْتَقِيْنَ بالسَّلَمِ

وانْــكَــلَّ الرجُــلُ انْــكِلَالًا : تَبَسَّمَ .

قال الأعشى :

وتَنْــكَلُّ[1] عن غُرٍّ عِذَابٍ كأنّها
جَنَى أُقْحُوَانٍ نَبْتُهُ مُتناعِمُ

يقال : كَشَرَ وافْتَرَّ وانْــكَلَّ ، كلّ ذلك تَبْدُو منه الأسنان .

وانْــكِلَالُ الغيمِ بالبَرْقِ ، هو قَدْرُ ما يُرِيكَ سَوَادَ الغَيْمِ من بَيَاضِه .

[كمل]

الـكمالُ : التَمَامُ ، وفيه ثلاثُ لُغَاتٍ : كَمَلَ ، وكَمُلَ ، وكَمِلَ . والـكسر أردَؤُهَا .

وتَــكَامَلَ ، وأَكْمَلْتُهُ أنا .

ورجلٌ كامِلٌ وقومٌ كَمَلَةٌ ، مثل حَافِدٍ وحَفَدَةٍ .

ويقال : أَعْطِهِ هذا المالَ كَمَلًا ، أى كُلَّهُ .

وكاملٌ : اسم فَرَسِ زَيْدِ الْخَيْلِ .

والتَّـكْمِيلُ والإِكْمَالُ : الإتمامُ .

واسْتَــكْمَلَهُ : اسْتَتَمَّهُ .

---

(١) فى اللسان : « وينكل » .

وقول حُمَيْدٍ :

حَتَّى إذَا مَاحَاجِبُ الشَّمْسِ دَمَجْ
تَذَكَّرَ البِيْضَ بِكُمْثُولٍ فَلَجْ

من نوّن الـكُمْـثُولَ قال: هو مَفَازَةٌ . وفَلَجٌ يريد لَجَّ فى السَّيْرِ ، وإنما ترك التشديد للقافية .

وقال الخليل : الـكُمْـثُولُ : نَبْتٌ ، وهو بالفارسية بَرْغَشْت ، حكاه أبو تُرَاب فى كتابِ الاعتقاب .

ومن أضاف قال فَلَجٌ : نهر صغير .

[كهل]

الـكَهْلُ من الرجَال : الذى جاوَزَ الثَلاثينَ وَوَخَطَهُ الشَّيْبُ . وامرأة كَهْلَةٌ . قال الراجز :

ولا أَعُودُ بَعْدَها كَرِيًّا[1]
أُمَارِسُ الـكَهْلَةَ والصبيَّا[2]

وفى الحديث : « هَلْ فى أَهْلِكَ مِنْ كاهِلٍ » قال أبو عُبَيْدٍ : ويقال « مَنْ كَاهَلَ » ، أى مَنْ أَسَنَّ[3] وصَارَ كَهْلًا .

---

(١) ويروى : « ولن أعود » .

(٢) بعده :

* والعذَبَ المنفَّهَ الأُمِّيَّا *

الأمىّ : العيي القليل الـكلام . والمنفَّه : الذى نفّهه السيرُ ، أى أعياه .

(٣) الذى فى القاموس : أى تزوَّجَ . قاله لرجل أراد الجهاد معه صلى الله عليه وسلم .

التفسير الوجيز

على هامش

القرآن العظيم

ومعه أسباب النزول وقواعد الترتيل

تأليف

الأستاذ الدكتور وهبة الزحيلي

رئيس قسم الفقه الإسلامي ومذاهبه في جامعة دمشق

دار الفكر

دمشق - سورية

الرقم الاصطلاحي : 1001, 01 1

الرقم الموضوعي : 220

الرقم الدولي : ISBN : 1 - 54547 - 238 - 4

الموضوع : القرآن وعلومه

العنوان : التفسير الوجيز على هامش القرآن العظيم

ومعه أسباب النزول وقواعد الترتيل

التأليف : الأستاذ الدكتور وهبة الزحيلي

خطوط المصحف : أحمد الباري

زخارف المصحف : هيثم قسومة

التنفيذ الطباعي : مطابع دار المستقبل - بيروت

التجليد الفني : علي الحمصي - بيروت

عدد الصفحات : ٦٤٠

قياس الصفحة : ١٧ × ٢٥ سم

عدد النسخ : ٣٠٠٠

وقد وافق على نسخة المصحف وإصداره كل من :

١ - إدارة الإفتاء العام والتدريس الديني في سورية برقم ٦٦١ وتاريخ ١٤٠٣/٩/٤ هـ الموافق ١٩٨٣/٦/١٤ م

٢ - دار الفتوى في لبنان برقم ٣٦/٤٦٦ وتاريخ ١٤١٤/١٠/١٤ هـ الموافق ١٩٩٤/٣/٢٦ م .

٣ - المجلس الإسلامي الأعلى تونس بوجب الكتاب رقم/أ ٥٠ الصادر بتاريخ ١٩٩٠/٢/٢٩ م .

الطبعةالثانية ١٤١٦ هـ = ١٩٩٦ م   ط١   ١٤١٥ هـ = ١٩٩٤ م

وَيُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ فِى ٱلْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِى وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِى بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ ٱللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾ وَيُعَلِّمُهُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ ﴿٤٨﴾ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَنِّى قَدْ جِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّىٓ أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ ٱلطِّينِ كَهَيْـَٔةِ ٱلطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًۢا بِإِذْنِ ٱللَّهِ وَأُبْرِئُ ٱلْأَكْمَهَ وَٱلْأَبْرَصَ وَأُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ ٱللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِى بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٤٩﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ ٱلَّذِى حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٥٠﴾ إِنَّ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٥١﴾ ۞ فَلَمَّآ أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ ٱلْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِىٓ إِلَى ٱللَّهِ قَالَ ٱلْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ ٱللَّهِ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَٱشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٥٢﴾

٤٦ - ويكلّم الناس وهو طفل صغير في المهد: مضجع الطفل حين الرضاع، وفي الكهولة: ما بعد سن الثلاثين أو الأربعين إلى الشيخوخة، أي يكلّم الناس في الحالين بالوحي والرسالة، وهو من العباد الصالحين.

٤٧ - قالت مريم مستبعدة الأمر بحكم العادة: كيف يكون لي ولد، ولم يقربني رجل؟ فأجابها الوحي: مثل ذلك يخلق الله ما يشاء من العدم بمقتضى قدرته وحكمته، إذا أراد أمراً أو شيئاً، أوجده بكلمة ﴿كن﴾ فيكون كما أراد.

٤٨ - ويعلّم الله عيسى الكتابة والخط، والعلم النافع وفهم أسرار الأشياء، والتوراة التي أنزلها على موسى، والإنجيل الكتاب الذي سيوحى به إليه بعد ذلك.

٤٩ - ويرسله الله رسولاً إلى بني إسرائيل: أني أتيتكم بعلامة دالة على صدق نبوتي ورسالتي، وهي أنني أصوّر لكم من الطين شيئاً كهيئة الطير، فأنفخ فيه، فيصير حياً كسائر الطيور، بإرادة الله، فالخلق الحقيقي من الله، وأشفي الأكمه: الذي ولد أعمى، والأبرص الذي به البرص: وهو بياض يظهر في الجلد، وخصّ هذان المرضان؛ لاستحالة الشفاء منهما في العادة الغالبة، وأحيي الموتى، وكل ذلك بإرادة الله، وأخبركم بما تأكلون وتدخرون في بيوتكم، وذلك مما لا يطلع عليه الناس عادة، إن في جميع ما ذكر لدليلاً قاطعاً وحجة ظاهرة على صدق رسالتي، إن كنتم مصدقين بالرسالات الإلهية.

٥٠ - وجئتكم مصدقاً لما سبقني من التوراة، عاملاً بها، مخففاً بعض أحكامها، أحلّ من الطيبات بعض المحرّم في التوراة، كلحوم كل ذي ظفر وشحوم الأنعام، وجئتكم بحجة شاهدة على صدقي من الله، فخافوا عذابه، وأطيعوني فيما دعوتكم إليه، وتابعوني في ديني.

٥١ - إن الله ربي وربكم، لا إله غيره ولا رب سواه، وأنا عبده، فاعبدوه وحده لا شريك له، هذا هو الطريق القويم الواضح الذي لا اعوجاج فيه.

٥٢ - فلما لمس عيسى الكفر والضلال من بني إسرائيل، قال لهم: من أعواني في الدعوة إلى الله، وتبليغ رسالته للناس؟ قال الحواريون - أصحابه وتلاميذه - الاثنا عشر رجلاً: نحن أنصار دين الله ورسله، آمنا بالله، واشهد يا عيسى بأنا مخلصون في إيماننا، منقادون لرسالتك.

تفسير الطبري

جامع البيان عن تأويل آي القرآن

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري

(٢٢٤هـ - ٣١٠هـ)

تحقيق

الدكتور/ عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز البحوث والدراسات العربية والإسلامية

بدار هجر

الدكتور/ عبد السند حسن يمامة

الجزء الخامس

هجر

للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان

حدَّثني محمدُ بنُ عمرٍو ، قال : ثنا أبو عاصمٍ ، قال : ثنا عيسى ، عن ابنِ أبي نَجيحٍ ، عن مجاهدٍ : ﴿ وَكَهْلًا وَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴾ قال : الكَهْلُ الحليمُ[1] .

حدَّثنا القاسمُ ، قال : ثنا الحسينُ ، قال : ثنى حَجّاجٌ ، عن ابنِ جُرَيجٍ ، قال : كلَّمهم صغيرًا وكبيرًا وكهلًا . وقال ابنُ جريجٍ ، وقال مجاهدٌ : الكَهْلُ الحليمُ .

حدَّثني محمدُ بنُ سِنانٍ ، قال : ثنا أبو بكرٍ الحنفيُّ ، عن عبّادٍ ، عن الحسنِ في قولِه : ﴿ وَيُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ فِي ٱلْمَهْدِ وَكَهْلًا ﴾ قال : كلَّمهم في المَهْدِ صَبِيًّا ، وكلَّمهم كبيرًا[2] .

وقال آخرون : معنَى قولِه : ﴿ وَكَهْلًا ﴾ : أنه سيُكَلِّمُهم إذا ظهَر .

ذكرُ مَن قال ذلك

حدَّثني يونسُ ، قال : أخبَرنا ابنُ وَهْبٍ ، قال : سمِعتُه ، يعني ابنَ زيدٍ ، يقولُ في قولِه : ﴿ وَيُكَلِّمُ / ٱلنَّاسَ فِي ٱلْمَهْدِ وَكَهْلًا ﴾ . قال : قد كلَّمهم عيسى في المَهْدِ ، وسيُكَلِّمُهم إذا قتَل الدجالَ ، وهو يومَئذٍ كَهْلٌ[3] . ٢٧٣/٣

ونصَب ﴿ وَكَهْلًا ﴾ عطفًا على موضعِ : ﴿ وَيُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ ﴾ .

وأما قولُه : ﴿ وَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴾ . فإنه يَعْنى : مِن عِدادِهم وأوليائِهم ؛ لأن أهلَ الصلاحِ بعضُهم مِن بعضٍ في الدِّينِ والفَضْلِ .

---

(١) أخرجه الفريابي - كما في التغليق ٣٥/٤-، وابن أبي حاتم في تفسيره ٦٥٢/٢ (٣٥٢٥) من طريق ابن أبي نجيح به .

(٢) أخرجه ابن أبي حاتم في تفسيره ٦٥٢/٢ (٣٥٢٣) من طريق أبي بكر الحنفي .

(٣) عزاه السيوطي في الدر المنثور ٢٥/٢ إلى المصنف .

تنویر المقباس
من
تفسیر ابن عباس

وَسَيِّدًا وَحَصُورًا وَنَبِيًّا مِّنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٣٩﴾ قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِى غُلَٰمٌ وَقَدْ بَلَغَنِىَ ٱلْكِبَرُ
وَٱمْرَأَتِى عَاقِرٌ قَالَ كَذَٰلِكَ ٱللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿٤٠﴾ قَالَ رَبِّ ٱجْعَل لِّىٓ ءَايَةً قَالَ ءَايَتُكَ أَلَّا
تُكَلِّمَ ٱلنَّاسَ ثَلَٰثَةَ أَيَّامٍ إِلَّا رَمْزًا وَٱذْكُر رَّبَّكَ كَثِيرًا وَسَبِّحْ بِٱلْعَشِىِّ وَٱلْإِبْكَٰرِ ﴿٤١﴾ وَإِذْ
قَالَتِ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ ٱللَّهَ ٱصْطَفَىٰكِ وَطَهَّرَكِ وَٱصْطَفَىٰكِ عَلَىٰ نِسَآءِ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿٤٢﴾ يَٰمَرْيَمُ
ٱقْنُتِى لِرَبِّكِ وَٱسْجُدِى وَٱرْكَعِى مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ ﴿٤٣﴾ ذَٰلِكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ وَمَا كُنتَ
لَدَيْهِمْ إِذْ يُلْقُونَ أَقْلَٰمَهُمْ أَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنتَ لَدَيْهِمْ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٤٤﴾ إِذْ
قَالَتِ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ يَٰمَرْيَمُ إِنَّ ٱللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ ٱسْمُهُ ٱلْمَسِيحُ عِيسَى ٱبْنُ مَرْيَمَ وَجِيهًا فِى ٱلدُّنْيَا
وَٱلْءَاخِرَةِ وَمِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٥﴾ وَيُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ فِى ٱلْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَتْ رَبِّ
أَنَّىٰ يَكُونُ لِى وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِى بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ ٱللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن

يكون بكلمة من الله مخلوقاً بلا أب ﴿وَسَيِّداً﴾ حليماً عن الجهل ﴿وَحَصُوراً﴾ لم يكن له شهوة إلى النساء ﴿وَنَبِياً مِنَ الصَّالِحِينَ﴾ من المرسلين ﴿قَالَ رَبِّ﴾ قال زكريا لجبريل يا سيدي ﴿أَنَّى يَكُونُ لِي غُلامٌ﴾ من أين يكون لي ولد ﴿وَقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ﴾ وقد أدركني الكبر ﴿وَامْرَأَتِي عَاقِرٌ﴾ عقيم لا تلد ﴿قَالَ﴾ جبريل ﴿كَذَلِكَ﴾ كما قلت لك ﴿اللَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ﴾ كما يشاء ﴿قَالَ﴾ زكريا ﴿رَبِّ﴾ أي يا رب ﴿اجْعَل لِي آيَةً﴾ علامة في حبل امرأتي ﴿قَالَ آيَتُكَ﴾ علامتك في حبل امرأتك ﴿أَلاَّ تُكَلِّمَ النَّاسَ﴾ لا تقدر أن تكلم الناس ﴿ثَلاثَةَ أَيَّامٍ﴾ من غير خرس ﴿إِلاَّ رَمْزاً﴾ إلا تحريكاً بالشفتين والحاجبين والعينين واليدين ويقال إلا كتابة على الأرض ﴿وَاذْكُر رَّبَّكَ﴾ باللسان والقلب ﴿كَثِيراً﴾ على كل حال ﴿وَسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالإِبْكَارِ﴾ صل غدوة وعشياً كما كنت تصلي ﴿وَإِذْ قَالَتِ الْمَلائِكَةُ﴾ يعني جبريل ﴿يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاكِ﴾ يقال اختارك بالإسلام والعبادة ﴿وَطَهَّرَكِ﴾ من الكفر والشرك والأدناس ويقال أنجاك من القتل ﴿وَاصْطَفَاكِ﴾ اختارك ﴿عَلَى نِسَاءِ الْعَالَمِينَ﴾ عالمي زمانك بولادة عيسى ﴿يَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ﴾ أطيعي لربك شكراً لذلك ويقال أطيلي القيام في الصلاة شكراً لربك ﴿وَاسْجُدِي وَارْكَعِي﴾ معناه واركعي واسجدي أمر بالركوع والسجود ﴿مَعَ الرَّاكِعِينَ﴾ مع أهل الصلاة ﴿ذَلِكَ﴾ هذا الذي ذكرت من خبر مريم وزكريا ﴿مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ﴾ من أخبار الغائب عنك يا محمد ﴿نُوحِيهِ إِلَيْكَ﴾ يقول نرسل جبريل به إليك ﴿وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ﴾ يعني عند الأحبار ﴿إِذْ يُلْقُونَ أَقْلامَهُمْ﴾ في جري الماء ﴿أَيُّهُمْ يَكْفُلُ﴾ يأخذ ﴿مَرْيَمَ﴾ للتربية ﴿وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ﴾ عندهم ﴿إِذْ يَخْتَصِمُونَ﴾ يتكلمون بالحجة لتربية مريم ﴿إِذْ قَالَتِ الْمَلائِكَةُ﴾ يعني جبريل ﴿يَا مَرْيَمُ إِنَّ اللَّهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِنْهُ﴾ بولد يكون بكلمة من الله مخلوقاً ﴿اسْمُهُ الْمَسِيحُ﴾ يسمى المسيح لأنه يسيح في البلدان ويقال المسيح الملك ﴿عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيهاً فِي الدُّنْيَا﴾ له القدر والمنزلة في الدنيا عند الناس ﴿وَالآخِرَةِ﴾ وفي الآخرة عند الله له القدر والمنزلة ﴿وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ﴾ إلى الله في جنة عدن ﴿وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ﴾ في الحجر ابن أربعين يوماً إني عبد الله ومسيحه ﴿وَكَهْلاً﴾ بعد ثلاثين سنة بالنبوة ﴿وَمِنَ الصَّالِحِينَ﴾ من المرسلين ﴿قَالَتْ رَبِّ﴾ قالت مريم لجبريل يا سيدي ﴿أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ﴾ من أين يكون لي غلام ولد ﴿وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ﴾ بالحلال ولا بالحرام ﴿قَالَ﴾ جبريل ﴿كَذَلِكَ﴾ كما قلت لك ﴿اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ﴾ كما يشاء ﴿إِذَا قَضَى أَمْراً﴾ إذا أراد أن يخلق ولداً منك

که دهشت خورد انبیا * تو عذر گنه را چه داری بیا * برادر ز کار بدان شرم دار * که در روی پیغمبران شوی شرمسار * سر از جیب غفلت بر آور کنون * که فردا نماند خجلت نگون * وقیل قولهم لا علم لنا ليس المقصود منه نفي العلم بجوابهم حال التبليغ ولا وقت حياة الانبياء بل المقصود نفي علمهم بما كان من الامم بعد وفاة الانبياء في العاقبة وآخر الامر الذي به الاعتبار لان الثواب والعقاب انما يدوران على الخاتمة وذلك غير معلوم لهم فلهذا المعنى قالوا لا علم لنا وفي الحديث اني على الحوض انظر من يرد علي منكم والله ليقطعن دوني رجال فلاقولن اي ربي مني ومن امتي فيقول انك لا تدري ما احدثوا بعدك ما زالوا يرجعون على اعقابهم وهو عبارة عن ارتدادهم اعم من ان يكون من الاعمال الصالحة الى السيئة او من الاسلام الى الكفر وفي الحديث يدعى نوح يوم القيامة فيقول لبيك وسعديك يا رب فيقول هل بلغت فيقول نعم فيقال لامته هل بلغكم فيقولون ما اتانا من نذير فيقول من يشهد لك فيقول محمد وامته فيشهدون انه قد بلغ فذلك قوله تعالى وكذلك جعلناكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس انما شهد محمد وامته بذلك مع انهم بعد نوح لعلمهم بالقرآن ان الانبياء كلهم قد بلغوا اممهم ما ارسلوا به وقد جاء في الرواية ثم يؤتى بمحمد فيسأل عن حال امته فيزكيهم ويشهد بصدقهم فذلك قوله تعالى ويكون الرسول عليكم شهيدا فعلى العاقل ان يجيب الى دعوة الحق وينتصح بنصيحة الناصح الصدق * امروز قدر پند عزیزان شناختیم * یا رب روان ناصح ما از تو شاد باد * واعلم ان القيامة يوم يتجلى الحق فيه بالصفة القهارية قال تعالى لمن الملك اليوم لله الواحد القهار قال حضرة شيخنا العلامه ابقاه الله بالسلامه هذا ترتيب انيق فان الذات الاحدي يدفع بوحدته الكثرة ويقهر الآثار فيضمحل الكل فلا يبقى سواه تعالى وقيامة العارفين دائمة لانهم يكاشفون الامور ويشاهدون الاقوال في كل موطن على ما هي عليه وهي القيامة الكبرى وحشر الخواص بل الاخص اللهم اجعلنا ممن مات بالاختيار قبل الموت بالاضطرار (اذ قال الله يا عيسى ابن مريم) اي اذكروا ايها المؤمنون وقت قول الله تعالى لعيسى ابن مريم وهو يوم القيامة (اذكر نعمتي) اي انعامي (عليك وعلى والدتك) وليس المراد بامره عليه السلام يومئذ بذكر النعم تكليف الشكر اذ قد مضى وقته في الدنيا بل ليكون حجة على من كفر حيث اظهر الله على يده معجزات كثيرة فكذبته طائفة وسموه ساحرا وغلا آخرون فاتخذوه الها فيكون ذلك حسرة وندامة عليهم يوم القيامة والفائدة في ذكرامه ان الناس تكلموا فيها ما تكلموا ثم عد الله تعالى نعمة نعمة فقال (اذ ايدتك) ظرف لنعمتي اي اذكر انعامي عليكما وقت تأييدي لك (بروح القدس) اي بجبريل الطاهر على ان القدس الطهور واضيف اليه الروح مدحا له بكمال اختصاصه بالطهر كما في رجل صدق ومعنى تأييده به ان جبريل عليه السلام يجعل حجته ثابتة مقررة (تكلم الناس في المهد وكهلا) استئناف مبين لتأييده عليه السلام والمعنى تكلمهم في الطفولة والكهولة على سواء اي من غير ان يوجد تفاوت بين كلامه طفلا وبين كلامه كهلا في كونه صادرا عن كمال العقل وموافقا لكمال الانبياء والحكماء فانه تكلم حال كونه في المهد اي في حجر الام او الذي يربى فيه الطفل بقوله اني عبد الله آتاني الكتاب وجعلني نبيا وجعلني مباركا اينما كنت واوصاني بالصلاة والزكاة ما دمت حيا وتكلم كهلا بالوحي والنبوة فتكلمه في تينك الحالتين على حد واحد وصفة واحدة من غير تفاوت معجزة عظيمة حصلت له وما حصلت لاحد من الانبياء قبله ولا بعده وكل معجزة ظهرت منه كما انها نعمة في حقه فكذلك هي نعمة في حق امه لانها تدل على براءة ساحتها عما نسبوها اليه واتهموها به وحمل مريم ما كان من الرجال كسائر النساء وانما كان بروح منه كما قال تعالى ومريم ابنة عمران التي احصنت فرجها فنفخنا فيه من روحنا فهذه نعمة خاصة بمريم وكذلك ولادة عيسى وخلقته ما كانت من نطف الرجال وانما كانت كلمته القاها الى مريم وروح منه فهذه نعمة خاصة بعيسى والكهل من الرجال الذي جاوز الثلاثين وخطه الشيب اي خالطه وقيل المراد بتكلمه كهلا ان يكلم الناس بعد ان ينزل من السماء في آخر الزمان بناء على انه رفع قبل ان اكهل فيكون قوله تعالى وكهلا دليلا على نزوله ويروى ان الله تعالى ارسله وهو ابن ثلاثين سنة فمكث في رسالته ثلاثين شهرا ثم رفعه الله تعالى اليه وينزل على هذا السن ثم يكهل (واذ علمتك الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل) اي اذكر نعمتي عليكما وقت تعليمي لك جنس الكتب المنزلة وخص الكتابان بالذكر مع دخولهما في الجنس اظهارا لشرفهما والمراد بالحكمة العلم والفهم لما في الكتب المنزلة واسرارها وقيل هي استكمال النفس بالعلم بها وبالعمل بمقتضاها

حاشية

محيي الدين شيخ زاده

محمد بن مصلح الدين مصطفى القوجوي الحنفي
المتوفى سنة ٩٥١هـ

على

تفسير القاضي البيضاوي

المتوفى سنة ٦٨٥هـ

ضبطه وصححه وخرج آياته
محمد عبد القادر شاهين

الجزء الثالث

المحتوى:

من أول سورة آل عمران - حتى آخر سورة المائدة

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

﴿وَيُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ فِى ٱلْمَهْدِ وَكَهْلًا﴾ أي يكلمهم حال كونه طِفلاً وكهلاً كلام الأنبياء من غير تفاوت. والمهد مصدر سمي به ما يُمهَد للصبي من مضجعه. وقيل: إنه رُفع شابًا. والمراد وكهلاً بعد نزوله وذكر أحواله المختلفةَ المتنافيةَ إرشادًا إلى أنه بمعزل عن الألُوهيّةِ ﴿وَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٤٦﴾﴾ حال ثالث من كلمة أو ضميرها الذي في يكلم.

بنى منه اسم المفعول بخلاف موتت البهائم. **قوله تعالى:** (ويكلم الناس) معطوف على قوله: «وجيهًا» أي وجيهًا ومكلمًا، فإن الجملة الفعلية الحالية مقدرة بالاسم فجاز عطفها على الاسمية. والكهل الذي اجتمع قوته وتم شبابه، وأول سن الكهولة ثلاثون. وقيل: اثنان وثلاثون وقيل: أربعون وآخر سنها خمسون وقيل: ستون. ويدخل في سن الشيخوخة. **قوله:** (في المهد) متعلق بمحذوف على أنه حال من الضمير في «يكلم» أي يكلم صغيرًا وكهلاً لأن المراد أنه يكلم الناس في الحال التي يكون الصبي فيها في المهد لا أنه يكلمهم حال كونه مضجعًا في المهد حقيقة.

قوله: (أي يكلمهم حال كونه طفلاً وكهلاً كلام الأنبياء) إشارة إلى جواب ما يقال: تكلمه حال كونه في المهد من المعجزات، وأما تكلمه في حال الكهولة فليس من المعجزات فما الفائدة في ذكره؟ وتقريره أن تكلمه في حال الطفولية والكهولة على حد واحد وصفة واحدة من غير تفاوت بأن يكون كلامه في حال الطفولية مثل كلام الأنبياء والحكماء لا شك أنه من أعظم المعجزات. **قوله:** (والمهد مصدر) يقال: مهدت الفراش مهدًا بسطته ووطأته، وتمهيد العذر بسطه. وكلام عيسى في المهد هو قوله في تبرئة أمه: ﴿إِنِّى عَبْدُ ٱللَّهِ ءَاتَىٰنِىَ ٱلْكِتَٰبَ وَجَعَلَنِى نَبِيًّا﴾ [مريم: ٣٠] إلى قوله: ﴿وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا﴾ [مريم: ٣٣] وحكي عن مجاهد قال: قالت مريم: كنت إذا خلوت أنا وعيسى حدثني وحدثته فإذا شغلني عنه شأن يسبح في بطني وأنا أسمع. قال ابن قتيبة: لما بلغ عيسى ابن مريم ثلاثين سنة أرسله الله إلى بني إسرائيل فمكث في رسالته ثلاثين شهرًا ثم رفعه الله تعالى. وقال وهب بن منبه: جاءه الوحي على رأس ثلاثين سنة فمكث في نبوته ثلث سنين وأشهرًا ثم رفعه الله. وعلى التقديرين صح أن يقال إنه بلغ زمن الكهولة وكلّم الناس فيه، ثم رفع إلى السماء على بعض تفاسير من أول الكهولة. وأما قول من يقول: إن أول سن الكهولة أربعون سنة، فلا بد أن يقول: إنه رفع شابًا ولا يكلم الناس كهلاً إلا بعد أن ينزل من السماء في آخر الزمان فإنه حينئذ يكلم الناس ويقتل الدجال. **قوله:** (وذكر أحواله المختلفة) من الصبي إلى الكهولة رد على وفد نجران في قولهم إن عيسى كان إلهًا، لأنه من المعلوم عند كل أحد أن التغير مستحيل في حق الإله. **قوله:** (ومن الصالحين حال ثالث) والظاهر أنه حال رابع. فإن قوله: «وجيهًا» حال وكذلك قوله: «ومن المقربين» وقوله: و«يكلم الناس» وقوله: و«من

تفسير النسفي

(مدارك التنزيل وحقائق التأويل)

تأليف

أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود النسفي

(ت ٧١٠ هـ)

حقَّقه وخرَّج أحاديثه
يوسف علي بديوي

راجعه وقدَّم له
محيي الدين ديب مستو

الجزء الأول

دار الكلم الطيب
بيروت

الطَّبعَة الأولى
١٤١٩هـ - ١٩٩٨م

دمشق - حلبوني - شارع مسلم البارودي - هاتف ٢١١٢٩٨٨٦ ص.ب ٣-٥٥٢
بيروت. ص.ب: ١١٣/٦٢١٨

مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٥﴾ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ الصَّالِحِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ﴿٤٨﴾ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن

مَرْيَمَ﴾ خبراً مبتدأ محذوف، أي: هو ابن مريم. ولا يجوز أن يكون صفة لعيسى؛ لأن اسمه عيسى فحسب وليس اسمه عيسى ابن مريم، وإنما قال ﴿ابن مريم﴾ إعلاماً لها أنه يولد من غير أب، فلا ينسب إلا إلى أمه ﴿وَجِيهًا﴾ ذا جاه وقدر ﴿فِي الدُّنْيَا﴾ بالنبوة، والطاعة ﴿وَالْآخِرَةِ﴾ بعلوّ الدرجة، والشفاعة ﴿وَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ﴾ برفعه إلى السّماء. وقوله: ﴿وجيهاً﴾ حال من «كلمة» لكونها موصوفة، وكذا ﴿من المقربين﴾ أي: وثابتاً من المقربين وكذا:

٤٦ ـ ﴿وَيُكَلِّمُ النَّاسَ﴾ أي: ومُكلِّماً الناس ﴿فِي الْمَهْدِ﴾ حال من الضمير في يكلم، أي: ثابتاً في المهد، وهو: ما يُمهد للصبي من مضجعه، سُمِّي بالمصدر ﴿وَكَهْلًا﴾ عطف عليه، أي: ويكلم الناس طفلاً وكهلاً، أي: يكلّم الناس في هاتين الحالتين كلام الأنبياء من غير تفاوت بين حال الطفولة وحال الكهولة؛ التي يستحكم فيها العقل، ويستنبأ فيها الأنبياء ﴿وَمِنَ الصَّالِحِينَ﴾ حال أيضاً، والتقدير: يبشرك به موصوفاً بهذه الصفات.

٤٧ ـ ﴿قَالَتْ رَبِّ أَنَّى يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ﴾ أي: إذا قدر تكوّن شيء كوّنه من غير تأخير. لكنه عبّر بقوله: ﴿كن﴾ إخباراً عن سرعة تكوُّن الأشياء بتكوينه.

٤٨ ـ ﴿وَيُعَلِّمُهُ﴾ مدني، وعاصم، وموضعه حال معطوفة على: وجيهاً. الباقون بالنون على أنه كلام مبتدأ ﴿الْكِتَابَ﴾ أي: الكتابة، وكان أحسن الناس خطّاً في زمانه. وقيل: كُتُبَ الله ﴿وَالْحِكْمَةَ﴾ بيان الحلال والحرام. أو: الكتاب: الخط باليد، والحكمة: البيان باللسان ﴿وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ﴾.

٤٩ ـ ﴿وَرَسُولًا﴾ أي: ونجعله رسولاً. أو: يكون في موضع الحال، أي: وجيهاً في الدنيا والآخرة ورسولاً ﴿إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي﴾ بأني ﴿قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن

الوسيط

في تفسير القرآن المجيد

تأليف

أبي الحسن علي بن أحمد الواحدي النيسابوري

المتوفى سنة ٤٦٨ هـ

تحقيق وتعليق

الشيخ عادل أحمد عبد الموجود — الشيخ علي محمد معوض

الدكتور أحمد محمد صيرة — الدكتور أحمد عبد الغني الجمل

الدكتور عبد الرحمن عويس

قدمه وقرظه

الأستاذ الدكتور عبد الحي الفرماوي

كلية أصول الدين - جامعة الأزهر

الجزء الأول

المحتوى

سورة الفاتحة - سورة آل عمران

دار الكتب العلمية

بيروت - لبنان

بيده ذا عاهة إلا برأ وقال إبراهيم النخعي [(١)]: «المسيح»: الصديق [(٢)].

وقال أبو عبيدة[(٣)]: هو بالسريانية مشيحا، فعربته العرب.

وقوله ﴿وجيهاً في الدنيا والآخرة﴾ يعني: «الوجيه»: ذو الجاه والشرف والقدر يقال: وجه الرجل يوجه فهو وجيه إذا صارت له منزلة رفيعة عند الناس[(٤)].

وقوله[(٥)] ﴿ومن المقربين﴾[(٦)]: إلى ثواب الله وكرامته.

وقوله ﴿ويكلم الناس في المهد﴾ يعني: صغيراً، و«المهد»: الموضع الذي مهد لنوم الصبي[(٧)].

ويعني بكلامه في المهد: تبرئته أمه مما قُرفت[(٨)] به، حين ﴿قال إني عبد الله ءاتاني الكتاب. . .﴾ الآية[(٩)].

وقوله ﴿وكهلاً﴾ «الكهل»: الذي اجتمع قوته وتم شبابه[(١٠)].

وقال ابن عباس[(١١)]: يريد أنه يتكلم بكلام النبوة كهلا ﴿ومن الصالحين﴾ قال: يريد مثل: موسى وإسرائيل وإسحاق وإبراهيم.

قوله[(١٢)] ﴿قـالت ربي أنى يكون لي ولـد ولم يمسسني بشر﴾ تعجبت حين بشرت بولد من غير أب، لخروج ذلك عن العادة، و«البشر»: الخلق واحده وجمعه سواء[(١٣)].

﴿قال كذلك الله يخلق ما يشاء﴾ أي: يخلق الله ما يشاء مثل ذلك من الأمر وهو خلق الولد من غير مسيس[(١٤)].

وقوله[(١٥)] ﴿ويعلمه الكتاب﴾ يعني: الكتابة ﴿والحكمة﴾ العلم ﴿والتوراة والإنجيل﴾.

﴿ورسولا إلى بني إسـرائيل﴾ قال الزجـاج[(١٦)]: وتجعله رسولا ﴿أني[(١٧)] قد جئتكم بآية من ربكم﴾. ثم ذكر

---

(١) إبراهيم بن يزيد بن قيس بن الأسود أبو عمران من مذحج من أكابر التابعين صلاحاً وصدق رواية وحفظاً للحديث من أهل الكوفة ولد سنة ٤٦ هـ وتوفي سنة ٩٦ هـ (الأعلام ١/ ٧٦).

(٢) انظر تفسير الرازي ٨/ ٤٩ والبحر ٢/ ٤٦٠ والدر ٢/ ٢٥ والزاهر ١/ ٤٩٣ والطبري ٦/ ٤١٤ كلها عن النخعي وتفسير الثوري ص ٨٨.

(٣) هكذا في جميع النسخ «أبو عبيدة» والمثبت عن أبي عبيد القاسم بن سلام، انظر الزاهر ١/ ٤٩٣ ـ ٤٩٤، والقرطبي ٤/ ٨٩، والبحر ٢/ ٤٦٠ وفتح القدير ١/ ٣٤١ كلها عن أبي عبيدة. وفي تفسير الرازي ٨/ ٤٩ عن أبي عبيدة والليث.

(٤) انظر غريب القرآن ١٠٥ ومجاز القرآن ١/ ٩٣ والبحر ٢/ ٤٦١ واللسان /وجه.

(٥) في (د): قوله.

(٦) في غير (أ) أي إلى ثواب.

(٧) انظر اللسان / مهد.

(٨) «القرف: التهمة والقذف» (حاشية أ).

(٩) سورة مريم / ٣٠.

(١٠) انظر الزاهر ٢/ ٢٦٩، «والكهل من الرجال: الذي جاوز الثلاثين ووخطه الشيب» (اللسان /كهل).

(١١) انظر تفسير ابن عباس ٤٧ بنحوه وابن كثير ١/ ٣٦٤ وفتح القدير ١/ ٣٤١ عن الزجاج وغرائب النيسابوري ٣/ ١٩٩ والبحر ٢/ ٤٦٢ عن ابن عباس والقرطبي ٤/ ٩٠ ابن عباس.

(١٢) في (د): وقوله.

(١٣) في (د): وإذا قضا.

(١٤) انظر تفسير الآية ١١٧ من سورة البقرة.

(١٥) في (د): قوله.

(١٦) انظر الزجاج ١/ ٤١٧ والطبري ٦/ ٤٢٣ والبيان ١/ ٢٠٤.

(١٧) في (د): أي.

تفسير الخازن

المسمّى

لباب التأويل في معاني التنزيل

تأليف

الإمام علاء الدين علي بن محمد بن إبراهيم

البغدادي الصوفي

المعروف

بالخازن

وبهامشه

تفسير النسفي

المسمّى

بمدارك التنزيل وحقائق التأويل

للإمام

أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود

النسفي

أعادت طبعه بالأوفست مكتبة المثنى ببغداد

لصاحبها

قاسم محمد الرجب

الجزء الأول

من تفسير القرآن الجليل المسمى لباب التأويل في معاني التنزيل تأليف الامام العلامة قدوة الامة وعلم الائمة ناصر الشريعة ومحيي السنة علاء الدين علي بن محمد بن ابراهيم البغدادي الصوفي المعروف بالخازن تغمده الله برحمته آمين

وقد حلى هامش هذا الكتاب بالتفسير المسمى بمدارك التنزيل وحقائق التأويل تأليف الامام الجليل العلامة أبي البركات عبدالله بن أحمد بن محمود النسفي عليه سحائب الرحمة والرضوان

﴿قال في كشف الظنون﴾

﴿لباب التأويل * في معاني التنزيل﴾ في ثلاث مجلدات للشيخ علاء الدين علي بن محمد بن ابراهيم البغدادي الصوفي المعروف بالخازن فرغ من تأليفه يوم الاربعاء العاشر من رمضان (سنة ٧٢٥) أوله الحمد لله الذي خلق الاشياء فقدرها الخ ذكر فيه ان معالم التنزيل للبغوي موصوف بالاوصاف المحمودة لكنه طويل فانتخبه وضم اليه فوائد لخصها من كتب التفاسير بحذف الاسانيد وجعل علامة للصحيحين وذكر أسامي غيرهما وعرض فيه بشرح غريب الحديث وما يتعلق به

﴿وقال في حرف الميم﴾

﴿مدارك التنزيل * وحقائق التأويل﴾ للامام حافظ الدين عبدالله بن أحمد النسفي المتوفى (سنة ٧٠١) وقيل عشرة وسبعمائة أوله الحمد لله المنفرد بذاته عن اشارة لاوهام الخ وهو كتاب وسط في التأويلات جامع لوجوه الاعراب والقراآت متضمن لدقائق علم البديع والاشارات موشح باقاويل أهل السنة والجماعة خال عن أباطيل أهل البدع والضلالة ليس بالطويل الممل ولا بالقصير المخل * اه قلت الذي وقع بايدينا من نسخ المدارك البرء بدل قوله المنفرد فلعل ذلك من اختلاف النسخ اه مصححه

﴿طبع بمطبعة﴾

دار الكتب العربية الكبرى

﴿على نفقة أصحابها﴾

﴿مصطفى البابي الحلبي وأخويه بكري وعيسى بمصر﴾

بهذا الاسم وسماه كلمة دون غيره قلت ان كل مخلوق وان وجد حدوثه وخلقه بواسطة الكلمة الا ان هذا
السبب ما هو السبب المعروف ولما كان حدوث عيسى عليه السلام بمجرد الكلمة من غير واسطة أخرى فلا جرم كان
اضافة حدوثه الى الكلمة أتم وأكمل وبهذا التأويل حسن ان يسمى عيسى عليه السلام نفس الكلمة لانه
حدث بها فان قلت الضمير في قوله اسمه عائد الى الكلمة وهي مؤنثة فلم ذكر الضمير قلت لان المسمى بها
مذكر فلهذا ذكر الضمير فان قلت لم قال اسمه المسيح عيسى بن مريم وهذه ثلاثة والاسم منها واحد وهو عيسى
وأما المسيح فلقب وابن مريم صفة قلت الضمير في قوله اسمه يرجع الى عيسى والمسمى علامة يعرف بها
ويتميز عن غيره فكأنه قال الذي يعرف به ويتميز عن سواه هو مجموع هذه الثلاثة واختلفوا لم سمي عيسى
عليه السلام مسيحا وهل هو اسم مشتق أو موضوع فقيل انه موضوع وأصله بالعبرانية مشيحا فعربته العرب
وأصل عيسى ايشوع كما قالوا موسى وأصله موشى أو ميشى وقال الاكثرون انه اسم مشتق ثم ذكروا فيه
وجوها قال ابن عباس سمي عيسى مسيحا لانه ما مسح ذا عاهة الا برئ منها وقيل لانه مسح بالبركة وقيل لانه
مسح من الاقذار وطهر من الذنوب وقيل انه خرج من بطن أمه ممسوحا بالدهن وقيل لان جبريل عليه السلام
مسحه بجناحه حتى لا يكون للشيطان عليه سبيل وقيل لانه كان يسيح في الارض ولا يقيم بمكان فكأنه يمسح
الارض أي يقطعها مساحة فعلى هذا القول تكون الميم زائدة وقيل سمي مسيحا لانه كان مسيح القدمين
لا أخمص له وسمي الدجال مسيحا لانه ممسوح احدى العينين وقيل المسيح هو الصديق وبه سمي عيسى عليه
السلام وقد يكون المسيح بمعنى الكذاب وبه سمي الدجال فعلى هذا تكون هذه الكلمة من الاضداد وقوله
تعالى (وجيها) أي شريفا رفيعا ذا جاه وقدر (في الدنيا والآخرة) أما وجاهته في الدنيا فبسبب النبوة وانه
كان يبرئ الاكمه والابرص ويحيي الموتى وأما وجاهته في الآخرة فبسبب علو مرتبته عند الله وهو قوله
تعالى (ومن المقربين) يعني عند الله يوم القيامة لان لاهل الجنة منازل ودرجات ومنازل الانبياء ودرجاتهم
أعلى من سواهم وقيل فيه تنبيه على علو منزلته وانه رفعه الى السماء (ويكلم الناس في المهد) يعني ويكلم
الناس صغيرا وهو في المهد وذلك قبل أوان الكلام ووقته والكلام الذي تكلم به هو ما ذكره الله عنه في سورة
مريم وهو قوله اني عبد الله آتاني الكتاب الآية وتكلم ببراءة أمه مما رماها به أهل الفرية من القذف
ويحكى ان مريم قالت كنت اذا خلوت أنا وعيسى حدثني وحدثته فاذا شغلني عنه انسان سبح وهو في بطني
وأنا أسمع ولما تكلم ببراءة أمه سكت بعد ذلك فلم يتكلم الا في الوقت الذي يتكلم فيه الصغير قال ابن عباس
تكلم عيسى ساعة ثم سكت ثم لم يتكلم حتى بلغ مبلغ النطق (وكهلا) يعني ويكلم الناس في حال الكهولة
والكهل في اللغة هو الذي اجتمعت قوته وكمل شبابه والكهل عند العرب الذي جاوز الثلاثين وقيل هو الذي
وخطه الشيب وهو السن الذي يستحكم فيه العقل وتنبأ فيه الانبياء قال ابن قتيبة كان لعيسى ثلاثون
سنة أرسله الله تعالى فمكث في رسالته ثلاثين شهرا ثم رفعه الله تعالى وقال وهب بن منبه جاءه الوحي على
رأس ثلاثين سنة فمكث في نبوته ثلاث سنين ثم رفعه الله فمعنى الآية انه يكلم الناس وهو في المهد ببراءة أمه
وهي معجزة عظيمة ويكلم الناس في حال الكهولة بالدعوة والرسالة وقيل فيه بشارة لمريم أخبرها انه يبقى حتى
يكتهل وقيل فيه اخبار بانه يتغير من حال الى حال ولو كان الها كما زعمت النصارى لم يدخل عليه التغير ففيه رد
على النصارى الذين يدعون فيه الالوهية وقال الحسين بن الفضل وكهلا يعني ويكلم الناس كهلا بعد نزوله من
السماء وفي هذه نص على انه سينزل من السماء الى الارض [٣] ويقتل الدجال وقال مجاهد الكهل الحكيم
والعرب تمدح الكهولة لانها الحالة الوسطى في احتناك السن واستحكام العقل وجودة الرأي والتجربة
(ومن الصالحين) يعني انه من العباد الصالحين مثل ابراهيم واسحق ويعقوب وموسى وغيرهم من الانبياء
ونعت ختم أوصاف عيسى عليه السلام بكونه من الصالحين بعد ما وصفه بالاوصاف العظيمة لان الصلاح

من

(وجيها) ذا جاه وقدر (في الدنيا) بالنبوة والطاعة (والآخرة) بعلو الدرجة والشفاعة (ومن المقربين) برفعه الى السماء وقوله وجيها حال من كلمة لكونها موصوفة وكذا ومن المقربين أي وثابتا من المقربين وكذا (ويكلم الناس) أي ومكلما الناس (في المهد) حال من الضمير في يكلم أي ثابتا في المهد وهو ما يمهد للصبي من مضجعه سمي بالمصدر (وكهلا) عطف عليه أي ويكلم الناس طفلا وكهلا أي ويكلم الناس في هاتين الحالتين كلام الانبياء من غير تفاوت بين حال الطفولة وحال الكهولة التي يستحكم فيها العقل ويستنبأ فيها الانبياء (ومن الصالحين) حال أيضا والتقدير يبشرك به موصوفا بهذه الصفات

[٣] قوله ويقتل الدجال هذا لا يستفاد من نص عبارة الحسن اه مصححه

(قالت رب أنى يكون لى ولد ولم يمسسنى بشر قال كذلك الله يخلق ما يشاء اذا قضى أمرا فانما يقول له كن فيكون) أى اذا قدر تكوين شئ كونه من غير تأخير لكنه عبر بقوله كن اخبارا عن سرعة تكون الاشياء بتكوينه (ويعلمه) مدنى وعاصم وموضعه حال معطوفة على وجيها الباقون بالنون على انه كلام مبتدأ (الكتاب) أى الكتابة وكان أحسن الناس خطا فى زمانه وقيل كتب الله (والحكمة) بيان الحلال والحرام أو الكتاب الخط باليد والحكمة البيان باللسان (والتوراة والانجيل ورسولا) أى ونجعله رسولا أو يكون فى موضع الحال أى وجيها فى الدنيا والآخرة ورسولا (الى بنى اسرائيل أنى) بانى (قد جئتكم بآية من ربكم) بدلالة تدل على صدق فيما أدعيه من النبوة (أنى أخلق لكم) نصب بدل من أنى قد جئتكم أو جر بدل من آية أو رفع على هى أنى أخلق لكم انى نافع على الاستئناف (من الطين كهيئة الطير) أى أقدر لكم شيأ مثل صورة الطير (فانفخ فيه) الضمير للكاف أى فى ذلك الشئ المماثل لهيئة الطير (فيكون طيرا) فيصير طيرا كسائر الطيور طائرا مدنى (باذن الله) بامره وقيل لم يخلق شيأ غير الخفاش (وأبرئ الأكمه) الذى ولد أعمى (والابرص وأحيي الموتى باذن الله) كرر باذن الله دفعا لوهم من يتوهم فيه اللاهوتية روى انه أحيا سام بن نوح عليه السلام وهم ينظرون اليه فقالوا هذا سحر مبين فارنا آية فقال يافلان أكلت كذا ويافلان خبئ لك كذا وهو قوله

من أعظم المراتب وأشرف المقامات لانه لا يسمى المرء صالحا حتى يكون مواظبا على النهج الاصلح والطريق الاكمل فى جميع أقواله وأفعاله فلما وصفه الله تعالى بكونه وجيها فى الدنيا والآخرة ومن المقربين وانه يكلم الناس فى المهد وكهلا أردفه بقوله ومن الصالحين ليكمل له أعلى الدرجات وأشرف المقامات ۞ قوله عز وجل (قالت) يعنى مريم (رب) يعنى ياسيدى تقوله لجبريل لما بشرها بالولد وقيل تقوله لله عز وجل (أنى يكون لى ولد) أى من أين يكون لى ولد (ولم يمسسنى بشر) أى ولم يصبنى رجل وانما قالت ذلك تعجبا لا شكا فى قدرة الله تعالى اذ لم تكن العادة جرت أن يولد ولد من غير أب (قال كذلك الله يخلق ما يشاء) يعنى هكذا يخلق الله منك ولدا من غير أن يمسك بشر فيجعله آية للناس وعبرة فانه يخلق ما يشاء ويصنع ما يريد وهو قوله (اذا قضى أمرا فانما يقول له كن فيكون) يعنى كما يريد (ويعلمه الكتاب) يعنى الكتابة والخط باليد (والحكمة) يعنى العلم والسنة وأحكام الشرائع (والتوراة) يعنى التى أنزلت على موسى (والانجيل) يعنى الذى أنزل عليه وهذا اخبار من الله تعالى لمريم ما هو فاعل بالولد الذى بشرها به من الكرامة وعلو المنزلة (ورسولا الى بنى اسرائيل) أى ونجعله رسولا الى بنى اسرائيل وكان أول أنبياء بنى اسرائيل يوسف بن يعقوب وآخرهم عيسى بن مريم عليه السلام فلما بعث اليهم قال (أنى قد جئتكم بآية من ربكم) يعنى بعلامة من ربكم على صدق قولى وانما قال بآية وقد جاء بآيات كثيرة لان الكل دل على شئ واحد وهو صدقه فى الرسالة فلما قال ذلك عيسى لبنى اسرائيل قالوا ما هذه الآية قال (أنى أخلق) أى أصور وأقدر (لكم من الطين كهيئة الطير) والهيئة الصورة المهيأة من قولهم هيأت الشئ اذا قدرته وأصلحته (فانفخ فيه) أى فى الطين المهيأ المصور (فيكون طيرا) قرئ بلفظ الجمع لان الطير اسم جنس يقع على الواحد والاثنين والجمع وقرئ فيكون طائرا على التوحيد على معنى يكون ما أنفخ فيه طائرا أو ما أخلقه يكون طائرا وقيل انه لم يخلق غير الخفاش وهو الذى يطير فى الليل وانما خص الخفاش لانه من أكمل الطير خلقا وذلك لانه يطير بلا ريش وله اسنان ويقال ان الانثى منه لها ثدى وتحيض ذكروا أن عيسى عليه السلام لما ادعى النبوة وأظهر لهم المعجزات أخذوا يتعنتون عليه فطلبوا منه ان يخلق لهم خفاشا فاخذ طينا وصوره كهيئة الخفاش ثم نفخ فيه فاذا هو طير يطير بين السماء والارض قال وهب كان يطير ما دام الناس ينظرون اليه فاذا غاب عنهم سقط ميتا ليتميز فعل المخلوق من فعل الخالق وهو الله تعالى وليعلم ان الكمال لله تعالى (باذن الله) معناه بتكوين الله وتخليقه والمعنى أنى أعمل هذا التصوير وأنا فاما خلق الحياة فيه فهو من الله تعالى على سبيل اظهار المعجزة على يد عيسى عليه السلام (وأبرئ الاكمه والابرص) أى وأشفى الاكمه والابرص وأصححهما واختلفوا فى الاكمه فقال ابن عباس هو الذى ولد أعمى وقيل هو الاعمى وان كان أبصر وقيل هو الاعشى وهو الذى يبصر بالنهار ولا يبصر بالليل والابرص هو الذى به وضح وكان الغالب على زمان عيسى عليه السلام الطب فاراهم المعجزة من جنس ذلك الا انه ليس فى علم الطب ابراء الاكمه والابرص فكان ذلك معجزة له ودليلا على صدقه وقال وهب ربما اجتمع على عيسى عليه السلام من المرضى فى اليوم الواحد نحو خمسين ألفا فمن أطاق أن يمشى اليه مشى ومن لم يطق مشى عيسى عليه السلام اليه وكان يداويهم بالدعاء على شرط الايمان برسالته (وأحيي الموتى باذن الله) قال ابن عباس قد أحيا أربعة أنفس عازر وابن العجوز وابنة العاشر وسام بن نوح وكلهم بقى وولد له الا سام بن نوح فاما عازر فكان صديقا لعيسى عليه السلام فارسلت اليه أخت عازر ان أخاك عازر يموت وكان بينهما مسيرة ثلاثة أيام فاتاه عيسى وأصحابه فوجدوه قد مات منذ ثلاثة أيام فقال لاخته انطلقى بنا الى قبره فانطلقت بهم الى قبره فدعا الله

بهذا الاسم وسماه كلمة من غيره فقلت ان كل مخلوق وان وجد حدوثه وخلقه بواسطة الكلمة الا ان هذا
السبب هو المتعارف ولما كان حدوث عيسى عليه السلام بمجرد الكلمة من غير واسطة أخرى فلاجرم كان
اضافة حدوثه الى الكلمة أتم وأكمل وبهذا التأويل حسن ان سمى عيسى عليه السلام نفس الكلمة لانه
حدث منها فان قلت الضمير في قوله اسمه عائد الى الكلمة وهي مؤنثة فلم ذكر الضمير قلت لان المسمى بها
مذكر فلهذا ذكر الضمير فان قلت لم قال اسمه المسيح عيسى بن مريم وهذه ثلاثة الاسم منها واحد وهو عيسى
وأما المسيح فلقب وابن مريم صفة قلت الضمير في قوله اسمه يرجع الى عيسى والمسمى علامة يعرف بها
ويتميز عن غيره فكأنه قال الذي يعرف به ويتميز عن سواه هو مجموع هذه الثلاثة واختلفوا لم سمي عيسى
عليه السلام مسيحا وهل هو اسم مشتق أو موضوع فقيل انه موضوع وأصله بالعبرانية مشيحا فعربته العرب
وأصل عيسى ايشوع كما قالوا موسى وأصله موشى أو ميشى وقال الاكثرون انه اسم مشتق ثم ذكروا فيه
وجوها قال ابن عباس سمي عيسى مسيحا لانه ما مسح ذا عاهة الا برأ منها وقيل لانه مسح بالبركة وقيل لانه
مسح من الاقذار وطهر من الذنوب وقيل انه خرج من بطن أمه ممسوحا بالدهن وقيل لان جبريل عليه السلام
مسحه بجناحه حتى لا يكون للشيطان عليه سبيل وقيل لانه كان يسيح في الارض ولا يقيم بمكان فكأنه يمسح
الارض أي يقطعها مساحة فعلى هذا القول تكون الميم زائدة وقيل سمي مسيحا لانه كان مسيح القدمين
لا أخمص له وسمي الدجال مسيحا لانه ممسوح احدى العينين وقيل المسيح هو الصديق وبه سمي عيسى عليه
السلام وقد يكون المسيح بمعنى الكذاب وبه سمي الدجال فعلى هذا تكون هذه الكلمة من الاضداد ﴿وقوله
تعالى (وجيها) أي شريفا رفيعا ذا جاه وقدر (في الدنيا والآخرة) أما وجاهته في الدنيا فبسبب النبوة ولانه
كان يبرئ الاكمه والابرص ويحيي الموتى وأما وجاهته في الآخرة فبسبب علو مرتبته عند الله وهو قوله
تعالى (ومن المقربين) يعني عند الله يوم القيامة لان لاهل الجنة منازل ودرجات ومنازل الانبياء ودرجاتهم
أعلى من سواهم وقيل فيه تنبيه على علو منزلته وانه رفعه الى السماء (ويكلم الناس في المهد) يعني ويكلم
الناس صغيرا وهو في المهد وذلك قبل أوان الكلام ووقته والكلام الذي تكلم به هو ما ذكره الله عنه في سورة
مريم وهو قوله اني عبد الله آتاني الكتاب الآية وتكلم ببراءة أمه مما رماها به أهل القرية من القذف
ويحكى ان مريم قالت كنت اذا خلوت أنا وعيسى حدثني وحدثته فاذا شغلني عنه انسان سبح وهو في بطني
وأنا أسمع ولما تكلم ببراءة أمه سكت بعد ذلك فلم يتكلم الا في الوقت الذي يتكلم فيه الصغير قال ابن عباس
تكلم عيسى ساعة ثم سكت ثم لم يتكلم حتى بلغ مبلغ النطق (وكهلا) يعني ويكلم الناس في حال الكهولة
والكهل في اللغة هو الذي اجتمعت قوته وكمل شبابه والكهل عند العرب الذي جاوز الثلاثين وقيل هو الذي
وخطه الشيب وهو السن الذي يستحكم فيه العقل وتنبأ فيه الانبياء قال ابن قتيبة لما كان لعيسى ثلاثون
سنة أرسله الله تعالى فمكث في رسالته ثلاثين شهرا ثم رفعه الله تعالى وقال وهب بن منبه جاءه الوحي على
رأس ثلاثين سنة فمكث في نبوته ثلاث سنين ثم رفعه الله فمعنى الآية انه يكلم الناس وهو في المهد ببراءة أمه
وهي معجزة عظيمة ويكلم الناس في حال الكهولة بالدعوة والرسالة وقيل فيه بشارة لمريم أخبرها انه يبقى حتى
يكتهل وقيل فيه اخبار بانه يتغير من حال الى حال ولو كان الها كما زعمت النصارى لم يدخل عليه التغيير ففيه رد
على النصارى الذين يدعون فيه الالوهية وقال الحسين بن الفضل وكهلا يعني ويكلم الناس كهلا بعد نزوله من
السماء وفي هذه نص على انه سينزل من السماء الى الارض ٣ ويقتل الدجال وقال مجاهد الكهل الحكيم
والعرب تمدح الكهولة لانها الحالة الوسطى في احتناك السن واستحكام العقل وجودة الرأي والتجربة
(ومن الصالحين) يعني انه من العباد الصالحين مثل ابراهيم واسحق ويعقوب وموسى وغيرهم من الانبياء
وانما ختم أوصاف عيسى عليه السلام بكونه من الصالحين بعد ما وصفه بالاوصاف العظيمة لان الصلاح

(وجيها) ذا جاه وقدر (في الدنيا) بالنبوة والطاعة (والآخرة) بعلو الدرجة والشفاعة (ومن المقربين) برفعه الى السماء وقوله وجيها حال من كلمة لكونها موصوفة وكذا ومن المقربين أي وثابتا من المقربين وكذا (ويكلم الناس) أي ومكلما الناس (في المهد) حال من الضمير في يكلم أي ثابتا في المهد وهو ما يمهد للصبي من مضجعه سمي بالمصدر (وكهلا) عطف عليه أي ويكلم الناس طفلا وكهلا أي ويكلم الناس في هاتين الحالتين كلام الانبياء من غير تفاوت بين حال الطفولة وحال الكهولة التي يستحكم فيها العقل ويستنبأ فيها الانبياء (ومن الصالحين) حال أيضا والتقدير يبشرك به موصوفا بهذه الصفات

٣ قوله ويقتل الدجال هذا لا يستفاد من نص عبارة الحسن اه مصححه

من

من أعظم المراتب وأشرف المقامات لانه لا يسمى المرء صالحا حتى يكون مواظبا على النهج الاصلح والطريق الاكمل فى جميع أقواله وأفعاله فلما وصفه الله تعالى بكونه وجيها فى الدنيا والآخرة ومن المقربين وانه يكلم الناس فى المهد وكهلا أردفه بقوله ومن الصالحين ليكمل له أعلى الدرجات وأشرف المقامات ﴿قوله عز وجل (قالت) يعنى مريم (رب) يعنى يا سيدى تقوله لجبريل لما بشرها بالولد وقيل تقوله لله عز وجل (أنى يكون لى ولد) أى من أين يكون لى ولد (ولم يمسسنى بشر) أى ولم يصبنى رجل وانما قالت ذلك تعجبا لا شكا فى قدرة الله تعالى اذ لم تكن العادة جرت أن يولد ولد من غير أب (قال كذلك الله يخلق ما يشاء) يعنى هكذا يخلق الله منك ولدا من غير أن يمسك بشر فيجعله آية للناس وعبرة فانه يخلق ما يشاء ويصنع ما يريد وهو قوله (اذا قضى أمرا فانما يقول له كن فيكون) يعنى كما يريد (ونعلمه الكتاب) يعنى الكتابة والخط باليد (والحكمة) يعنى العلم والسنة وأحكام الشرائع (والتوراة) يعنى التى أنزلت على موسى (والانجيل) يعنى الذى أنزل عليه وهذا اخبار من الله تعالى لمريم ما هو فاعل بالولد الذى بشرها به من الكرامة وعلو المنزلة (ورسولا الى بنى اسرائيل) أى ونجعله رسولا الى بنى اسرائيل وكان أول أنبياء بنى اسرائيل يوسف بن يعقوب وآخرهم عيسى بن مريم عليه السلام فلما بعث اليهم قال (أنى قد جئتكم بآية من ربكم) يعنى بعلامة من ربكم على صدق قولى وانما قال بآية وقد جاء بآيات كثيرة لان الكل دل على شئ واحد وهو صدقه فى الرسالة فلما قال ذلك عيسى لبنى اسرائيل قالوا ما هذه الآية قال (أنى أخلق) أى أصور وأقدر (لكم من الطين كهيئة الطير) والهيئة الصورة المهيأة من قولهم هيأت الشئ اذا قدرته وأصلحته (فانفخ فيه) أى فى الطين المهيأ المصور (فيكون طيرا) قرئ بلفظ الجمع لان الطير اسم جنس يقع على الواحد والاثنين والجمع وقرئ فيكون طائرا على التوحيد على معنى يكون ما أنفخ فيه طائرا أو ما أخلقه يكون طائرا وقيل انه لم يخلق غير الخفاش وهو الذى يطير فى الليل وانما خص الخفاش لانه من أكمل الطير خلقا وذلك لانه يطير بلا ريش وله اسنان ويقال ان الانثى منه لها ثدى وتحيض ذكروا أن عيسى عليه السلام لما ادعى النبوة وأظهر لهم المعجزات أخذوا يتعنتون عليه فطلبوا منه ان يخلق لهم خفاشا فأخذ طينا وصوره كهيئة الخفاش ثم نفخ فيه فاذا هو طير يطير بين السماء والارض قال وهب كان يطير ما دام الناس ينظرون اليه فاذا غاب عنهم سقط ميتا ليتميز فعل المخلوق من فعل الخالق وهو الله تعالى وليعلم ان الكمال لله تعالى (باذن الله) معناه بتكوين الله وتخليقه والمعنى أنى أعمل هذا التصوير أنا فاما خلق الحياة فيه فهو من الله تعالى على سبيل اظهار المعجزة على يد عيسى عليه السلام (وأبرئ الاكمه والابرص) أى وأشفى الاكمه والابرص وأصحهما واختلفوا فى الاكمه فقال ابن عباس هو الذى ولد أعمى وقيل هو الاعمى وان كان أبصر وقيل هو الاعشى وهو الذى يبصر بالنهار ولا يبصر بالليل والابرص هو الذى به وضح وكان الغالب على زمان عيسى عليه السلام الطب فأراهم المعجزة من جنس ذلك الا انه ليس فى علم الطب ابراء الاكمه والابرص فكان ذلك معجزة له ودليلا على صدقه وقال وهب ربما اجتمع على عيسى عليه السلام من المرضى فى اليوم الواحد نحو خمسين ألفا فمن أطاق أن يمشى اليه مشى ومن لم يطق مشى عيسى عليه السلام اليه وكان يداويهم بالدعاء على شرط الايمان برسالته (وأحيى الموتى باذن الله) قال ابن عباس قد أحيا أربعة أنفس عازر وابن العجوز وابنة العاشر وسام بن نوح وكلهم بقى وولد له الا سام بن نوح فأما عازر فكان صديقا لعيسى عليه السلام فارسلت اليه أخت عازر ان أخاك عازر يموت وكان بينهما مسيرة ثلاثة أيام فاتاه عيسى وأصحابه فوجدوه قد مات منذ ثلاثة أيام فقال لاخته انطلقى بنا الى قبره فانطلقت بهم الى قبره فدعا الله

(قالت رب أنى يكون لى ولد ولم يمسسنى بشر قال كذلك الله يخلق ما يشاء اذا قضى أمرا فانما يقول له كن فيكون) أى اذا قدر تكوين شئ كونه من غير تأخير لكنه عبر بقوله كن اخبارا عن سرعة تكوين الاشياء بتكوينه (ويعلمه) مدنى وعاصم وموضعه حال معطوفة على وجيها الباقون بالنون على انه كلام مبتدأ (الكتاب) أى الكتابة وكان أحسن الناس خطا فى زمانه وقيل كتب الله (والحكمة) بيان الحلال والحرام أو الكتاب الخط باليد والحكمة البيان باللسان (والتوراة والانجيل ورسولا) أى ونجعله رسولا أو يكون فى موضع الحال أى وجيها فى الدنيا والآخرة ورسولا (الى بنى اسرائيل أنى) بأنى (قد جئتكم بآية من ربكم) بدلالة تدل على صدقى فيما أدعيه من النبوة (أنى أخلق لكم) نصب بدل من أنى قد جئتكم أو جر بدل من آية أو رفع على هى أنى أخلق لكم انى نافع على الاستئناف (من الطين كهيئة الطير) أى أقدر لكم شيأ مثل صورة الطير (فانفخ فيه) الضمير للكاف أى فى ذلك الشئ المماثل لهيئة الطير (فيكون طيرا) فيصير طيرا كسائر الطيور طائرا مدنى (باذن الله) بأمره وقيل لم يخلق شيأ غير الخفاش (وأبرئ الأكمه) الذى ولد أعمى (والابرص وأحيى الموتى باذن الله) كرر باذن الله دفعا لوهم من يتوهم فيه اللاهوتية روى انه أحيا سام بن نوح عليه السلام وهم ينظرون اليه فقالوا هذا سحر مبين فأرنا آية فقال يا فلان أكلت كذا ويا فلان خبئ لك كذا وهو قوله

مفاتيح الغيب المشتهر بالتفسير
الكبير للامام محمد الرازى فخر الدين
ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري
نفع الله به المسلمين
آمين

م

* (وبهامشه تفسير العلامة أبي السعود *)

بسم الله الرحمن الرحيم

قوله تعالى (سيقول السفهاء من الناس ماولاهم عن قبلتهم التى كانوا عليها قل لله المشرق والمغرب يهدى من يشاء الى صراط مستقيم) اعلم ان هذا هو الشبهة الثانية من الشبه التى ذكرها اليهود والنصارى طعنا فى الاسلام فقالوا النسخ يقتضى اما الجهل أو التجهيل وكلاهما لا يليق بالحكيم وذلك لان الامر اما أن يكون خاليا عن القيد واما أن يكون مقيدا بلا دوام واما أن يكون مقيدا بقيد الدوام فان كان خاليا عن القيد لم يقتض الفعل الامرة واحدة فلا يكون ورود الامر بعد ذلك على خلافه ناسخا وان كان مقيدا بقيد اللا دوام فههنا ظاهر ان الوارد بعده على خلافه لا يكون ناسخا له وان كان مقيدا بقيد الدوام فان كان الامر يعتقد فيه أنه يبقى دائما مع انه ذكر لفظا يدل على أنه يبقى دائما ثم انه رفعه بعد ذلك فههنا كان جاهلا ثم بدا له ذلك وان كان عالما أنه لا يبقى دائما مع انه ذكر لفظا يدل على أنه يبقى دائما كان ذلك تجهيلا فثبت أن النسخ يقتضى اما الجهل أو التجهيل وهما محالان على الله تعالى فكان النسخ منه محالا فالآتى بالنسخ فى أحكام الله تعالى يجب أن يكون مبطلا فبهذا الطريق توصلوا بالقدح فى نسخ القبلة الى الطعن فى الاسلام ثم انهم خصصوا هذه الصورة بمزيد شبهة فقالوا انا اذا جوزنا النسخ انما نجوزه عند اختلاف المصالح وههنا الجهات متساوية فى أنها لله تعالى ومخلوقة له فتغيير القبلة من جانب الى جانب فعل خال عن المصلحة فيكون عبثا والعبث لا يليق بالحكيم فدل هذا على ان هذا التغيير ليس من الله تعالى فتوصلوا بهذا الوجه الى الطعن فى الاسلام * ولنتكلم الآن فى تفسير الالفاظ ثم نذكر الجواب عن هذه الشبهة على الوجه الذى قرره الله تعالى

(سيقول السفهاء) اى الذين خفت أحلامهم واستمهنوها بالتقليد والاعراض عن التدبر والنظر من قولهم ثوب سفيه اذا كان خفيف النسج وقيل السفيه البهات الكذاب المتعمد خلاف ما يعلم وقيل الظلوم الجهول والمراد بالسفهاء هم اليهود على ماروى عن ابن عباس ومجاهد رضى الله عنهم قالوه انكار النسخ وكراهة التحول حيث كانوا يأنسون بموافقته عليه الصلاة والسلام لهم فى القبلة وقيل هم المنافقون وهو الانسب بقوله عز وعلا ألا انهم هم السفهاء وانما قالوه لمجرد الاستهزاء والطعن لا لاعتقادهم حقية القبلة الاولى وبطلان الثانية اذ ليس كلهم من اليهود وقيل هم المشركون

أي ابتغينا شيئا فهو تعالى لما أمر به (أو تأثيرا) واصل القضاء الامر بكونها متعلق على الارادة الالهية القطعية المتعلقة بوجوده الحتمي الايجاد باللة البتة وقيل الامر ومنه قوله تعالى وقضى ربك (فانما يقول له كن) لا فخبر

يضاحك الشمس منها كوكب شرق * مؤزر بعميم النبت مكتهل

أراد بالمكتهل المتناهي في الحسن والكمال (السؤال الثاني) أن تكلمه حال كونه في المهد من المعجزات فأما تكلمه حال الكهولة فليس من المعجزات فما الفائدة في ذكره والجواب من وجوه (الاول) أن المراد منه بيان كونه متقلبا في الاحوال من الصبا الى الكهولة والتغير على الاله تعالى محال والمراد منه الرد على وفد نجران في قولهم أن عيسى كان الها (والثاني) المراد منه أن يكلم الناس مرة واحدة في المهد لاظهار طهارة أمه ثم عند الكهولة يتكلم بالوحي والنبوة (والثالث) قال أبو مسلم معناه أنه يكلم حال كونه في المهد وحال كونه كهلا على حد واحد وصفة واحدة وذلك لاشك أنه غاية في المعجز (والرابع) قال الاصم المراد منه بيان انه يبلغ حال الكهولة (السؤال الثالث) نقل ان عمر عيسى عليه السلام الى أن رفع كان ثلاثا وثلاثين سنة وستة أشهر وعلى هذا التقدير فهو مابلغ الكهولة والجواب من وجهين (الاول) بينا أن الكهل في أصل اللغة عبارة عن الكامل التام وأكمل أحوال الانسان اذا كان بين الثلاثين والاربعين فصح وصفه بكونه كهلا في هذا الوقت (والثاني) هو قول الحسين بن الفضل البجلي أن المراد بقوله وكهلا أن يكون كهلا بعد أن ينزل من السماء في آخر الزمان ويكلم الناس ويقتل الدجال قال الحسين بن الفضل وفي هذه الآية نص في أنه عليه الصلاة والسلام سينزل الى الارض (المسئلة الرابعة) أنكرت النصارى كلام المسيح عليه السلام في المهد واحتجوا على صحة قولهم بأن كلامه في المهد من أعجب الامور وأغربها ولاشك أن هذه الواقعة لو وقعت لوجب أن يكون وقوعها في حضور الجمع العظيم الذي يحصل القطع واليقين بقولهم لان تخصيص مثل هذا المعجز بالواحد والاثنين لايجوز ومتى حدثت الواقعة العجيبة جدا عند حضور الجمع العظيم فلابد وأن تتوفر الدواعي على النقل فيصير ذلك بالغا حد التواتر واخفاء مايكون بالغا الى حد التواتر ممتنع وأيضا فلو كان ذلك لكان ذلك الاخفاء ههنا ممتنعا لان النصارى بلغوا في افراط محبته الى حيث قالوا انه كان الها ومن كان كذلك يمتنع أن يسعى في اخفاء مناقبه وفضائله بل ربما يجعل الواحد ألفا فثبت أن لو كانت هذه الواقعة موجودة لكان أولى الناس بمعرفتها النصارى ولما أطبقوا على انكارها علمنا أنه ماكان موجودا البتة أجاب المتكلمون عن هذه الشبهة وقالوا ان كلام عيسى عليه السلام في المهد انما كان للدلالة على براءة حال مريم عليها السلام من الفاحشة وكان الحاضرون جمعا قليلين فالسامعون لذلك الكلام كان جمعا قليلا ولايبعد في مثله التواطؤ على الاخفاء وبتقدير أن يذكروا ذلك الا أن اليهود كانوا يكذبونهم في ذلك وينسبونهم الى البهت فهم أيضا قد سكتوا لهذه العلة فلاجل هذه الاسباب بقي الامر مكتوما مخفيا الى أن أخبر الله سبحانه وتعالى محمدا صلى الله عليه وسلم بذلك وأيضا فليس كل النصارى ينكرون ذلك فانه نقل عن جعفر بن أبي طالب لما قرأ على النجاشي سورة مريم قال

(فيكون) من غير ريث وهو كما ترى تمثيل لكمال قدرته تعالى وسهولة تأتي المقدورات حسبما تقتضيه مشيئته وتصوير لسرعة حدوثها بما هو علم فيها من طاعة المأمور المطيع للآمر القوي المطاع وبيان لانه تعالى كما يقدر على خلق الاشياء مدرجا بأسباب ومواد معتادة يقدر على خلقها دفعة من غير حاجة الى شيء من الاسباب والمواد (ويعلمه الكتاب) أي الكتابة أو جنس الكتب الالهية (والحكمة) أي العلوم وتهذيب الاخلاق (والتوراة والانجيل) افرادهما بالذكر على تقدير كون المراد بالكتاب جنس الكتب المنزلة لزيادة فضلهما وانافتهما على غيرهما والجملة عطف على يبشرك أو على وجيها أو على يخلق أو هو كلام مبتدأ سيق تطييبا لقلبها وازاحة لما أهمها من خوف اللائمة لما علمت أنها تلد من غير زوج وتري ونعله بالنون (ورسولا الى بني اسرائيل) منصوب بمضمر يقود اليه المعنى معطوف على يعلمه أي ويجعله رسولا الى بني اسرائيل أي كلهم وقال بعض اليهود انه كان مبعوثا الى قوم مخصوصين ثم قيل كان رسولا حال الصبا وقيل بعد البلوغ وكان أول أنبياء بني اسرائيل يوسف عليه الصلاة والسلام وآخرهم عيسى عليه الصلاة والسلام وقيل أولهم موسى وآخرهم

النجاشي لاتفاوت بين واقعة عيسى و بين المذكور فى هذا الكلام بذرة ثم قال تعالى ومن الصالحين فان قيل كون عيسى كلمة من الله تعالى وكونه وجيها فى الدنيا والآخرة وكونه من المقربين عند الله تعالى وكونه مكلما الناس فى المهد وفى الكهولة كل واحد من هذه الصفات أعظم وأشرف من كونه صالحا فلم ختم الله تعالى أوصاف عيسى بقوله ومن الصالحين قلنا انه لارتبة أعظم من كون المرء صالحا لانه لايكون كذلك الا و يكون فى جميع الافعال والتروك مواظبا على النهج الاصلح والطريق الاكمل ومعلوم أن ذلك يتناول جميع المقامات فى الدنيا والدين فى أفعال القلوب وفى أفعال الجوارح فلماذكر الله تعالى بعض التفاصيل أردفه بهذا الكلام الذي يدل على أرفع الدرجات * قوله تعالى (قالت رب أنى يكون لى ولد ولم يمسسنى بشر قال كذلك الله يخلق مايشاء اذا قضى أمرا فانما يقول له كن فيكون) قال المفسرون انها انما قالت ذلك لان التبشير به يقتضي التعجب مما وقع على خلاف العادة وقد قررنا مثله فى قصة زكريا عليه السلام وقوله اذا قضى أمرا فانما يقول له كن فيكون تقدم تفسيره فى سورة البقرة * أما قوله تعالى (ويعلمه الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل) ففيه مسئلتان (المسئلة الاولى) قرأ نافع وعاصم ويعلمه بالياء والباقون بالنون أما الياء فعطف على قوله يخلق مايشاء وقال المبرد عطف على يبشرك بكلمة وكذا وكذا ويعلمه الكتاب ومن قرأ بالنون قال تقدير الآية انها قالت رب أنى يكون لى ولد فقال لها الله كذلك الله يخلق مايشاء اذا قضى أمرا فانما يقول له كن فيكون فهذا وان كان اخبارا على وجه المغايبة الا أنه اخبار من الله تعالى عن نفسه فلا جرم حسن أن يوصل به الاخبار على وجه غير المغايبة فقال ونعلمه لان معنى قوله كذلك الله يخلق مايشاء معناه كذلك نحن نخلق مانشاء ونعلمه الكتاب والحكمة والله أعلم (المسئلة الثانية) فى هذه الآية أمور أربعة معطوف بعضها على بعض بواو العطف والاقرب عندى أن يقال المراد من الكتاب تعليم الخط والكتابة ثم المراد بالحكمة تعليم العلوم وتهذيب الاخلاق لان كمال الانسان فى أن يعرف الحق لذاته والخير لاجل العمل به ومجموعهما هو المسمى بالحكمة ثم بعد أن صار عالما بالخط والكتابة ومحيطا بالعلوم العقلية والشرعية يعلمه التوراة وانما أخر تعليم التوراة عن تعليم الخط والحكمة لان التوراة كتاب الهى وفيه أسرار عظيمة والانسان مالم يتعلم العلوم الكثيرة لايمكنه أن يخوض فى البحث على أسرار الكتب الالهية ثم قال فى المرتبة الرابعة والانجيل وانما أخر ذكر الانجيل عن ذكر التوراة لان من تعلم الخط ثم تعلم علوم الحق ثم أحاط باسرار الكتاب الذى أنزله الله تعالى على من قبله من الانبياء فقد عظمت درجته فى العلم فاذا أنزل الله تعالى عليه بعد ذلك كتابا آخر وأوقفه على أسراره فذلك هو الغاية القصوى والمرتبة العليا فى العلم والفهم والاحاطة بالاسرار العقلية والشرعية والاطلاع على الحكم العلوية والسفلية فهذا ماعندى فى ترتيب هذه الالفاظ الاربعة * ثم قال تعالى (ورسولا الى بنى اسرائيل)

عيسى عليهما الصلاة والسلام وقوله تعالى (انى قد جئتكم) معمول لرسولا لمافيه من معنى النطق أى رسولا ناطقا بانى الخ . قيل منصوب بمضمر معمول لقول مضمر معطوف على يعلمه اى و يقول أرسلت رسولا بانى قد جئتكم الخ وقيل معطوف على الاحوال السابقة ولايقدح فيه كونها فى حكم الغيبة مع كون هذا فى حكم التكلم لما مر من أن فيه معنى النطق كانه قيل حال كونه وجيها ورسولا ناطقا بانى الخ وقرئ ورسول بالجر عطفا على كلمة والباء فى قوله تعالى (بآية) متعلقة بمحذوف وقع حالا من فاعل الفعل على أنها للملابسة والتنوين للتفخيم دون الوحدة لظهور تعددها وكثرتها وقرئ بآيات او بجئتكم على انها للتعدية ومن فى قوله تعالى (من ربكم) لابتداء الغاية مجازا متعلقة بمحذوف وقع صفة لآية أى قد جئتكم ملتبسا بآية عظيمة كائنة من ربكم أو آتيكم بآية عظيمة كائنة منه تعالى والتعرض لوصف الربوبية مع الاضافة الى ضمير المخاطبين لتأكيد ايجاب الامتثال بما سيأتى من الاوامر وقوله تعالى (انى أخلق لكم من الطين كهيئة الطير) بدل من قوله تعالى أنى قد جئتكم ومحله النصب على نزع الجار عند سيبويه والفراء والجر على رأى الخليل والكسائى او بدل من آية وقيل منصوب بفعل مقدر اى اعنى انى الخ وقيل مرفوع على أنه خبر مبتدا محذوف أى هى أنى اخلق لكم وقرئ بكسر الهمزة على الاستئناف أى أقدر لكم أى لاجل

تفسير الفخر الرازي

المشتهر بالتفسير الكبير ومفاتيح الغيب

للإمام محمد الرازي فخر الدين ابن العلامة ضياء الدين عمر
المشتهر بخطيب الري نفع الله به المسلمين
٥٤٤ — ٦٠٤ هـ

❀ ❀ ❀ ❀ ❀

الطبعة الأولى ١٤٠١ هـ - ١٩٨١ م

الجزء الثامن

دار الفكر
للطباعة والنشر والتوزيع

وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّيٓ أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ ٱلطِّينِ

قال المفسرون : إنها إنما قالت ذلك لأن التبشير به يقتضي التعجب مما وقع على خلاف العادة وقد قررنا مثله في قصة زكريا عليه السلام ، وقوله (إذا قضى أمراً فإنما يقول له كن فيكون) تقدم تفسيره في سورة البقرة .

أما قوله تعالى ﴿ ويعلمه الكتاب والحكمة والتوراة والإنجيل ﴾ ففيه مسألتان :

﴿ المسألة الأولى ﴾ قرأ نافع ، وعاصم (ويعلمه) بالياء والباقون بالنون ، أما الياء فعطف على قوله (يخلق ما يشاء) وقال المبرد عطف على يبشرك بكلمة ، وكذا وكذا (ويعلمه الكتاب) ومن قرأ بالنون قال تقدير الآية أنها : قالت رب أنى يكون لي ولد فقال لها الله (كذلك الله يخلق ما يشاء إذا قضى أمراً فإنما يقول له كن فيكون) فهذا وإن كان إخباراً على وجه المغايبة ، فقال (ونعلمه) لأن معنى قوله (كذلك الله يخلق ما يشاء) معناه : كذلك نحن نخلق ما نشاء (ونعلمه الكتاب والحكمة) والله أعلم .

﴿ المسألة الثانية ﴾ في هذه الآية أمور أربعة معطوف بعضها على بعض بواو العطف ، والأقرب عندي أن يقال : المراد من الكتاب تعليم الخط والكتابة ، ثم المراد بالحكمة تعليم العلوم وتهذيب الأخلاق لأن كمال الإنسان في أن يعرف الحق لذاته والخير لأجل العمل به وبمجموعهما هو المسمى بالحكمة ، ثم بعد أن صار عالماً بالخط والكتابة ، ومحيطاً بالعلوم العقلية والشرعية ، يعلمه التوراة ، وإنما أخر تعليم التوراة عن تعليم الخط والحكمة ، لأن التوراة كتاب إلهي ، وفيه أسرار عظيمة ، والإنسان ما لم يتعلم العلوم الكثيرة لا يمكنه أن يخوض في البحث على أسرار الكتب الإلهية ، ثم قال في المرتبة الرابعة والإنجيل ، وإنما أخر ذكر الإنجيل عن ذكر التوراة لأن من تعلم الخط ، ثم تعلم علوم الحق ، ثم أحاط بأسرار الكتاب الذي أنزله الله تعالى على من قبله من الأنبياء فقد عظمت درجته في العلم فإذا أنزل الله تعالى عليه بعد ذلك كتاباً آخر وأوقفه على أسراره فذلك هو الغاية القصوى ، والمرتبة العليا في العلم ، والفهم والإحاطة بالأسرار العقلية والشرعية ، والإطلاع على الحكم العلوية والسفلية ، فهذا ما عندي في ترتيب هذة الألفاظ الأربعة .

ثم قال تعالى ﴿ ورسولاً إلى بني إسرائيل أنى قد جئتكم بآية من ربكم ﴾ وفيه مسائل :

تفسير البغوي

«معالم التنزيل»

للإمام محيي السنة أبي محمد الحسين بن مسعود البغوي
(المتوفى - ٥١٦هـ)

المجلد الثاني

حققه وخرج أحاديثه
محمد عبد الله النمر عثمان جمعة ضميرية سليمان مسلم الحرش

دار طيبة للنشر والتوزيع
الرياض - شارع عسير - ص. ب : ٧٦١٢
تليفون : ٤٣٥٩٧٤٠ / ٤٣٥٤٩٣٧

قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ ﴿٤٨﴾ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٤٩﴾

أي: هو من العباد الصالحين.

﴿قالت: رب﴾ ياسيدي تقوله لجبريل. وقيل: تقول لله عز وجل **﴿أنى يكون لي ولد ولم يمسسني بشر﴾** ولم يصبني رجل، قالت ذلك تعجباً إذ لم تكن جرت العادة بأن يولد ولد لا أب له **﴿قال كذلك الله يخلق ما يشاء، إذا قضى أمراً﴾** أي كون الشيء **﴿فإنما يقول له كن فيكون﴾** كما يريد.

قوله تعالى: **﴿ويعلمه الكتاب﴾** قرأ أهل المدينة وعاصم ويعقوب بالياء لقوله تعالى: (كذلك الله يخلق ما يشاء)، وقيل: رده على قوله: (إن الله يبشرك) **﴿ويعلمه﴾** وقرأ الآخرون بالنون على التعظيم كقوله تعالى: (ذلك من أنباء الغيب نوحيه إليك) قوله: **﴿الكتاب﴾** أي الكتابة والخط **﴿والحكمة﴾** العلم والفقه **﴿والتوراة والإنجيل﴾** علمه الله التوراة والإنجيل **﴿ورسولاً﴾** أي ونجعله رسولاً **﴿إلى بني إسرائيل﴾** قيل: كان رسولاً في حال الصبا، وقيل: إنما كان رسولاً بعد البلوغ، وكان أول أنبياء بني إسرائيل يوسف وآخرهم عيسى عليهما السلام فلما بعث قال: **﴿أني﴾** قال الكسائي: إنما فتح لأنه أوقع الرسالة عليه، وقيل: معناه بأني **﴿قد جئتكم بآية﴾** علامة **﴿من ربكم﴾** تصدق قولي وإنما قال: بآية وقد أتى بآيات لأن الكل دل على شيء واحد وهو صدقه في الرسالة، فلما قال ذلك عيسى عليه السلام لبني إسرائيل، قالوا: وما هي، قال: **﴿أني﴾** قرأ نافع بكسر الألف على الاستئناف، وقرأ الباقون بالفتح على معنى بأني **﴿أخلق﴾** أي أصور وأقدر **﴿لكم من الطين كهيئة الطير﴾** قرأ أبو جعفر كهيئة الطائر ها هنا وفي المائدة، والهيئة الصورة المهيأة من قولهم: هيأت الشيء إذا قدرته وأصلحته **﴿فأنفخ فيه﴾** أي في الطير **﴿فيكون طيراً بإذن الله﴾** قراءة الأكثرين بالجمع لأنه خلق طيراً كثيراً، وقرأ أهل المدينة ويعقوب فيكون طائراً على الواحد ها هنا. وفي سورة المائدة ذهبوا إلى نوع واحد من الطير لأنه لم يخلق غير الخفاش، وإنما خص الخفاش لأنه أكمل الطير خلقاً لأن لها ثدياً وأسناناً وهي تحيض. قال وهب: كان يطير ما دام الناس ينظرون إليه فإذا غاب عن أعينهم سقط ميتاً، ليتميز فعل الخلق من فعل الخالق،

فتح القدير

الجامع بين فني الرواية والدراية من علم التفسير

تأليف

محمد بن علي بن محمد الشوكاني

المتوفى بصنعاء ١٢٥٠هـ

حققه وخرج أحاديثه

الدكتور عبد الرحمن عميرة

وضع فهارسه وشارك في تخريج أحاديثه

لجنة التحقيق والبحث العلمي بدار الوفاء

الجزء الأول

أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالإِنجِيلَ ﴿٤٨﴾ وَرَسُولاً إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الأَكْمَهَ وَالأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٤٩﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٥٠﴾ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٥١﴾ ﴾ .

قوله : ﴿ إذ قالت ﴾ بدل من قوله : ﴿ وإذ قالت ﴾ المذكور قبله وما بينهما اعتراض . وقيل : بدل من ﴿إذ يختصمون ﴾ . وقيل : منصوب بفعل مقدر . وقيل : بقوله : ﴿يختصمون ﴾ : وقيل : بقوله : ﴿ وما كنت لديهم﴾. والمسيح اختلف فيه من ماذا أخذ ؟ فقيل : من المسح ؛ لأنه مسح الأرض ، أى ذهب فيها فلم يستكن بكن . وقيل : إنه كان لا يمسح ذا عاهة إلا برئ ، فسمى مسيحا ، فهو على هذين فعيل بمعنى فاعل . وقيل: لأنه كان يمسح بالدهن الذى كانت الأنبياء تمسح به . وقيل : لأنه كان ممسوح الأخمصين . وقيل : لأن الجمال مسحه . وقيل : لأنه مسح بالتطهير من الذنوب، وهو على هذه الأربعة الأقوال فعيل بمعنى مفعول . وقال أبو الهيثم : المسيح ضد المسيخ بالخاء المعجمة . وقال ابن الأعرابى : المسيح : الصديق . وقال أبو عبيد : أصله بالعبرانية : مشيخا ، بالمعجمتين ، فعرّب كما عرب موشى بموسى ، وأما الدجّال فسمى مسيحًا ؛ لأنه ممسوح إحدى العينين . وقيل : لأنه يمسح الأرض ، أى يطوف بلدانها إلا مكة والمدينة وبيت المقدس (١) .

وقوله : ﴿ عيسى ﴾ عطف بيان أو بدل ، وهو اسم أعجمى . وقيل : هو عربى مشتق من عاسه يعوسه : إذا ساسه . قال فى الكشاف : هو معرب من أيشوع .انتهى (٢) . والذى رأيناه فى الإنجيل فى مواضع أن اسمه : يشوع بدون همزة ، وإنما قيل : ابن مريم مع كون الخطاب معها ؛ تنبيها على أنه يولد من غير أب فنسب إلى أمه. والوجيه ذو الوجاهة ، وهى: القوة والمنعة ، ووجاهته فى الدنيا النبوّة ، وفى الآخرة الشفاعة وعلو الدرجة ، وهو منتصب على الحال من كلمة ، وإن كانت نكرة فهى موصوفة ، وكذلك قوله : ﴿ ومن المقربين ﴾ فى محل نصب على الحال . قال الأخفش : هو معطوف على ﴿وجيها ﴾ .

والمهد : مضجع الصبى فى رضاعه ، ومهدت الأمر : هيأته ووطأته . والكهل : هو من كان بين سن الشباب والشيخوخة ، أى يكلم الناس حال كونه رضيعًا فى المهد وحال كونه

(١) فى صحيح مسلم عن أنس بن مالك قال : قال رسول الله ﷺ : « ليس من بلد إلا سيطؤه الدجال إلا مكة والمدينة » الحديث ، ووقع فى حديث عبد الله بن عمرو « إلا الكعبة وبيت المقدس » ذكره أبو جعفر الطبرى .

(٢) الكشاف ١/ ٣٦٣ .

كهلا بالوحي والرسالة ، قاله الزجاج . وقال الأخفش والفراء : إن ﴿ كهلا ﴾ معطوف على﴿ وجيها ﴾ . قال الأخفش : ﴿ ومن الصالحين ﴾ : عطف على ﴿ وجيها ﴾ أى هو من العباد الصالحين .

قوله : ﴿ أنى يكون لى ولد ﴾ أى كيف يكون ؟ على طريقة الاستبعاد العادى ﴿ ولم يمسسنى بشر ﴾ جملة حالية، أى والحال أنه على حالة منافية للحالة المعتادة من كون له أب ﴿قال كذلك الله يخلق ما يشاء ﴾ هو من كلام الله سبحانه . وأصل القضاء : الإحكام ، وقد تقدم ، وهو هنا الإرادة ، أى إذا أراد أمرًا من الأمور ﴿فإنما يقول له كن فيكون﴾ من غير عمل ولا مزاولة ، وهو تمثيل لكمال قدرته .

قوله : ﴿ ويعلمه الكتاب ﴾ قيل : هو معطوف على ﴿ يبشرك ﴾ أى إن الله يبشرك وإن الله يعلمه . وقيل : على ﴿يخلق﴾ أى وكذلك يعلمه الله ، أو كلام مبتدأ سيق تطييبًا لقلبها. والكتاب : الكتابة . والحكمة : العلم . وقيل : تهذيب الأخلاق . وانتصاب ﴿رسولا ﴾ على تقدير : ويجعله رسولا ، أو ويكلمهم رسولا ، أو وأرسلت رسولا . وقيل: هو معطوف على قوله : ﴿ وجيها ﴾ فيكون حالا؛ لأن فيه معنى النطق ، أى وناطقًا . قال الأخفش : وإن شئت جعلت الواو فى قوله : ﴿ ورسولا ﴾ مقحمة ، والرسول حالا . وقوله : ﴿ أنى قد جئتكم﴾ معمول لرسول ؛ لأن فيه معنى النطق كما مر . وقيل : أصله بأنى قد جئتكم فحذف الجار . وقيل : منصوب بمضمر ، أى تقول أنى قد جئتكم . وقيل : معطوف على الأحوال السابقة . وقوله : ﴿ بآية ﴾ فى محل نصب على الحال ، أى متلبسا بعلامة كائنة ﴿ من ربكم﴾. وقوله : ﴿ أنّى أخلق ﴾ أى أصور وأقدر ﴿ لكم من الطين كهيئة الطير ﴾ وهذه الجملة بدل من الجملة الأولى ، وهى : ﴿ أنى قد جئتكم ﴾ أوبدل من آية، أو خبر مبتدأ محذوف، أى هى أنى ، وقرئ بكسر الهمزة على الاستئناف . وقرأ الأعرج وأبو جعفر : «كهيئة الطير» بالتشديد ، والكاف فى قوله : ﴿ كهيئة الطير ﴾ نعت مصدر محذوف ، أى أخلق لكم خلقًا أو شيئًا مثل هيئة الطير .

وقوله : ﴿ فأنفخ فيه ﴾ أى فى ذلك الخلق أو ذلك الشىء ، فالضمير راجع إلى الكاف فى قوله : ﴿ كهيئة الطير ﴾ . وقيل: الضمير راجع إلى الطير ، أى لواحد منه . وقيل : إلى الطين ، وقرئ : « فيكون طائرًا وطيرًا » ، مثل تاجر وتجر . وقيل: إنه لم يخلق غير الخفاش لما فيه من عجائب الصنعة ، فإن له ثديًا وأسنانًا وأذنًا ويحيض ويطهر. وقيل : إنهم طلبوا خلق الخفاش لما فيه من العجائب المذكورة ولكونه يطير بغير ريش ، ويلد كما يلد سائر الحيوانات مع كونه من الطير ، ولا يبيض كما يبيض سائر الطيور ، ولا يبصر فى ضوء النهار ولا فى ظلمة الليل وإنما يرى فى ساعتين : بعد غروب الشمس ساعة ، وبعد طلوع الفجر ساعة، وهو يضحك كما يضحك الإنسان . وقيل : إن سؤالهم له كان على وجه التعنت . وقيل : كان يطير مادام الناس ينظرونه ، فإذا غاب عن أعينهم سقط ميتاً ليتميز فعل الله من

التفسير الوجيز
على هامش
القرآن العظيم
ومعه أسباب النزول وقواعد الترتيل
الأستاذ الدكتور وهبة الزحيلي
دار الفكر
دمشق - سورية

التفسير الوجيز

على هامش

القرآن العظيم

ومعه أسباب النزول وقواعد الترتيل

تأليف

الأستاذ الدكتور وهبة الزحيلي

رئيس قسم الفقه الإسلامي ومذاهبه في جامعة دمشق

دار الفكر

دمشق - سورية

الرقم الاصطلاحي : 1001, 01 1

الرقم الموضوعي : 220

الرقم الدولي : ISBN : 1 - 54547 - 238 - 4

الموضوع : القرآن وعلومه

العنـوان : التفسير الـوجيز على هـــامش القرآن العظيم

ومعه أسباب النزول وقواعد الترتيل

التأليف : الأستاذ الدكتور وهبة الزحيلي

خطوط المصحف : أحمد الباري

زخارف المصحف : هيثم قسومة

التنفيذ الطباعي : مطابع دار المستقبل - بيروت

التجليد الفني : علي الحمصي - بيروت

عدد الصفحات : ٦٤٠

قياس الصفحة : ١٧ × ٢٥ سم

عدد النسخ : ٣٠٠٠

وقد وافق على نسخة المصحف وإصداره كل من :

١ - إدارة الإفتاء العام والتدريس الديني في سورية برقم ٦٦١ وتاريخ ١٤٠٣/٩/٤ هـ الموافق ١٩٨٣/٦/١٤ م

٢ - دار الفتوى في لبنان برقم ٣٦/٤٦٦ وتاريخ ١٤١٤/١٠/١٤ هـ الموافق ١٩٩٤/٣/٢٦ م .

٣ - المجلس الإسلامي الأعلى تونس بموجب الكتاب رقم/أ ٥٠ الصادر بتاريخ ١٩٩٠/٢/٢٩ م .

الطبعةالثانية ١٤١٦ هـ = ١٩٩٦ م ط١ ١٤١٥ هـ = ١٩٩٤ م

وَيُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ فِي ٱلْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ ٱللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾ وَيُعَلِّمُهُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ ﴿٤٨﴾ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّيٓ أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ ٱلطِّينِ كَهَيْـَٔةِ ٱلطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًۢا بِإِذْنِ ٱللَّهِ وَأُبْرِئُ ٱلْأَكْمَهَ وَٱلْأَبْرَصَ وَأُحْيِ ٱلْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ ٱللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَـَٔايَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٤٩﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ ٱلَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٥٠﴾ إِنَّ ٱللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٥١﴾ ۞ فَلَمَّآ أَحَسَّ عِيسَىٰ مِنْهُمُ ٱلْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِيٓ إِلَى ٱللَّهِ قَالَ ٱلْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ ٱللَّهِ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ وَٱشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٥٢﴾

٤٦ - ويكلّم الناس وهو طفل صغير في المهد: مضجع الطفل حين الرضاع، وفي الكهولة: ما بعد سن الثلاثين أو الأربعين إلى الشيخوخة، أي يكلّم الناس في الحالين بالوحي والرسالة، وهو من العباد الصالحين.

٤٧ - قالت مريم مستبعدة الأمر بحكم العادة: كيف يكون لي ولد، ولم يقربني رجل؟ فأجابها الوحي: مثل ذلك يخلق الله ما يشاء من العدم بمقتضى قدرته وحكمته، إذا أراد أمراً أو شيئاً، أوجده بكلمة ﴿كن﴾ فيكون كما أراد.

٤٨ - ويعلّم الله عيسى الكتابة والخط، والعلم النافع وفهم أسرار الأشياء، والتوراة التي أنزلها على موسى، والإنجيل الكتاب الذي سيوحى به إليه بعد ذلك.

٤٩ - ويرسله الله رسولاً إلى بني إسرائيل: أني أتيتكم بعلامة دالة على صدق نبوتي ورسالتي، وهي أنني أصوِّر لكم من الطين شيئاً كهيئة الطير، فأنفخ فيه، فيصير حياً كسائر الطيور، بإرادة الله، فالخلق الحقيقي من الله، وأشفي الأكمه: الذي ولد أعمى، والأبرص الذي به البرص: وهو بياض يظهر في الجلد، وخصّ هذان المرضان؛ لاستحالة الشفاء منهما في العادة الغالبة، وأحيي الموتى، وكل ذلك بإرادة الله، وأخبركم بما تأكلون وتدخرون في بيوتكم، وذلك مما لا يطلع عليه الناس عادة، إن في جميع ما ذكر لدليلاً قاطعاً وحجة ظاهرة على صدق رسالتي، إن كنتم مصدقين بالرسالات الإلهية.

٥٠ - وجئتكم مصدقاً لما سبقني من التوراة، عاملاً بها، مخففاً بعض أحكامها، أحلُّ من الطيبات بعض المحرَّم في التوراة، كلحوم كل ذي ظفر وشحوم الأنعام، وجئتكم بحجة شاهدة على صدقي من الله، فخافوا عذابه، وأطيعوني فيما دعوتكم إليه، وتابعوني في ديني.

٥١ - إن الله ربي وربكم، لا إله غيره ولا رب سواه، وأنا عبده، فاعبدوه وحده لا شريك له، هذا هو الطريق القويم الواضح الذي لا اعوجاج فيه.

٥٢ - فلما لمس عيسى الكفر والضلال من بني إسرائيل، قال لهم: من أعواني في الدعوة إلى الله، وتبليغ رسالته للناس؟ قال الحواريون - أصحابه وتلاميذه - الاثنا عشر رجلاً: نحن أنصار دين الله ورسله، آمنا بالله، واشهد يا عيسى بأنا مخلصون في إيماننا، منقادون لرسالتك.

تنوير المقباس من تفسير ابن عباس

فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾ وَيُعَلِّمُهُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ ﴿٤٨﴾ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ
أَنِّى قَدْ جِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّىٓ أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ ٱلطِّينِ كَهَيْـَٔةِ ٱلطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ
طَيْرًۢا بِإِذْنِ ٱللَّهِ وَأُبْرِئُ ٱلْأَكْمَهَ وَٱلْأَبْرَصَ وَأُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ ٱللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا
تَدَّخِرُونَ فِى بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَءَايَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ﴿٤٩﴾ وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ
مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ ٱلَّذِى حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَٱتَّقُوا
ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٥٠﴾ إِنَّ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿٥١﴾ ۞ فَلَمَّآ أَحَسَّ
عِيسَىٰ مِنْهُمُ ٱلْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنصَارِىٓ إِلَى ٱللَّهِ قَالَ ٱلْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنصَارُ ٱللَّهِ ءَامَنَّا بِٱللَّهِ
وَٱشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ﴿٥٢﴾ رَبَّنَآ ءَامَنَّا بِمَآ أَنزَلْتَ وَٱتَّبَعْنَا ٱلرَّسُولَ فَٱكْتُبْنَا مَعَ
ٱلشَّٰهِدِينَ ﴿٥٣﴾ وَمَكَرُوا وَمَكَرَ ٱللَّهُ وَٱللَّهُ خَيْرُ ٱلْمَٰكِرِينَ ﴿٥٤﴾ إِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّى

بلا أب ﴿فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ﴾ ولداً بلا أب ﴿وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ﴾ كتب الأنبياء ويقال الكتابة ﴿وَالْحِكْمَةَ﴾ الحلال والحرام ويقال حكمة الأنبياء قبله ﴿وَالتَّوْرَاةَ﴾ في بطن أمه ﴿وَالإِنْجِيلَ﴾ بعد خروجه من بطن أمه ﴿وَرَسُولاً﴾ بعد ثلاثين سنة ﴿إِلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ فلما جاءهم قال ﴿إِنِّي قَدْ جِئْتُكُمْ بِآيَةٍ﴾ بعلامة ﴿مِّن رَبِّكُمْ﴾ لنبوتي قالوا وما العلامة ﴿قَالَ إِنِّي أَخْلُقُ﴾ إني أصور ﴿لَكُمْ مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ﴾ كشبه الطير ﴿فَأَنْفُخُ فِيهِ﴾ كنفخ النائم ﴿فَيَكُونُ طَيْراً﴾ فيصير طيراً يطير بين السماء والأرض ﴿بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ بأمر الله فصور لهم خفاشاً فقالوا هذا سحر فهل عندك غيره قال نعم ﴿وَأُبْرِىءُ﴾ أصحح ﴿الأَكْمَهَ﴾ الذي ولد أعمى ﴿وَالأَبْرَصَ﴾ أيضاً ﴿وَأُحْيِي الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ باسم الله الأعظم يا حي يا قيوم فلما فعل ذلك قالوا هذا سحر فهل عندك غيره قال نعم ﴿وَأُنَبِّئُكُمْ﴾ أخبركم ﴿بِمَا تَأْكُلُونَ﴾ غدوة وعشية ﴿وَمَا تَدَّخِرُونَ﴾ ترفعون من غداء لعشاء ومن عشاء لغداء ﴿فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَلِكَ﴾ فيما قلت لكم ﴿لآيَةً﴾ لعلامة ﴿لَكُمْ﴾ لنبوتي ﴿إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ مصدقين ﴿وَمُصَدِّقاً﴾ وجئتكم موافقاً بالتوحيد بالدين ﴿لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ﴾ قبلي من التوراة وسائر الكتب ﴿وَلأُحِلَّ لَكُمْ﴾ أرخص وأبين لكم ﴿بَعْضَ الَّذِي﴾ تحليل بعض الذي ﴿حُرِّمَ عَلَيْكُمْ﴾ مثل لحم الإبل وشحوم البقر والغنم والسبت وغير ذلك. ﴿وَجِئْتُكُمْ بِآيَةٍ﴾ بعلامة ﴿مِّن رَبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ﴾ فاخشوا الله فيما أمركم به وتوبوا إليه ﴿وَأَطِيعُونِ﴾ واتبعوا أمري وديني ﴿إِنَّ اللَّهَ رَبِّي﴾ هو ربي ﴿وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ﴾ فوحدوه ﴿هَذَا﴾ التوحيد ﴿صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ﴾ دين قائم يرضاه وهو الإسلام ﴿فَلَمَّا أَحَسَّ﴾ علم ﴿عِيسَى مِنْهُمُ الْكُفْرَ﴾ ورأى منهم القتل حين أرادوا قتله ويقال ﴿أَحَسَّ﴾ سمع منهم تكرار الكفر ﴿قَالَ﴾ عيسى ﴿مَنْ أَنْصَارِي﴾ من أعواني ﴿إِلَى اللَّهِ﴾ مع الله على أعدائه ﴿قَالَ الْحَوَارِيُّونَ﴾ أصفياؤه القصارون وهم اثنا عشر رجلاً ﴿نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ﴾ أعوانك مع الله على أعدائه ﴿آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ﴾ اعلم أنت يا عيسى ﴿بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ مقرون لله بالعبادة والتوحيد ﴿رَبَّنَا﴾ يا ربنا ﴿آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ﴾ من الكتاب يعني الإنجيل ﴿وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ﴾ دين الرسول عيسى ﴿فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ﴾ فاجعلنا مع السابقين الأولين الذين شهدوا قبلنا ويقال فاجعلنا من أمة محمد ﷺ ﴿وَمَكَرُوا﴾ أرادوا يعني اليهود قتل عيسى ﴿وَمَكَرَ اللَّهُ﴾ أراد الله قتل صاحبهم تطيانوس ﴿وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ﴾ أقوى المريدين ويقال أفضل الصانعين ﴿إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا

الجزء الاول من السراج المنير في الاعانة
على معرفة بعض معاني كلام ربنا
الحكيم الخبير للشيخ الامام
الخطيب الشربيني قدس
الله روحه وعم بالرحمة
ضريحه
آمين
٢

المقامات فى الدين والدنيا فى أفعال القلوب وفى أفعال الجوارح ولهذا قال نبى الله سليمان بن
داود عليهما الصلاة والسلام بعد النبوة وادخلنى برحمتك فى عبادك الصالحين فلما عدد صفات
عيسى عليه الصلاة والسلام أردفها بهذا الوصف الدال على أرفع الدرجات (قالت رب) أى
ياسيدى فقولها الله عز وجل وقيل قالته لجبريل قاله البغوى وقال الزمخشرى ومن بدع التفاسير
ان قولها رب نداء لجبريل بمعنى ياسيدى (أنى) أى كيف (يكون لى ولد ولم يمسسنى بشر)
أى ولم يصبنى رجل بتزوج ولا غيره قالت ذلك تعجبا اذ لم تكن جرت العادة بأن يولد مولود بلا أب
أو استفهاما عن أن يكون بتزوج أو بغيره (قال) الامر (كذلك) من خلق ولد منك بلا أب (الله
يخلق مايشاء) القائل جبريل أو الله وجبريل حكى لها وقوله تعالى (اذا قضى أمرا) أى أراد كون
شئ (فانما يقول له كن) صرو قرأ (فيكون) ابن عامر بفتح النون والباقون بضمها أى فهو يكون لانه
تعالى كما يقدر أن يخلق الاشياء مدرجا بأسباب ومواد يقدر أن يخلقها دفعة من غير ذلك فنفخ
جبريل فى جيب درعها فحملت وكان من أمرها ماذكر فى سورة مريم وسيأتى ان شاء الله تعالى
الكلام عليه هنالك وقوله تعالى (ونعلمه الكتاب) أى الكتابة (والحكمة) أى العلم المقترن بالعمل
(والتوراة والانجيل) كلام مستأنف ذكر تطييبا لقلبها وازاحة لما همها من خوف اللوم حين
علمت أنها تلد من غير زوج وقيل المراد بالكتاب جنس الكتب المنزلة وخص الكتابان لفضلهما
وقرأ نافع وعاصم بالياء والباقون بالنون (و) نجعله (رسولا الى بنى اسرائيل) اما فى الصبا أو بعد
البلوغ وتخصيص بنى اسرائيل لخصوص بعثه اليهم وللرد على من زعم انه مبعوث الى غيرهم
(فائدة) كان أول أنبياء بنى اسرائيل يوسف بن يعقوب وآخرهم عيسى عليهم الصلاة والسلام ولما
بعث اليهم قال لهم انى رسول الله اليكم (أنى) أى بأنى (قد جئتكم بآية) أى علامة (من ربكم)
تصدق قولى وانما قال بآية وقد أتى بآيات لان الكل دل على شئ واحد وهو صدقه فى الرسالة
* ولما قال ذلك لبنى اسرائيل قالوا وماهى قال هى (انى) قرأ نافع وحده بكسر الهمزة على
الاستئناف وفتح الياء من انى نافع وأبو عمرو وسكنها الباقون (أخلق) أى أصور (لكم من الطين
كهيئة الطير) أى مثل صورته فيصير طيرا كسائر الطيور حيا طيارا والكاف اسم مفعول
وقرأ ورش بالمد على الياء من هيئة والتوسط كما تقدم فى شئ (فأنفخ فيه) الضمير للكاف أى
فى ذلك المماثل للطير أى فى فيه (فيكون طيرا باذن الله) أى بارادته نبه بذلك على أن احياءه من الله
تعالى لا منه وقرأ نافع بألف بعد الطاء بعدها همزة مكسورة ورقق ورش الراء على أصله والباقون
بياء ساكنة بعد الطاء من غير ألف فقراءة الجمع نظرا الى أنه خلق طيرا كثيرا وقراءة
المفرد نظرا الى أنه نوع واحد من الطير لانه لم يخلق غير الخفاش وانما خص الخفاش لانه أكمل
الطير خلقا لان له اسنانا وللانثى ثديا وتحيض قال وهب كان يطير مادام الناس ينظرون اليه
فاذا غاب عن أعينهم سقط ميتا ليتميز فعل الخلق من فعل الله وليعلم ان الكمال لله عز وجل
(وأبرئ) أى أشفى (الاكمه) وهو الذى ولد أعمى أو ممسوح العينين قال الزمخشرى ويقال لم
يكن فى هذه الامة أكمه غير قتادة بن دعامة السدوسى صاحب التفسير ولعل هذا على التفسير

تفسير النسفي

(مدارك التنزيل وحقائق التأويل)

تأليف

أبي البركات عبد الله بن أحمد بن محمود النسفي
« ت ٧١٠ هـ »

حققه وخرج أحاديثه
يوسف علي بديوي

راجعه وقدم له
محيي الدين ديب مستو

الجزء الأول

دار الكلم الطيب
بيروت

الطَّبعَة الأُولى

١٤١٩هـ - ١٩٩٨م
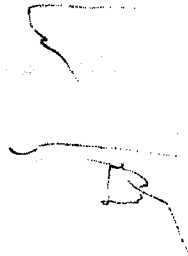
دمشق - حلبوني - شارع مسلم البارودي - هاتف ٢١٢٩٨٨٦ ص.ب ٣٠٥٥٢

بيروت. ص.ب: ١١٣/٦٣١٨

مَرْيَمَ وَجِيهًا فِي ٱلدُّنْيَا وَٱلْآخِرَةِ وَمِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ ﴿٤٥﴾ وَيُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ فِي ٱلْمَهْدِ وَكَهْلًا وَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿٤٦﴾ قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ ٱللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ ﴿٤٧﴾ وَيُعَلِّمُهُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ ﴿٤٨﴾ وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ مِّن

مَرْيَمَ﴾ خبراً مبتدأ محذوف، أي: هو ابن مريم. ولا يجوز أن يكون صفة لعيسى؛ لأن اسمه عيسى فحسب وليس اسمه عيسى ابن مريم، وإنما قال ﴿ابن مريم﴾ إعلاماً لها أنه يولد من غير أب، فلا ينسب إلا إلى أمه ﴿وَجِيهًا﴾ ذا جاه وقدر ﴿فِي ٱلدُّنْيَا﴾ بالنبوة، والطاعة ﴿وَٱلْآخِرَةِ﴾ بعلوّ الدرجة، والشفاعة ﴿وَمِنَ ٱلْمُقَرَّبِينَ﴾ برفعه إلى السَّماء. وقوله: ﴿وجيهاً﴾ حال من «كلمة» لكونها موصوفة، وكذا ﴿من المقربين﴾ أي: وثابتاً من المقربين وكذا:

٤٦ ـ ﴿وَيُكَلِّمُ ٱلنَّاسَ﴾ أي: ومُكلِّماً الناس ﴿فِي ٱلْمَهْدِ﴾ حال من الضمير في يكلم، أي: ثابتاً في المهد، وهو: ما يُمهد للصبي من مضجعه، سُمِّي بالمصدر ﴿وَكَهْلًا﴾ عطف عليه، أي: ويكلم الناس طفلاً وكهلاً، أي: يكلّم الناس في هاتين الحالتين كلام الأنبياء من غير تفاوت بين حال الطفولة وحال الكهولة؛ التي يستحكم فيها العقل، ويستنبأ فيها الأنبياء ﴿وَمِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ﴾ حال أيضاً، والتقدير: يبشرك به موصوفاً بهذه الصفات.

٤٧ ـ ﴿قَالَتْ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ قَالَ كَذَٰلِكِ ٱللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ إِذَا قَضَىٰٓ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُۥ كُن فَيَكُونُ﴾ أي: إذا قدر تكوَّن شيء كوَّنه من غير تأخير. لكنه عبّر بقوله: ﴿كن﴾ إخباراً عن سرعة تكوُّن الأشياء بتكوينه.

٤٨ ـ ﴿وَيُعَلِّمُهُ﴾ مدني، وعاصم، وموضعه حال معطوفة على: وجيهاً. الباقون بالنون على أنه كلام مبتدأ ﴿ٱلْكِتَٰبَ﴾ أي: الكتابة، وكان أحسن الناس خطّاً في زمانه. وقيل: كُتُبَ الله ﴿وَٱلْحِكْمَةَ﴾ بيان الحلال والحرام. أو: الكتاب: الخط باليد، والحكمة: البيان باللسان ﴿وَٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ﴾.

٤٩ ـ ﴿وَرَسُولًا﴾ أي: ونجعله رسولاً. أو: يكون في موضع الحال، أي: وجيهاً في الدنيا والآخرة ورسولاً ﴿إِلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَنِّي﴾ بأني ﴿قَدْ جِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ مِّن

محقق عن نسخة خطية كاملة، وعن مطبوعة الشعب وأكثر من عشر نسخ خطية أخرى يستوعب مجموعها التفسير كله.

تفسير القرآن العظيم

للحافظ

أبي الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي

(٧٠٠ - ٧٧٤هـ)

تحقيق

سامي بن محمد السلامة

الجزء الثاني

آل عمران - النساء

دار طيبة للنشر والتوزيع

فلما سمعت بشارة الملائكة لها بذلك، عن الله، عز وجل، قالت فى مناجاتها: ﴿رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي وَلَدٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ﴾، تقول: كيف يوجد هذا الولد منى وأنا لست بذات زوج ولا من عزمى أن أتزوج، ولست بَغيا؟ حاشا لله. فقال لها الملك ـ عن الله، عز وجل، فى جواب هذا السؤال ـ: ﴿كَذَٰلِكِ اللَّهُ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ﴾ أى: هكذا أمرُ الله عظيم، لا يعجزه شىء. وصرح هاهنا بقوله: ﴿يَخْلُقُ﴾ ولم يقل: «يفعل» كما فى قصة زكريا، بل نص هاهنا على أنه يخلق؛ لئلا يبقى شبهة، وأكد ذلك بقوله: ﴿إِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ﴾ أى: فلا يتأخر[1] شيئاً، بل يوجد عقيب[2] الأمر بلا مهلة، كقوله تعالى: ﴿وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ﴾ [القمر: ٥٠]، أى: إنما نأمر مرة واحدة لا مثنوية فيها، فيكون ذلك الشىء سريعاً كلمح بالبصر[3].

﴿ وَيُعَلِّمُهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ (٤٨) وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِي الْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ (٤٩) وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَجِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ (٥٠) إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ (٥١) ﴾.

يقول تعالى ـ مخبرا عن تمام بشارة الملائكة لمريم بابنها عيسى، عليه[4] السلام ـ أن الله يعلمه ﴿الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ﴾ الظاهر أن المراد بالكتاب هاهنا الكتابة. والحكمة تقدم الكلام على تفسيرها فى سورة البقرة[5].

و﴿وَالتَّوْرَاةَ وَالْإِنجِيلَ﴾، فالتوراة: هو الكتاب الذى أنزله الله على موسى بن عمران. والإنجيل: الذى أنزله الله على عيسى عليهما[6] السلام، وقد كان [عيسى][7] عليه السلام، يحفظ هذا وهذا.

وقوله: ﴿وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ﴾ أى: [و][8] يجعله رسولا إلى بنى إسرائيل، قائلا لهم: ﴿أَنِّي قَدْ جِئْتُكُم بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ وكذلك كان يفعل: يصور من الطين شكل طير، ثم ينفخُ فيه، فيطير عياناً بإذن الله، عز وجل، الذى جعل هذا معجزة يَدُلّ على أن الله أرسله.

﴿وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ﴾، قيل: هو الذى يبصر نهاراً ولا يبصر ليلا. وقيل بالعكس. وقيل: هو الأعشى. وقيل: الأعمش. وقيل: هو الذى يولد أعمى. وهو أشبه؛ لأنه أبلغ فى المعجزة وأقوى فى التحدى ﴿وَالْأَبْرَصَ﴾ معروف.

---

(١) فى ر: «ولاتتاخر».
(٢) فى جـ، ر: «عقب».
(٣) فى أ: «البصر».
(٤) فى جـ، أ، و: «عليهما».
(٥) الآية رقم ١٢٩.
(٦) فى و: «عليه».
(٧، ٨) زيادة من جـ، أ.

روح المعاني

في

تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني

لخاتمة المحققين وعمدة المدققين مرجع أهل العراق
ومفتى بغداد العلامة أبى الفضل
شهاب الدين السيد محمود الالوسى البغدادى
المتوفى سنة ١٢٧٠ هـ سقى الله ثراه
صبيب الرحمة وأفاض عليه سجال
الاحسان والنعمة آمين

الجزء الثاني

عنيت بنشره وتصحيحه للمرة الثانية باذن من ورثة المؤلف بخط وإمضاء علامة العراق
﴿ المرحوم السيد محمود شكرى الألوسى البغدادى ﴾

إدارة الطباعة المنيرية
دار
إحياء التراث العربي
بيروت - لبنان

مصر : درب الاتراك رقم ١

لاختلاف المراد بها فى الموضعين ، ولكل مقام مقال ، وقيل: التزكية عبارة عن تكميل النفس بحسب القوة العملية وتهذيبها المتفرع على تكميلها بحسب القوة النظرية الحاصل بالتعليم المترتب على التلاوة إلا أنها وسطت بين التلاوة والتعليم المترتب عليها للايذان بأن كلا من الأمور المترتبة نعمة جليلة على حيالها مستوجبة للشكر ولو روعى ترتيب الوجود كما فى دعوة إبراهيم عليه الصلاة والسلام لتبادر إلى الفهم كون الكل نعمة واحدة، وقيل : قدمت التزكية تارة وأخرت أخرى لأنها علة غائية لتعليم (الكتاب) والحكمة ، وهى مقدمة فى القصد والتصور مؤخرة فى الوجود والعمل فقدمت وأخرت رعاية لكل منهما، واعترض بأن غاية التعليم صيرورتهم أزكياء عن الجهل لا تزكية الرسول عليه الصلاة والسلام إياها المفسرة بالحمل على ما يصيرون به أزكياء لأن ذلك إما بتعليمه إياهم أو بأمرهم بالعمل به فهى إما نفس التعليم أو أمر لا تعلق له به (١) ، وغاية ما يمكن أن يقال: إن التعليم باعتبار أنه يترتب عليه زوال الشك وسائر الرذائل تزكيته إياهم فهو باعتبار غاية وباعتبار مغيا ـ كالرمى والقتل ـ فى قولهم: رماه فقتله فافهم ﴿ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُواْ تَعْلَمُونَ ١٥١ ﴾ مما لا طريق إلى معرفته سوى الوحى وكان الظاهر و(مالم تكونوا) ليكون من عطف المفرد على المفرد إلا أنه تعالى كرر الفعل للدلالة على أنه جنس آخر غير مشارك لما قبله أصلا فهو تخصيص بعد التعميم مبين لكون إرساله صلى الله تعالى عليه وسلم نعمة عظيمة ولولاه لكان الخلق متحيرين فى أمر دينهم لا يدرون ماذا يصنعون ﴿ فَاذْكُرُونِى ﴾ بالطاعة قلبا وقالبا فيعم الذكر باللسان والقلب والجوارح، فالاول ـ كما فى المنتخب ـ الحمد والتسبيح والتحميد وقراءة كتاب الله تعالى ﴿ والثانى ﴾ الفكر فى الدلائل الدالة على التكاليف والوعد والوعيد وفى الصفات الالهية والاسرار الربانية ﴿ والثالث ﴾ استغراق الجوارح فى الأعمال المأمور بها خالية عن الأعمال المنهى عنها ولكون الصلاة مشتملة على هذه الثلاثة سماها الله تعالى ذكراً فى قوله :(فاسعوا إلى ذكر الله) وقال أهل الحقيقة: حقيقة ذكر الله تعالى أن ينسى كل شىء سواه ﴿ أَذْكُرْكُمْ ﴾ أى أجازكم بالثواب، وعبر عن ذلك بالذكر للمشاكلة ولأنه نتيجته ومنشؤه ، وفى الصحيحين « من ذكرنى فى نفسه ذكرته فى نفسى ومن ذكرنى فى ملأ ذكرته فى ملأ خير من ملئه »

﴿ وَاشْكُرُواْ لِى ﴾ ما أنعمت به عليكم وهو ـ واشكرونى ـ بمعنى ولى أفصح مع الشكر وإنما قدم الذكر على الشكر لأن فى الذكر اشتغالا بذاته تعالى وفى الشكر اشتغالا بنعمته والاشتغال بذاته تعالى أولى من الاشتغال بنعمته .

﴿ وَلَا تَكْفُرُونِ ١٥٢ ﴾ بجحد نعمتى وعصيان أمرى وأردف الأمر بهذا النهى ليفيد عموم الأزمان وحذف ياء المتكلم تخفيفا لتناسب الفواصل وحذفت نون الرفع للجازم .

﴿ يَٰأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُواْ اسْتَعِينُواْ بِالصَّبْرِ ﴾ على الذكر والشكر وسائر الطاعات من الصوم والجهاد وترك المبالاة بطعن المعاندين فى أمر القبلة ﴿ وَالصَّلَوٰةِ ﴾ التى هى الأصل والموجب لكمال التقرب اليه تعالى .

﴿ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّٰبِرِينَ ١٥٣ ﴾ معية خاصة بالعون والنصر ولم يقل مع المصلين لأنه إذا كان مع الصابرين كان مع المصلين من باب أولى لاشتمال الصلاة على الصبر ﴿ وَلَا تَقُولُواْ ﴾ عطف على (واستعينوا) الخ مسوق لبيان

(١) قوله: «أو أمر لا تعلق له به» كذا بخطه ولعل حق العبارة له تعلق به تأمل اه مصححه .

معنى الشرط ، وجوز أن يكون الموصول نصباً على شريطة التفسير، والمشهور أن ـ الخشية ـ مرادفة للخوف أى فلا تخافوا الظالمين لأنهم لا يقدرون على نفع ولا ضر ، وجوز عود الضمير إلى الناس وفيه بعد *

﴿ وَاخْشَوْنِى ﴾ أى وخافونى فلا تخالفوا أمرى فانى القادر على كل شىء ، واستدل بعض أهل السنة بالآية على حرمة التقية التى يقول بها الامامية ، وسيأتى إن شاء الله تعالى تحقيق ذلك فى محله *

﴿ وَلِأُتِمَّ نِعْمَتِى عَلَيْكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ١٥٠ ﴾ الظاهر من حيث اللفظ أنه عطف على قوله تعالى : (لئلا يكون) كأنه قيل :ـ فولوا وجوهكم شطره لئلا يكون للناس عليكم حجة ولأتم ـ الخ فهو علة للمذكور أى أمرتكم بذلك لأجمع لكم خير الدارين، أما دنيا فلظهور سلطانكم على المخالفين، وأما عقبى فلاثابتكم الثواب الأوفى ولا يرد الفصل بالاستثناء وما بعده لأنه ـ كلافصل ـ إذ هو من متعلق العلة الأولى، نعم اعترض ببعد المناسبة وبأن إرادة الاهتداء المشعر بها الترجى إنما تصلح علة للامر بالتولية لا لفعل المأمور به كما هو الظاهر فى المعطوف عليه فالظاهر معنى جعله علة لمحذوف أى وأمرتكم بالتولية ـ والخشية ـ لاتمام نعمتى عليكم وإرادتى اهتداءكم ـ والجملة المعللة معطوفة على الجملة المعللة السابقة، أو عطف على علة مقدرة مثل (واخشونى) لاحفظكم ولأتم الخ . ورجح بعضهم هذا الوجه بما أخرجه البخارى فى الادب المفرد . والترمذى من حديث معاذ بن جبل « تمام النعمة دخول الجنة » ولا يخفى أنه على الوجه الأول قد يؤل الكلام إلى معنى ـ فاعبدوا، وصلوا متجهين شطر المسجد الحرام لأدخلكم الجنة ـ والحديث لا يأبى هذا بل يطابقه حذو القذة بالقذة فكونه مرجحا لذلك بمعزل عن التحقيق ﴿ فان قيل ﴾ إنه تعالى أنزل عند قرب وفاته صلى الله تعالى عليه وسلم (اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتى) فبين أن تمام النعمة إنما حصل ذلك اليوم فكيف قال قبل ذلك بسنين فى هذه الآية :(ولأتم نعمتى عليكم) ؟ أجيب بأن تمام النعمة فى كل وقت بما يليق به فتدبر *

﴿ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ ﴾ متصل بما قبله ، فالكاف للتشبيه وهى فى موضع نصب على أنه نعت لمصدر محذوف، والتقدير ـ لأتم نعمتى عليكم ـ فى أمر القبلة أو فى الآخرة إتماما مثل إتمام إرسال الرسول، وذكر الارسال وإرادة الاتمام من إقامة السبب مقام المسبب، و(فيكم) متعلق ـ بأرسلنا ـ وقدم على المفعول الصريح تعجيلا بادخال السرور ولما فى صفاته من الطول ، وقيل : متصل بما بعده أى اذكرونى ذكراً مثل ذكرى لكم بالارسال، أو اذكرونى بدل إرسالنا فيكم رسولا فالكاف للمقابلة متعلق باذكرونى ، ومنها يستفاد التشبيه لأن المتقابلين متشابهان ومتبادلان، وإيثار صيغة المتكلم مع الغير بعد التوحيد افتنان وجريان على سنن الكبرياء، وإشارة إلى عظمة نعمة هذا الارسال، وهذا الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم ﴿ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا ﴾ صفة رسولا ، وفيه إشارة إلى طريق إثبات نبوته عليه الصلاة والسلام لأن تلاوة الأمى الآيات الخارجة عن طوق البشر باعتبار بلاغتها واشتمالها على الاخبار بالمغيبات والمصالح التى ينتظم بها أمر المعاد والمعاش أقوى دليل على نبوته ﴿ وَيُزَكِّيكُمْ ﴾ أى يطهركم من الشرك وهى صفة أخرى للرسول وأتى بها عقب التلاوة لأن التطهير عن ذلك ناشىء عن اظهار المعجزة لمن أراد الله تعالى توفيقه ﴿ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ﴾ صفة إثر صفة وأخرت لأن تعليم (الكتاب) وتفهيم ما انطوى عليه من الحكمة الالهية والاسرار الربانية إنما يكون بعد التخلى عن دنس الشرك ونجس الشك بالاتباع، وأما قبل ذلك فالكفر حجاب، وقدم التزكية على التعليم فى هذه الآية وأخرها عنه فى دعوة إبراهيم

الجامع لأحكام القرآن

لأبي عبد الله محمد بن أحمد الأنصاري القرطبي

اعتنى به وصححه
الشيخ هشام سمير البخاري

إهداء

صاحب السمو الملكي الأمير
الوليد بن طلال بن عبد العزيز آل سعود

دار عالم الكتب
للطباعة والنشر والتوزيع

بذلك. وقال بعضهم: لا يجوز أن يكون الخلق من نفخ جبريل لأنه يصير الولد بعضه من الملائكة وبعضه من الإنس، ولكن سبب ذلك أن الله تعالى لما خلق آدم وأخذ الميثاق من ذُرِّيته فجعل بعض الماء في أصلاب الآباء وبعضه في أرحام الأمّهات فإذا ٱجتمع الماءان صارا ولداً، وأن الله تعالى جعل الماءين جميعاً في مريم بعضه في رحِمها وبعضه في صُلبها، فنفخ فيه جبريل لتهيج شهوتها؛ لأن المرأة ما لم تَهِج شهوتها لا تحبل، فلما هاجت شهوتها بنفخ جبريل وقع الماء الذي كان في صُلبها في رَحِمها فٱختلط الماءان فعلِقت بذلك؛ فذلك قوله تعالى: ﴿إِذَا قَضَى أَمْراً﴾ يعني إذا أراد أن يخلق خلقاً ﴿فإنما يقول له كن فيكون﴾. وقد تقدّم في «البقرة» القول فيه مستوفى[1].

[٤٨] ﴿وَيُعَلِّمُهُ ٱلْكِتَـٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَٱلتَّوْرَىٰةَ وَٱلْإِنجِيلَ ۝﴾.

[٤٩] ﴿وَرَسُولًا إِلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ أَنِّى قَدْ جِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ ۖ أَنِّىٓ أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ ٱلطِّينِ كَهَيْـَٔةِ ٱلطَّيْرِ فَأَنفُخُ فِيهِ فَيَكُونُ طَيْرًۢا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۖ وَأُبْرِئُ ٱلْأَكْمَهَ وَٱلْأَبْرَصَ وَأُحْىِ ٱلْمَوْتَىٰ بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۖ وَأُنَبِّئُكُم بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدَّخِرُونَ فِى بُيُوتِكُمْ ۚ إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَةً لَّكُمْ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ ۝﴾.

قوله تعالى: ﴿وَيُعَلِّمُهُ الكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرَاةَ وَالإِنْجِيلَ﴾ قال ٱبن جريج: الكتاب الكتابة والخط. وقيل: هو كتاب غير التوراة والإنجيل علّمه الله عيسى عليه السلام. ﴿وَرَسُولاً﴾ أي ونجعله رسولاً. أو يكلمهم رسُولاً. وقيل: هو معطوف على قوله «وجيهاً». وقال الأخفش: وإن شئت جعلت الواو في قوله «ورسولاً» مُقْحَمة والرسول حالاً للهاء، تقديره ويعلمه الكتاب رسولاً. وفي حديث أبي ذَرّ الطويل «وأوّل أنبياء بني إسرائيل موسى وآخرهم عيسى عليه السلام». ﴿أَنّي أَخْلُقُ لَكُمْ﴾ أي أصوّر وأقدّر لكم ﴿مِنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ﴾ قرأ الأعرج وأبو جعفر «كهيّة» بالتشديد. الباقون بالهمز.

---

(١) راجع ٨٧/١.

جلد اوّل مسمّٰی بہ

نزول 226

226 کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم

لفظ نزول ینزل وغیرہ بے شمار روایات میں آیا ہے اور وہاں اس سے مراد کوئی بھی آسمان سے اترنا نہیں لیتا

یہاں صرف چند کا ذکر

کنز العمال

13383 = 11758

18664 - 46523

30140

8410

4222

صحيح البخاري
للإمام
أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري
(١٩٤ - ٢٥٦هـ)
طبعة جديدة مضبوطة ومصححة ومفهرسة
دار الزكية
دمشق - بيروت

الدنيا وما فيها. ثمَّ يقولُ أبو هريرةَ: واقرؤوا إن شئتم ﴿وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ۖ وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾». [انظر الحديث: ٢٢٢٢، ٢٤٧٦].

٣٤٤٩ - حدّثنا ابنُ بُكَيرٍ حدثنا الليثُ عن يونُسَ عنِ ابنِ شهابٍ عن نافعٍ مَولى أبي قتادةَ الأنصاريِّ أنَّ أبا هريرةَ قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: «كيفَ أنتم إذا نزلَ ابنُ مريمَ فيكم وإمامُكم منكم».

تابعَهُ عُقَيلٌ والأوزاعيُّ. [انظر الحديث: ٢٢٢٢، ٢٤٧٦، ٣٤٤٨].

٥٠ - باب ما ذُكِرَ عن بني إسرائيل

٣٤٥٠ - حدَّثنا موسى بن إسماعيلَ حدَّثنا أبو عَوانةَ حدثَنا عبدُ الملكِ عن رِبعيِّ بنِ حِراشٍ قال: «قال عُقبةُ بنُ عمرو لحذيفةَ: ألا تحدِّثنا ما سمعتَ من رسولِ اللهِ ﷺ؟ قال: إني سمعتهُ يقول: إن معَ الدجالِ إذا خَرَجَ ماءً وناراً، فأما التي يَرى الناسُ أنها النارُ فماءٌ بارد، وأما الذي يرى الناس أنه ماء بارد فنارٌ تُحرِق. فمن أدركَ منكم فلْيَقعْ في الذي يَرى أنها نار، فإنه عَذبٌ بارد». [الحديث ٣٤٥٠ - طرفه في: ٧١٣٠].

٣٤٥١ - قال حذيفة: «وسمعته يقول: إن رجُلاً كان فيمَن كان قبلكم أتاهُ المَلكُ ليَقبضَ روحَه، فقيل له: هل عمِلْتَ مِن خَير؟ قال: ما أعلَم. قيل له: انظر. قال: ما أعلم شيئاً، غيرَ أني كنتُ أُبايعُ الناسَ في الدنيا وأُجازِيهم، فأُنظرُ الموسِرَ وأتجاوَزُ عنِ المعسر. فأدخَلَهُ الله الجنة». [انظر الحديث: ٢٠٧٧، ٢٣٩١].

٣٤٥٢ - قال: «وسمعته يقول: إن رجلاً حَضرَهُ الموتُ، فلمّا يَئِسَ منَ الحياةِ أوصى أهله: إذا أنا مُت فاجمَعوا لي حَطَباً كثيراً وأوقِدوا فيه ناراً، حتى إذا أكلَتْ لحمي وخَلصَتْ إلى عظمي فامتحَشْتُ، فخذوها فاطحَنوها ثم انظروا يوماً راحاً فاذروه في اليمِّ. ففَعَلوا. فجمعَه الله فقال له: لمَ فعَلتَ ذلك؟ قال: من خَشيتك. فغَفرَ اللهُ له» قال عُقبة بن عمرو: «وأنا سمعتهُ يقول ذاكَ، وكان نَبّاشاً». [الحديث ٣٤٥٢ - طرفاه في: ٣٤٧٩، ٦٤٨٠].

٣٤٥٣ - ٣٤٥٤ - حدّثني بِشرُ بن محمدٍ أخبرَنا عبدُ الله أخبرَني مَعْمرٌ ويونُسُ عنِ الزُّهريِّ قال: أخبرني عُبَيدُ الله بن عبدِ الله أنَّ عائشةَ وابنَ عبّاسٍ رضيَ اللهُ عنهم قالا: «لما نُزِلَ برسولِ اللهِ ﷺ طَفِقَ يَطرَحُ خَميصةً على وجهِهِ، فإذا اغتمَّ كشفَها عن وَجهِهِ فقالَ وهوَ كذلكَ: لعنةُ اللهِ على اليهودِ والنصارَى، اتَّخَذوا قبورَ أنبيائهم مَساجدَ. يُحذِّرُ ما صَنَعوا».

[انظر الحديث: ٤٣٦].

دَعوَتهما واحدة ، وحتى يُبعَثَ دجالونَ كذابونَ قريب من ثلاثين كلهم يَزعم أنه رسول الله ، وحتى يُقبَضَ العلم ، وتَكثرَ الزَّلازِلُ، ويتقاربُ الزمانُ ، وتظهرَ الفتنُ ، ويكثرَ الهَرْجُ وهوَ القتلُ ، وحتى يكثرَ فيكُم المالُ فَيَفيضَ حتى يُهمَّ ربَّ المال من يَقبلُ صدَقَته ، وحتى يَعرِضَهُ فيقول الذي يَعرِضه عليه: لا أربَ لي به ، وحتى يَتطاولَ الناسُ في البنيان ، وحتى يَمرَّ الرجلُ بِقبر الرجل فيقول: ياليتني مكانه ، وحتى تطلعَ الشمسُ من مَغربِها ، فإذا طلعَتْ ورآها الناسُ آمنوا أَجمعونَ ، فذلك حينَ لا يَنفعُ نفساً إيمانها لم تكن آمنتْ من قبلُ أو كَسبتْ في إيمانها خيراً ولتقومنَّ الساعة وقد نَشَرَ الرجلانِ ثوبهما بينهما فلا يَتبايعانه ولا يَطوِيانه ، ولتَقومن الساعة وقَدِ انصرفَ الرجلُ بلبَن لَقحتِه فلا يَطعمُه ، ولتقومن الساعة وهو يُلِيطُ حوضَهُ فلا يَسقي فيه ، ولتقومنَّ الساعة وقد رفعَ أُكلتَهُ إلى فيه فلا يَطعمها». [انظر الحديث: ٨٥ ، ١٠٣٦ ، ١٤١٢ ، ٣٦٠٨ ، ٣٦٠٩ ، ٤٦٣٥ ، ٤٦٣٦ ، ٦٠٣٧ ، ٦٥٠٦ ، ٦٩٣٥ ، ٧٠٦١ ، ٧١١٥].

٢٦ ـ باب ذكرِ الدجال

٧١٢٢ ـ حدَّثنا مسدَّدٌ حدَّثنا يحيى حدَّثنا إسماعيلُ حدَّثني قَيس قال: «قال لي المغيرة بن شعبةَ : ما سأل أحد النبيَّ ﷺ عنِ الدجالِ ما سألته ، وإنه قال لي: ما يضرُّك منه؟ قلتُ: لأنهم يقولون إن معهُ جَبلَ خُبزٍ ونهرَ ماء ، قال: بل هو أهْوَنُ على الله من ذلك».

٧١٢٣ ـ حدَّثنا موسى بن إسماعيلَ حدثنا وُهَيب حدَّثنا أيوبُ عن نافع «عنِ ابنِ عمر أراهُ عن النبي ﷺ قال: أعورُ العين اليمنى كأنها عِنَبةٌ طافية».

[انظر الحديث: ٣٠٥٧ ، ٣٣٣٧ ، ٣٤٣٩ ، ٤٤٠٢ ، ٦١٧٥].

٧١٢٤ ـ حدَّثنا سعد بن حفصٍ حدَّثنا شيبانُ عن يحيى عن إسحاقَ بن عبد الله بن أبي طلحةَ وعن أنس بن مالك قال: قال النبيُّ ﷺ: يجيء الدجال حتى ينزِلَ في ناحية المدينة ، ثم ترجُفُ المدينة ثلاثَ رجفات فيَخرُجُ إليهِ كلُّ كافر ومنافق». [انظر الحديث: ١٨٨١].

٧١٢٥ ـ حدَّثنا عبدُ العزيز بن عبد الله حدَّثنا إبراهيمُ بن سعد عن أبيه عن جدِّه «عن أبي بكرة عن النبي ﷺ قال: لا يدخلُ المدينة رُعبُ المسيح الدجال ، ولها يومئذٍ سبعةُ أبوابٍ على كلِّ بابٍ مَلَكان». [انظر الحديث: ١٨٧٩].

٧١٢٦ ـ حدَّثنا عليُّ بن عبد الله حدثنا محمد بن بشرٍ حدَّثنا مِسْعَرٌ حدثنا سعدُ بن إبراهيمَ عن أبيه «عن أبي بكرة عن النبي ﷺ قال: لا يدخلُ المدينةَ رُعبُ المسيح ، لها يومئذٍ سبعة أبوابٍ على كلِّ بابٍ مَلَكان». قال: وقال ابن إسحاق: عن صالح بن إبراهيمَ عن أبيه قال: قَدِمتُ البصرةَ فقال لي أبو بكرة: «سمعت النبيَّ ﷺ بهذا». [انظر الحديث: ١٨٧٩ ، ٧١٢٥].

٧١٢٧ ـ حدَّثنا عبدُ العزيز بنُ عبدِ الله حدثنا إبراهيمُ عن صالح عنِ ابن شهابٍ عن سالم بـن عبد الله «أن عبدَ الله بـن عمر رضي الله عنهما قال: قام رسولُ الله ﷺ في الناس فأثنى على الله بما هوَ أهلهُ ، ثم ذكرَ الدجالَ فقال: إني لأنذِرُكموهُ ، وما من نبيٍّ إلا وقد أنذرَهُ قَومه ، ولكني سأقولُ لكم فيـه قولاً لم يَقلهُ نبيٌّ لقومه ، إنه أعورُ وإنَّ اللهَ ليس بأعْوَرَ» .

[انظر الحديث: ٣٠٥٧ ، ٣٣٣٧ ، ٣٤٣٩ ، ٤٤٠٢ ، ٦١٧٥ ، ٧١٢٣].

٧١٢٨ ـ حدَّثنا يحيى بن بكير حدثنا الليثُ عن عقيل عن ابن شهاب عن سالمٍ «عن عبد الله بن عمر أن رسولَ الله ﷺ قال: بينا أنا نائم أطوفُ بالكعبةِ فإذا رجل آدمُ سبطُ الشعر ينطفُ ـ أو يَهراقُ ـ رأسه ماءً ، قلتُ: من هذا؟ قالوا: ابن مريمَ ، ثم ذهبتُ ألتفِتُ فإذا رجل جَسيم أحمرُ جَعد الرأسِ أعورُ العينِ كأن عَينَهُ عِنَبةٌ طافية ، قالوا: هذا الدجال ، أقرَبُ الناس به شَبَهاً ابنُ قَطَنٍ رجل من خُزاعة» . [انظر الحديث: ٣٤٤٠ ، ٣٤٤١ ، ٥٩٠٢ ، ٦٩٩٩ ، ٧٠٢٦].

٧١٢٩ ـ حدَّثنا عبدُ العزيز بن عبدِ الله حدَّثنا إبراهيمُ بن سعدٍ عن صالحٍ عنِ ابن شهاب عن عُروةَ «أن عائشةَ رضيَ اللهُ عنها قالت: سمعتُ رسولَ الله ﷺ يستَعِيذُ في صلاتهِ من فِتنةِ الدجال» . [انظر الحديث: ٨٣٢ ، ٨٣٣ ، ٢٣٩٧ ، ٦٣٦٨ ، ٦٣٧٥ ، ٦٣٧٦ ، ٦٣٧٧].

٧١٣٠ ـ حدَّثنا عَبدانُ أخبرني أبي عن شعبةَ عن عبدِ الملك عن ربعيٍّ «عن حُذَيفةَ عنِ النبيِّ ﷺ قال في الدَّجال: إن معهُ ماءً وناراً ، فنارهُ ماءٌ بارد وماؤهُ نار» قال ابن مسعودٍ: إن سمعتهُ من رسولِ الله ﷺ . [انظر الحديث: ٣٤٥٠].

٧١٣١ ـ حدَّثنا سليمانُ بن حرب حدَّثنا شُعبة عن قتادةَ «عن أنس رضيَ اللهُ عنه قال: قال النبي ﷺ ما بُعِث نبيٌّ إلا أنذَرَ أمتَه الأعورَ الكذّاب ، ألا إنه أعورُ وإنَّ ربَّكم ليسَ بأعوَر ، وإنَّ بين عينيه مكتوبٌ: كافر» . فيه أبو هريرة وابن عباس عن النبيِّ ﷺ . [الحديث ٧١٣١ ـ طرفه في: ٧٤٠٨].

٢٧ ـ باب لا يَدخُلُ الدجالُ المدينة

٧١٣٢ ـ حدَّثنا أبو اليمانِ أخبرَنا شعيبٌ عن الزُّهريِّ أخبرَني عُبيدُ الله بنُ عبدِ الله بن عُتبة بن مسعودٍ «أنَّ أبا سعيدٍ قال: حدَّثنا رسولُ الله ﷺ يوماً حديثاً طويلاً عن الدجال ، فكان فيما يحدِّثنا به أنه قال: يأتي الدَّجالُ ـ وهو محرَّمٌ عليه أن يَدخلَ نِقابَ المدينة ـ فينزلُ بعضَ السِّباخ التي تلي المدينة ، فيخرُجُ إليه يومئذٍ رجلٌ هو خيرُ الناس ـ أو من خيار الناس ـ فيقول: أشهدُ أنك الدجّالُ الذي حدَّثنا رسول الله ﷺ حديثه ، فيقول الدجال: أرأيتم إن قَتلتُ هذا ثمَّ

أحييته هل تَشكونَ في الأمر؟ فيقولون: لا؛ فيقتله ثم يُحْييه، فيقول: والله ما كنتُ فيكَ أشدَّ بَصيرةً مني اليومَ، فيريدُ الدجالُ أن يَقتُلَه فلا يسلَّطُ عليه». [انظر الحديث: ١٨٨٢].

٧١٣٣ ـ حدَّثنا عبدُ اللهِ بن مسلمةَ عن مالكٍ عن نُعَيم بن عبد الله المجمر «عن أبي هريرةَ قال: قال رسولُ الله ﷺ: على أنقابِ المدينة ملائكةٌ لا يدخلُها الطاعونُ ولا الدَّجال».

[انظر الحديث: ١٨٨٠، ٥٧٣١].

٧١٣٤ ـ حدَّثني يحيى بن موسى حدَّثنا يَزيدُ بن هارونَ أخبرَنا شُعبة عن قتادةَ «عن أنس بن مالك عن النبي ﷺ قال: المدينة يأتيها الدجال فيَجِدُ الملائكةَ يحرُسونها فلا يَقربُها الدجال ولا الطاعونُ إن شاء الله». [انظر الحديث: ١٨٨١، ٧١٢٤].

٢٨ ـ باب ياجوجَ ومأجوجَ

٧١٣٥ ـ حدَّثنا أبو اليمانِ أخبرَنا شُعَيبٌ عن الزُّهري. ح. وحدَّثنا إسماعيلُ حدَّثني أخي عن سليمانَ عن محمد بن أبي عتيق عنِ ابنِ شهابٍ عن عروةَ بن الزُّبيرِ أن زينبَ ابنةَ أبي سلمةَ حدَّثَتْهُ «عن أم حَبيبةَ بنتِ أبي سفيانَ عن زينب ابنةِ جَحش أن رسولَ اللهِ ﷺ دخلَ عليها يوماً فزِعاً يقول: لا إلهَ إلا الله، ويلٌ للعرَب، من شرٍّ قدِ اقترب. فُتحَ اليومَ من رَدْم يأجوجَ ومأجوجَ مثلُ هذهِ ـ وحَلَّقَ بإصبَعَيه الإبهام والتي تليها ـ قالت زينبُ ابنة جَحش: فقلتُ يا رسولَ الله، أفنهلكُ وفينا الصالحون؟ قال: نعم، إذا كثرَ الخَبثُ». [انظر الحديث: ٣٣٤٦، ٣٥٩٨، ٧٠٥٩].

٧١٣٦ ـ حدَّثنا موسى بن إسماعيل حدّثنا وُهيبٌ حدَّثنا ابنُ طاوُوسٍ عن أبيه «عن أبي هريرةَ عن النبيِّ ﷺ قال: يفتَحُ الرَّدمُ ـ ردمُ يأجوجَ ومأجوجَ ـ مثل هذه» وعَقَدَ وهَيبٌ تِسعينَ. [انظر الحديث: ٣٣٤٧].

* * *

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

جلد ہشتم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ وتشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ — حضرت العلامہ مولانا ابو محمد عبدالجبار السلفی رحمہ اللہ
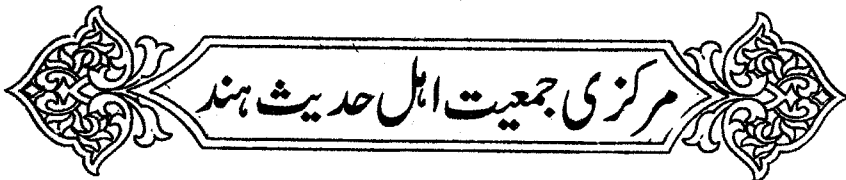
نام کتاب	:	صحیح بخاری شریف
مترجم	:	حضرت مولانا علامہ محمد داؤد راز رحمہ اللہ
ناشر	:	مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند
سن اشاعت	:	۲۰۰۴ء
تعداد اشاعت	:	۱۰۰۰
قیمت	:	

ملنے کے پتے

۱۔ مکتبہ ترجمان ۴۱۱۶، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی۔ ۱۱۰۰۰۶

۲۔ مکتبہ سلفیہ، جامعہ سلفیہ بنارس، ریوری تالاب، وارانسی

۳۔ مکتبہ نوائے اسلام ۱۱۶۴، اے، چاہ رہٹ جامع مسجد، دہلی

۴۔ مکتبہ مسلم، جمعیت منزل، بربرشاہ سری نگر، کشمیر

۵۔ حدیث پبلیکیشن، چار مینار مسجد روڈ، بنگلور۔ ۵۶۰۰۵۱

۶۔ مکتبہ نعیمیہ، صدر بازار مئوناتھ بھنجن، یوپی

تشریح: حضرت مغیرہ بن شعبہ خندق کے دن مسلمان ہوئے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بڑے کارکن تھے۔ سنہ ۵۶ھ میں وفات پائی رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ دجال موعود کا آنا برحق ہے۔

۷۱۲۳- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ)).

(۷۱۲۳) ہم سے موسیٰ بن اسماعیل نے بیان کیا کہا ہم سے وہیب نے کہا ہم سے ایوب سختیانی نے انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ نے فرمایا دجال داہنی آنکھ سے کانا ہو گا اس کی آنکھ کیا ہے گویا پھولا ہوا انگور۔

۷۱۲۴- حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((يَجِيءُ الدَّجَّالُ حَتَّى يَنْزِلَ فِي نَاحِيَةِ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلاَثَ رَجَفَاتٍ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ)). [راجع: ۱۸۸۱]

(۷۱۲۴) ہم سے سعد بن حفص نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے شیبان نے بیان کیا' ان سے یحییٰ نے بیان کیا' ان سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے اور ان سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال آئے گا اور مدینہ کے ایک کنارے قیام کرے گا۔ پھر مدینہ تین مرتبہ کانپے گا اور اس کے نتیجے میں ہر کافر اور منافق نکل کر اس کی طرف چلا جائے گا۔

۷۱۲۵- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لاَ يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ رُعْبُ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَلَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ. [راجع: ۱۸۷۹]

(۷۱۲۵) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ اویسی نے بیان کیا' کہا ہم سے دادا ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے' انہوں نے ابوبکرہ سے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا مدینہ والوں پر دجال کا رعب نہیں پڑنے کا اس دن مدینہ کے سات دروازے ہوں گے ہر دروازے پر دو فرشتے (پہرہ دیتے) ہوں گے۔

تشریح: لفظ دجال دجل سے ہے جس کے معنی جھگڑا فساد برپا کرنے والے' لوگوں کو فریب دھوکا میں ڈالنے والے کے ہیں۔ بڑا دجال آخر زمانے میں پیدا ہو گا اور چھوٹے چھوٹے دجال بکثرت ہر وقت پیدا ہوتے رہیں گے جو غلط مسائل کے لیے قرآن کو استعمال کر کے لوگوں کو بے دین کریں گے' قبر پرست وغیرہ بناتے رہیں گے۔ اس قسم کے دجال آج کل بھی بہت ہیں۔

۷۱۲۶- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لاَ يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ

(۷۱۲۶) ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے محمد بن بشر نے بیان کیا' کہا ہم سے مسعر نے بیان کیا' ان سے سعد بن ابراہیم نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ پر مسیح دجال کا رعب نہیں پڑے گا۔ اس وقت

رُعْبُ الْمَسِيحِ، لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ عَلَى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ)). قَالَ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ : عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ : قَدِمْتُ الْبَصْرَةَ فَقَالَ لِي أَبُو بَكْرَةَ : سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِهَذَا. [راجع: ۱۸۷۹]

اس کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر پہرہ دار دو فرشتے ہوں گے۔ علی بن عبداللہ نے کہا کہ محمد بن اسحاق نے صالح بن ابراہیم سے روایت کیا' ان سے ان کے والد ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا کہ میں بصرہ گیا تو مجھ سے ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے یہی حدیث بیان کی۔

تشریح: اس سند کے لانے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض یہ ہے کہ ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف کا سماع ابوبکرہ سے ثابت ہو جائے کیونکہ بعض محدثین نے ابراہیم کی روایت ابوبکرہ سے منکر سمجھی ہے۔ اس لیے کہ ابراہیم مدنی ہیں اور ابوبکرہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے اپنی وفات تک بصرہ میں رہے۔ آنحضرت ﷺ کی یہ پیش گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ ایک روایت میں ہے کہ دجال دور سے آپ کا روضہ مبارکہ دیکھ کر کہے گا۔ اخاہ محمد کا یہی سفید محل ہے۔

۷۱۲۷- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي النَّاسِ فَأَثْنَى عَلَى اللهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ فَقَالَ: ((إِنِّي لَأُنْذِرُكُمُوهُ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلاَّ وَقَدْ أَنْذَرَهُ قَوْمَهُ، وَلَكِنِّي سَأَقُولُ لَكُمْ فِيهِ قَوْلاً لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ اللهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ)). [راجع: ۳۰۵۷]

(۷۱۲۷) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم نے بیان کیا' ان سے صالح نے بیان کیا' ان سے ابن شہاب نے بیان کیا' ان سے سالم بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ کی تعریف اس کی شان کے مطابق بیان کی۔ پھر دجال کا ذکر فرمایا کہ میں تمہیں اس سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو اس سے نہ ڈرایا ہو' البتہ میں تمہیں اس کے بارے میں ایک بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی تھی اور وہ یہ کہ وہ کانا ہو گا اور اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔

تشریح: دوسری روایت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد جتنے پیغمبر گزرے ہیں' سب نے اپنی اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے۔ کانا ہونا ایک بڑا عیب ہے اور اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔

۷۱۲۸- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ يَنْطِفُ أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا:

(۷۱۲۸) ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا' کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا' ان سے عقیل نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے سالم نے اور ان سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا (خواب میں) کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک صاحب جو گندم گوں تھے اور ان کے سر کے بال سیدھے تھے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا (پر میری نظر پڑی) میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟

ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ، أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ جَسِيمٌ أَحْمَرُ جَعْدُ الرَّأْسِ، أَعْوَرُ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالُوا: هَذَا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ رَجُلٌ مِنْ خُزَاعَةَ)). [راجع: ٣٤٤٠]

میرے ساتھ کے لوگوں نے بتایا کہ یہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہیں پھر میں نے مڑ کر دیکھا تو موٹے شخص پر نظر پڑی جو سرخ تھا اس کے بال گھنگھریالے تھے' ایک آنکھ کا کانا تھا' اس کی ایک آنکھ انگور کی طرح اٹھی ہوئی تھی۔ لوگوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے۔ اس کی صورت عبدالعزیٰ بن قطن سے بہت ملتی تھی۔

یہ ایک شخص تھا جو عہد جاہلیت میں مرگیا تھا اور قبیلہ خزاعہ سے تھا۔

٧١٢٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَسْتَعِيذُ فِي صَلَاتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ. [راجع: ٨٣٢]

(۷۱۲۹) ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا' ان سے صالح نے' ان سے ابن شہاب نے' ان سے عروہ نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ اپنی نماز میں دجال کے فتنے سے پناہ مانگتے تھے۔

٧١٣٠- حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فِي الدَّجَّالِ: ((إِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَنَارُهُ مَاءٌ بَارِدٌ وَمَاؤُهُ نَارٌ)) قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ: أَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ. [راجع: ٣٤٥٠]

(۷۱۳۰) ہم سے عبدان نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی' انہیں شعبہ نے' انہیں عبدالملک نے' انہیں ربعی نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دجال کے بارے میں فرمایا کہ اس کے ساتھ پانی اور آگ ہو گی اور اس کی آگ ٹھنڈا پانی ہو گی اور پانی آگ ہو گا۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے بھی یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

تشریح دوسری روایت میں یوں ہے تم میں سے جو کوئی اس کا زمانہ پائے تو اس کی آگ میں چلا جائے۔ وہ نہایت شیریں ٹھنڈا عمدہ پانی ہو گی۔ مطلب یہ ہے کہ دجال ایک شعبدہ باز اور ساحر ہو گا پانی کو آگ' آگ کو پانی کر کے لوگوں کو بتلائے گا یا اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرنے کے لیے الٹا کر دے گا' جن لوگوں کو وہ پانی دے گا ان کے لیے وہ پانی آگ ہو جائے گا اور جن مسلمانوں کو وہ مخالف سمجھ کر آگ میں ڈالے گا ان کے حق میں آگ پانی ہو جائے گی۔ جن لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ آگ اور پانی دونوں مختلف حقیقتیں ہیں۔ ان میں انقلاب کیسے ہو گا درحقیقت وہ پرلے سرے کے بیوقوف ہیں یہ انقلاب تو رات دن دنیا میں ہو رہا ہے۔ عناصر کا کون و فساد برابر جاری ہے۔ بعضوں نے کہا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی دجال کا کہنا مانے گا وہ اس کو ٹھنڈا پانی دے گا تو درحقیقت یہ ٹھنڈا پانی آگ ہے یعنی قیامت میں وہ دوزخی ہو گا اور جس کو وہ مخالف سمجھ کر آگ میں ڈالے گا اس کے حق میں یہ آگ ٹھنڈا پانی ہو گی یعنی قیامت کے دن وہ بہشتی ہو گا اس کو بہشت کا ٹھنڈا پانی ملے گا۔

٧١٣١- حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((مَا بُعِثَ

(۷۱۳۱) ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا' کہا ہم سے شعبہ نے بیان کیا' ان سے قتادہ نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو نبی بھی مبعوث کیا گیا تو انہوں نے اپنی قوم کو

نَبِيٌّ إِلاَّ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الأَعْوَرَ الْكَذَّابَ، أَلاَ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، وَإِنَّ بَيْنَ عَيْنَيْهِ مَكْتُوبٌ كَافِرٌ)). فِيهِ أَبُو هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ.

[طرفه في: ٧٤٠٨].

کانے جھوٹے سے ڈرایا۔ آگاہ رہو کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہوا ہے۔ اس باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

تشریح یہ دونوں احادیث اوپر احادیث الانبیاء میں موصولاً گزر چکی ہیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ مومن اس کو پڑھ لے گا خواہ لکھا پڑھا ہو یا نہ ہو اور کافر نہ پڑھ سکے گا گو لکھا پڑھا بھی ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہو گی۔ نووی نے کہا صحیح یہ ہے کہ حقیقتاً یہ لفظ اس کی پیشانی پر لکھا ہو گا۔ بعضوں نے اس کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک مومن کے دل میں ایمان کا ایسا نور دے گا کہ وہ دجال کو دیکھتے ہی پہچان لے گا کہ یہ کافر جعل ساز بدمعاش ہے اور کافر کی عقل پر پردہ ڈال دے گا وہ سمجھے گا کہ دجال سچا ہے۔ دوسری روایت میں ہے یہ شخص مسلمان ہو گا اور لوگوں سے پکار کر کہہ دے گا مسلمانوں یہی وہ دجال ہے جس کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ دجال آرے سے اس کو چروا ڈالے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ تلوار سے دو نیم کر دے گا اور یہ جلانا کچھ دجال کا معجزہ نہ ہو گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے کافر کو معجزہ نہیں دیتا بلکہ خدا کا ایک فعل ہو گا جس کو وہ اپنے سچے بندوں کے آزمانے کے لیے دجال کے ہاتھ پر ظاہر کرے گا۔ اس حدیث سے یہ بھی نکلا کہ ولی کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ شریعت پر قائم ہو' اگر کوئی شخص شریعت کے خلاف چلتا ہو اور مردے کو بھی زندہ کر کے دکھلائے جب بھی اس کو نائب دجال سمجھنا چاہیے۔

٢٨- باب لاَ يَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِينَةَ

باب دجال مدینہ کے اندر نہیں داخل ہو سکے گا

٧١٣٢- حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلاً عَنِ الدَّجَّالِ، فَكَانَ فِيمَا يُحَدِّثُنَا بِهِ أَنَّهُ قَالَ : ((يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ، فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ، فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ - أَوْ مِنْ خِيَارِ النَّاسِ - فَيَقُولُ : أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ ﷺ حَدِيثَهُ فَيَقُولُ الدَّجَّالُ : أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ هَلْ تَشُكُّونَ فِي الأَمْرِ؟

(۷۱۳۲) ہم سے ابوالیمان نے بیان کیا' کہا ہم کو شعیب نے خبر دی' انہیں زہری نے' انہیں عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے خبر دی' ان سے ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دجال کے متعلق ایک طویل بیان کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں یہ بھی تھا کہ آپ نے فرمایا دجال آئے گا اور اس کے لیے ناممکن ہو گا کہ مدینہ کی گھاٹیوں میں داخل ہو۔ چنانچہ وہ مدینہ منورہ کے قریب کسی شور زمین پر قیام کرے گا۔ پھر اس دن اس کے پاس ایک مرد مومن جائے گا اور وہ افضل ترین لوگوں میں سے ہو گا اور اس سے کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا تھا۔ اس پر دجال کہے گا کیا تم دیکھتے ہو اگر میں اسے قتل کر دوں اور پھر زندہ کروں تو کیا تمہیں میرے معاملہ میں شک و شبہ باقی رہے گا؟ اس کے پاس والے لوگ کہیں گے کہ نہیں۔ چنانچہ وہ اس صاحب کو قتل کر دے گا اور پھر اسے زندہ کر دے گا۔

فَيَقُولُونَ: لاَ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ فَيَقُولُ: وَا للهِ مَا كُنْتُ فِيكَ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْيَوْمَ فَيُرِيدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلاَ يُسَلَّطُ عَلَيْهِ)). [راجع: ١٨٨٢]

اب وہ صاحب کہیں گے کہ واللہ! آج سے زیادہ مجھے تیرے معاملہ میں پہلے اتنی بصیرت حاصل نہ تھی۔ اس پر دجال پھر انہیں قتل کرنا چاہے گا لیکن اس مرتبہ اسے مار نہ سکے گا۔

امت کا یہ بہترین شخص ہو گا جس کے ذریعہ سے دجال کو شکست فاش ہو گی۔

٧١٣٣- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُجْمِرِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلاَئِكَةٌ لاَ يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلاَ الدَّجَّالُ)). [راجع: ١٨٨٠]

(۷۱۳۳) ہم سے عبداللہ بن مسلمہ نے بیان کیا' ان سے امام مالک نے بیان کیا' ان سے نعیم بن عبداللہ بن المجمر نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں نہ یہاں طاعون آسکتی ہے اور نہ دجال آسکتا ہے۔

٧١٣٤- حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَّالُ فَيَجِدُ الْمَلاَئِكَةَ يَحْرُسُونَهَا، فَلاَ يَقْرَبُهَا الدَّجَّالُ قَالَ وَلاَ الطَّاعُونُ إِنْ شَاءَ اللهُ)). [راجع: ١٨٨١]

(۷۱۳۴) مجھ سے یحییٰ بن موسیٰ نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم سے یزید بن ہارون نے بیان کیا' انہوں نے کہا ہم کو شعبہ نے خبر دی' انہیں قتادہ نے' انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دجال مدینہ تک آئے گا تو یہاں فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتے ہوئے پائے گا۔ چنانچہ نہ دجال اس کے قریب آسکتا ہے اور نہ طاعون' (ان شاء اللہ)

٢٩- باب يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ

باب یاجوج وماجوج کا بیان

تشریح: صحیح یہ ہے کہ یاجوج ماجوج آدمی ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے۔ بعضوں نے کہا وہ آدم کی اولاد ہیں مگر حوا کی اولاد نہیں۔ آدمؑ کا نطفہ مٹی میں مل گیا تھا اس سے پیدا ہوئے مگر یہ قول محض بے دلیل ہے۔ ابن مردویہ اور حاکم نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نکالا کہ یاجوج ماجوج دو قبیلے ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے۔ ان میں کوئی شخص اس وقت تک نہیں مرتا جب تک ہزار اولاد اپنی نہیں دیکھ لیتا اور ابن ابی حاتم نے نکالا آدمیوں اور جنوں کے دس حصہ ہیں ان میں نو حصے یاجوج ماجوج ہیں ایک حصے میں باقی لوگ۔ کعب سے منقول ہے یاجوج ماجوج کے لوگ کئی قسم کے ہیں۔ بعضے تو شمشاد کے درخت کی طرح لمبے' بعضے طول عرض دونوں میں چار چار ہاتھ' بعضے اتنے بڑے کان رکھتے ہیں کہ ایک کو بچھاتے ایک کو اوڑھ لیتے ہیں اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نکالا یاجوج ماجوج کے لوگ ایک ایک بالشت دو دو بالشت کے لوگ ہیں۔ بہت لمبے' ان میں وہ ہیں جو تین بالشت کے ہیں۔ ابن کثیر نے کہا ابن ابی حاتم نے ان کے اشکال اور حالات اور قدو قامت اور کانوں کے باب میں عجیب عجیب احادیث نقل کی ہیں۔ جن کی سندیں صحیح نہیں ہیں۔ میں کہتا ہوں جتنا صحیح احادیث سے ثابت ہے وہ اسی قدر ہے کہ یاجوج ماجوج دو قومیں ہیں۔ آدمیوں کی قیامت کے قریب وہ نہایت ہجوم کریں گے اور ہر بستی میں گھس آئیں گے اس کو تباہ اور برباد کریں گے' واللہ اعلم۔

مشكاة المصابيح

تأليف

محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي

تحقيق

محمد ناصر الدين الألباني

الجزء الثالث

المكتب الإسلامي

الطبعة الاولى ١٣٨١ - ١٩٦١ دمشق
الطبعة الثانية ١٣٩٩ - ١٩٧٩ بيروت

المكتب الاسلامي
بيروت: ص.ب ١١/٣٧٧١ - هاتف ٤٥٠٦٣٨ - برقياً: اسلاميا
دمشق: ص.ب ٨٠٠ - هاتف ١١١٦٣٧ - برقياً: اسلامي

٥٤٧٨ - (١٥) وعن أنس، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: « يَتْبَعُ الدجالَ من يهود أصفهانَ سبعونَ ألفاً، عليهم الطيالسة ». رواه مسلم.

٥٤٧٩ - (١٦) وعن أبي سعيد الخدري. قال: قال رسول الله ﷺ: « يأتي الدجالُ وهو مُحَرَّمٌ عليه أن يدخلَ نِقابَ(١) المدينة، فينزلُ بعضَ السِّبَاخِ التي تلي المدينة، فيخرجُ إليه رجل وهو خير الناس، أو من خيار الناس، فيقول: أشهدُ أنَّك الدجالُ الذي حدَّثنا رسولُ الله ﷺ حديثَه، فيقولُ الدجالُ: أرأيتم إن قتلتُ هذا ثم أحييتُه، هل تشكّون في الأمر؟ فيقولون: لا، فيقتله ثم يحييه، فيقول: واللهِ ما كنتُ فيكَ أشدَّ بصيرةً مني اليوم، فيريد الدجال أن يقتلَه، فلا يُسلَّطُ عليه » متفق عليه.

٥٤٨٠ - (١٧) وعن أبي هريرةَ، عن رسولُ الله ﷺ قال: « يأتي المسيحُ منْ قِبَلِ المشرقِ هِمَّتُه(٢) المدينة، حتى ينزلَ دُبُرَ أُحُدٍ، ثم تَصرِفُ الملائكةُ وجهه قِبَلَ الشام، وهنالك يهلِكُ ». متفق عليه.

٥٤٨١ - (١٨) وعن أبي بكرةَ، عن النبيّ ﷺ قال: « لا يدخلُ المدينةَ رُعْبُ المسيحِ الدجَّالِ، لها يومئذٍ سبعةُ أبواب، على كلِّ باب ملَكان » رواه البخاري.

٥٤٨٢ - (١٩) وعن فاطمة بنت قيس، قالتْ: سمعتُ مناديَ رسول الله ﷺ ينادي: الصلاة جامعة؛ فخرجت إلى المسجد فصلّيت مع رسول الله ﷺ، فلما قضى صلاته جلس على المنبر وهو يضحك؛ فقال: « ليلزمْ كلُّ إنسان مصلاَّه ». ثم قال: « هل تدرون لِمَ جمعتكم؟ ». قالوا: اللهُ ورسولهُ أعلم. قال: « إني واللهِ ما جمعتكم لرغبةٍ ولا لرهبة، ولكن جمعتكم لأنَّ تميماً الداري كان رجلاً نصرانياً، فجاء [فبايع](٣) وأسلم، وحدَّثني حديثاً وافقَ الذي كنت أحدِّثُكمْ به(٤) عن المسيحِ الدجال، حدَّثني أنه رَكِبَ في سفينة

(١) النقاب: جمع نقب وهو الطريق بين جبلين. (٢) أي قصده.
(٣) زيادة من مسلم ج ١٨/٨١ (٤) كلمة « به » غير موجودة في «صحيح مسلم».

مشکوٰة المصابیح
للشیخ الامام ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی رحمہ اللہ
جلد چہارم
ترجمہ وتشریح
تحقیق وافادات
مکتبہ محمدیہ

قال اللہ تعالیٰ

وما آتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا

"اور جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو دیں وہ قبول کیا کرو اور جس سے وہ روکیں اس سے رُک جایا کرو"

(سورۃ الحشر ۷)

مشکوٰۃ المصابیح

للشیخ الامام ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی رحمہ اللہ

جلد چہارم

ترجمہ وتشریح

مولانا محمد صادق خلیل رحمہ اللہ

تحقیق ونظر ثانی

حافظ ناصر محمود انور

فاضل اسلامک یونیورسٹی المدینۃ المنورۃ

ناشر

مکتبہ محمدیہ

چک 109/7R چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

واحد تقسیم کار

ضیاء السنۃ ادارۃ الترجمۃ والتالیف

رحمت آباد (حاجی آباد) فیصل آباد، پاکستان

نام کتاب	----------	مشکوۃ المصابیح
تالیف	----------	شیخ ولی الدین الخطیب التبریزی رحمہ اللہ
ترجمہ وتشریح	----------	استاذ العلماء مولانا محمد صادق خلیل رحمہ اللہ
نظر ثانی	----------	حافظ ناصر محمود انور
طابع	----------	عبدالرحمان عابد
مطبع	----------	موٹروے پرنٹرز
طبع اول	----------	جنوری 2005ء
تعداد	----------	600
ناشر	----------	مکتبہ محمدیہ
قیمت	----------	/- روپے

اسٹاکسٹ

دارالکتب السلفیۃ ○ شیش محل روڈ ○ لاہور
Ph.: 0092-042-7237184
7230271- 7213032

مکتبہ اسلامیہ
غزنی سٹریٹ' اردو بازار لاہور
Ph.: 0092-042-7244973

ملنے کے پتے

اردو بازار لاہور
اسلامی اکیڈمی الفضل مارکیٹ فون نمبر: 7357587 ◉ مکتبہ قدوسیہ رحمٰن مارکیٹ۔غزنی سٹریٹ۔
نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ فون: 7321865 ◉ محمدی پبلشنگ ہاؤس' الفضل مارکیٹ'
دارالفرقان' الفضل مارکیٹ' اردو بازار' لاہور فون 042-7231602 ◉ حذیفہ اکیڈمی الفضل مارکیٹ

فیصل آباد
مکتبہ اسلامیہ۔ بیرون امین پور بازار بالمقابل شیل پٹرول پمپ ◉ رحمانیہ دارالکتب' امین پور بازار
مکتبہ اہل حدیث، بالمقابل مرکز جامع مسجد اہل حدیث امین پور بازار ◉ ملک سنز۔کارخانہ بازار

گوجرانوالہ
والی کتاب گھر' اردو بازار 233089 ◉ مدینہ کتاب گھر' اردو بازار ◉ مکتبہ نعمانیہ' اردو بازار

ملتان
فاروقی کتب خانہ بیرون بوہر گیٹ 541809 ◉ مکتبہ دارالسلام گنگھیانوالی مسجد تھانہ بوہر گیٹ 541229

اوکاڑہ
مکتبہ تفہیم السنہ شیر ربانی ٹاؤن۔غازی روڈ 528621

چیچہ وطنی
اسلامی کتب خانہ' ڈاکخانہ بازار نزد پانی والی ٹینکی چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

يَهُوْدِ اَصْفَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا، عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ». رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

۵۴۷۸: انس رضی اللہ عنہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا' اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیروکار ہوں گے انہوں نے **طیلسان** (کپڑے کا) لباس پہن رکھا ہو گا (مسلم)

۵۴۷۹ - (۱۶) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: «يَأْتِي الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ اَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِيْنَةِ - فَيَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِيْ تَلِي الْمَدِيْنَةَ، فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ رَجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ، اَوْمِنْ خِيَارِ النَّاسِ، فَيَقُوْلُ: اَشْهَدُ اَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَدِيْثَهُ، فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ: اَرَاَيْتُمْ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُهُ، هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْاَمْرِ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: لَا، فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيْهِ، فَيَقُوْلُ: وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ فِيْكَ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِنِّي الْيَوْمَ، فَيُرِيْدُ الدَّجَّالُ اَنْ يَقْتُلَهُ، فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۴۷۹: ابو سعید خُدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' دجال نکلے گا اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں اس کا داخلہ ممنوع ہو گا' وہ مدینہ منورہ کے قریب شور زدہ جگہ پر اترے گا۔ اس کے پاس ایک شخص جائے گا جو بہت نیکو کار ہو گا' وہ اس کو (مخاطب کر کے) کہے گا' میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہ دجال ہے جس کے بارے میں ہمیں رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردی ہے۔ دجال کہے گا کہ مجھے بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کر کے زندہ کر لوں تو کیا تم میری خدائی کے بارے میں شک کرو گے؟ وہ نفی میں جواب دیں گے (اس کے بعد) وہ اسے قتل کر دے گا پھر اس کو زندہ کرے گا (زندہ ہونے کے بعد) وہ شخص کہے گا' اللہ کی قسم! مجھے تیرے بارے میں آج کے دن سے زیادہ بصیرت پہلے کبھی نہ تھی (اس کے بعد) دجال اس شخص کو قتل کرنے کا ارادہ کرے گا لیکن اس کو اس پر تسلّط حاصل نہیں ہو گا (بخاری' مسلم)

۵۴۸۰ - (۱۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: «يَأْتِي الْمَسِيْحُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ هِمَّتُهُ - الْمَدِيْنَةُ، حَتّٰى يَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ، ثُمَّ تَصْرِفُ الْمَلَائِكَةُ وَجْهَهُ قِبَلَ الشَّامِ، وَهُنَالِكَ يَهْلِكُ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

۵۴۸۰: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا' مسیح دجال مشرق (کی جانب) سے خروج کرے گا' اس کی منزل مقصود مدینہ منورہ ہو گی۔ وہ اُحد پہاڑ کے پیچھے اُترے گا تو فرشتے اس کے چہرے کو شام کی جانب پھیر دیں گے وہاں وہ تباہ ہو جائے گا (بخاری' مسلم)

۵۴۸۱ - (۱۸) وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «لَا يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ رُعْبُ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، لَهَا يَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ، عَلٰى كُلِّ بَابٍ مَلَكَانِ». رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ.

۵۴۸۱: ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپؐ نے فرمایا' مدینہ منورہ میں دجال کا

كنز العمال

في سنن الأقوال والأفعال

العلامة أبو الحسن علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين ابن القاضي عبد الملك
بن قاضي خان الشهير بالمتقي الهندي
(888 - 975)هـ

طبعة مميزة بتصحيح آلاف الأخطاء الواقعة في الطبعة الأولى وقبل، وبترتيب الأبواب وتوضيحها، وثبت بالكتب والأجزاء الحديثية المذكورة في الكتاب، وبوضع فهارس: فهرس الكتب والأبواب كما ذكره المصنف، وفهرس هجائي للكتب والأبواب، وفهرس هجائي لأطراف الحديث، وفهرس الآيات القرآنية، وترجمة لمؤلفه، والمتقي الهندي

اعتنى به
إسحق الطيبي

الجزء الأول

بيت الأفكار الدولية

الطبعة الثانية ٢٠٠٥

236.2
علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال / تحقيق حسان عبدالمنان - عمان: بيت الأفكار الدولية.
صفحة
ر.إ: (١٩٧٥/ ٦/ ٢٠٠٠).
الواصفات: /جوامع الحديث الموضوعية

ISBN 995721038-6

بيت الأفكار الدولية

الأردن

P.O.Box 927435 Amman 11190 Jordan
Tel +962 6 566 0201 Fax +962 6 566 0209

السعودية

P.O.Box 220795 Riyadh 11311 K.S.A
Tel +966 1 404 2555 Fax +966 1 493 4238

WWW

www.afkar.ws
e-mail: ideashome@afkar.ws

المؤتمن للتوزيع

السعودية

P.O.Box 69786 Riyadh 11557 K.S.A

الرياض
+966 1 243 5423 Fax +966 1 243 5421
مكة المكرمة 02 5742532
جدة 02 6873547
المدينة المنورة 04 8344355
الدمام 03 8264282
القصيم 06 3260360
أبها 07 2296615

الإمارات
P.O.Box 32820 Sharja - U.A.E
Tel +971 6 574 8456 Fax +971 6 574 8456

الجن ففيه قطع اليد، وما لم يبلغ ثمن الجن ففيه غرامة مثليه وجلدات نكال ليس في شيء من الثمر المعلق قطع إلا فيما آواه الجرين، فما أخذ من الجرين فبلغ ثمن الجن فعليه القطع، وما لم يبلغ ثمن الجن فعليه غرامة مثليه وجلدات نكال. [هق عن ابن عمرو].

١٣٣٥٨- لأن تطهر خير لها. [حم عن مسعود بن العجماء أنه قال لرسول الله ﷺ في المخزومية التي سرقت قطيفة قال: فذكره].

١٣٣٥٩- لتتب هذه المرأة إلى الله وإلى رسوله فترد على الناس متاعهم قم يا فلان فاقطع يدها. [الخطيب عن ابن عمر قال: كانت امرأة تأتي قوماً تستعير منهم الحلي، ثم تمسكه، فرجع ذلك إلى النبي ﷺ قال: فذكره].

حدود أخرى

٢-٤- حد القذف

١٣٣٦٠- من رمى أمة لم يرها تزني جلده الله يوم القيامة بسوط من نار. [حم عن أبي ذر].

١٣٣٦١- من قذف ذميا حد له يوم القيامة بسياط من نار. [طب عن واثلة].

١٣٣٦٢- إذا قال الرجل للرجل: يا يهودي فاضربوه عشرين، وإذا قال: يا مخنث فاضربوه عشرين، ومن وقع على ذات محرم فاقتلوه. [ت هـ هق عن ابن عباس].

١٣٣٦٣- من قذف مملوكه بالزنا يقام عليه الحد يوم القيامة إلا أن يكون كما قال. [م عن أبي هريرة].

٢-٥- حد الساحر

١٣٣٦٤- حد الساحر ضربة بالسيف. [ت ك عن جندب].

حد القذف (من الإكمال)

١٣٣٦٥- من قال لرجل من الأنصار: يا يهودي فاضربوه عشرين. [عب عن داود بن الحصين عن أبي سفيان، مرسلاً].

٣- أحكام الحدود ومحظوراته

٣-١- الأحكام

١٣٣٦٦- أيما عبد أصاب مما نهى الله عنه، ثم أقيم عليه حده كفر عنه ذلك الذنب. [ك عن خزيمة بن ثابت]. مر برقم[١٢٩٦٧].

١٣٣٦٧- من أصاب ذنبا فأقيم حد ذلك الذنب فهو كفارته. [حم والضياء عن خزيمة بن ثابت]. مر برقم[١٢٩٦٦].

١٣٣٦٨- الرجم كفارة ما صنعت. [ن والضياء عن الشريد بن سويد]. مر برقم[١٢٩٧٠].

١٣٣٦٩- قتل الرجل صبرا كفارة لما قبله من الذنوب. [البزار عن أبي هريرة].

١٣٣٧٠- قتل الصبر لا يمر بذنب إلا محاه. [البزار عن عائشة].

١٣٣٧١- من أصاب حداً فعجل عقوبته في الدنيا، فإن الله أعدل من أن يثني على عبده العقوبة في الآخرة، ومن أصاب حداً فستره الله عليه فالله أكرم من أن يعود في شيء قد عفا عنه. [ت هـ ك عن علي].

١٣٣٧٢- لا تعزروا فوق عشرة أسواط. [هـ عن أبي هريرة].

١٣٣٧٣- لا كفالة في حد. [عد هق عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده].

٣-٢- محظورات الحدود وآدابها ولواحقها

١٣٣٧٤- من بلغ حداً في غير حد فهو له من المعتدين. [هق عن النعمان بن بشير].

١٣٣٧٥- من جرد ظهر امرء مسلم بغير حق لقي الله وهو عليه غضبان. [طب عن أبي أمامة].

١٣٣٧٦- لا تعذبوا بعذاب الله. [د ت ك عن ابن عباس].

١٣٣٧٧- إن الله تعالى يعذب يوم القيامة الذين يعذبون الناس في الدنيا. [حم عن هشام بن حكيم، حم هب عن عياض بن غنم].

١٣٣٧٨- إن أنتم قدرتم عليه فاقتلوه، ولا تحرقوه بالنار، فإنه إنما يعذب بالنار رب النار. [حم د عن حمزة بن عمرو الأسلمي].

١٣٣٧٩- إنه لا ينبغي أن يعذب بالنار إلا رب النار. [د عن ابن مسعود].

١٣٣٨٠- إني كنت أمرتكم أن تحرقوا فلاناً وفلانا بالنار، وإن النار لا يعذب بها إلا الله، فإن أخذتموهما فاقتلوهما. [حم خ ت عن أبي هريرة].

١٣٣٨١- إذا حكمتم فاعدلوا، وإذا قتلتم فأحسنوا، فإن الله محسن يحب المحسنين. [طس عن أنس].

١٣٣٨٢- إن الله محسن يحب الإحسان، فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة، وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبحة. [طب عن شداد بن أوس].

١٣٣٨٣- نزل نبي من الأنبياء تحت شجرة فلدغته نملة فأمر بجهازه فأخرج من تحتها، ثم أمر بيتها فأحرق بالنار، فأوحى الله تعالى إليه فهلا نملة واحدةً. [حم خ د ن عن أبي هريرة].

١٣٣٨٤- قرصت نملة نبياً من الأنبياء فأمر بقرية النمل فأحرقت فأوحى الله إليه أن قرصتك نملة أحرقت أمة من الأمم تسبح. [ق د ن هـ عن أبي هريرة].

١٣٣٨٥- نهى عن صبر الروح وخصاء البهائم. [هق عن ابن عباس وأبي هريرة].

الرجل هو الذي ينصرف عنه، وإذا لقيه أحد من أصحابه فتناول يده ناولها إياه فلم ينزع يده منه حتى يكون الرجل هو الذي ينزع يده منه، وإذا لقيه أحد من أصحابه فتناول أذنه ناولها إياه فلم ينزع يده عنه حتى يكون الرجل هو الذي ينزع عنه. [ابن سعد كر].

١٨٦٥٩- وعنه قال: ما رأيت رجلاً التقم أذن رسول الله ﷺ فينحي رأسه حتى يكون هو الذي ينحي رأسه، وما رأيت رسول الله ﷺ أخذ بيد رجل فيترك يده حتى يكون هذا الذي ينزعها، فيدع يده. [د، كر].

١٨٦٦٠- وعنه كان رسول الله ﷺ إذا صافح الرجل لم ينزع يده من يده حتى يكون هو الذي ينزعها، ولم يصرف بوجهه عنه، ولم ير مقدما ركبتيه بين يدي جليسه. [الروياني كر وهو حسن].

١٨٦٦١- وعنه أن النبي ﷺ مر بغلمان وأنا غلام فسلم علينا. [أبو بكر في الغيلانيات كر].

١٨٦٦٢- عن عباد بن زاهر قال: سمعت عثمان يخطب فقال: إنا والله قد صحبنا رسول الله ﷺ في السفر والحضر، وكان يعود مرضانا ويشيع جنائزنا ويغزو معنا ويواسينا بالقليل والكثير، وإن ناسا يعلموني به عسى أن لا يكون أحدهم رآه قط. [حم والبزار والمروزي في الجنائز والشاشي ع ض].

١٨٦٦٣- عن أنس أهدى بعض أزواج النبي ﷺ إلى النبي ﷺ قصعة فيها ثريد وهو في بيت بعض أزواجه، فضربت القصعة فوقعت وانكسرت، فجعل النبي ﷺ يأخذ الثريد فيرده إلى القصعة ويقول: كلوا غارت أمكم، ثم انتظر حتى جاءت قصعة صحيحة، فأخذها فأعطاها صاحبة القصعة المكسورة. [ش].

١٨٦٦٤- عن خوات بن جبير قال: نزلنا مع رسول الله ﷺ مر الظهران فخرجت من خبائي، فإذا أنا بنسوة يتحدثن فأعجبنني، فرجعت فاستخرجت عيبتي، فاستخرجت منها حلة فلبستها وجئت فجلست معهن، وخرج رسول الله ﷺ من قبته فقال: أبا عبد الله ما يجلسك معهن؟ فلما رأيت رسول الله ﷺ هبته واختلطت قلت: يا رسول الله جمل لي شرد، وأنا أبتغي له قيدا، فمضى واتبعته فألقى رداءه ودخل الأراك، كأني أنظر إلى بياض متنه في خضرة الأراك، فقضى حاجته وتوضأ فأقبل والماء يسيل من لحيته على صدره فقال: أبا عبد الله ما فعل شراد جملك؟ ثم ارتحلنا فجعل لا يلحقني في المسير إلا قال: السلام عليك يا أبا عبد الله ما فعل شراد ذلك الجمل، فلما رأيت ذلك تعجلت إلى المدينة واجتنبت المسجد والمجالسة إلى النبي ﷺ، فلما طال ذلك تحينت ساعة خلوة المسجد، فأتيت المسجد فقمت أصلي، وخرج رسول الله ﷺ من بعض حجره، فجاء فصلى ركعتين خفيفتين، وطولت رجاء أن يذهب ويدعني، فقال: طول أبا عبد الله ما شئت أن تطول فلست ذاهبا حتى تنصرف، فقلت في نفسي: والله لأعتذرن إلى رسول الله ﷺ ولأبرئن صدره، فلما انصرفت، قال: السلام عليك أبا عبد الله ما فعل شراد ذلك الجمل؟ فقلت: والذي بعثك بالحق ما شرد ذلك الجمل منذ أسلمت، فقال: رحمك الله ثلاثاً ثم لم يعد لشيء مما كان. [طب].

١٨٦٦٥- عن ابن عباس قال: كان رسول الله ﷺ يأكل على الأرض، ويعقل الشاة، ويجيب دعوة المملوك على خبز الشعير. [ابن النجار].

١٨٦٦٦- عن قيس بن وهب عن رجل من بني سواءة قال: قلت لعائشة: اخبريني عن خلق رسول الله ﷺ، فقالت: أما تقرأ القرآن ﴿وإنك لعلى خلق عظيم﴾ قالت: كان رسول الله ﷺ مع أصحابه فصنعت له طعاماً، وصنعت له حفصة طعاماً، فسبقتني حفصة، فقلت للجارية انطلقي فاكفئي قصعتها، فأهوت أن تضعها بين يدي النبي ﷺ فكفأتها فانكسرت القصعة فانتثر الطعام فجمعها النبي ﷺ، وما فيها من الطعام على الأرض فأكلوا، ثم بعثت بقصعتي، فدفعها النبي ﷺ إلى حفصة فقال: خذوا ظرفا مكان ظرفكم، وكلوا ما فيها، قالت: فما رأيته في وجه رسول الله ﷺ. [ش].

٥- شمائل متفرقة

١٨٦٦٧- عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: نزل النبي ﷺ منزلاً فبعثت إليه امرأة مع ابن لها بشاة فحلب، ثم قال: انطلق به إلى أمك، فشربت حتى رويت، ثم جاءه بشاة أخرى فحلب، ثم سقى أبا بكر، ثم جاءه بشاة أخرى فحلب ثم شرب. [ع].

١٨٦٦٨- عن عمر قال: دخلت على النبي ﷺ وغليم له حبشي يغمز ظهره، فقلت: يا رسول الله أتشتكي شيئا؟ قال: إن الناقة تقحمت بي البارحة. [البزار، طب، وابن السني، وأبو نعيم معا في الطب، ض].

١٨٦٦٩- عن عمر أن رجلاً نادى النبي ﷺ ثلاثا، كل ذلك يجيبه: يا لبيك يا لبيك يا لبيك. [ع حل وتمام خط في تلخيص المتشابه وفيه جبارة بن المغلس ضعيف].

١٨٦٧٠- عن عمر أن رسول الله ﷺ كان يسمر عند أبي بكر الليلة كذلك في أمر من أمور المسلمين وأنا معه. [مسدد وهو صحيح].

١٨٦٧١- عن علي قال: كان رسول الله ﷺ يركب حمارا اسمه عفير. [حم ض].

١٨٦٧٢- عن علي قال: كان للنبي ﷺ فرس يقال له: المرتجز وحمار يقال له: عفير، وبغلة يقال لها: دلدل، وناقته: القصوى، وسيفه: ذو الفقار، ودرعه ذات الفضول. [الجرجاني في الجرجانيات ق في الدلائل].

١٨٦٧٣- قال العسكري في الأمثال: حدثني يحيى بن عبد العزيز الجلودي: حدثنا محمد بن سهل: حدثنا البلوي، حدثنا عمارة بن زيد: حدثنا زياد بن خيثمة عن السدي عن أبي عمارة عن علي قال: قدم بنو نهد بن زيد على النبي ﷺ فقالوا: أتيناك من غوراء تهامة، وذكر خطبتهم، وما أجابهم به النبي ﷺ فقلنا: يا نبي الله نحن بنو أب واحد، ونشأنا في بلد واحد وإنك لتكلم العرب بلسان ما نفهم أكثره، فقال: إن الله عز وجل أدبني فأحسن تأديبي، ونشأت في بني سعد بن

معاذا، فبعث فوارس يجمعون الناس فقال: اشهدوا المدارس اليوم عند معاذ، فلما اجتمعوا، قام فيهم فقال: أيها الناس والله لو أعلم أني أقوم فيكم بعد مقامي هذا ما تكلفت القيام فيكم، وقد بلغني أنكم تقولون هذا الذي وقع فيكم طوفان ورجز، والله ما هو الطوفان ولا الرجز، وإنما الطوفان والرجز كان عذابا، عذب الله به الأمم، ولكن في الدنيا... الله لكم فاستجاب لكم دعوة نبيكم صلى الله عليه وسلم، ألا فمن أدرك خمسا واستطاع أن يموت، فليمت: أن يكفر الرجل بعد إيمانه، وأن يسفك الدم بغير حقه وأن يعطى مال الله بأن يكذب أو يفجر، وأن يظهر التلاعن بينكم، أو يقول الرجل حين يصبح: والله لئن حييت أو مت ما أدري ما أنا عليه. [كر].

١١٧٥٩- عن عبد الرحمن بن غنم قال: كان عمرو بن العاص حين أحس بالطاعون فرق فرقا شديدا فقال: يا أيها الناس تبددوا في هذه الشعاب وتفرقوا، فإنه قد نزل بكم أمر من الله لا أراه إلا رجزا أو الطوفان، قال شرحبيل بن حسنة: قد صاحبنا رسول الله ﷺ وأنت أضل من حمار أهلك، قال عمرو: صدقت، قال معاذ لعمرو ابن العاص: كذبت ليس بالطوفان ولا بالرجز ولكنها رحمة ربكم ودعوة نبيكم وقبض الصالحين قبلكم، اللهم آت آل معاذ النصيب الأوفر من هذه الرحمة. [كر].

٥-٤- أنواع أخر

١١٧٦٠- عن سعيد بن المسيب قال: قال عمر كنا مع رسول الله ﷺ على جبل فأشرفنا على واد فرأيت شابا يرعى غنما له، أعجبني شبابه فقلت: يا رسول الله وأي شاب لو كان شبابه في سبيل الله؟ فقال النبي ﷺ: يا عمر فلعله في بعض سبيل الله وأنت لا تعلم، ثم دعاه النبي ﷺ فقال: يا شاب هل لك من تعول؟ قال: نعم، قال: من، قال أمي، فقال النبي ﷺ: الزمها، فإن عند رجليها الجنة، ثم قال النبي ﷺ: لئن كان الشهيد ليس إلا شهيد السيف، فإن شهداء أمتي إذا لقليل، ثم ذكر صاحب الحرق، والشرق، والهدم، والبطن، والغريق، ومن أكل السبع ومن سعى على نفسه ليعزها ويغنيها عن الناس فهو شهيد. [إسماعيل الخُطَبي في حديثه خط في المتفق، وفيه أبو غالب عن ابن أحمد بن النصر الأزدي، قال الدارقطني ضعيف، وقال أحمد بن كامل القاضي لا أعلمه ذم في الحديث حكاها في الميزان وقال في اللسان ذكره مسلمة الأندلسي وقال إنه ثقة].

١١٧٦١- عن يزيد بن أسد أنه قدم على عمر بن الخطاب من دمشق فقال: ما الشهداء فيكم يا أمير المؤمنين؟ فقال: الشهداء من قاتل في سبيل الله حتى يقتل، فما تقولون فيمن مات حتف أنفه لا تعلمون منه إلا خيرا؟ قال نقول عبد عمل خيرا ولقي ربا لا يظلمه يعذب من عذب بعد الحجة عليه والمعذرة فيه أو يعفو عنه، فقال: عمر كلا والله ما هو كما تقولون من مات مفسدا في الأرض ظالما للنعمة عاصيا للإمام غالا للمال ثم لقي العدو فقاتل فقتل فهو غير شهيد، ولكن الله قد يعذب عدوه بالبر والفاجر، وأما من مات حتف أنفه لا تعلمون منه إلا خيرا، فكما قال الله تعالى: ﴿ومن يطع الله والرسول فأولئك مع الذين أنعم الله عليهم من النبيين والصديقين﴾ الآية. [أبو العباس الأصم في جزء من حديثه].

١١٧٦٢- عن ربيع بن إياس الأنصاري أن رسول الله ﷺ قاد ابن أخي جبر الأنصاري، فجعل أهله يبكون عليه، فقال لهم جبر: لا تؤذوا رسول الله ﷺ بأصواتكم، فقال رسول الله ﷺ: دعهن فليبكين ما دام حيا، فإذا وجب فليسكتن، فقال بعضهم، ما كنا نرى أن يكون موتك على فراشك حتى تقتل في سبيل الله مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال رسول الله ﷺ: أو ما الشهادة؟ إلا القتل في سبيل الله، إن شهداء أمتي إذا لقليل، إن الطعن شهادة، والبطن شهادة، والنفساء بجمع شهادة والحرق شهادة، والهدم شهادة، والغرق شهادة، وذات الجنب شهادة. [طب].

٦- فصل في أحكام القتلى

١١٧٦٣- عن جابر قال: قتل أبي وخالي يوم أحد فحملتهما على بعير فأتيت بهما المدينة فنادى منادي رسول الله ﷺ: ردوا القتلى إلى مصارعهم. [ابن النجار].

٧- لواحق الجهاد

٧-١- قتال البغاة

١١٧٦٤- عن أنس بن مالك قال، قدم ناس من عرينة المدينة فاجتووها، فقال لهم رسول الله ﷺ: إن شئتم أن تخرجوا إلى إبل الصدقة فتشربوا من أبوالها وألبانها فعلوا واستصحوا فمالوا على الرعاء فقتلوهم واستاقوا ذود رسول الله ﷺ وكفروا بعد إسلامهم فبعث في آثارهم فأتي بهم فقطع أيديهم وأرجلهم وسمل أعينهم وتركوا بالحرة حتى ماتوا. [عب].

١١٧٦٥- عن قتادة عن أنس أن نفرا من عكل وعرينة تكلموا بالإسلام فأتوا النبي ﷺ فأخبروه أنهم كانوا أهل ضرع ولم يكونوا أهل ريف، فاجتووا المدينة وشكوا حماها فأمر لهم النبي ﷺ بذود وأمر لهم براع وأمرهم أن يخرجوا من المدينة فيشربوا من ألبانها وأبوالها فانطلقوا حتى إذا كانوا بناحية الحرة كفروا بعد إسلامهم وقتلوا راعي النبي ﷺ واستاقوا الذود، فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم، فبعث الطلب في أثرهم فأتي بهم فسمل أعينهم وقطع أيديهم وأرجلهم؛ وتركوا بناحية الحرة يقضمون حجارتها، حتى ماتوا، قال قتادة: بلغنا أن هذه الآية نزلت فيهم: ﴿إنما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله﴾ الآية كلها. [عب].

227 بیرنق من وسماء

صحيح البخاري
للإمام
أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري
(١٩٤ - ٢٥٦هـ)
طبعة جديدة مضبوطة ومصححة ومفهرسة
دار الزكية
دمشق - بيروت

١٠١ ـ باب جُلودِ الميتةِ قبلَ أن تُدبَغَ

٢٢٢١ ـ حدّثنا زُهَيرُ بنُ حربٍ حدَّثَنا يَعقوبُ بنُ إبراهيمَ حدَّثَنا أبي عن صالحٍ قال: حدَّثَني ابنُ شهابٍ أنَّ عُبيدَ اللهِ بنَ عبدِ اللهِ أخبرَهُ أنَّ عبدَ اللهِ بنَ عبّاسٍ رضيَ الله عنهما أخبرَهُ «أن رسولَ اللهِ ﷺ مَرَّ بشاةٍ مَيتةٍ فقال: هَلاّ استمتَعْتم بإهابِها؟ قالوا: إنها مَيتة. قال: إنَّما حَرُمَ أكلُها». [انظر الحديث: ١٤٩٢].

١٠٢ ـ باب قتلِ الخنزيرِ. وقال جابرٌ: حَرَّمَ النبيُّ ﷺ بيعَ الخِنزير

٢٢٢٢ ـ حدّثنا قُتَيبةُ بنُ سعيدٍ حدَّثَنا الليثُ عنِ ابنِ شهابٍ عنِ ابنِ المسيَّبِ أنهُ سمعَ أبا هُريرةَ رضيَ اللهُ عنه يقولُ: قال رسولُ اللهِ ﷺ: «والذي نَفسِي بيدِه ليُوشِكنَّ أن يَنزلَ فيكم ابنُ مريمَ حَكَماً مُقسِطاً، فيَكسِرَ الصَّليبَ، ويَقتُلَ الخِنزيرَ، ويَضَعَ الجِزيةَ، ويَفيضَ المالُ حتّى لا يَقبلَهُ أحد». [الحديث ٢٢٢٢ ـ أطرافه في: ٢٤٧٦، ٣٤٤٨، ٣٤٤٩].

١٠٣ ـ باب لا يُذابُ شحمُ المَيتةِ، ولا يُباعُ ودَكُهُ.
رواهُ جابرٌ رضيَ اللهُ عنه عنِ النبيِّ ﷺ

٢٢٢٣ ـ حدّثنا الحُمَيديُّ حدَّثَنا سفيانُ حدَّثَنا عمرُو بنِ دينارٍ قال: أخبرَني طاوُسٌ أنهُ سمعَ ابنَ عبّاس رضيَ اللهُ عنهما يقول: «بَلغَ عمرَ أنَّ فلاناً باعَ خمراً فقال: قاتلَ اللهُ فلاناً، ألم يَعلَمْ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: قاتلَ اللهُ اليهودَ، حُرِّمَتْ عليهمُ الشُّحومُ فجمَلوها فباعوها». [الحديث ٢٢٢٣ ـ طرفه في: ٣٤٦٠].

٢٢٢٤ ـ حدّثنا عَبدانُ أخبرَنا عبدُ اللهِ أخبرَنا يونسُ عنِ ابنِ شهابٍ سمعتُ سعيدَ بنَ المسيَّبِ عن أبي هُريرةَ رضيَ اللهُ عنهُ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: «قاتلَ اللهُ يَهوداً، حُرِّمَتْ عليهمُ الشُّحومُ فباعوها وأكلوا أثمانها». قال أبو عبدِ اللهِ: ﴿قَـٰتَلَهُمُ ٱللَّهُ﴾: لعَنَهم. ﴿قُتِلَ﴾: لُعِنَ. ﴿ٱلْخَرَّٰصُونَ﴾: الكذّابون.

١٠٤ ـ باب بيعِ التصاويرِ التي ليسَ فيها رُوحٌ، وما يُكرَهُ مِن ذٰلك

٢٢٢٥ ـ حدّثنا عبدُ اللهِ بنُ عبدِ الوهّابِ حدّثَنا يَزيدُ بنُ زُرَيعٍ أخبرَنا عَوفٌ عن سعيدِ بنِ أبي الحسنِ قال: «كنتُ عندَ ابنِ عبّاسٍ رضيَ اللهُ عنهما إذ أتاهُ رَجلٌ فقال: يا أبا عبّاسٍ إني إنسانٌ إنما مَعيشتي من صَنعةِ يدي، وإني أصنعُ هٰذهِ التَّصاويرَ. فقال ابنُ عبّاسٍ: لا أُحدِّثُكَ إلاّ ما سمعتُ من رسولِ اللهِ ﷺ، سَمعتُه يقول: مَن صَوَّرَ صُورةً فإنَّ اللهَ مُعذِّبهُ حتّى يَنفُخَ فيها

٣١ ـ باب كسرِ الصَّليبِ وقتلِ الخِنزير

٢٤٧٦ ـ حدّثنا عليُّ بنُ عبدِ اللهِ حدَّثنا سُفيانُ حدَّثنا الزُّهريُّ قال: أخبرَني سعيدُ بنُ المسيّبِ سمعَ أبا هريرةَ رضيَ اللهُ عنه عن رسولِ اللهِ ﷺ قال: «لا تَقومُ الساعةُ حتّى يَنزلَ فيكمُ ابنُ مريمَ حكماً مُقسِطاً، فيكسِرَ الصليبَ، ويَقتُلَ الخنزيرَ، ويضعَ الجزيةَ، ويفيضَ المالُ حتّى لا يَقبلَهُ أحد». [انظر الحديث: ٢٢٢٢].

٣٢ ـ باب هل تُكسَرُ الدِّنانُ التي فيها خمرٌ، أو تُخرَّق الزِّقاق؟

فإن كسرَ صَنماً أو صليباً أو طُنبوراً أو ما لا يُنتفَعُ بخشبِه. وأُتيَ شُرَيحُ في طُنبورٍ كُسِرَ فلم يَقضِ فيه بشيءٍ.

٢٤٧٧ ـ حدّثنا أبو عاصمٍ الضّحاكُ بنُ مَخْلدٍ عن يزيدَ بن أبي عُبيدٍ عن سَلمةَ بنِ الأكوعِ رضيَ اللهُ عنه «أنَّ النبيَّ ﷺ رأى نِيراناً تُوقَدُ يومَ خَيبرَ فقال: عَلامَ تُوقَدُ هٰذهِ النيرانُ؟ قال: على الحُمرِ الإنسيةِ. قال: اكسِروها وهَريقوها. قالوا: ألا نُهريقُها ونَغسِلُها؟ قال: اغسِلوا».

قال أبو عبدِ اللهِ: كان ابنُ أبي أُوَيسٍ يقول: «الحمر الأَنسيةِ» بنصبِ الألف والنون.

[الحديث ٢٤٧٧ ـ أطرافه في: ٤١٩٦، ٥٤٩٧، ٦١٤٨، ٦٣٣١، ٦٨٩١].

٢٤٧٨ ـ حدّثنا عليُّ بنُ عبدِ اللهِ حدَّثنا سفيانُ حدَّثنا ابنُ أبي نَجيحٍ عن مُجاهدٍ عن أبي مَعْمرٍ عن عبدِ اللهِ بنِ مسعود رضيَ اللهُ عنه قال: «دَخلَ النبيُّ ﷺ مكةَ وحولَ الكعبةِ ثلاثمئةٍ وستونَ نُصُباً، فجعَلَ يطعنُها بعُودٍ في يدِهِ وجَعَلَ يقول: ﴿جَآءَ ٱلْحَقُّ وَزَهَقَ ٱلْبَٰطِلُ﴾ الآية». [الحديث ٢٤٧٨ ـ طرفاه في: ٤٢٨٧، ٤٧٢٠].

٢٤٧٩ ـ حدّثني إبراهيمُ بنُ المنذِرِ حدَّثنا أنَسُ بنُ عِياضٍ عن عُبَيد اللهِ بنِ عمرَ عن عبدِ الرحمٰنِ بنِ القاسمِ عن أبيهِ القاسمِ عن عائشة رضيَ اللهُ عنها «أنها كانت اتَّخذتْ على سَهوةٍ لها سِتراً فيه تَماثيلُ، فهتكَهُ النبيُّ ﷺ، فاتَّخذَتْ منهُ نُمْرُقَتينِ، فكانتا في البيتِ يَجلِسُ عليهما». [الحديث ٢٤٧٩ ـ أطرافه في: ٥٩٥٤، ٥٩٥٥، ٦١٠٩].

٣٣ ـ باب من قاتَلَ دُونَ ماله

٢٤٨٠ ـ حدّثنا عبدُ اللهِ بنُ يزيدَ حدَّثنا سعيدٌ ـ هو ابنُ أبي أيوبَ ـ قال: حدَّثني

٣٤٤٤ ـ وحدّثني عبدُ اللهِ بن محمدٍ حدَّثنا عبدُ الرزّاقِ أخبرَنا مَعْمرٌ عن همامٍ عن أبي هريرةَ رضيَ اللهُ عنه عنِ النبيِّ ﷺ قال: «رأى عيسى ابن مريمَ رجُلاً يَسرِق ، فقالَ له: أسرَقتَ؟ قال: كلا واللهِ الذي لا إلهَ إلا هو. فقال عيسى: آمنتُ باللهِ ، وكذَّبتُ عيني».

٣٤٤٥ ـ حدّثنا الحُميديُّ حدَّثَنا سفيانُ قال: سمعتُ الزُّهريَّ يقول: أخبرني عُبَيدُ اللهِ بن عبد الله عن ابنِ عباسٍ سمعَ عمرَ رضيَ اللهُ عنه يقولُ على المنبرِ: «سمعت النبيَّ ﷺ يقول: لا تُطْروني كما أطرَتِ النصارَى ابنَ مريمَ ، فإنما أنا عبده ، فقولوا: عبد اللهِ ورسوله».

[انظر الحديث: ٢٤٦٢].

٣٤٤٦ ـ حدّثنا محمدُ بن مقاتلٍ أخبرَنا صالحُ بن حَيٍّ أن رجلاً من أهلِ خُراسانَ قال للشَّعبيِّ ، فقال الشعبيُّ: أخبرَني أبو بُردةَ عن أبي موسى الأشعريِّ رضيَ اللهُ عنه قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: «إذا أدَّبَ الرجلُ أمَتَهُ فأحسنَ تأديبَها ، وعلَّمها فأحسنَ تعليمَها ، ثمَّ أعتقَها فتزَوَّجَها كان له أجرانِ ، وإذا آمن بعيسى ثم آمَنَ بي فله أجرانِ ، والعبدُ إذا اتَّقى ربَّهُ وأطاعَ مَواليَهُ فله أجرانِ». [انظر الحديث: ٩٧ ، ٢٥٤٤ ، ٢٥٤٧ ، ٢٥٥١ ، ٣٠١١].

٣٤٤٧ ـ حدّثنا محمدُ بن يوسفَ حدَّثَنا سفيانُ عن المغيرةِ بنِ النعمانِ عن سعيدِ بنِ جُبَيرٍ عن ابنِ عباسٍ رضيَ اللهُ عنهما قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: تُحشَرونَ حُفاةً عُراةً غُرلاً. ثم قرأ ﴿ كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُۥ وَعْدًا عَلَيْنَآ ۚ إِنَّا كُنَّا فَٰعِلِينَ ﴾ فأوَّلُ مَن يُكسى إبراهيمُ. ثمَّ يُؤخَذُ برجالٍ من أصحابي ذاتَ اليمين وذاتَ الشمالِ ، فأقولُ أصحابي ، فيقال: إنهم لم يَزالوا مُرتدِّينَ على أعقابهم مُنذ فارقتَهم ، فأقول كما قال العبدُ الصالح عيسى ابنُ مريمَ ﴿ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ ۖ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِى كُنتَ أَنتَ ٱلرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ۚ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ شَهِيدٌ ﴿١١٧﴾ إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۖ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ ﴾.

قال محمد بن يوسفَ الفَرَبريُّ: ذُكِرَ عند أبي عبدِ الله عن قَبيصةَ قال: همُ المرتَدُّون الذين ارتدُّوا على عهدِ أبي بكرٍ ، فقاتَلَهُم أبو بكرٍ رضيَ اللهُ عنه. [انظر الحديث: ٣٣٤٩].

٤٩ ـ باب نُزولِ عيسى ابنِ مريمَ عليهما السلام

٣٤٤٨ ـ حدّثنا إسحاقُ أخبرَنا يعقوبُ بن إبراهيمَ حدَّثنا أبي عن صالحٍ عنِ ابن شهابٍ أنَّ سعيدَ بنَ المسيِّبِ سمعَ أبا هريرةَ رضيَ اللهُ عنه قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: «والذي نفسي بيدِه ، لَيُوشِكَنَّ أن ينزلَ فيكمُ ابنُ مريمَ حَكَماً عَدلاً ، فيكسِرَ الصليبَ ، ويَقتلَ الخِنزيرَ ، ويَضَعَ الحرب ، ويَفيضَ المالُ حتى لا يَقبَلَهُ أحد ، حتى تكونَ السجدةُ الواحدةُ خيراً من

الدنيا وما فيها. ثمَّ يقولُ أبو هريرةَ: واقرؤوا إن شئتم ﴿ وَإِن مِّنْ أَهْلِ ٱلْكِتَـٰبِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِۦ قَبْلَ مَوْتِهِۦ ۖ وَيَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا ﴾. [انظر الحديث: ٢٢٢٢، ٢٤٧٦].

٣٤٤٩ ـ حدّثنا ابنُ بُكَيرٍ حدثنا الليثُ عن يونُسَ عنِ ابنِ شهابٍ عن نافعٍ مَولى أبي قَتادةَ الأنصاريِّ أنَّ أبا هريرةَ قال: قال رسولُ اللهِ ﷺ: «كيفَ أنتم إذا نزلَ ابنُ مريمَ فيكم وإمامُكم منكم».

تابعَهُ عُقَيلٌ والأوزاعيُّ. [انظر الحديث: ٢٢٢٢، ٢٤٧٦، ٣٤٤٨].

٥٠ ـ باب ما ذكِرَ عن بني إسرائيل

٣٤٥٠ ـ حدّثنا موسى بن إسماعيلَ حدَّثنا أبو عَوانةَ حدثَنا عبدُ الملكِ عن رِبعيِّ بنِ حِراشٍ قال: «قال عُقبةُ بنُ عمرو لحذيفةَ: ألا تحدِّثُنا ما سمعتَ من رسولِ اللهِ ﷺ؟ قال: إني سمعتهُ يقول: إن معَ الدجالِ إذا خَرَجَ ماءً وناراً، فأما التي يَرى الناسُ أنها النارُ فماءٌ بارد، وأما الذي يرى الناس أنه ماء بارد فنارٌ تُحرِق. فمن أدركَ منكم فلْيَقعْ في الذي يَرى أنها نار، فإنه عَذبٌ بارد». [الحديث ٣٤٥٠ ـ طرفه في: ٧١٣٠].

٣٤٥١ ـ قال حذيفة: «وسمعته يقول: إن رجُلاً كان فيمَن كان قبلكم أتاهُ المَلكُ ليَقبضَ روحَه، فقيل له: هل عمِلْتَ مِن خَيرٍ؟ قال: ما أعلَم. قيل له: انظر. قال: ما أعلم شيئاً، غيرَ أني كنتُ أُبايعُ الناسَ في الدنيا وأُجازِيهم، فأُنظرُ الموسِرَ وأتجاوَزُ عنِ المعسر. فأدخَلَهُ الله الجنة». [انظر الحديث: ٢٠٧٧، ٢٣٩١].

٣٤٥٢ ـ قال: «وسمعته يقول: إن رجلاً حَضرَهُ الموتُ، فلمّا يَئِسَ منَ الحياةِ أوصى أهله: إذا أنا مُت فاجمَعوا لي حَطَباً كثيراً وأوقِدوا فيه ناراً، حتى إذا أكلَتْ لحمي وخَلصَتْ إلى عظمي فامتحَشْتُ، فخذوها فاطحَنوها ثم انظروا يوماً راحاً فاذروه في اليمِّ. ففَعَلوا. فجمعَه الله فقال له: لمَ فعَلتَ ذلك؟ قال: من خَشيتكَ. فغَفَرَ اللهُ له» قال عُقبة بن عمرٍو: «وأنا سمعتهُ يقول ذاكَ، وكان نَبّاشاً». [الحديث ٣٤٥٢ ـ طرفاه في: ٣٤٧٩، ٦٤٨٠].

٣٤٥٣ ـ ٣٤٥٤ ـ حدّثني بِشرُ بن محمدٍ أخبرَنا عبدُ الله أخبرَني مَعْمرٌ ويونُسُ عنِ الزُّهريِّ قال: أخبرني عُبَيدُ الله بن عبدِ الله أنَّ عائشةَ وابنَ عبّاسٍ رضيَ اللهُ عنهم قالا: «لما نُزِل برسولِ اللهِ ﷺ طَفِقَ يَطرَحُ خَميصةً على وجههِ، فإذا اغتمَّ كشفَها عن وَجههِ فقالَ وهوَ كذلك: لعنةُ اللهِ على اليهودِ والنصارَى، اتَّخَذوا قبورَ أنبيائهم مَساجدَ. يُحذِّرُ ما صَنَعوا».

[انظر الحديث: ٤٣٦].

الدر المنثور
في
التفسير بالمأثور

لجلال الدين السيوطي
(٨٤٩هـ - ٩١١هـ)

تحقيق
الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي

بالتعاون مع

مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية

الدكتور عبد السند حسن يمامة

الجزء الخامس

البحر الزخار

المعروف

بمسند البزار

تأليف

الحافظ الإمام أبي بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق العتكي البزار
(المتوفى سنة ٢٩٢هـ)

ويقع في مسند الحافظ أبي بكر البزار
من التعاليل ما لا يوجد في غيره من المسانيد
«ابن كثير»

تحقيق

عادل بن سعد

راجعه وقرأه وقدم له

بدر عبد الله البدر   أبو عبيدة مشهور بن حسن آل سلمان

الجزء الرابع عشر

مكتبة العلوم والحكم
المدينة المنورة

جميعًا »[(١)] .

وأخرَج أحمدُ، والبخاريُّ، ومسلمٌ، والبيهقيُّ في «الأسماءِ والصفاتِ»، [(٢)]عن أبي هريرةَ[٢)] قال: قال رسولُ اللَّهِ ﷺ: «كيف أنتم إذا نزَل فيكم ابنُ مريمَ وإمامُكم منكم؟»[(٣)] .

وأخرَج ابنُ أبي شيبةَ، وأحمدُ، وأبو داودَ، وابنُ جريرٍ، وابنُ حبانَ، عن أبي هريرةَ، أن النبيَّ ﷺ قال: «الأنبياءُ إخوةٌ[(٤)] لعَلَّاتٍ، أمَّهاتُهم شتَّى، ودينُهم واحدٌ، وإني أولى الناسِ بعيسى ابنِ مريمَ؛ لأنه لم يكنْ بيني وبينَه نبيٌّ، وإنه خليفتي على أُمَّتي، وإنه نازلٌ، فإذا رأيتُموه فاعْرِفوه؛ رجلٌ مَرْبوعٌ، إلى الحُمْرةِ والبياضِ، عليه ثوبانِ مُمَصَّرانِ[(٥)]، كأن رأسَه يَقْطُرُ وإن لم يُصِبْه بلَلٌ، فيدُقُّ الصليبَ، ويَقْتُلُ الخنزيرَ، ويضعُ الجزيةَ، ويدعو الناسَ إلى الإسلامِ، ويُهلِكُ اللَّهُ في زمانِه المِللَ كلَّها إلا الإسلامَ، ويُهلِكُ اللَّهُ في زمانِه المسيحَ[(٦)] الدجَّالَ، ثم تقعُ الأَمَنةُ على الأرضِ، حتى ترتعَ [١٣٠و] الأُسودُ مع الإبلِ، والنِّمارُ مع البقرِ، والذئابُ مع الغنمِ، وتلعبُ الصبيانُ بالحيَّاتِ[(٧)] لا تضرُّهم، فيمكُثُ أربعينَ

---

(١) ابن أبي شيبة ١٥/١٤٤، وأحمد ١٢/٢١٧ (٧٢٧٣)، ومسلم (١٢٥٢).

(٢ - ٢) سقط من: م.

(٣) أحمد ١٣/١٠٨، ١٤/١٥٢ (٨٦٨٠، ٨٤٣١)، والبخارى (٣٤٤٩)، ومسلم (١٥٥/٢٢٤)، والبيهقى (٨٩٥).

(٤) فى م: «أخوات».

(٥) فى ص: «يمصران»، وفى ب١: «صفدان». وثوبان ممصران: فيهما صفرة خفيفة. ينظر النهاية ٤/٣٣٦.

(٦) سقط من: ف١.

(٧) فى ف١: «بالحيتان».

٨١٠٧- حدثنا محمد بن المثنى قال: نا عثمان بن عمر قال: نا فليح عن (٨٢/أ) هلال بن علي عن عبد الرحمن بن أبي عمرة عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «**في الجنة شجرة يسير الراكب في ظلها مائة سنة اقرءوا إن شئتم: ﴿وَظِلٍّ مَّمْدُودٍ﴾**»[1].

الوليد بن رباح عن أبي هريرة

٨١٠٨- حدثنا محمد بن معمر قال: نا أبو عامر قال: نا كثير بن زيد عن الوليد بن رباح عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «**يوشك أن ينزل عيسى ابن مريم حكمًا عدلاً وإمامًا مقسطًا، فيقتل الخنزير ويكسر الصليب وتكون الدعوة واحدة**»[2].

٨١٠٩- حدثنا محمد بن عبد الرحيم قال: نا أبو أحمد عن كثير بن زيد عن الوليد بن رباح عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «**المؤمن مرآة المؤمن يحوطه من ورائه ويكف عليه ضيعته**»[3].

وهذا الحديث لا نعلم رواه عن أبي هريرة إلا الوليد بن رباح ولا نعلم حدث به عن كثير إلا أبو أحمد.

=

عن فليح بن سليمان عن هلال بن علي عن عبد الرحمن بن أبي عمرة، به.

(١) أخرجه أحمد في المسند (٤٨٢/٢) من طريق فليح عن هلال به بإسناده.

(٢) أخرجه أحمد في المسند (٢٩٤/٢) من طريق كثير بن زيد عن الوليد عن أبي هريرة.

(٣) أخرجه أبو داود في السنن (٤٩١٨)، والبخاري في الأدب المفرد (٢٣٩)، والقضاعي في مسند الشهاب (١٠٦/١ح١٢٥، ١٢٦)، والبيهقي في السنن الكبرى (١٦٧/٨)، وفي شعب الإيمان (١١٣/٦) جميعهم من طرق عن كثير ابن زيد عن الوليد بن رباح عن أبي هريرة، به مرفوعًا.

البحر الزخار مسند بزار جلد ١٤ ... مع بعض حديث ابو ہریرہ سے روایت ... کا ذکر ہے

وما ينطق عن الهوى إن هو إلا وحي يوحى
كتاب الأسماء والصفات
وتشرف بطبعه المطبع المسمى بأنوار أحمدي الواقع

كتاب الاسماء والصفات

للامام الحافظ وحيد عصره فريد دهره ابي بكر احمد بن الحسين
بن علي البيهقي رحمه الله تعالى وشكر الله سعيه آمين

مولده سنة ٣٨٤ه وتوفي بنيسابور
١٠ جمادى الاولى من سنة ٤٥٨ه
وحمل تابوته الى
بيهق

الطبعة الاولى
في المطبع المسمى بانوار احمدي باله آباد
الواقع في الهند
سنة ١٣١٣ هجرية

اشبه بالكتاب والسنة وبالله التوفيق

باب قول الله عز وجل لعيسى عليه السلام

انى متوفيك ورافعك الى وقوله تعالى بل رفعه الله اليه وقوله جل وعلا تعرج الملائكة والروح وقوله تعالى اليه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه **اخبرنا** ابو عبد الله الحافظ قال انا ابو بكر بن اسحق قال انا احمد بن ابراهيم قال ثنا ابن بكير قال حدثني الليث عن يونس عن ابن شهاب عن نافع مولى ابي قتادة الانصاري قال ان ابا هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كيف انتم اذا نزل ابن مريم من السماء فيكم وامامكم منكم **رواه** البخاري في الصحيح عن يحيى بن بكير **واخرجه** مسلم من وجه آخر عن يونس وانما اراد نزوله من السماء بعد الرفع اليه **اخبرنا** ابو الحسن محمد بن الحسين بن داود العلوي قال انا ابو حامد احمد بن الحسين الحافظ قال ثنا محمد بن عقيل قال ثنا حفص بن عبد الله قال حدثني ابراهيم بن طهمان عن موسى بن عقبة قال اخبرني ابو الزناد عن عبد الرحمن الاعرج عن ابي هريرة رضي الله عنه انه سمعه يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الملائكة يتعاقبون فيكم ملائكة بالليل وملائكة بالنهار ويجتمعون في صلاة الفجر وصلاة العصر ثم يعرج اليه الذين باتوا فيكم فيسألهم وهو اعلم بهم فيقول كيف تركتم عبادي فيقولون تركناهم وهم يصلون واتيناهم وهم يصلون **اخرجاه** في الصحيح من وجه آخر عن ابي الزناد **اخبرنا** ابو عبد الله الحافظ وابو بكر بن الحسن القاضي قالا ثنا ابو العباس محمد بن يعقوب قال ثنا العباس بن محمد الدوري قال ثنا ابو النضر هاشم بن القاسم قال ثنا ورقاء عن عبد الله بن دينار عن سعيد بن يسار عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من تصدق بعدل تمرة من كسب طيب ولا يصعد الى الله تعالى الا الطيب فان الله عز وجل يتقبلها بيمينه فيربيها لصاحبها كما يربي احدكم فلوه حتى تكون مثل احد **اخرجه** البخاري في الصحيح من حديث سليمان بن بلال عن عبد الله بن دينار عن ابي صالح عن ابي هريرة رضي الله عنه ثم قال ورواه ورقاء فذكره واخرجه مسلم من وجه آخر عن سعيد بن يسار الا انه قال في روايته ولا يقبل الله الا الطيب ورواه ابن عجلان عن سعيد بن يسار فذكرهما فقال ولا يقبل الله الا الطيب ولا يصعد السماء الا الطيب **اخبرناه** ابو صالح بن ابي طاهر العنبري قال انا جدي يحيى بن منصور قال ثنا احمد بن سلمة قال ثنا قتيبة بن سعيد قال ثنا بكر يعني ابن نصر عن ابن عجلان قال ان سعيد بن يسار ابا الحباب اخبره عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ما من عبد مومن يتصدق بصدقة من طيب لا يقبل الله

كتاب الاسماء والصفات بيهقي

كتاب الأسماء والصفات

تأليف
الإمام الحافظ
أبي بكر أحمد بن الحسين البيهقي
المولود سنة ٣٨٤ والمتوفى سنة ٤٥٨ رحمه الله

حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه
عبد الله بن محمد الحاشدي

قدم له
فضيلة الشيخ مقبل بن هادي الوادعي

المجلد الثاني

مكتبة السوادي للتوزيع

باب

قول الله عز وجل لعيسى عليه السلام:

﴿إني متوفيك ورافعك إليّ﴾

قـول الله عـز وجـل لعيسى عليـه السـلام: ﴿إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ﴾ [آل عمران: ٥٥]، وقوله تعالى: ﴿بَل رَّفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ﴾ [النساء: ١٥٨]، وقوله جل وعلا: ﴿تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ﴾ [المعارج: ٤] وقوله تعالى: ﴿إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾ [فاطر: ١٠].

(٨٩٥) أخبرنا أبو عبد الله الحافظ أنا أبو بكر بن إسحاق أنا أحمد بن إبراهيم ثنا ابن بكير حدثني الليث عن يونس عن ابن شهاب عن نافع مولى أبي قتادة الأنصاري قال: إن أبا هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: « كيف أنتم إذا نزل ابن مريم من السماء فيكم وإمامكم منكم » رواه البخاري في الصحيح عن يحيى بن بكير، وأخرجه مسلم من وجه آخر عن يونس، وإنما أراد نزوله من السماء بعد الرفع إليه.

---

(٨٩٥) إسناده صحيح رجاله كلهم ثقات:

أبو بكر بن إسحاق تقدم برقم (٤) وأحمد بن إبراهيم وهو ابن ملحان برقم (٩٥) وبقية رجال الإسناد كلهم ثقات رجال الشيخين.

والحديث أخرجه البخاري ٦/٤٩١ عن بكير به ومسلم حديث رقم (١٥٥) من طريق أخرى عن يونس به، ومن طريقين آخرين عن ابن شهاب.

(وما آتاكم الرسول فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا)

الجزء السادس

من

السنن الكبرى

للامام المحدثين الحافظ الجليل ابى بكر احمد بن الحسين
ابن على البيهقى المتوفى سنة ثمان وخمسين
واربعمائة رضى الله عنه

(وفى ذيله)

﴿ الجوهر النقى ﴾

للعلامة علاء الدين على بن عثمان المارديني الشهير
(بابن التركمانى) المتوفى سنة خمس واربعين
وسبعمائة رحمه الله تعالى

﴿ الطبعة الاولى ﴾

بمطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية بحيدر آباد الدكن الهند

عمرها الله تعالى الى اقصى الزمن

سنة ١٣٥٢ هجرية

موسى بن السائب عن قتادة عن الحسن عن سمرة بن جندب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من وجد ماله عند رجل فهو احق به و يتبع البيع من باعه -
(أخبرنا) أبو حازم العبدوى الحافظ أنبا أبو الفضل بن خمير ويه ثنا احمد بن نجدة ثنا سعيد بن منصور ثنا هشيم ثنا حميد الطويل عن الحسن ان رجلا باع جارية لابيه وأبوه غائب فلما قدم أبى ابوه ان يجيز بيعه وقد ولدت من المشترى فاختصموا الى عمر بن الخطاب فقضى للرجل بجاريته وامر المشترى ان يأخذ بيعه بالخلاص فلزمه فقال أبو البائع مره فليخل عن ابنى فقال له عمر رضي الله عنه وانت فخل عن ابنه -
(وأخبرنا) أبو حازم أنبا أبو الفضل ثنا احمد ثنا سعيد ثنا خالد بن عبد الله ثنا مطرف عن عامر الشعبى فى رجل وجد جاريته فى يد رجل قد ولدت منه فاقام البينة انها جاريته واقام الذى فى يده الجارية البينة انه اشتراها فقال قال(١) على يأخذ صاحب الجارية جاريته ويؤخذ البائع بالخلاص (وقال وحدثنا) سعيد ثنا هشيم أنبا اسمعيل بن سالم قال سمعت الشعبى يقول ليس الخلاص بشيء من باع مالا يملك فهو لصاحبه ويتبع المشترى البائع بما اعطاه وليس على البائع اكثر من ان يرد ما اخذ ولا يؤخذ بغيره (وروينا) من وجه آخر عن الشعبى عن شريح انه قال من شرط الخلاص فهو احمق سلم مابعت او رد ما اخذت ليس الخلاص بشيء (قال الشيخ) وقول على ويؤخذ البائع بالخلاص يريد والله اعلم بالثمن وقيمة الولد فيكون موافقا لقول من بعده وما روينا فى الحديث عن سمرة عن النبى صلى الله عليه وسلم -

باب من قتل خنزيرا اوكسر صليبا اوطنبورا

(أخبرنا) أبو عمرو محمد بن عبد الله الاديب أنبا أبو بكر الاسماعيلى اخبرنى الحسن هو ابن سفيان (قال وأنبا) أبو بكر وأبو خيثمة وعبد الاعلى قالوا ثنا سفيان بن عيينة عن الزهرى عن سعيد عن أبى هريرة يبلغ به النبى صلى الله عليه وسلم قال يوشك ان ينزل فيكم ابن مريم حكما مقسطا فيقتل الخنزير ويكسر الصليب ويضع الجزية ويفيض المال حتى لايقبله احد - لفظ عبد الاعلى - رواه البخارى فى الصحيح عن على عن سفيان ورواه مسلم عن عبد الاعلى بن حماد -
(أخبرنا) أبو عبد الله الحافظ أنبا أبو الحسن على بن محمد بن سختويه ثنا بشر بن موسى ثنا الحميدى ثنا سفيان ثنا ابن أبى نجيح عن مجاهد عن أبى معمر عن عبد الله بن مسعود قال دخل النبى صلى الله عليه وسلم مكة يوم الفتح وحول البيت ثلثمائة وستون نصبا فجعل يطعنها بعود بيده (٢) ويقول جاء الحق وما يبدئ الباطل وما يعيد (جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا) رواه البخارى فى الصحيح عن الحميدى وغيره ورواه مسلم عن جماعة عن سفيان -
(وأخبرنا) أبو الحسين بن بشران أنبا الحسين (٣) بن صفوان ثنا ابن أبى الدنيا ثنا على بن الجعد أنبا قيس بن الربيع عن أبى حصين ان رجلا كسر طنبورا لرجل فرفعه الى شريح فلم يضمنه -

باب من اراق مالايحل الانتفاع به من الخمر وغيرها وكسر وعاءها

(أخبرنا) أبو زكريا بن أبى اسحاق المزكى وغيره قالوا ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب أنبا الربيع بن سليمان أنبا الشافعى أنبا مالك بن انس عن اسحاق بن عبد الله بن أبى طلحة عن انس بن مالك قال كنت اسقى ابا عبيدة وابا طلحة وأبى بن كعب شرابا من فضيخ (٤) وتمر فجاءهم آت فقال ان الخمر قد حرمت فقال أبو طلحة يا انس قم الى هذه الجرار فاكسرها قال انس

---

(١) ر - قال فقال (٢) مص - فى يده (٣) مص - أبو الحسين (٤) شراب يتخذ من البسر المفضوخ اى المشدوخ - نهايه -

---

قال (باب من اراق مالاينتفع به من الخمر وغيرها)

السنن الكبرى

للإمام

أبي بكر أحمد بن الحسين بن علي البيهقي

المتوفى سنة ٤٥٨ هـ

تحقيق

محمد عبد القادر عطا

الجزء السادس

يحتوي على الكتب التالية

تتمة كتاب البيوع ـ الرهن ـ التفليس ـ الحجر ـ الصلح
الحوالة ـ الضمان ـ الشركة ـ الوكالة ـ الإقرار ـ العارية
الغصب ـ الشفعة ـ القراض ـ المساقاة ـ الإجارة ـ المزارعة
إحياء الموات ـ الوقف ـ الهبات ـ اللقطة ـ الفرائض ـ الوصايا
الوديعة ـ قسم الفيء والغنيمة

* * *

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت ـ لبنان

قال الشيخ: وقول علي ويؤخذ البائع بالخلاص يريد والله أعلم بالثمن وقيمة الولد فيكون موافقاً لقول من بعده، وما روينا في الحديث عن سمرة عن النبي ﷺ.

[١٠] - باب من قتل خنزيراً أو كسر صليباً أو طنبوراً

١١٥٤٩ - أخبرنا أبو عمرو محمد بن عبد الله الأديب، أنبأ أبو بكر الإسماعيلي، أخبرني الحسن هو ابن سفيان. قال: وأنبأ أبو بكر وأبو خيثمة، وعبد الأعلى قالوا: ثنا سفيان بن عيينة، عن الزهري، عن سعيد، عن أبي هريرة يبلغ به النبي ﷺ قال: «يوشك أن ينزل فيكم ابن مريم حكماً مقسطاً فيقتل الخنزير ويكسر الصليب ويضع الجزية ويفيض المال حتى لا يقبله أحد».

لفظ عبد الأعلى رواه البخاري في الصحيح عن علي عن سفيان، ورواه مسلم عن عبد الأعلى بن حماد.

١١٥٥٠ - أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، أنبأ أبو الحسن علي بن محمد بن سختويه، ثنا بشر بن موسى، ثنا الحميدي، ثنا سفيان، ثنا ابن أبي نجيح، عن مجاهد، عن أبي معمر، عن عبد الله بن مسعود قال: دخل النبي ﷺ مكة يوم الفتح وحول البيت ثلثماية وستون نصباً فجعل يطعنها بعود بيده ويقول: جاء الحق وما يبدىء الباطل وما يعيد: ﴿جاء الحق وزهق الباطل إن الباطل كان زهوقاً﴾ [الإسراء ٨١].

رواه البخاري في الصحيح عن الحميدي وغيره، ورواه مسلم عن جماعة عن سفيان.

١١٥٥١ - وأخبرنا أبو الحسين بن بشران، أنبأ الحسين بن صفوان، ثنا ابن أبي الدنيا، ثنا علي بن الجعد، أنبأ قيس بن الربيع، عن أبي حصين أن رجلاً كسر طنبوراً لرجل فرفعه إلى شريح فلم يضمنه.

[١١] - باب من أراق ما لا يحل الإنتفاع به من الخمر وغيرها وكسر وعاءها

١١٥٥٢ - أخبرنا أبو زكريا بن أبي إسحاق المزكي وغيره، قالوا: ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، أنبأ الربيع بن سليمان، أنبأ الشافعي، أنبأ مالك بن أنس، عن إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة، عن أنس بن مالك قال: كنت أسقي أبا عبيدة وأبا طلحة وأبي بن كعب شراباً من فضيخ وتمر، فجاءهم آت فقال: إن الخمر قد حرمت، فقال أبو طلحة: يا أنس قم إلى هذه الجرار فاكسرها، قال أنس: / فقمت إلى مهراس لنا فضربتها بأسفله حتى تكسرت. ١٠٢

أخرجاه في الصحيح من حديث مالك.

چند اور روایات من السماء

زنی عاصم بن کلیب کی روایت
جس میں من السماء نہیں

گویا یہ بعد کا اضافہ ہے اور جیسا کہ
مجھے یاد پڑتا ہے مسند البزار
کی دوبارہ چھپوائی علمائے دیوبند
کا کارنامہ ہے (حوالہ)

علی بن المنذر شیعہ ہے کوفی

کتاب - تسمیہ مشایخ ابی عبد
الرحمن بن شعیب بن علی النسائی و
ذکرہ المدلسین
شیعہ اور ثقہ (۵۱)

محمد بن فضیل بھی کوفی

كشف الأستار

عن زوائد البزار

على الكتب الستة

تأليف

الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي

٧٣٥ - ٨٠٧ هـ

تحقيق

المحدث الكبير العلامة الشيخ

حبيب الرحمن الأعظمي

الجزء الرابع

مؤسسة الرسالة

قال ابو سعيد ، قلنا : إن ذلك الرجل ، عمر بن الخطاب ، مما نعلم من قوته وجلده .

قال عبد العزيز : فما كنا نراه إلا عمر ، حتى مات عمر .

قلت : هو في الصحيح وغيره باختصار ، ولم أره بتمامه .

قال البزار : لا نعلمه يروى عن أبي سعيد إلا بهذا الإسناد .

قلت : إن أراد بتمامه ، فنعم ، وإلا ، فلا .

٣٣٩٥ ـ حدثنا سعيد بن يحيى بن سعيد الأموي ، ثنا أحمد ، ثنا الأعمش ، عن عطية ، عن أبي سعيد . قلت : فذكر نحوه ، باختصار .

٣٣٩٦ ـ حدثنا علي بن المنذر ، ثنا محمد بن فضيل ، عن عاصم بن كليب ، عن أبيه ، عن أبي هريرة قال : سمعت أبا القاسم الصادق المصدوق يقول : يخرج الأعور الدجال ، مسيح الضلالة قبل المشرق في زمن اختلاف من الناس ، وفرقة ، فيبلغ ما شاء الله أن يبلغ من الأرض في أربعين يوماً ، الله أعلم ما مقدارها ؟ فيلقى المؤمنون ، شدة شديدة ، ثم ينزل عيسى بن مريم صلى الله عليه وسلم من السماء ، فيقوم الناس ، فإذا رفع رأسه ، من ركعته ، قال : سمع الله لمن حَمِدَه ، قتل الله المسيح الدجال ، وظهر المؤمنون ، فأحلف ان[1] رسول الله صلى الله عليه وسلم ابا القاسم الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم

٣٣٩٥ قال الهيثمي : قلت : هو في الصحيح باختصار ، رواه أبويعلى ، والبزار ، وفيه الحجاج بن أرطاة ، وهو مدلس ، وعطية ضعيف ، وقد وثق (٧/ ٣٣٦) .

قلت : وقد أخرجه الهيثمي بشيء من الاختصار .

(١) كذا في الزوائد ، وفي الأصل (ما حلف رسول الله) .

٣٣٩٦ قال الهيثمي : رواه البزار ، ورجاله رجال الصحيح ، غير علي بن المنذر ، وهو ثقة (٧/ ٣٤٩) .

قال : إنه لحق ، واما أنه قريب ، فكل ما هو آت قريب[1] .

٣٣٩٧ ـ حدثنا خالد بن يوسف ، حدثني أبي ، يوسف بن خالد ، ثنا جعفر بن سَعْد[1] بن سمرة، ثنا خبيب بن سليمان، عن أبيه سليمان بن سمرة، عن سمرة بن جندب فذكر أحاديث بهذا ، ثم قال : وبإسناده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : إن المسيح الدجال ، يمكث في الأرض ، إذا خرج ، ما شاء الله ، ثم يجيء عيسى بن مريم صلى الله عليه وسلم من المشرق مصدقاً بمحمد صلى الله عليه وسلم وعلى ملته ، ثم يقتل المسيح الدجال ، ثم إنما هو قيام الساعة ، وسوف ترون قبلَ قيام الساعة أشياء عظاماً ، تقولون : هل كنا حدثنا بهذا ، فإذا رأيتم ذلك ، فاذكروا الله ، واعلموا أنها أوائل الساعة .

٣٣٩٨ ـ قلت : قال : وبإسناده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : إن المسيح الدجال ، أعور عين الشمال ، عليها ظَفَرَة[2] غليظة ، يبرىء الأكمة ، ويُحيي الموتى ، ويقول : أنا ربكم ، فمن اعتصم بالله ، فقال : ربي الله ، حتى لا يموت ، فلا عذابَ عليه ، ومن قال : أنت ربي ، فقد فتن .

باب في ابن صياد

٣٣٩٩ ـ حدثنا محمد بن عامر الأنطاكي ، ثنا يحيى بن محمد بن سابق ، ثنا زياد بن الحسن بن فرات القزاز ، عن أبي الطفيل عامر بن واثلة ، عن زيد بن حارثة قال : قال النبي صلى الله عليه وسلم لبعض أصحابه ، انطلق : فانطلق رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه معه ، حتى دخلوا بين حائطين في زقاق طويل ، فلما انتهوا إلى الدار ، إذا امرأة قاعدة ، وإذا قربة عظيمة ، ملأى ماءاً ،

٣٣٩٧ (١) هذا هو الصواب كما في المعجم الكبير للطبراني ، وفي الأصل (سعيد) .
(٢) بفتح الظاء والفاء : لحمة تنبت عند المآقي وقد تمتد إلى السواد فتغشيه .

٣٣٩٨ قال الهيثمي : رواه الطبراني ، وأحمد ، ورجاله رجال الصحيح ، ورواه البزار بإسناد ضعيف (٧/ ٣٣٦) .

كشف الأستار

عن زوائد البزّار

على الكتب الستّة

تأليف

الحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي

٧٣٥ - ٨٠٧ هـ

تحقيق

المحدث الكبير العلامة الشيخ

حبيب الرحمن الأعظمي

الجزء الثالث

مؤسسة الرسالة

قال ابو سعيد ، قلنا : إن ذلك الرجل ، عمر بن الخطاب ، مما نعلم من قوته وجلده .

قال عبد العزيز : فما كنا نراه إلا عمر ، حتى مات عمر .

قلت : هو في الصحيح وغيره باختصار ، ولم أره بتمامه .

قال البزار : لا نعلمه يروى عن أبي سعيد إلا بهذا الإسناد .

قلت : إن أراد بتمامه ، فنعم ، وإلا ، فلا .

٣٣٩٥ ـ حدثنا سعيد بن يحيى بن سعيد الأموي ، ثنا أحمد ، ثنا الأعمش ، عن عطية ، عن أبي سعيد . قلت : فذكر نحوه ، باختصار .

٣٣٩٦ ـ حدثنا علي بن المنذر ، ثنا محمد بن فضيل ، عن عاصم بن كليب ، عن أبيه ، عن أبي هريرة قال : سمعت أبا القاسم الصادق المصدوق يقول : يخرج الأعور الدجال ، مسيح الضلالة قبل المشرق في زمن اختلاف من الناس ، وفرقة ، فيبلغ ما شاء الله أن يبلغ من الأرض في أربعين يوماً ، الله أعلم ما مقدارها ؟ فيلقى المؤمنون ، شدة شديدة ، ثم ينزل عيسى بن مريم صلى الله عليه وسلم من السماء ، فيقوم الناس ، فإذا رفع رأسه ، من ركعته ، قال : سمع الله لمن حَمِدَه ، قتل الله المسيح الدجال ، وظهر المؤمنون ، فأحلف ان[1] رسول الله صلى الله عليه وسلم ابا القاسم الصادق المصدوق صلى الله عليه وسلم

٣٣٩٥ قال الهيثمي : قلت : هو في الصحيح باختصار ، رواه أبو يعلى ، والبزار ، وفيه الحجاج بن أرطاة ، وهو مدلس ، وعطية ضعيف ، وقد وثق (٧/ ٣٣٦) .

قلت : وقد أخرجه الهيثمي بشيء من الاختصار .

(١) كذا في الزوائد ، وفي الأصل (ما حلف رسول الله) .

٣٣٩٦ قال الهيثمي : رواه البزار ، ورجاله رجال الصحيح ، غير علي بن المنذر ، وهو ثقة (٧/ ٣٤٩) .

قال : إنه لحق ، واما أنه قريب ، فكل ما هو آت قريب[1] .

٣٣٩٧ ـ حدثنا خالد بن يوسف ، حدثني أبي ، يوسف بن خالد ، ثنا جعفر بن سَعْد[1] بن سمرة، ثنا خبيب بن سليمان، عن أبيه سليمان بن سمرة، عن سمرة بن جندب فذكر أحاديث بهذا ، ثم قال : وبإسناده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : إن المسيح الدجال ، يمكث في الأرض ، إذا خرج ، ما شاء الله ، ثم يجيء عيسى بن مريم صلى الله عليه وسلم من المشرق مصدقاً بمحمد صلى الله عليه وسلم وعلى ملته ، ثم يقتل المسيح الدجال ، ثم إنما هو قيام الساعة ، وسوف ترون قبلَ قيام الساعة أشياء عظاماً ، تقولون : هل كنا حدثنا بهذا ، فإذا رأيتم ذلك ، فاذكروا الله ، واعلموا أنها أوائل الساعة .

٣٣٩٨ ـ قلت : قال : وبإسناده أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال : إن المسيح الدجال ، أعور عين الشمال ، عليها ظَفَرَة[2] غليظة ، يبرىء الأكمة ، ويُحيي الموتى ، ويقول : أنا ربكم ، فمن اعتصم بالله ، فقال : ربي الله ، حتى لا يموت ، فلا عذابَ عليه ، ومن قال : أنت ربي ، فقد فتن .

باب في ابن صياد

٣٣٩٩ ـ حدثنا محمد بن عامر الأنطاكي ، ثنا يحيى بن محمد بن سابق ، ثنا زياد بن الحسن بن فرات القزاز ، عن أبي الطفيل عامر بن واثلة ، عن زيد بن حارثة قال : قال النبي صلى الله عليه وسلم لبعض أصحابه ، انطلق : فانطلق رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه معه ، حتى دخلوا بين حائطين في زقاق طويل ، فلما انتهوا إلى الدار ، إذا امرأة قاعدة ، وإذا قربة عظيمة ، ملأىٰ ماءاً ،

٣٣٩٧ (١) هذا هو الصواب كما في المعجم الكبير للطبراني ، وفي الأصل (سعيد) .
(٢) بفتح الظاء والفاء : لحمة تنبت عند المآقي وقد تمتد إلى السواد فتغشيه .
٣٣٩٨ قال الهيثمي : رواه الطبراني ، وأحمد ، ورجاله رجال الصحيح ، ورواه البزار بإسناد ضعيف (٧/ ٣٣٦) .

اتحـــــاف الجمـــــاعة

بمـــا جـاء في الفتن والملاحـــم
واشـراط الساعة

تاليف الفقـــير الى الله تعـــالى

حمود بن عبدالله التويجرى

غفر الله له ولوالديـــه ولجميع المسلمـــين

الجزء الثـــاني

الطبعة الاولى عـــام ١٣٩٦

طبع على نفقة بعض المحسنين جزاهم الله خير الجزاء
وقف لله تعالى

طبع في
مطبعة المدينة ـ الرياض ـ شارع الملك فيصل

وعن عائشة رضي الله عنها قالت دخل علي رسول الله صلى الله عليه وسلم وأنا أبكي فقال لي مايبكيك قلت يارسول الله ذكرت الدجال فبكيت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم « ان يخرج الدجال وأنا حي كفيتكموه وان يخرج الدجال بعدي فان ربكم عزوجل ليس بأعور انه يخرج في يهودية اصبهان حتى يأتي المدينة فينزل ناحيتها ولها يومئذ سبعة أبواب على كل نقب منها ملكان فيخرج اليه شرار أهلها حتى يأتي فلسطين باب لد فينزل عيسى عليه السلام فيقتله ثم يمكث عيسى عليه السلام في الارض أربعين سنة اماما عدلا وحكما مقسطا » رواه الامام أحمد باسناد جيد وابن حبان في صحيحه ٠

وعن عاصم بن كليب عن أبيه قال سمعت أبا هريرة رضي الله عنه يقول أحدثكم ماسمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم الصادق المصدوق « ان الاعور الدجال مسيح الضلالة يخرج من قبل المشرق في زمان اختلاف من الناس وفرقة فيبلغ ماشاء الله أن يبلغ من الارض في أربعين يوما الله أعلم ما مقدارها الله أعلم ما مقدارها مرتين وينزل عيسى بن مريم فيؤمهم فاذا رفع رأسه من الركعة قال سمع الله لمن حمده قتل الله الدجال وأظهر المؤمنين » رواه ابن حبان في صحيحه ٠ ورواه البزار بنحوه، وزاد فأحلف ان رسول الله صلى الله عليه وسلم أبا القاسم الصادق المصدوق قال « انه لحق وأما انه قريب فكل ماهو آت قريب » قال الهيثمي ورجاله رجال الصحيح غير علي بن المنذر وهو ثقة ٠ وقال الحافظ ابن حجر في فتح الباري أخرجه البزار بسند جيد ٠

وعن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة رضي الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال « لا تقول الساعة حتى ينزل الروم بالأعماق أو بدابق فيخرج اليهم جيش من المدينة من خيار أهل الارض يومئذ فاذا تصافوا قالت الروم خلوا بيننا وبين الذين

سبُوا منا نقاتلهم فيقول المسلمون لا والله لا نخلي بينكم وبين اخواننا فيقاتلونهم فيهزم ثلث لا يتوب الله عليهم أبدا ويقتل ثلثهم أفضل الشهداء عند الله ويفتح الثلث لا يفتنون أبدا فيفتحون قسطنطينية فبينما هم يقتسمون الغنائم قد علقوا سيوفهم بالزيتون اذ صاح فيهم الشيطان ان المسيح قد خلفكم في أهليكم فيخرجون وذلك باطل فاذا جاءوا الشام خرج فبينما هم يعدون للقتال يسوون الصفوف اذ أقيمت الصلاة فينزل عيسى بن مريم صلى الله عليه وسلم فأمهم فاذا رآه عدو الله ذاب كما يذوب الملح في الماء فلو تركه لانذاب حتى يهلك ولكن يقتله الله بيده فيريهم دمه في حربته » رواه مسلم .

وعن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول « لا تزال طائفة من أمتي يقاتلون على الحق ظاهرين الى يوم القيامة قال فينزل عيسى بن مريم فيقول أميرهم تعال صل بنا فيقول لا ان بعضكم على بعض أمراء تكرمة الله هذه الامة » رواه الامام أحمد ومسلم .

وعن عثمان بن أبي العاص رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول « يكون للمسلمين ثلاثة أمصار مصر بملتقى البحرين ومصر بالحيرة ومصر بالشام فيفزع الناس ثلاث فزعات فيخرج الدجال في أعراض الناس فيهزم من قبل المشرق فأول مصر يرده المصر الذي بملتقى البحرين فيصير أهله ثلاث فرق فرقة تقول نشامه ننظر ماهو وفرقة تلحق بالاعراب وفرقة تلحق بالمصر الذي يليهم ومع الدجال سبعون ألفا عليهم السيجان وأكثر تبعه اليهود والنساء ثم يأتي المصر الذي يليه فيصير أهله ثلاث فرق فرق فرقة تقول نشامه وننظر ما هو وفرقة تلحق بالاعراب وفرقة تلحق بالمصر الذي يليهم بغربي الشام وينحاز المسلمون الى عقبة

اتحاف الجماعة

بما جاء في الفتن والملاحم واشراط الساعة
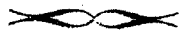
تأليف الفقير الى الله تعالى

حمود بن عبدالله التويجري

غفر الله له ولوالديه ولجميع المسلمين

الجزء الثاني

الطبعة الاولى عام ١٣٩٦

طبع على نفقة بعض المحسنين جزاهم الله خير الجزاء
وقف لله تعالى

طبع في
مطبعة المدينة - الرياض - شارع الملك فيصل

بُغيةُ الرائِد

في تحقيق

مجمع الزوائد ومنبع الفوائد

للحافظ نور الدين علي بن أبي بكر الهيثمي

المتوفى ٨٠٧ هـ

تحقيق

عبد الله محمد الدرويش

الجزء السابع

كتاب التفسير، والتعبير، والقدر

دار الفكر

للطباعة والنشر والتوزيع

رواه البزار، وفيه: بقية، وهو مدلس.

٧/٣٤٩ **١٢٥٤٢** ـ وعن نهيك بن صُريم السَّكُوني قال: قال رسول الله ﷺ:

«لَتُقَاتِلُنَّ الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُقَاتِلَ بَقِيَّتُكُمُ الدَّجَّالَ عَلَىٰ نهرِ الأَرْدُنِّ أَنْتُمْ شَرْقِيُّهُ وَهُمْ غَرْبِيُّهُ».

ولا أدري أين الأردن يومئذ [من الأرض](١).

رواه الطبراني والبزار ورجال البزار ثقات.

١٢٥٤٣ ـ وعن أبي هريرة قال: سمعت أبا القاسم الصادق المصدوق يقول:

«يَخْرُجُ أَعْوَرُ الدَّجَّالُ مَسِيحُ الضَّلَالَةِ قِبَلَ الْمَشْرِقِ في زَمَنِ اخْتِلَافٍ مِنَ النَّاسِ وفِرْقَةٍ، فَيَبْلُغُ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَبْلُغَ مِنَ الأَرْضِ فِي أَرْبَعِينَ يَوْماً، اللهُ أَعْلَمُ مَا مِقْدَارُهَا، فَيَلْقَى الْمُؤْمِنُونَ شِدَّةً شَدِيدَةً، ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَىٰ ابنُ مَرْيَمَ ـ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ مِنَ السَّمَاءِ فَيَؤُمُّ(١) النَّاسَ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنْ رَكْعَتِهِ قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، قَتَلَ اللهُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ، وظَهَرَ الْمُسْلِمُونَ»(٢).

فَأَحْلِفُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ أبا القاسم الصادق المصدوق ﷺ قال:

«إِنَّهُ لَحَقٌّ، وأَمَّا أَنَّهُ قَرِيبٌ فَكُلُّ مَا هُوَ آتٍ قَرِيبٌ».

رواه البزار ورجاله رجال الصحيح غير علي بن المنذر وهو ثقة.

١٢٥٤٤ ـ وعن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ:

«إِنَّكُمْ سَتَفْتَحُونَ مَدِينَةَ هِرَقْلَ أو قَيْصَرَ، وتَقْتَسِمُونَ أَمْوَالَهَا بِالتِّرَسَةِ وَيُسْمِعُهُمُ الصَّرِيخُ: أَنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِي أَهَالِيهِمْ، فَيُلْقُونَ مَا مَعَهُمْ ويَخْرُجُونَ فَيُقَاتِلُونَ».

١٢٥٤٢ ـ رواه البزار رقم (٣٣٨٧) وفيه: محمد بن أبان القرشي: ضعفه أبو داود وابن معين، وقال البخاري: ليس بالقوي، وانظر الضعيفة رقم (١٢٩٧).

١ ـ في زيادة من البزار.

١٢٥٤٣ ـ ١ ـ في البزار رقم (٣٣٩٦): فيقوم.

٢ ـ في البزار: المؤمنون.

١٢٥٤٤ ـ رواه الطبراني في الأوسط رقم (٦٢٧) وقال: لم يرو هذا الحديث عن إسماعيل بن أبي خالد إلا إسماعيل بن عياش» وإسماعيل بن أبي خالد: كوفي، ورواية ابن عياش عن غير الشاميين ضعيفة.

الإصابة
في
تمييز الصحابة

تأليف

شيخ الإسلام وعلم الأعلام قاضي القضاة
شهاب الدين أبي الفضل أحمد بن علي بن محمد بن محمد
بن علي الكناني العسقلاني المصري الشافعي
المعروف بابن حجر رحمه الله
٧٧٣ - ٨٥٢ هجرية

المجلد الثاني
الجزأين الثالث والرابع

الزارع - عمرو

طبعت هذه النسخة طبق النسخة المطبوعة سنة ١٨٥٣ (م) في بلدة كلكتا
بعد مقابلتها على النسخة الخطية المحفوظة في دار الكتب بالأزهر الشريف بمصر
ثم على النسخة الموقوفة على طلبة العلم برواق الشوام من الازهر المذكور

(تنبيه) كل ما جاء مكتنفاً بقوسين (هكذا) فهو نسخة ولم نثبت من ذلك إلا ما كان ذا معنى صحيح .. وكل ترجمة جاءت زائدة عن تجريد أسماء الصحابة للحافظ الذهبي يعلم عليها بحرف (ز) .. وقد ذكر المصنف في الخطبة أن الحافظ الذهبي استوعب كتاب أسد الغابه واستدرك عليه بعد أن حكى أن صاحب أسد الغابة جمع في كتابه الاستيعاب وذيوله وما وقع له من الزيادات فيكون هذا الكتاب الجليل جمع كل ما ذكر في هذه الكتب وزاد عليها نحواً من ثلاثة عشر ألف ترجمة .. فهو أحق من جميعها بالاعتناء والله الموفق لاتمامه وبه نستعين.

٣٩٢٣ (شهاب) بن خرفة •• غير النبي صلى الله عليه وآله وسلم اسمه فقال انت مسلم بن عبدالله يأتي اسناده في الميم ان شاء الله تعالى

٣٩٢٤ (شهاب) بن زهير بن مذعور البكري •• روى ابن مندة وابو نعيم من طريق محمد بن هشام عن عمير بن حاجب بن يزيد بن شهاب عن ابيه عن جده قال وفدت انا وخمسة من بكر بن وائل احدهم مرثد بن ظبيان قال وشهد مرثد حنينا وكساه النبي صلى الله عليه وآله وسلم حلتين وكتب معه الى بكر بن وائل ان اسلموا تسلموا واخرج أبو بكر الشيرازي في الالقاب من طريق احمد بن يعقوب ابن زياد بن حامد حدثني بهز بن حاجب بن نوبة بن شهاب بن زهير الذهلي حدثني أبي عن أبيه عن جده شهاب بن زهير قال هاجر الى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خمسة من بكر بن وائل وسيأتي في ترجمة مرثد بن ظبيان ان شاء الله تعالى

٣٩٢٥ (شهاب) بن عامر الانصاري •• هو هشام يأتي ذكره غيره النبي صلى الله عليه وآله وسلم

٤٩٢٦ (شهاب) بن كليب •• ويقال انه ابن المجنون المذكور بعده •• (ز)

٥٩٢٧ (شهاب) بن مالك •• يقال انه يمامي ذكر ابن أبي حاتم ان له صحبة ووفادة وانه روى عنه حفيده بقير بن عبدالله بن شهاب بن مالك وروى علي بن سعيد العسكري والبغوي وابن قانع من طريق عمارة بن عقبة بن عمارة الحنفي عن بقير بن عبدالله بن شهاب بن مالك انه حدثه قال حدثني جدي شهاب بن مالك أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول وكان وفد اليه فقالت له ام كلثوم فذكر حديثا في ذم النساء وبقير ضبطه ابن ماكولا بالموحدة والقاف مصغرا ووقع عند علي بن سعيد العسكري نفير بنون وفاء وعند ابن أبي حاتم بعير بموحدة وعين مهملة وعند سعيد بن يعقوب في الصحابة نعيس وكله تصحيف

٣٩٢٨ (شهاب) بن المتروك احد وفد عبد القيس •• قاله ابن سعيد قال واسم ابيه عباد بن عبيد

٣٩٢٩ (شهاب) بن المجنون الجرمي يقال انه جد عاصم بن كليب •• قال ابن حبان والبغوي شهاب الجرمي جد عاصم بن كليب له صحبة وقال ابن السكن شهاب الجرمي حديثه في الكوفيين يقال له صحبة وليس بمشهور في الصحابة وقال الطبراني يقال اسمه شهاب ويقال شبيب ويقال شتير وقال أبو عمر له ولابيه صحبة ورواية وروى الترمذي وابو يعلى والبغوي ومطين والباوردي والطبري وآخرون من طريق أبي معدان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن جده قال دخلت المسجد ورسول الله صلى الله عليه وآله وسلم واضع يده على فخذه يشير بالسبابة ويقول يامقلب القلوب ثبت قلبي على دينك قال الترمذي والبغوي غريب تفرد به محمد بن حمران عن ابن معدان واخرج ابن السكن من طريق عباد بن العوام عن عاصم ابن كليب بهذا الاسناد اتيت النبي صلى الله عليه وآله وسلم أنظر اليه كيف يصلي الحديث في رفع اليدين حيال اذنيه واخذ يمينه بشماله قال ابن السكن رواه جماعة عن عاصم عن ابيه عن وائل بن حجر * قلت رجاله موثقون الا ان ابا داود قال عاصم بن كليب عن ابيه عن جده ليس بشئ

تسمية مشايخ

أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي النسائي الذين سمع منهم

وذكر المدلسين

(وغير ذلك من الفوائد)

تصنيف

الإمام أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب بن علي النسائي

(٢١٥ - ٣٠٣هـ)

اعتنى بها

الشريف حاتم بن عارف العوني

دار عالم الفوائد

للنشر والتوزيع

[١٣٧] علي بن عثمان بن محمد بن سعيد البصري: **صالح.**

[١٣٨] علي بن محمد بن زكريا البغدادي ثم الرَّقِّي، أبوالمضاء: **لا بأس به.**

[١٣٩] علي بن محمد بن عبدالله البصري: **صالح.**

[١٤٠] علي بن معبد بن نوح البغدادي ثم المصري.

[١٤١] علي بن المنذر الطَّريقي الكوفي: **شيعي محض، ثقة.**

[١٤٢] علي بن ميمون الرَّقِّي العطار: **لا بأس به.**

[١٤٣] عمّار بن خالد بن يزيد بن دينار الواسطي التمّار.

[١٤٤] عمر بن إبراهيم بن سليمان البغدادي، جزري الأصل، أبوالآذان: **ثقة.**

[١٤٥] عمر بن عبدالعزيز بن عمران بن أيوب بن مِقْلاص الخزاعي المصري: **صالح.**

---

[١٣٧] صدوق.

[١٣٨] ثقة حافظ.

[١٣٩] صدوق. يُحتمل أنْ يكون هو السَّابق، أوعلي بن عثمان النُّفيلي المذكور في النسخة.

[١٤٠] (ت: ٢٥٩هـ): ثقة.

[١٤١] (ت: ٢٥٦هـ): صدوقٌ يتشيَّع.

[١٤٢] (ت: ٢٤٦هـ): ثقة.

[١٤٣] (ت: ٢٦٠هـ): ثقة.

[١٤٤] (ت: ٢٩٠هـ): ثقةٌ حافظ.

[١٤٥] (ت: ٢٨٥هـ): ثقةٌ فاضل.

مِيزَانُ الاعْتِدَال

فى نقد الرجال

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

تحقيق

علي محمد البجاوي

المجلد الثاني

دار المعرفة

بيروت - لبنان

ص.ب : ٧٨٧٦

حرف العين

[عاصم]

٤٠٤٤ — عاصم[1] بن بَهْدَلة . سيأتى .

٤٠٤٥ — عاصم بن رجاء [د ، ت ، ق] بن حَيْوَة الكندى . عن أبيه ، ووهب . وعنه وكيع ، والخريبى ، وجماعة .

قال أبو زُرْعة : لا بأس به . وقال ابن معين : صُويلح . ويقال: تكلَّم فيه قُتَيبة .

٤٠٤٦ — [صح] عاصم بن سليمان [ع] الأحول البصرى الحافظ الثقة ، أكبر شيوخه عبدُ الله بن سرجس . وعنه شُعْبة ، ويزيد بن هارون ، وخَلْق .

وثّقه علىّ بن المدينى وغيره . وكان على قضاء المدائن ، وولى حسبة الكوفة .

قال سفيان : حُفَّاظ الناس أربعة : فذكر منهم عاصم بن سليمان . وروى الميمونى ، عن أحمد ، قال : ثقة من الحفاظ . وقال ابن معين : كان[2] ابن القطان لا يحدِّث عن عاصم الأحول ، يستضعفه .

عفان ، حدثنا حماد بن سلمة ، عن عاصم الأحول ، حدثنى حُميد عن أنس ـ أنّ عُمر نهى أن يُجعل فى الخاتم فصّ من غيره .

قال حماد : فقلت لحميد : حدثنى عاصم عنك بكذا . فلم يعرفه .

وقال يحيى القطان : لم يكن بالحافظ . وقال عبد الرحمن بن المبارك : قال ابن عُلية : كلّ من اسمه عاصم فى حِفْظه شىء . وقال أبو أحمد الحاكم : ليس بالحافظ عندهم ، ولم يحمل عنه ابنُ إدريس لسوء [حِفْظِه و][3] ما فى سيرته [بأس][3]

٤٠٤٧ — عاصم بن سليمان ، أبو شعيب التميمى الكُوزِى البصرى . وكوز : قبيلة . روى عن هشام بن عُرْوة ، وجماعة .

---

(١) ذكر بعد (هامش خ) ، وسيأتى صفحة ٣٥٧ برقم ٤٦٠٨ وهذا هو أول الجزء الثانى من المطبوعة الهندية . (٢) فى ه : كان القطان . (٣) ليس فى خ .

أنّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم سابق بين الخيل ، وجعل بينهما سَبَقاً ، وجعل بينهما محللا ، وقال : لا سبق إلّا فى نصل أو حافر .

عبد الله بن نافع ، عن عاصم بن عمر ، عن عبد الله بن دينار ، عن ابن عمر — أنّ النبىّ صلى الله عليه وسلم قال : مَنْ لبّد رأسه فقد وجب عليه الحلاق .

وبه : أنا أوّلُ مَنْ تنشقّ عنه الأرض ، ثم أبو بكر ، ثم عمر ... الحديث .

وبه — مرفوعا : إنما هذه ثم عليكن بظهور الحصر .

قال ابن عدى : أحاديثه حسان على ضَعْفه .

٤٠٦١ — عاصم بن عمر [ق] . عن عُروة . ليس بمعروف .

٤٠٦٢ — عاصم بن عَمْرو [ت ، س]. عن على . لا يُعرف . ويقال عاصم بن عمر . ما روَى عنه سوى عمرو بن سليم الزرقى .

قيل: وثّقَه النسائى ، وصحح خبره الترمذى فى فضائل المدينة .

٤٠٦٣ — عاصم بن عمرو [ق] البجلى . عن أبى أمامة الباهلى . وعنه فَرْقَد السبخى[1] [٣/٢٦] وغيره . لا بأس به إن شاء الله / .

وهو من قدماء شيوخ شعبة . قال ابنُ أبى حاتم : سألتُ أبى عنه ، فقال: صدوق ، كتبه البخارى فى [كتاب][2] الضعفاء ؛ فسمعتُ أبى يقول : يحوّل مِنْ هناك .

٤٠٦٤ — عاصم بن كليب [م، عو] الجرمى الكوفى . عن أبيه كليب بن شهاب، وأبى بردة ، وجماعة . وعنه شعبة ، وعلى بن عاصم ، وطائفة . وكان من العبّاد الأولياء لكنه مرجىء .

وثّقه ابن معين ، وغيره . وقال ابن المدينى : لا يحتجّ بما انفرد به وقال أبو حاتم: صالح .

يقال : توفى سنة سبع وثلاثين ومائة .

---

(١) والتقريب . (٢) ليس فى خ .

وقال أحمد بن حنبل : كان ثقة ، أنا أختار قراءته . وقال ابن سعد : ثقة إلا أنه كثير الخطأ فى حديثه . وقال أبو حاتم : ليس محله أن يقال ثقة .

٤٠٦٩ — عاصم بن مهاجر الكلاعى . روى عنه أبو اليمان . عن أبيه ، أو عن أنس ـ مرفوعا : الخطُّ الحسن يزيد الحقَّ وضوحا . هذا خبر منكر .

٤٠٧٠ — عاصم بن هلال البارق [س] . عن أيوب وجماعة . وعنه ابن المدينى، والفلّاس . قال أبو داود : ليس به بأس . وقال أبو حاتم : محلّه الصدق . وقال النسائى وغيره : ليس بقوى . وضعّفه يحيى بن معين ، رواه معاوية ، وابن أبى خيثمة عنه . وقال ابن حبان : كان ممّن يقلب الأسانيد توهماً حتى بطل الاحتجاج به . وقال ابنُ عدى : يكنى أبا النضر ، ثم سرد له عدةَ أحاديث . وقال : عامّة ما يرويه ليس يتابعه عليه الثقات .

قلت : نكارة حديثه من قِبَل الأسانيد لا المتون .

٤٠٧١ — عاصم ، أبو مالك العطار[١] . شيخ لزيد بن الحباب . مجهول .

٤٠٧٢ — عاصم الجذامى . شيخ لبقية . لا يُعْرَف .

[عافية]

٤٠٧٣ — عافِيَة بن أيوب . عن الليث بن سَعْد . تكلم فيه . ما هو بحجة، وفيه جهالة .

٤٠٧٤ — عافية بن يزيد القاضى . يروى عن الأعمش وغيره .

وثّقه النسائى . وقال أبو داود : يكتب حديثه ، وجمل يتعجّب . وقال يحيى ابن معين : ضعيف .

قلت : كان مِنْ خِيَار القضاة ، له ترجمةٌ طويلة فى تاريخ[٢] بغداد .

---

(١) فى ل : وذكره ابن حبان فى الثقات فقال العطاردى ، وقال : يروى عن الحسن . قلت : وهو الصواب ، سقطت الدال والياء على الذهبى (٣ ـ ٢٢١) . (٢) صفحة ٣٠٧ جزء ١٢ .

ان عیسی لم یمت 229

ان عیسی یاتی علیه الفناء 231

تفسیر طبری 455/6
آیت 55/3

تفسیر ابن کثیر 596/3

زیر آیت 55/3

التصریح بما تواتر المسیح 243

دیکھیں

آیات قرآنی کے شان نزول

اثری خفا (قندیل صداقت

تراث الإسلام

تفسير الطبري

جامع البيان عن تأويل آي القرآن

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري

٢٢٤ - ٣١٠ هـ

٦

حققه وعلق حواشيه

محمود محمد شاكر

راجعه وخرج أحاديثه

أحمد محمد شاكر

الطبعة الثانية

الناشر

مكتبة ابن تيمية

القاهرة ت ٨٦٤٢٤٠

القول فى تأويل قوله ﴿ إِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَىٰٓ إِنِّى مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ ﴾

قال أبو جعفر : يعنى بذلك جل ثناؤه : ومكر الله بالقوم الذين حاولوا قتلَ عيسى = مع كفرهم بالله ، وتكذيبهم عيسى فيما أتاهم به من عند ربهم = إذ قال الله جل ثناؤه : « إنى متوفيك » ، فـ«إذ» صلةٌ من قوله : « ومكر الله » ، يعنى : ومكر الله بهم حين قال الله لعيسى إنى متوفيك ورافعك إلىّ ، فتوفاه ورفعه إليه .

* * *

ثم اختلف أهل التأويل فى معنى « الوفاة » التى ذكرها الله عز وجل فى هذه الآية .

فقال بعضهم : « هى وفاة نَوْم »، وكان معنى الكلام على مذهبهم : إنى مُنيمك ورافعك فى نومك .

* ذكر من قال ذلك :

٧١٣٣ – حدثنى المثنى قال ، حدثنا إسحق قال ، حدثنا عبد الله بن أبى جعفر ، عن أبيه ، عن الربيع فى قوله : « إنى متوفيك » ، قال : يعنى وفاةَ المنام ، رفعه الله فى منامه = قال الحسن : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لليهود : إن عيسَى لم يمتْ ، وإنه راجعٌ إليكم قبل يوم القيامة .(١)

* * *

وقال آخرون : معنى ذلك : إنى قابضك من الأرض ، فرافعك إلىّ . قالوا : ومعنى « الوفاة »، القبض ، كما يقال : « توفَّيت من فلان مالى عليه » ، بمعنى : قبضته واستوفيته . قالوا : فمعنى قوله : « إنى متوفيك ورافعك »، أى : قابضك من ٢٠٣/٣

(١) الأثر : ٧١٣٣ – هو أثر مرسل ، خرجه السيوطى فى الدر المنثور ٢ : ٣٦ ، ونسبه لابن جرير وابن أبى حاتم ، وساقه ابن كثير فى تفسيره ٢ : ١٥٠ بإسناد ابن أبى حاتم .

الدُّرُّ المنثور في التفسير بالمأثور

لجلال الدين السيوطي
(٨٤٩هـ - ٩١١هـ)

تحقيق
الدكتور عبد الله بن عبد المحسن التركي
بالتعاون مع
مركز هجر للبحوث والدراسات العربية والإسلامية
الدكتور عبد السند حسن يمامة

الجزء الثالث

عباسٍ فى قوله : ﴿ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ ﴾ . يقولُ : إنى مميتُك[1] .

وأخرَج عبدُ الرزاقِ ، وابنُ جريرٍ ، وابنُ أبى حاتمٍ ، عن الحسنِ قال : ﴿ مُتَوَفِّيكَ ﴾ : من الأرضِ[2] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ ، وابنُ أبى حاتمٍ ، من وجهٍ آخرَ ، عن الحسنِ فى قوله : ﴿ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ ﴾ : يعنى وفاةَ المنامِ ، رفَعه اللَّهُ فى منامِه . قال الحسنُ : قال رسولُ اللَّهِ ﷺ لليهودِ : « إنَّ عيسى لم يَمُتْ ، وإنه راجعٌ إليكم قبلَ يومِ القيامةِ »[3] .

وأخرَج ابنُ أبى حاتمٍ عن قتادةَ : ﴿ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ ﴾ . قال : هذا من المقدَّمِ والمؤخَّرِ ، أى : رافعُك إلىَّ ومتوفِّيك[4] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ ، وابنُ أبى حاتمٍ ، عن مطرٍ الوراقِ فى الآيةِ قال : متوفِّيك من الدنيا ، وليس بوفاةِ موتٍ[5] .

وأخرَج ابنُ جريرٍ بسندٍ صحيحٍ عن كعبٍ قال : لما رأى عيسى قلةَ من اتبعه وكثرةَ من كذَّبه ، شكا ذلك إلى اللَّهِ ، فأوحى اللَّهُ إليه : ﴿ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ ﴾ (6) وليس من رَفَعْتُه عندى ميتًا (6) . وإنى سأبعثُك على الأعورِ الدجالِ

---

(1) ابن جرير ٥/ ٤٥٠ ، وابن المنذر (٥٢٧) ، وابن أبى حاتم ٦٦١/٢ (٣٥٨٠) .

(2) عبد الرزاق ١/ ١٢٢ ، وابن جرير ٥/ ٤٤٩ ، وابن أبى حاتم ٦٦١/٢ (٣٥٨٢) .

(3) ابن جرير ٥/ ٤٤٨ ، وابن أبى حاتم ٢٩٦/٢ (٦٤٢ - تحقيق حكمت بشير ياسين) .

(4) بعده فى الأصل : « من الدنيا » .
والأثر عند ابن أبى حاتم ٦٦١/٢ (٣٥٨٣) .

(5) ابن جرير ٥/ ٤٤٨ ، وابن أبى حاتم ٢٩٦/٢ (٦٤١ - تحقيق حكمت بشير ياسين) .

(6 - 6) سقط من النسخ ، والمثبت من مصدر التخريج .

قال تعالى:
وإنه لعلم للساعة
فلا تمترن بها

التصريح بما تواتر في نزول المسيح

للإمام العصر المحدث الكبير الشيخ محمد أنور شاه الكشميري الهندي
ولد ١٢٩٢ وتوفي ١٣٥٢ هـ
رحمه الله تعالى
رتبه تلميذه العلامة المحقق البارع الشيخ محمد شفيع
مفتي باكستان حفظه الله تعالى

تحدث هذا الكتاب عن كثير من علامات الساعة الكبرى مشروحة موضحة وخاصة نزول عيسى عليه السلام وخروج الدجال ويأجوج ومأجوج والدابة والدخان . . .
فجدير بكل مؤمن ومؤمنة أن يعلمها ليزداد بها بصيرة وإيماناً

حققه وراجع نصوصه وعلق عليه
عبد الفتاح أبو غدة

الناشر
مكتب المطبوعات الإسلامية بحلب

الإمام الكشميري والتأليف

لم يعزم الشيخ رحمه الله تعالى أن يؤلف رسالة أو كتاباً تأليفاً مقصوداً ، وإنما جُلُّ مؤلفاته أمالٍ أخذت عنه أو نصوصٌ وتقييداتٌ أفردها بعنوان ، ولو أنه عكف على التأليف لسالت بطحاءُ العالَم بعلومه وتحقيقاته ، ولأنارت أنوارُه اللامعة أرجاء دنيا العلم على سعتها وكثرة أهل الفضل المتقدمين فيها ، وإنما ألّف بدافع الضرورة الدينية والخدمة الإسلامية عِدّةَ رسائل سنذكرها في عداد مؤلفاته .

غير أنه كان من ريعان عمره عاكفاً على جَمْع الأوابد وقَيْد الشوارد في برنامجه وتذكرته ، وكان يبذل وُسْعَه في حَلّ المشكلات التي لم تنحلَّ من أكابر المحققين قبله ، وكان كلما سنح لخاطره الشريف شيء من حلِّ تلك المعضلات قيّده في تذكرته ، وإذا وقف في كتب القوم على شيء تنحلُّ به بعض المعضلات أحال إليه برمز الصفحة إن كان مطبوعاً .

وكان من عادته مطالعةُ كل كتاب يقع له من أي علم كان ولأي مصنِّفٍ كان ، يطالعه من البدء إلى الختام ، وكان كلُّ جهده في مطالعته كتب المتقدّمين وكتب أكابر المحققين ، وكان له مطالعات واسعة عميقة في كتب أئمة الفنون من كتب الفلسفة الطبيعية والفنون الإلهية وكتب الحقائق والتصوف والعلوم الغريبة من النجوم والرمل والجفر والموسيقى والقيافة وفنون الهندسة والرياضي بفنونه ، وكان يقول : ربما طالعت مجلدات ضخمة من كتاب ولم أفز منه بشيء جديد ، وربما ظفرت بشيء يسير أو فائدة جديدة . فاذا اطّلع على شيء نفيس أو تحقيق عالٍ قيّده . وله في تقييد تلك النوادر أصول يراعيها . منها : أنه كان يقيّدُ ما تنحلُّ به عقدة من مشكلات القرآن أو الحديث أو الفقه أو الأصول أو علم الحقائق أو الكلام والتوحيد أو غيرها من العلوم ، وأحياناً يقيّدُ ما يفيد الحل استشهاداً وتنظيراً ، أو ما يفيد تزييفاً وإسقاطاً لما هو ضعيف أو خطأ . ومنها : أنه إذا

الحمد لله الذي وفقنا و يسر لنا طبع

﴿الجزء الاول﴾

* من كتاب *

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين ابي الفضل احمد
ابن علي بن حجر العسقلاني المتوفى سنة ٨٥٢ رحمه الله تعالى
بمنه و كرمه آمين . ومن تصانيفه في الحديث فتح البارى
شرح صحيح البخارى وفي اسماء الرجال لسان الميزان
وتعجيل المنفعة برجال الاربعة وتقريب التهذيب
والاصابة في تميز الصحابة و تبصير المنتبه
و تجريد اسماء الضعفاء و الدرر الكامنة
في اعيان المائة الثامنة

﴿الطبعة الاولى﴾

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند
بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن
سنة (١٣٢٥) هجرية

(٤٠١) ﴿ ق ــ اسحاق ﴾ بن ابراهيم بن سعيد الصراف (١) المدنی وقيل المزني مولى مزينة · روى عن صفوان بن سليم وعبد الله بن ماهان الازدي وغيرهما · وعنه ابراهيم بن المنذر الحزامي ويعقوب بن حميد بن كاسب وغيرهما · قال ابو زرعة منكر الحديث ليس بقوى وقال ابو حاتم لين الحديث · قلت · وذكره ابن حبان فی الطبقة الرابعة من الثقات وقال الباغندی عنده مناكير وذكر في النبل ان النسائي روى عنه ولم اقف عليه ٭

(٤٠٢) ﴿ دس ــ اسحاق ﴾ بن ابراهيم بن سويد البلوی (٢) ابو يعقوب الرملی وقد ينسب الى جده · روى عن سعيد بن ابی مريم وآدم بن ابي اياس وايوب بن سليمان بن بلال وعلی بن عياش الحمصی وغيرهم · وعنه ابوداود والبجيری ومكحول البيروتي وابو زرعة الدمشقی وابو بكر بن ابي داود وجماعة · قال النسائی وابو بكر بن ابي داود ثقة · مات في المحرم سنة (٢٥٤) وذكر ابن عساكر ان النسائی روى عنه ولم اقف علی ذلك · قلت · وذكره النسائي في اسامی شيوخه وقال اسحاق بن سويد كتبنا عنه بالرملة لا بأس به · وذكره ابن حبان فی الثقات وقال مسلمة في كتابه كان ثقة مامونا ٭

(٤٠٣) ﴿ اسحاق ﴾ بن ابراهيم ياتی في ابن الضيف ·

(٤٠٤) ﴿ خ ــ اسحاق ﴾ بن ابراهيم بن عبد الرحمن بن منيع البغوی ابو يعقوب الملقب بلؤلؤ وقيل يؤيؤ (٢) وهو اسم طائر · روى عن اسمعيل بن

---

(١) بشد فواو كذا ١٢ فی المغنی (٢) البلوی بباء ولام مفتوحتين وواو منسوب الى بلی بن عمرو ١٢ مغنی (٣) يؤيؤ بتحتانيتين ١٢ تقريب

علية

ميزان الاعتدال

في نقد الرجال

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

تحقيق

على محمد البجاوى

دار المعرفة

بيروت - لبنان

ص.ب : ٧٨٧٦

أسباط ، عن السدى، عن صُبَيح مولى أم سلمة ، عن زيد بن أرقم أنّ النبيّ صلى الله عليه وسلم قال لعلى وفاطمة وحسن وحُسين : أنا حرب لمن حاربْتمُ وسلم لمَنْ سالم
تفرّد به أسباط .

٧١٣ — أسباط أبو اليَسَع[1] [خ] . عن شعبة . خرّج له البخارى مقرونا بغيره
رَوَى عنه محمد بن عَبْد الله بن حَوْشَب وغيره .

قال ابن حبان : كان يخالف الثقات ، ويَرْوِى عن شُعْبة أشياء ، كأنه شعبة آخر .

وقال أبو حاتم : مجهول .

٧١٤ — إسحاق بن إبراهيم بن عمران المسعودى .

قال البخارى: رفع حديثاً لا يتابع عليه . وعنه المطلب بن زياد .

قلت : المتن : مَنْ أعتق مملوكه فليس للمملوك مِنْ ماله شيء . أورده ابن عَدِى.
يَرْوِى عنه القاسم بن عبد الرحمن .

٧١٥ — إسحاق بن إبراهيم [ق] بن سَعِيد المدنى الصوّاف . عن صَفْوَان بن سليم . وعنه إبراهيم بن المنذر، وابن كاسب .

[٧٣] قال أبو زرعة / منكر الحديث ، ليس بالقوى . وقال أبو حاتم : لين .

٧١٦ — إسحاق بن إبراهيم الثقفى [د، ت ، س، ق] الكوفى . عن ابن المنكدر، وأبى إسحاق . وعنه أبو نعيم وطائفة .

قال ابن عدى : رَوَى عن الثقات مالا يتابع عليه .

حدثنا أبو يعلى، أنبأنا عمار أبو ياسر[2]، حدثنا إسحاق بن إبراهيم الكوفى . حدثنا أبو إسحاق ، عن أبى وائل ، عن حذيفة أنّ النبى صلى الله عليه وسلم بعث إلى عثمان يستعينه فى غزاة غزَاها ، فبعث إليه عثمان بعشرة آلاف دينار ، فوضعها بين يديه ... الحديث.

فهذا منكر، إنما أتاه بألف دينار .

(١) التهذيب : قيل إنه أسباط بن عبد الواحد . (٢) هذا فى خ ، هـ ...

الحمد لله الذى وفقنا و يسر لنا طبع

الجزء الثالث

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابى الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه وكرمه آمين

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة فى الهند

بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة ١٣٢٥ هجرية

(٤٥٩) بخ د - ربعي بن عبدالله بن الجارود (١) بن ابي سبرة الهذلي البصري روى عن جده وعمرو بن ابي الحجاج وسيف بن وهب. وعنه خالد بن الحارث ويزيد بن هارون وعبدالله بن رجاء الغداني وابو سلمة ومسدد ويحيى بن يحيى النيسابوري. قال ابن معين صالح وقال ابوحاتم صالح الحديث وقال النسائي ليس به بأس. قلت. وقال الدارقطني لا بأس به وذكره ابن حبان في الثقات ●

(٤٦٠) د ت ق - ربيح (٢) بن عبدالرحمن بن ابي سعيد الخدري المدني اخو سعيد. روى عن ابيه عن جده. وعنه ابنه حكيم وكثير بن زيد الاسلمي والدراوردي وفليح بن سليمان وابراهيم بن ابي يحيى وغيرهم. قال احمد بن حفص السعدي سئل احمد عن التسمية في الوضوء فقال لا اعلم فيه حديثا يثبت اقوى شيء فيه حديث كثير بن زيد عن ربيح وربيح رجل ليس بمعروف وقال ابوزرعة شيخ وقال ابن عدي ارجوا انه لا بأس به وذكره ابن حبان في الثقات. قلت. ذكر ابن سعد في الطبقات ان اسمه سعيد وان لقبه ربيح وقال الترمذي في العلل الكبير عن البخاري ربيح منكر الحديث ●

من اسمه الربيع

(٤٦١) ٤ - الربيع بن انس البكري ويقال الحنفي البصري ثم الخراساني. روى عن انس بن مالك وابي العالية والحسن البصري وصفوان بن محرز وجديه

---

(١) في المغني (الجارود) بجيم وضم راء وبواو واهمال دال و(سبرة) في التقريب بفتح المهملة وسكون الموحدة ١٢ (٢) (ربيح) في التقريب بموحدة ثم مهملة مصغرا ١٢ ابو الحسن

زيد

زيد وزياد وارسل عن ام سلمة • وعنه ابو جعفر الرازي والاعمش وسليمان التيمي وسليمان بن عامر البزري وعيسى بن عبيد الكندي ومقاتل ابن حيان وابن المبارك وغيرهم • قال العجلي بصري صدوق وقال ابو حاتم صدوق وهو احب الي في ابي العالية من ابي خلدة وقال النسائي ليس به بأس قال ابن سعد مات في خلافة ابي جعفر المنصور • قلت • وقال ابن معين كان يتشيع فيفرط وذكره ابن حبان في الثقات وقال الناس يتقون من حديثه ما كان من رواية ابي جعفر عنه لان في احاديثه عنه اضطرابا كثيرا وذكر الذهبي انه توفي سنة (١٣٩) او سنة (١٤٠) •

(٤٦٢) ت ق ــ الربيع بن بدر بن عمرو بن جراد التيمي السعدي الاعرجي ويقال العرجي (١) ابو العلاء البصري المعروف بعليلة (٢) وهو لقب • روى عن ابيه وسعيد الجريري وسليمان الاعمش وابي الاشهب العطاردي وابي الزبير المكي وخالد الحذاء وابن جريج وغيرهم • وعنه ابن عون وهو اكبر منه والفضل بن موسى السيناني وآدم بن ابي اياس وابو توبة وقتيبة بن سعيد وعلي بن حجر واسحاق بن ابي اسرائيل وهشام بن عمار ولوين وجماعة • وقال ابن معين ليس بشيء وقال مرة ضعيف وجمع مرة بين اللفظين وقال البخاري ضعفه قتيبة وقال ابو داود ضعيف وقال مرة لا يكتب حديثه وقال النسائي ويعقوب بن سفيان وابن خراش متروك

---

(١) في لب اللباب (العرجي) بالفتح والسكون وجيم نسبة الى العرج موضع بمكة ١٢ (٢) في التقريب (عليلة) بمهملة مضمومة ولامين ١٢ ابو الحسن

الحمد لله الذى وفقنا و يسر لنا طبع

﴿ الجزء الثانى ﴾

﴿ من كتاب ﴾

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابى الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه وكرمه آمين

﴿ الطبعة الاولى ﴾

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة فى الهند

بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٥) هجرية

صلى الله عليه وآله وسلم بغير عمل بطاعته لنفع بذلك اقرب الناس اليه اباه وامه . له عند ابن ماجة حديث واحد فيمن بات وفي يده ريح غمر . قلت . وقال ابن سعد كان قليل الحديث وذكره ابن حبان فى الثقات وقالت فاطمة بنت الحسين لهشام لما سألها عن ولدها اما الحسن فلسانناه

(٤٨٧) ✽ س - الحسن ✽ بن الحسن بن علي بن ابي طالب والد الذى قبله . روى عن ابيه وعبدالله بن جعفر وغيرهما . وعنه اولاده ابراهيم وعبدالله والحسن وابن عمه الحسن بن محمد بن علي وحنان ٭ بن سدير الكوفي وسعيد بن ابي سعيد مولى المهرى وعبدالله بن حفص بن عمر بن سعد والوليد بن كثير وغيرهم كان اخا ابراهيم بن محمد بن طلحة لامه وكان وصي ابيه وولى صدقة علي في عصره ذكره البخارى في الجنائز وروى له النسائي حديثا واحدا في كلمات الفرج . قلت . قرأت بخط الذهبي مات سنة (٩٧) والذى في صحيح البخارى في الجنائز . قال لما مات الحسن بن الحسن بن علي ضربت امرأته القبة على قبره الحديث وقد وصله المحاملي في اماليه من طريق جرير عن مغيرة وقال الجماني وحضر مع عمه كربلا فخاه اسماء بن خارجة الفزارى لانه ابن عم امه وذكره ابن حبان فى الثقات ✽

(٤٨٨) ✽ ع - الحسن ✽ بن ابي الحسن يسار(١) البصرى ابو سعيد مولى الانصار وامه خيرة مولاة ام سلمة قال ابن سعد ولد لسنتين بقيتا من خلافة عمر ونشأ بوادي القرى وكان فصيحا رأى عليا وطلحة وعائشة وكتب للربيع بن زياد والى خراسان فى عهد معاوية . روى عن ابي بن كعب وسعد بن عبادة

٭ حنان (١) فى التقريب يسار بالتحتانية والمهملة ١٢ شريف الدين

وعمر بن الخطاب ولم يدركهم وعن ثوبان وعمار بن ياسر وابي هريرة وعثمان ابن ابي العاص ومعقل بن سنان ولم يسمع منهم وعن عثمان وعلى وابي موسى وابي بكرة وعمران بن حصين وجندب البجلي وابن عمر وابن عباس وابن عمرو بن العاص ومعاوية ومعقل بن يسار وانس وجابر وخلق كثير من الصحابة والتابعين ٠ وعنه حميد الطويل ويزيد بن ابي مريم وايوب وقتادة وعوف الاعرابي وبكر بن عبد الله المزني وجرير بن حازم وابو الاشهب والربيع بن صبيح وسعيد الجريرى وسعد بن ابراهيم بن عبد الرحمن ابن عوف وسماك بن حرب وشيبان النحوى وابن عون وخالد الحذاء وعطاء بن السائب وعثمان البتي وقرة بن خالد ومبارك بن فضالة والمعلى بن زياد وهشام بن حسان ويونس بن عبيد ومنصور بن زاذان ومعبد بن هلال وآخرون من اواخرهم يزيد بن ابراهيم التسترى ومعاوية بن عبد الكريم الثقفي المعروف بالضال ٠ قال ابن علية عن يونس ابن عبيد عن الحسن قال لى الحجاج كم امدك قلت سنتان من خلافة عمر وقال عبيد الله بن عمرو الرقى عن يونس بن عبيد عن الحسن عن امه انها كانت ترضع لام سلمة وقال انس بن مالك سلوا الحسن فانه حفظ ونسينا ٠ وقال سليمان التيمي الحسن شيخ اهل البصرة وقال مطر الوراق كان جابر بن زيد رجل اهل البصرة فلما ظهر الحسن جاء رجل كانما كان في الآخرة فهو يخبر عما رأى وعاين وقال محمد بن فضيل عن عاصم الاحول قلت للشعبي الك حاجة قال نعم اذا اتيت البصرة فاقرء الحسن مني السلام

قلت

قلت ما اعرفه قال اذا دخلت البصرة فانظر الى اجمل رجل تراه في عينك واهيبه في صدرك فاقرأه مني السلام قال فما عدا ان دخل المسجد فرأى الحسن والناس حوله جلوس فاتاه فسلم عليه . وقال ابو عوانة عن قتادة ماجالست فقيها قط الارأيت فضل الحسن عليه وقال ايوب ما رأت عيناي رجلا قط كان افقه من الحسن . وقال غالب القطان عن بكر المزني من سره ان ينظر الى اعلم عالم ادركناه في زمانه فلينظر الى الحسن فما ادركنا الذى هو اعلم منه . وقال يونس بن عبيد ان كان الرجل ليرى الحسن لا يسمع كلامه ولا يرى عمله فينتفع به وقال حماد بن سلمة عن يونس بن عبيد وحميد الطويل رأينا الفقهاء فما رأينا احدا اكمل مروة من الحسن . وقال الحجاج ابن ارطاة سألت عطاء بن ابي رباح فقال لي عليك بذاك يعني الحسن ذاك امام ضخم يقتدى به وقال ابو جعفر الرازى عن الربيع بن انس اختلفت الى الحسن عشر سنين او ماشاء الله فلس من يوم الا اسمع منه مالم اسمع قبل ذلك وقال الاعمش ماز ال الحسن يعي الحكمة حتى نطق بها وكان اذا ذكر عند ابي جعفر يعني الباقر قال ذاك الذى يشبه كلامه كلام الانبياء . وقال هشيم عن ابن عون كان الحسن والشعبي يحدثان بالمعاني . قال عبد الرحمن ابن ابي حاتم عن صالح بن احمد بن حنبل عن ابيه سمع الحسن من ابن عمر وانس وعبد الله بن مغفل وعمرو بن تغلب قال عبد الرحمن فذكرته لابي فقال قد سمع من هؤلاء الاربعة ويصح له السماع من ابي برزة ومن غيرهم ولا يصح له السماع من جندب ولا من معقل بن يسار ولا من عمران بن حصين ولا من

ابي هريرة وقال همام بن يحيى عن قتادة والله ماحدثنا الحسن عن بدري مشافهة وقال ابن المديني مرسلات الحسن اذا رواها عنه الثقات صحاح ما اقل مايسقط منها(١) وقال ابوزرعة كل شيء يقول الحسن قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وجدت له اصلا ثابتا ما خلا اربعة احاديث وقال محمد ابن سعد كان الحسن جامعا عالما رفيعا فقيها ثقة مأمونا عابدا ناسكا كثير العلم فصيحا جميلا وسيما وكان ما اسند من حديثه وروى عمن سمع منه فهو حجة وما ارسل فليس بحجة . وقال حماد بن زيد عن هشام بن حسان كنا عند محمد يعني ابن سيرين عشية يوم الخميس فدخل عليه رجل بعد العصر فقال مات الحسن قال فترحم عليه محمد وتغير لونه وامسك عن الكلام . قال ابن علية والسري بن يحيى مات سنة (١١٠) زاد ابن علية في رجب وقال ابنه عبد الله هلك ابي وهو ابن نحو من (٨٨) سنة . قلت . سئل ابو زرعة هل سمع الحسن احدا من البدريين قال رآهم رؤية رأى عثمان وعليا . قيل هل سمع منهما حديثا قال لا رأى عليا بالمدينة وخرج علي الى الكوفة والبصرة ولم يلقه

---

(١) في هامش الخلاصة زاد هاهنا من تهذيب الكمال — وقال يونس بن عبيد سألت الحسن قلت يا اباسعيد انك تقول قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وانك لم تدركه قال يا ابن اخي لقد سألتني عن شيء ما سألني عنه احد قبلك ولولا منزلتك مني ما اخبرتك اني في زمان كما ترى (وكان في عمل الحجاج) كل شيء سمعتني اقول قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فهو عن علي بن ابي طالب غير اني في زمان لا استطيع ان اذكر عليا ١٢

الحسن بعد ذلك وقال الحسن رأيت الزبير بايع عليا وقال علي بن المديني لم ير
عليا الا ان كان بالمدينة وهو غلام ولم يسمع من جابر بن عبد الله ولا من ابي سعيد
ولم يسمع من ابن عباس وما رآه قط كان الحسن بالمدينة ايام كان ابن عباس
بالبصرة وقال ايضا في قول الحسن خطبنا ابن عباس بالبصرة قال انما اراد خطب
اهل البصرة كقول ثابت قدم علينا عمران بن حصين و كذا قال ابو حاتم وقال
بهز بن اسد لم يسمع الحسن من ابن عباس ولا من ابي هريرة ولم يره ولا من جابر
ولا من ابي سعيد الخدري واعتماده على كتب سمرة. قال السائل فهذا الذي
يقوله اهل البصرة سبعون بدريا قال هذا كلام السوقة حدثنا حماد بن زيد عن
ايوب قال ما حدثنا الحسن عن احد من اهل بدر مشافهة و قال احمد لم يسمع
ابن عباس انما كان ابن عباس بالبصرة واليا عليها ايام علي و قال شعبة قلت
ليونس بن عبيد سمع الحسن من ابي هريرة قال ما رآه قط و كذا قال ابن المديني
وابو حاتم وابو زرعة زاد ولم يره قيل له فمن قال حدثنا ابو هريرة قال يخطئ. قال
ابن ابي حاتم سمعت ابي يقول وذكر حديثا حدثه مسلم بن ابراهيم قال ثنا
ربيعة بن كلثوم قال سمعت الحسن يقول حدثنا ابو هريرة قال ابي لم يعمل
ربيعة شيئا لم يسمع الحسن من ابي هريرة شيئا قلت لابي ان سالما الخياط روى
عن الحسن قال سمعت ابا هريرة قال هذا مما يبين ضعف سالم. وقال ابو زرعة
لم يلق جابرا و قال ابن ابي حاتم سألت ابي سمع الحسن من جابر قال ما ارى
ولكن هشام بن حسان يقول عن الحسن ثنا جابر وانا انكر هذا انما الحسن عن
جابر كتاب مع انه ادرك جابرا و قال ابن المديني لم يسمع من ابي موسى وقال

ابوحاتم وابو زرعة لم ير ه وقال ابن المديني سمعت يحيى يعني القطان و قيل
له كان الحسن يقول سمعت عمران بن حصين قال اما عن ثقة فلا وقال ابن
المديني و ابوحاتم لم يسمع منه وليس يصح ذلك من وجه يثبت وقال احمد قال
بعضهم عن الحسن ثنا ابوهريرة وقال بعضهم عن الحسن حدثني عمران بن
حصين انكارا على من قال ذلك وقال ابن معين لم يسمع من عمران بن حصين
وقال ابن المديني لم يسمع من الاسود بن سريع لان الاسود خرج من البصرة
ايام علي و كذا قال ابن منده و قال ابن المديني روى عن علي بن زيد بن
جدعان عن الحسن ان سراقة حدثهم وهذا اسناد ينبو عنه القلب ان يكون
الحسن سمع من سراقة الا ان يكون معنى حدثهم حدث الناس فهذا اشبه
و قال عبدالله بن احمد سئل ابي سمع الحسن من سراقة قال لا و قال ابن
المديني لم يسمع من عبدالله بن عمرو ولا من اسامة بن زيد ولا النعمان بن بشير
ولا من الضحاك بن سفيان ولا من ابي برزة الاسلمي ولا من عقبة بن عامر ولا
من ابي ثعلبة الخشني ولا من قيس بن عاصم ولا من عائذ بن عمرو ولا من عمرو
ابن تغلب . وقال احمد سمع الحسن من عمرو بن تغلب وقال ابوحاتم سمع
منه وقال ابوحاتم لم يسمع من اسامة بن زيد ولا يصح له سماع من معقل بن يسار
وقال ابو زرعة الحسن عن معقل بن سنان بعيد جدا وعن معقل بن يسار اشبه
وقال ابو زرعة الحسن عن ابي الدرداء مرسل وقال ابوحاتم لم يسمع من سهل
ابن الحنظلية وقال الترمذي لا يعرف له سماع من علي وقال احمد لا نعرف له
سماعا من عتبة بن غزوان وقال البخاري لا يعرف له سماع من دغفل واما رواية

الحسن

الحسن عن سمرة بن جندب ففي صحيح البخاري سماعا منه لحديث العقيقة · وقد روى عنه نسخة كبيرة غالبها في السنن الاربعة وعند علي بن المديني ان كلها سماع وكذا حكى الترمذي عن البخاري وقال يحيى القطان وآخرون هي كتاب وذلك لا يقتضي الانقطاع وفي مسند احمد حدثنا هشيم عن حميد الطويل وقال جاء رجل الى الحسن فقال ان عبداً له ابق وانه نذر ان يقدر عليه ان يقطع يده فقال الحسن حدثنا سمرة قال قل ما خطبنا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم خطبة الا امر فيها بالصدقة ونهى عن المثلة · وهذا يقتضي سماعه منه لغير حديث العقيقة · وقال ابو داود عقب حديث سليمان بن سمرة عن ابيه في الصلاة دلت هذه الصحيفة على ان الحسن سمع من سمرة · قلت · ولم يظهر لي وجه الدلالة بعد · وقال العباس الدوري لم يسمع الحسن من الاسود بن سريع وكذا قال الآجري عن ابي داود وقال عنه في حديث شريك عن اشعث عن الحسن سألت جابرا عن الحائض فقال لا يصح وقال البزار في مسنده في آخر ترجمة سعيد بن المسيب عن ابي هريرة سمع الحسن البصري من جماعة وروى عن آخرين لم يدركهم وكان يتأول فيقول حدثنا وخطبنا يعني قومه الذين حدثوا وخطبوا بالبصرة · قال ولم يسمع من ابن عباس ولا الاسود بن سريع ولا عبادة ولا سلمة بن المحبق ولا عثمان ولا احسبه سمع من ابي موسى ولا من النعمان بن بشير ولا من عقبة بن عامر ولا سمع من اسامة ولا من ابي هريرة ولا من ثوبان ولا من العباس · ووقع في سنن النسائي من طريق ايوب عن الحسن عن ابي هريرة في المختلعات قال الحسن لم اسمع من ابي هريرة

الفوائد المجموعة

في الأحاديث الموضوعة

تأليف
الإمام محمد بن علي الشوكاني
المتوفى سنة ١٢٥٠هـ

تحقيق
العلامة الشيخ عبد الرحمن المعلمي

إشراف
زهير الشاويش

المكتب الإسلامي

وروى ــ بزيادة ــ الذين إذا غضبوا رجعوا.

قال في المختصر: ضعيف.

وروى: «الحدة تعتري خيار أمتي».

قال في المقاصد: فيه سلام بن سلم متروك. وذكر له طرقاً وألفاظاً مختلفة.

وروي: المؤمن سريع الغضب، سريع الرضا.

ذكره الغزالي في الإحياء: قال العراقي في تخريجه: إنه لم يجده.

٧٥١ــ١٠٣: «الأكل مع الخادم من التواضع. من أكل معه اشتاقت له الجنة».

قال في الذيل: هو من كتاب العروس، الواهي الأسانيد.

٧٥٢ــ١٠٤: «إذا تواضع العبد رفعه الله إلى السماء السابعة».

قال في المختصر: ضعيف.

وفي لفظ: «إن التواضع لا يزيد العبد إلا رفعة، فتواضعوا يرحمكم الله».

قال أيضاً: هو ضعيف.

وروى: «إذا رأيتم المتواضعين من أمتي. فتواضعوا، وإذا رأيتم المتكبرين فتكبروا عليهم. فإن ذلك مذلة وصغار».

قال أيضاً: غريب.

٧٥٣ــ١٠٥: «الشؤم سوء الخلق».

قال في المختصر: لا يصح.

٧٥٤ــ١٠٦: أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ألبس الخرقة على الصورة المتعارفة عند الصوفية.

باطل لا أصل له قال ابن حجر: لم يرد في خبر صحيح. ولا حسن. ولا ضعيف: أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ألبس الخرقة على الصورة المتعارفة بين

الصوفية أحداً من أصحابه، ولا أمر أحداً من أصحابه يفعل ذلك، وكل ما يروى من ذلك صريحاً فهو باطل.

وقال: من المفتري: أن علياً ألبس الخرقة الحسن البصري؛ لأن أئمة الحديث لم يثبتوا للحسن من علي سماعا، فضلا عن أن يلبسه الخرقة.

وقد صرح بمثل ما ذكر ابن حجر جماعة من الحفاظ كالدمياطي، والذهبي، وابن حبان، والعلائي، والعراقي وابن ناصر.

٧٥٥ــ١٠٧: «إن من عباد الله من لو أقسم على الله لأ بره».

هو موضوع: ولكنه ورد بنحوه من حديث: «من أقسم أنها لا تُكسر ثنية الربيع»، والقصة في الصحيح[1].

٧٥٦ــ١٠٨: «من تشبه بقوم فهو منهم».

ذكره في المقاصد، وهو في سنن أبي داود وغيرها.

٧٥٧ــ١٠٩: «إنما تنزل الرحمة عند ذكر الصالحين».

قال العراقي، وابن حجر: لا أصل له.

٧٥٨ــ١١٠: «الغناء واللهو ينبتان النفاق في القلب، كما ينبت الماء العشب».

رواه الديلمي: قال النووي: لا يصح.

٧٥٩ــ١١١: أن أبا محذورة أنشد بين يدي النبي صلى الله عليه وآله وسلم، وأنه تواجد حتى وقعت البردة الشريفة عن كتفيه.

قال ابن تيمية: هو كذب باتفاق أهل العلم بالحديث.

٧٦٠ــ١١٢: أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: «لعن الله الغناء والمغنى».

---

(١) بل هو بهذا اللفظ عينه في مواضع من صحيح البخاري، منها تفسير البقرة، باب «يا أيها الذين آمنوا كتب عليكم القصاص» وبمعناه في صحيح مسلم من حديث حارثة بن وهب، ومن حديث أبي هريرة، وصاحب هذه الدرجة لا يكون إلا من أعلم الناس بالله عز وجل، وأخشاهم له، وأتبعهم لسنة رسوله ﷺ، ثم الله تعالى رقيب عليه، فلا يقسم إلا حيث يريد الله تعالى إبراده.

الحمد لله الذي وفقنا و يسر لنا طبع

الجزء الخامس

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه وكرمه آمين

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٦) هجرية

وهو احب الي من الدراوردي وقال الساجي قال ابن معين كان من اهل الحديث ولكنه بلي في آخر عمره وقال الترمذي ضعفه يحيى بن معين وغيره وقال العقيلي ضعيف وقال ابو احمد الحاكم في حديثه بعض المناكير وقال ابن حبان كان ممن يهم في الاخبار حتى يأتي بها مقلوبة ويخطئ في الآثار كانها معمولة وقد سئل علي عن ابيه فقال سلوا غيري فاعادوا فاطرق ثم رفع رأسه فقال هو الدين قال ابن حبان وقد كتبنا نسخته واكثرها لا اصول لها يطول ذكرها

(٢٩٩) م د - عبد الله بن جعفر بن يحيى بن خالد بن برمك البرمكي ابو محمد البصري سكن بغداد . روى عن معن بن عيسى وابن عيينة واسحاق الازرق ووكيع وعبد الله بن نمير وعقبة بن خالد وسليمان بن داود الهاشمي وعنه مسلم وابو داود وعلي بن الحسين بن الجنيد الرازي وابن ابي عاصم وابو بكر البزار وجعفر الفريابي والحسين بن احمد بن بسطام والقاسم بن زكريا المطرز وابو سعد يحيى بن منصور الهروي . ذكره ابن حبان في الثقات وقال مستقيم الحديث وقال الدارقطني ثقة وقال ابن خنزابة صدوق مفرق في الكتابة . قلت . وقال مسلمة ثقة

(٣٠٠) د - عبد الله بن ابي جعفر عيسى بن ماهان الرازي . روى عن ابيه وابن جريج وعكرمة بن عمار وشعبة وابي سنان سعيد بن سنان الشيباني وايوب بن عتبة اليمامي وابي شيبة سعيد بن عبد الرحمن الزبيدي قاضي الري ومبارك ابن فضالة وابي غسان المدني وغيرهم . وعنه ابنه محمد وعيسى بن سوادة النخعي

وهو

وهو اكبر منه واحمد بن عبد الرحمن بن عبد الله بن سعد الدشتكي وابو معمر اسمعيل بن ابراهيم الهذلي ومحمد بن عيسى بن الطباع وعدة • قال عبد العزيز ابن سلام سمعت محمد بن حميد يقول عبد الله بن ابي جعفر كان فاسقا سمعت منه عشرة آلاف حديث فرميت بها وقال عبد العزيز سمعت علي بن مهران يقول سمعت عبد الله بن ابي جعفر يقول طابق (١) من لحم احب الي من فلان وقال ابو زرعة ثقة صدوق وقال ابن عدي بعض حديثه مما لا يتابع عليه وذكره ابن حبان في الثقات • قلت • وقال يعتبر حديثه من غير روايته عن ابيه وقال الساجي فيه ضعف ورأيت في نسخة معتمدة من كامل ابن عدي انا الحسن بن سفيان ثنا عبد العزيز بن سلام سمعت محمد بن حميد يقول قال عبد الله بن ابي جعفر كان عمار بن ياسر فاسقا • (٢)

(٣٠١) عس — عبد الله بن ابي جبلة واسمه ميسرة بن يعقوب الطهوي الكوفي روى عن ابيه • وعنه شريك النخعي • له عنده في حد المملوك •

(٣٠٢) د — عبد الله بن الجهم الرازي ابو عبد الرحمن • روى عن عمرو بن ابي قيس الرازي وحكام بن سلم وابي تميلة يحيى بن واضح المروزي وابن المبارك وعكرمة ابن ابراهيم الازدي القاضي وغيرهم • وعنه احمد بن ابي شريح وعلي ابن شهاب الرازي ومحمد بن بكير الحضرمي ونوح بن انس ويوسف بن موسى

---

(١) في القاموس (الطابق) كهاجر وصاحب العضو او نصف الشاة وظرف يطبخ فيه معرب تابه ١٢ ابو الحسن (٢) هكذا في الاصل وقد تقدم ان محمد بن حميد يقول كان عبد الله فاسقا ولعله نقل قوله في عمار رضي الله عنه اثباتا للفسق ١٢ السيد ابو بكر بن شهاب كان الله له

مِيزانُ الاعتِدالِ

في نقدِ الرِّجالِ

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

تحقيق

علي محمد البجاوي

المجلد الثاني

دار المعرفة

بيروت - لبنان

ص . ب : ٧٨٧٦

٤٢٥٠ — عبد الله بن جعفر الرَّقِّى المُعَيْطِى . عن عُمَر بن عبد العزيز .

٤٢٥١ — عبد الله بن جعفر التغلبي[1] . شيخ لأبى الحسين بن المظفر . ليس بثقة . انفرد بخَبَر : مَنْ لم يقل عليٌّ خير البشر فقد كفر ؛ فرواه بإسنادٍ انفرد به . وهذا باطل ، رواه عن محمد بن منصور الطوسى ، عن محمد بن كثير الكوفى ، أحد الضعفاء /[٣/].

٤٢٥٢ — عَبْد الله بن أبى جعفر [د] الرازى . عن أبيه عيسى ، وأيوب ابن عُتْبة ، وغيرهما .

قال محمد بن حُميد الرازى : سمعْتُ منه عشرة آلاف حديث فرميتُ بها ، كان فاسقاً .

الحسن بن عُمر بن شقيق ، حدثنا عبد الله بن أبى جعفر ، عن أيوب بن عتبة ، عن يحيى بن أبى كثير ، عن نافع ، عن ابن عُمر أنَّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم صلّى صلاةً ، ثم قام فتوضّأ وأعادها ، فقلْنا : يا رسولَ الله ، هل كان من حدث يوجب الوضوء ؟ قال : لا ؛ [إلا][2] أنى مَسِسْت ذكرى .

هذا حديث منكر تفرّدَ به عَبْدُ الله .

وقد قال أبو زرعة وأبو حاتم : صدوق . وقال ابن عدى : من حديثه ما لا يتابع عليه .

٤٢٥٣ — عبد الله بن أبى جميلة ميسرة[3] الطُّهَوى . عن أبيه . ما رَوَى عنه سوى شريك القاضى .

٤٢٥٤ — عبد الله بن الجهم [د] الرازى . عن جَرير ، وعمرو بن أبى قيس المُلائى. وعنه أحمد بن أبى سريج ، ويوسف بن موسى، وجماعة.

قال أبو زُرْعة : صدوق ، رأيته . وقال أبو حاتم : لم أكتبْ عنه ، وكان يتشيع . وذكره ابن حبان فى الثقات .

---

(١) ل، س : الثعلبى . (٢) ليس فى خ . (٣) فى التهذيب : واسمه ميسرة .

الحمد لله الذي وفقنا ويسر لنا طبع

الجزء السابع

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

أبي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه وكرمه آمين

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدر اباد الدكن عمرها الله الى أقصى الزمن

سنة (١٣٢٦) هجرية

وطاوس وقال يحيى بن سعيد عن ابن جريج كان المسجد فراش عطاء عشرين
سنة وكان من احسن الناس صلاة وقال عبد العزيز بن رفيع سئل عطاء عن
مسئلة فقال لا ادري فقيل له الا تقول فيها برأيك قال اني استحيي من الله ان
يدان في الارض برأيي وقال علي بن المديني مرسلات مجاهد احب الي من
مرسلات عطاء بكثير كان عطاء يأخذ عن كل ضرب وقال الفضل بن زياد
عن احمد مرسلات سعيد بن المسيب اصح المرسلات ومرسلات ابراهيم
لا بأس بها وليس في المرسلات اضعف من مرسلات الحسن وعطاء فانهما كانا
يأخذان عن كل احد وقال محمد بن عبد الرحيم عن علي بن المديني كان عطاء
بآخره تركه ابن جريج وقيس بن سعد وقال ابن عيينة عن عمر بن قيس المكي عنه
مقتل عثمان وقال ابو حفص الباهلي عن عمر بن قيس سألت عطاء متى
ولدت قال لعامين خلوا من خلافة عثمان وذكر احمد بن يونس الضبي انه ولد
سنة (٢٧) وقال ابو المليح الرقي مات سنة (١١٤) وقال ميمون ما خلف بعده مثله
وقال يعقوب بن سفيان والبخاري عن حيوة بن شريح عن عباس بن الفضل
عن حماد بن سلمة قدمت مكة سنة مات عطاء بن ابي رباح سنة (١٤) وقال
عفان عن حماد بن سلمة قدمت مكة وعطاء حي فقلت اذا افطرت دخلت
عليه فمات في رمضان وقال احمد وغير واحد مات سنة (١٤) وقال القطان
مات سنة (١٤) او (١٥) وقال ابن جريج وابن علية وآخرون مات سنة
(١٥) وقال خليفة مات سنة (١١٧)٠ قلت ٠ وقال يعقوب بن سفيان سمعت
سليمان بن حرب يذكر عن بعض مشيخته قال رأيت قيس بن سعد

قد

الحمد لله الذى وفقنا و يسر لنا طبع

الجزء الثانى عشر

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه و كرمه آمين

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٧) هجرية

قال رأيت ابابكر الصديق ولحيته ورأسه كانهما جمر الغضا وقد فرق ابواحمد الحاكم بين هذا و بين الراوي عن ابي هريرة واظن انه هو وعنه ابوداود في الصلوة عن يحيى بن ابي كثير عن ابي جعفر غير منسوب عن عطاء بن يسار عن ابي هريرة واظنه هذا ٭

(۲۱۹) ع - ابوجعفر الباقر هو محمد بن علي بن الحسين تقدم ٭

(۲۲۰) ٤ - ابوجعفر الخطمي (۱) عمير بن يزيد بن عمير بن حبيب الانصاري تقدم ٭

(۲۲۱) بخ ٤ - ابوجعفر الرازي التميمي مولاهم يقال اسمه عيسى بن ابي عيسى ماهان وقيل عيسى بن ابي عيسى عبدالله بن ماهان مروزي الاصل سكن الري وقيل كان اصله من البصرة وكان متجره الى الري فنسب اليها · روى عن الربيع ابن انس وحميد الطويل وعاصم بن ابي النجود وحصين بن عبدالرحمن والاعمش وعطاء بن السائب وليث بن ابي سليم ومطرف بن طريف ويونس ابن عبيد ومغيرة بن مقسم ومنصور بن المعتمر وجماعة · وعنه ابنه عبدالله وشعبة وهو من اقرانه وعبدالرحمن بن عبدالله بن سعد الدشتكي وابوعوانة وسلمة بن الفضل وابواحمد الزبيري وابوالنضر هاشم بن القاسم وعمر بن شقيق الجرمي واسحاق بن سليمان الرازي وخالد بن يزيد العتكي ويحيى بن ابي بكير الكرماني وعبدالله بن داود الخريبي وعبيدالله بن موسى وابونعيم وآخرون · قال عبدالله ابن احمد عن ابيه ليس بقوي في الحديث وقال حنبل عن احمد صالح الحديث

---

(۱) الخطمي بفتح المعجمة وسكون المهملة ۱۲ تقريب .

و قال

وقال اسحاق بن منصور عن ابن معين كان ثقة خراسانيا انتقل الى الري ومات بها وقال ابن ابي مريم عن ابن معين يكتب حديثه ولكنه يخطئ وقال ابن ابي خيثمة عن ابن معين صالح وقال الدوري عن ابن معين ثقة وهو يغلط فيما يروي عن مغيرة وقال عبدالله بن علي بن المديني عن ابيه هو نحو موسى بن عبيدة وهو يخلط فيما روى عن مغيرة ونحوه وقال محمد بن عثمان بن ابي شيبة عن علي بن المديني كان عندنا ثقة وقال ابن عمار الموصلي ثقة وقال عمرو بن علي فيه ضعف وهو من اهل الصدق سيء الحفظ وقال ابو زرعة شيخ يهم كثيرا وقال ابو حاتم ثقة صدوق صالح الحديث وقال زكرياء الساجي صدوق ليس بمتقن وقال النسائي ليس بالقوي وقال ابن خراش صدوق سيء الحفظ وقال ابن عدي له احاديث صالحة وقد روى عنه الناس واحاديثه عامتها مستقيمة وارجوانه لا بأس به وقال ابن سعد كان ثقة وكان يقدم بغداد فيسمعون منه وقال عبدالرحمن بن عبدالله بن سعد الدشتكي سمعت اباجعفر الرازي يقول لم اكتب عن الزهري لانه كان يخضب بالسواد وقال ابو عبدالله فابتلى ابو جعفر حتى ابس السواد وكان زميل النهدي الى مكة . قلت وقال ابن حبان كان ينفرد عن المشاهير بالمناكير لا يعجبني الاحتجاج بحديثه الا فيما وافق الثقات وقال العجلي ليس بالقوي وقال الحاكم ثقة وقال ابن عبدالبر هو عندهم ثقة عالم بتفسير القرآن .

(٢٢٢) خ ت ق ـ ابو جعفر السمناني (١) اسمه محمد بن جعفر . تقدم .

(٢٢٣) بخ س ـ ابو جعفر الفراء الكوفي قيل اسمه كيسان وقيل سلمان (٢)

(١) السمناني بكسر المهملة ١٢ تق (٢) سلمان بسكون اللام ١٢ هامش الخلاصه

المُوقِظة

«في عِلم مصطلح الحديث»

للإمام الحافظ المحدّث المؤرّخ شمس الدّين محمّد بن أحمد الذهبي
وُلد سنة ٦٧٣ وتوفي سنة ٧٤٨
رحمه الله تعالى

اعتنى به
عبد الفتّاح أبو غُدّة

الناشر
مكتب المطبوعات الإسلاميّة بحلب
باب الحديد - مكتبة النهضة - ت ٣٥٢٩١

الطّبعَة الأولى، سَنَة ١٤٠٥

قامت بطباعته وإخراجه دار البشائر الإسلاميّة للطباعَة والنشر والتوزيع
بـيروت ـ لبنان ـ ص.ب: ١٤ـ٥٩٥٥ ويُطلب مِنها

نعم كثيرٌ من الأحاديث التي وُسِمَتْ بالوضع، لا دليلَ على وضعها[١]، كما أنَّ كثيراً من الموضوعاتِ لا نرتابُ في كونها موضوعة.

٦ ــ المرسَلُ:

عَلَمٌ على ما سَقَط ذكرُ الصحابي من إسناده[٢]، فيقول التابعيُّ: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم.

ويقع في المراسيل الأنواعُ الخمسةُ الماضية[٣]، فمن صِحاح المراسيل:

---

(١) هذا الكلام لا يخلو من نظر طويل، ويَحتاج إلى توجيه وتأويل، إن كانت هكذا هي عبارة المؤلف.

(٢) هذا التعريف للحديث (المرسَل) قد قيل به. وعليه مَشَى صاحبُ المنظومة «البيقونية»، فقال فيها:

ومُرْسَلٌ منه الصحابيُّ سَقَطْ

وهذا التعريف منتَقد غيرُ محرَّر، والأولى منه تعريف ابن دقيق العيد في «الاقتراح»، فإنه قال: «المرسَل، والمشهورُ فيه أنه ما سَقَط من منتهاه ذكرُ الصحابي، بأن يقولَ التابعيُّ: قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم». انتهى. فجعَلَ عُمدتَه قولَ التابعي: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم. وهو ملاقٍ. والصحيحُ في تعريف (المرسَل) ما قاله الحافظ العراقي في «ألفيته» في المصطلح:

مرفوعُ تابعٍ على المشهورِ مُرسَلٌ أو قَيِّدْهُ بالكبيرِ

أو سَقْطِ راوٍ منه، ذُو أقوالِ والأوَّلُ الأكثَرُ في استعمالِ

(٣) يعني: الصحيح، والحسن، والضعيف، والمطروح، والموضوع.

مرسَلُ سعيد بن المسيَّب.

و : مرسَلُ مسروق(١).

و : مرسَلُ الصُّنَابِحِي(٢).

و : مرسَلُ قيس بن أبي حازم(٣)، ونحوُ ذلك.

فإنَّ المرسَل إذا صَحَّ إلى تابعيّ كبير، فهو حُجَّة عند خلق من الفقهاء.

فإن كان في الرُّوَاةِ ضَعيْفٌ إلى مثلِ ابن المسيَّب، ضَعُفَ الحديثُ من قِبَلِ ذلك الرجل، وإن كان متروكاً، أو ساقطاً: وَهَنَ الحديثُ وطُرِح.

ويُوجَدُ في المراسيل موضوعات.

نعم وإن صَحَّ الإسنادُ إلى تابعيٍّ متوسِطِ الطبقة(٤)، كمراسيل

---

(١) هو مسروقُ بن الأَجْدَع الهَمْداني الكوفي، التابعيُّ الفقيه، العابد تلميذُ الصحابي الجليل عبدالله بن مسعود رضي الله عنهما، مات سنة ٦٣. مترجم له في «تهذيب التهذيب» ١٠:١٠٩.

(٢) هو عبدالرحمن بن عُسَيلة الصُّنَابِحي المُرادي، ثقة، من كبار التابعين، قَدِمَ المدينة بعدَ موت النبي صلى الله عليه وسلم بخمسةِ أيام. مات بين سنة ٧٠ و ٨٠ من الهجرة. مترجم له في «تهذيب التهذيب» ٦: ٢٢٩.

(٣) هنا عند لفظ (ومرسل قيس بن) انتهى النقصُ والسَّقْطُ الواقع في نسخة «د». وتوافق الأصلانِ بعده.

(٤) وقع في «ب»: (نعم وإن صح الحديث...). والصوابُ المثبتُ من «د».

مجاهد، وإبراهيم[1]، والشعبي، فهو مرسَل جيّد، لا بأسَ به، يقبلُه قومٌ ويَرُدُّه آخَرون.

ومن أوهى المراسيل عندهم: مراسيلُ الحَسَن[2].

وأوهى من ذلك: مراسيلُ الزهري، وقتادة، وحُمَيد الطويل، من صغار التابعين.

وغالبُ المحقِّقين يَعُدُّون مراسيلَ هؤلاء مُعْضَلاتٍ ومنقطِعات، فإنَّ غالبَ رواياتِ هؤلاء عن تابعيٍّ كبير، عن صحابيٍّ، فالظنُّ بمُرْسِلِه أنه أَسقَطَ من إسنادِه اثنين[3].

٧ ــ المُعْضَل[4]:

هو[5] ما سَقَط من إسنادِه اثنانِ فصاعداً[6].

٨ ــ وكذلك المنقطِع[7]:

فهذا النوعُ قلَّ من احتَجَّ به.

---

(١) هو إبراهيم بن يزيد النَّخَعي الكوفي، فقيه العراق الثقة الإمام، مات سنة ٩٦. مترجم له في «تهذيب التهذيب» ١: ١٧٧.

(٢) هو الحسن البصري أبو سعيد، الإمام الزاهد المشهور سيد التابعين. مات سنة ١١٠. مترجم له في «تهذيب التهذيب» ٢: ٢٦٣.

(٣) لفظ: (من إسناده)، ساقط من «ب».

(٤) وقع في «د»: (والمعضل)، بالواو. وهي مزيدة خطأ، إذ باقي الأنواع خالية من الواو.

(٥) لفظ: (هو)، زيادة من «ب». (٦) أي مُتَوالِيَيْن.

(٧) كذا في الأصل. وهو كما ترى لا يحمل تعريفاً مغايراً للنوع الذي قبله. =

الإحكام في أصول الأحكام

تصنيف الإمام الجليل ، المحدث ، الفقيه ، فخر الأندلس

أبي محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم

المتوفى سنة ٤٥٦ هـ .

طبعة محققة عن النسخة الخطية التي بين أيدينا ، ومقابلة على النسختين الخطيتين المحفوظتين بدار الكتب المصرية والمرقمتين ١١ و ١٣ ، من علم الأصول ، كما قوبلت على النسخة التي حققها الأستاذ

الشيخ أحمد محمد شاكر

الجزء الثاني

بسم الله الرحمن الرحيم

فصل فى المرسل

قال أبو محمد : المرسل من الحديث، هو الذى سقط بين أحد رواته وبين النبي صلى الله عليه وسلم ناقل واحد فصاعدا . وهو المنقطع أيضاً ، وهو غير مقبول . ولا تقوم به حجة لأنه عن مجهول ، وقد قدّمنا أن من جهلنا حاله ففرض علينا التوقف عن قبول خبره ، وعن قبول شهادته حتى نعلم حاله . وسواء قال الراوى العدل حدثنا الثقة أو لم يقل ، لايجب أن يلتفت الى ذلك . إذ قد يكون عنده ثقة مَنْ لايعلم من جرحته مايعلم غيره ، وقد قدمنا أن الجرح أولى من التعديل ، وقد وثق سفيان الثورى جابراً الجعفى ، وجابر من الكذب والفسق والشر والخروج عن الاسلام بحيث قد عرف ، ولكن خفى أمره على سفيان فقال بما ظهر منه اليه . ومرسل سعيد بن المسيب ، ومرسل الحسن البصرى وغيرهما سواء ، لا يؤخذ منه بشىء . وقد ادعى بعض من لايحصّل مايقول ، أن الحسن البصرى كان اذا حدثه بالحديث أربعة من الصحابة أرسله . قال : فهو اقوى من المسند

قال أبو محمد : وقائل هذا القول أترك خلق الله لمرسل الحسن، وحسبك بالمرء سقوطا أن يضعف قولا يعتقده ويعمل به ، ويقوى قولا يتركه ويرفضه . وقد توجه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل الى قوم ممن يجاور المدينة فاخبرهم : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم أمره ان يعرّس بامرأة منهم ،

فارسلوا الى النبي صلى الله عليه وسلم من أخبره بذلك . فوجّه رسول الله صلى الله عليه وسلم اليه رسولا وأمر بقتله ان وجده حيا ، فوجده قد مات .

فهذا كما ترى قد كذب على النبي صلى الله عليه وسلم وهو حي، وقد كان في عصر الصحابة رضي الله عنهم منافقون ومرتدون . فلا يقبل حديث قال راويه فيه عن رجل من الصحابة ، أو حدثني من صحب رسول الله صلى الله عليه وسلم الا حتى يسميه، ويكون معلوما بالصحبة الفاضلة ممن شهد الله تعالى لهم بالفضل والحسنى . قال الله عز وجل : « وممن حولكم من الأعراب منافقون، ومن أهل المدينة مردوا على النفاق، لا تعلمهم نحن نعلمهم سنعذبهم مرتين ثم يردون الى عذاب عظيم ». وقد ارتد قوم ممن صحب النبي صلى الله عليه وسلم عن الاسلام كعُيينه بن حصن ، والأشعث بن قيس، والرجال(١) ، وعبدالله بن أبي سرح

قال على : ولقاء التابع لرجل من أصاغر الصحابة شرف وفخر عظيم ، فلأى معنى يسكت عن تسميته لو كان ممن حمدت صحبته ، ولا يخلو سكوته عنه من أحد وجهين . اما انه لم يعرف من هو، ولا عرف صحة دعواه الصحبة. أو لانه كان من بعض من ذكرنا * ثنا عبد الله بن يوسف عن احمد بن فتح عن عبد الوهاب بن عيسى عن احمد بن محمد عن احمد بن على عن مسلم بن الحجاج ثنا يحيي بن يحيي ثنا خالد بن عبد الله عن عبد الملك عن عبد الله مولى أسماء بنت أبي بكر رضي الله عنه ، وكان خال ولد عطاء . قال : أرسلتني أسماء الى عبدالله بن عمر فقالت : بلغني انك تحرم أشياء ثلاثة . العلم في الثوب، وميثرة الارجوان (٢) ، وصوم رجب كله، فانكر ابن عمر أن يكون حرم شيئا من ذلك

---

(١) في الأصل بالخاء المعجمة . وصوابه بفتح الراء وتشديد الجيم المفتوحة وضبطه الحافظ عبد الغني بن سعيد الأزدي في « المؤتلف والمختلف » بالحاء المهملة ووهم في ذلك كما قال الذهبي في « المشتبه » . وهو ابن عنفوة — بضم العين واسكان النون وضم الفاء وفتح الواو — الحنفي قدم على النبي في وفد بني حنيفة ثم ارتد وقتل يوم اليمامة كافرا قتله زيد بن الخطاب

(٢) الميثرة : بالكسر بدون همز لبدة الفرس قال ابو عبيد : واما المياثر الحمر التي جاء فيها

فهذه أسماء وهى صاحبة من قدماء الصحابة وذوات الفضل منهم، قد حدثها بالكذب من شغل بالها حديثه عن ابن عمر حتى استبرأت ذلك ، فصح كذب ذلك المخبر . وقد ذكر عن ابن سيرين فى أمر طلاق ابن عمر امرأته على عهد رسول صلى الله عليه وسلم نحو ذلك. فواجب على كل أحد أن لايقبل الا من عرف اسمه ، وعرفت عدالته وحفظه

قال على : والمخالفون لنا فى قبول المرسل هم : أصحاب أبى حنيفة ،وأصحاب مالك ، وهم أترك خلق الله للمرسل اذا خالف مذهب صاحبهم ورأيه . وقد ترك مالك حديث أبى العالية فى الوضوء من الضحك فى الصلاة ، ولم يعيبوه الا بالارسال ، وأبو العالية قد أدرك الصحابة رضى الله عنهم ،وقد رواه أيضا الحسن وابراهيم النخعى والزهرى مرسلا . وتركوا حديث مالك عن هشام ابن عروة عن أبيه . أن النبى صلى الله عليه وسلم : صلى فى مرضه الذى مات فيه بالناس جالسا والناس قيام . وترك مالك وأصحابه الحديث المروى من طريق الليث عن عقيل بن خالد عن الزهرى عن سعيد بن المسيب، والقاسم، وسالم ، وأبى سلمة بن عبد الرحمن بن عوف . ان النبى صلى الله عليه وسلم : فرض زكاة الفطر مدين من بر على كل انسان ، مكان صاع من شعير .وذكر سعيد بن المسيب ان ذلك كان من عمل الناس أيام ابى بكر وعمر ، وذكر غيره أنه حكم عثمان أيضا وابن عباس ، وذكر ابن عمر أنه عمل الناس . فهؤلاء فقهاء المدينة رووا هذا الحديث مرسلا وانه صحبه العمل عندهم ، فترك ذلك اصحاب مالك . فأين اتباعهم المرسل وتصحيحهم اياه ، وأين اتباعهم رواية أهل المدينة وعمل الأئمة بها؟

وترك الحنفيون حديث سعيد بن المسيب عن النبى صلى الله عليه وسلم :

النهى فانها كانت من مراكب الاعاجم من ديباج أو حرير . والارجوان بضم الهمزة والجيم ـ معرب ـ وهو الاحمر الشديد الحمرة

ان عیسی یاتی علیہ فنا

اس کے راوی بھی وہی ہیں جو
ان عیسی لم یمت والی روایت
کے ہیں

* یاتی فنا ان عیسیٰ دلیل کیسے
ہو سکتی ہے جن کا ماننا ہی یہ ہے
کہ حضرت عیسیٰ پر فنا آئی پھر وہ
زندہ ہوئے اس وقت تقریباً 600
سے زندہ ہیں اور اب تو تقریباً 2000
سال گزر گئے اور ابھی تک زندہ ....
پھر وہ انہیں تین میں کا تیسرا مانتے
ہیں کب آئے گی فنا ان عیسیٰ
دلیل نہیں ہو سکتی

دیکھیں اسباب نزول

وان عیسی اتی علیہ الفناء
صفحہ 97

مگر اب اتی کو یاتی سے تبدیل
کر دیا گیا ہے

تراث الإسلام

تفسير الطبري

جامع البيان عن تأويل آي القرآن

لأبي جعفر محمد بن جرير الطبري
٢٢٤ - ٣١٠ هـ

٦

حققه وعلق حواشيه
محمود محمد شاكر

راجعه وخرج أحاديثه
أحمد محمد شاكر

الطبعة الثانية

الناشر
مكتبة ابن تيمية
القاهرة ت ٨٦٤٢٤٠

الجزء السادس

فيه

تفسير سورة البقرة

من ٢٧٥ — ٢٨٦

وتفسير سورة آل عمران

من ١ — ٩٢

والآثار من ٦٢٣٥ — ٧٣٩٨

٦٥٤٤ - حدثني المثنى قال ، حدثنا إسحق قال ، حدثنا ابن أبي جعفر ، عن أبيه ، عن الربيع في قوله : «الم * اللهُ لا إله إلا هو الحي القيوم» ، قال : إنّ النصارى أتوا رسول الله صلى الله عليه وسلم ، فخاصموه في عيسى بن مريم وقالوا له : من أبوه ؟ وقالوا على الله الكذبَ والبهتانَ ، لا إله إلاّ هو لم يتخذ صاحبة ولا ولداً ، فقال لهم النبي صلى الله عليه وسلم : ألستم تعلمون أنه لا يكون ولدٌ إلاّ وهو يشبه أباه ؟ قالوا : بلى ! قال : ألستم تعلمون أن ربَّنا حيّ لا يموت ، وأنّ عيسى يأتي عليه الفناء ؟ قالوا : بلى ! قال : ألستم تعلمون أن ربنا قَيِّمٌ على كل شيء يكلؤه ويحفظه ويرزقه ؟ قالوا : بلى ! قال : فهل يملك عيسى من ذلك شيئاً ؟ قالوا : لا ! قال : أفلستم تعلمون أن الله عز وجل لا يخفى عليه شيء في الأرض ولا في السماء ؟ قالوا : بلى ! قال : فهل يعلم عيسى من ذلك شيئاً إلا ما عُلِّم ؟ قالوا : لا ! قال : فإنّ ربنا صوّر عيسى في الرحم كيف شاء ، فهل تعلمون ذلك ؟ قالوا : بلى ! [1] قال : ألستم تعلمون أن ربنا لا يأكل الطعام ولا يشرب الشراب ولا يُحدِث الحدَث ؟ قالوا : بلى ! قال : ألستم تعلمون أن عيسى حملته أمه كما تحمل المرأة ، [2] ثم وضعته كما تضع المرأة ولدَها ، ثم غُذِّي كما يغذَّى الصبيّ ، ثم كان يَطعم الطعام ، ويشرب الشرابَ ويُحدث الحدَث ؟ قالوا بلى ! قال : فكيف يكون هذا كما زعمتم ؟ قال : فعرفوا ، ثم أبوا إلا جحوداً ، فأنزل الله عز وجل : «الم * اللهُ لا إله إلاّ هو الحي القيوم» .

١٠٩/٣

* * *

---

(١) في المخطوطة والدر المنثور ٢ : ٣ ما نصه : «فإن ربنا صور عيسى في الرحم كيف شاء قال : ألستم تعلمون أن ربنا لا يأكل الطعام ولا يشرب الشراب» ، إلا أن الدر المنثور قد أسقط «قال» من هذه العبارة . أما البغوي (هامش تفسير ابن كثير) ٢ : ٩٣ : «فإن ربنا صور عيسى في الرحم كيف شاء ، وربنا لا يأكل ولا يشرب» . وتركت ما في المطبوعة على حاله مخافة أن يكون من نسخة أخرى ، كان فيها هذا .

(٢) في المطبوعة والمخطوطة : «أن عيسى حملته امرأة ...» والصواب «أمه» ، كما في الدر المنثور والبغوي .

أسباب النزول

تأليف

أبي الحسن علي بن أحمد الواحدي النيسابوري

٤٦٨ هـ

طبعة جديدة محققة ومنقحة

تخريج وتدقيق

عصام بن عبد المحسن الحميدان

دار الإصلاح

الدمام

سورة آل عمران

قال المفسّرون: قدم وفد نجران، وكانوا ستين راكباً على رسول الله ﷺ وفيهم أربعة عشر رجلاً من أشرافهم، وفي الأربعة عشر ثلاثة نفر إليهم يؤول أمرهم، «فالعاقب» أمير القوم وصاحب مَشُورتهم الذي لا يصدرون إلا عن رأيه واسمه: عبدالمسيح، و «السيد» إمامهم وصاحب رحلهم واسمه: الأيهم، «وأبو حارثة بن علقمة» أسقفهم وحبرهم، وإمامهم وصاحب مدراسهم، وكان قد شرف فيه ودرس كتبهم حتى حسن علمه في دينهم، وكانت ملوك الروم قد شرفوه ومولوه وبنوا له الكنائس لعلمه واجتهاده، فقدموا على رسول الله ﷺ ودخلوا مسجده حين صلى العصر، عليهم ثياب الحبرات جُبْات وأردية في جَمال رجال بين الحارث بن كعب، يقول بعض من رآهم من أصحاب رسول الله ﷺ: ما رأينا وفداً مثلهم، وقد حانت صلاتهم، فقاموا فصلوا في مسجد رسول الله ﷺ، فقال رسول الله ﷺ: «دعوهم» فصلوا إلى المشرق، فكلم السيد والعاقب رسول الله ﷺ، فقال لهما رسول الله ﷺ: «أسلما»، فقالا: قد أسلمنا قبلك، قال: «كذبتما منعكما من الإسلام دعاؤكما لله ولداً، وعبادتكما الصليب، وأكلكما الخنزير»، قالا: إن لم يكن عيسى ولد الله فمن أبوه؟ وخاصموه جميعاً في عيسى، فقال لهما النبيّ ﷺ: «ألستم تعلمون أنه لا يكون ولد إلا وهو يشبه أباه؟» قالوا: بلى، قال: «ألستم تعلمون أن ربنا حيّ لا يموت، وأن عيسى أتى عليه الفناء؟» قالوا: بلى، قال: «ألستم تعلمون أن ربنا قيم على كل شيء يحفظه ويرزقه؟» قالوا: بلى، قال: «فهل يملك عيسى من ذلك شيئاً؟» قالوا: لا، قال: «فإن ربنا صوّر عيسى في

أسباب نزول القرآن

تأليف

أبي الحسن علي بن أحمد بن محمد بن علي الواحدي

المتوفى سنة ٤٦٨ هـ

رواية

بدر الدين أبي نصر محمد بن عبد الله الأرغياني

المتوفى سنة ٥٢٩ هـ

مخطوط يطبع لأول مرة

حقق نصوصه وخرج أحاديثه وعلق عليه

الدكتور ماهر ياسين الفحل

دار الميمان

الطبعة الأولى
لدار الميمان للنشر والتوزيع
١٤٢٦هـ - ٢٠٠٥م

أصل هذا الكتاب
مخطوط يطبع لأول مرة

للنشر والتوزيع

المملكة العربية السعودية

الرياض ١١٦١٣ - ص ب ٩٠٠٢ شارع العليا العام
هاتف: ٤٦٢٧٣٣٦ - ٤٦٤٥٥٩٤ - ٤٦٤٥٥٨١ (٩٦٦١) +
فاكس: ٢٨٠٠٥٨٧ (٩٦٦١) + فاكس الإدارة العامة: ٤٦١٢١٦٣ (٩٦٦١) +

سورة آل عمران[١]

قَالَ المفسرون: قَدِمَ وفد نَجرَان، وكانوا ستين راكبًا، عَلَى رَسُول الله ﷺ، وفيهم أربعة عشر رجلًا من أشرافهم، وفي الأربعة عشر ثلاثةُ نفر إليهم يئول أمرهم؛ العَاقِب[٢]: أمير القوم وصاحب مشورتهم الَّذِي[٣] لا يُصدِرون إلا عَن رأيه، واسمه: عَبْد المسيح. والسيد: ثِمَالُهُمْ وصاحب رَحْلِهم، واسمه الأيهم. وأبو حارثة بن علقمة أسقفهم وحَبرهم، وإمامهم وصاحب مِدرَاسِهِمْ، وَكَانَ قَدْ شرف فيهم ودرس كُتبهم، حَتَّى حَسُن علمه في دينهم، وكانت ملوك الروم قَدْ شرَّفوه وموَّلوه، وبَنوا لَهُ الكنائس لعلمه واجتهاده، فقدموا عَلَى رَسُول الله ﷺ ودخلوا مسجده حِيْنَ صلى العصر، وعليهم[٤] ثياب الحِبرات جِبابٌ وأردية، في جمال رجال بني[٥] الحارث بن كعب،

يقُول بَعْض من رآهم من أصْحَاب رَسُول الله ﷺ: ما رأينا وفدًا مثلهم وَقَدْ حانت صلاتهم، فقاموا وصلوا[٦] في مسجد رَسُول الله ﷺ فَقَالَ رَسُول الله ﷺ: «دعوهم». فصلوا إلى المشرق فكلم السيد والعاقب رَسُول الله ﷺ فَقَالَ لهما رَسُول الله ﷺ: «أسلما» فقالا: قد أسلمنا قبلك، قَالَ: «كذبتما؛ منعكما من الإسلام: دعائكما لله ولدًا، وعبادتكما الصليب، وأكلكما الخنزير»، قالا: إن لَمْ يَكُنْ عيسى ولدًا لله، فمن أبوه؟ وخاصموه جميعًا في عيسى، فَقَالَ لهم[٧] النبي ﷺ: «ألستم تعلمون أنه لا يكون ولدٌ إلا وهو يشبه أباه؟»، قالوا: بلى[٨]، قَالَ: «ألستم تعلمون أن ربنا حيٌّ لا يموت، وأن عيسى يأتي عَلِيهِ الموت والفناء[٩]

(١) بعد هذا في (هـ) و (ص) و (س) وردت البسملة، ولم ترد في الأصل.
(٢) في (ب): (والعاقب).
(٣) في (ب) و (ص): (الذين).
(٤) في (س) و (هـ): (عَلَيْهِمْ).
(٥) لم ترد في (ب).
(٦) في (س) و (هـ): (فصلوا).
(٧) في (س): (لهما).
(٨) في (ب): (نعم).
(٩) في (س) و (هـ): (عَلَيْهِ الفناء).

اتى عليه فنا ى جلد يا تى عليه

یدفن سمی فی قبری

رویاء = تعبیر   جلد 12 صفحہ
248
254

مرشد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (الآیہ)

جس نے رسول کا حکم مانا تو یقیناً اُس نے اللہ کا حکم مانا۔

(ترجمہ کنزالایمان)

مِشکوٰۃ شریف

(عربی، اردو)

جلد سوم

تصنیف

امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۲ھ)

ترجمہ

فاضل شہیر مولانا عبد الحکیم خاں اختر شاہجہانپوری

(مترجم بخاری شریف، ابو داؤد شریف، ابن ماجہ شریف)

فرید بُک سٹال ۳۸۔ اُردو بازار لاہور ۲

بَابُ نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول

۵۲۷۰ وَعَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَیَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا عَادِلًا فَلَیَکْسِرَنَّ الصَّلِیْبَ وَلَیَقْتُلَنَّ الْخِنْزِیْرَ وَلَیَضَعَنَّ الْجِزْیَةَ وَلَیَتْرُکَنَّ الْقِلَاصَ فَلَا یُسْعٰی عَلَیْهَا وَلَتَذْهَبَنَّ الشَّحْنَاءُ وَالتَّبَاغُضُ وَالتَّحَاسُدُ وَلَیَدْعُوَنَّ اِلَی الْمَالِ فَلَا یَقْبَلُهٗ اَحَدٌ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهُمَا قَالَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ۔

اُن سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ خدا کی قسم، ابن مریم تم میں ضرور نازل ہوں گے حاکم عادل کی صورت میں، وہ ضرور صلیب کو توڑ دیں گے خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کریں گے، جوان اونٹنیوں کو کھلی چھوڑ دیں گے، اُن سے محنت کا کوئی کام نہیں لیا جائے گا، دشمنی اور آپس میں بغض رکھنا، ایک دوسرے سے حسد کرنا ختم ہو جائے گا۔ وہ مال کی طرف لوگوں کو بلائیں گے لیکن کوئی قبول نہیں کرے گا (مسلم) اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب عیسیٰ بن مریم تم میں نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

۵۲۷۱ وَعَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِیْ یُقَاتِلُوْنَ عَلَی الْحَقِّ ظَاهِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ قَالَ فَیَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ فَیَقُوْلُ اَمِیْرُهُمْ تَعَالَ صَلِّ لَنَا فَیَقُوْلُ لَا اِنَّ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ اُمَرَاءُ تَکْرِمَةَ اللّٰهِ هٰذِهِ الْاُمَّةَ۔

(رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت کا ایک گروہ قیامت تک غلبے کے ساتھ ہمیشہ حق کی خاطر لڑتا رہے گا۔ فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے تو اُن کا امیر کہے گا: آئیے ہمیں نماز پڑھائیے۔ وہ فرمائیں گے: نہیں، تم ہی آپس میں ایک دوسرے کے امام ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اِس اُمت کو عزت بخشی ہے۔

(مسلم)

دوسری فصل

وَهٰذَا الْبَابُ خَالٍ عَنِ الْفَصْلِ الثَّانِیْ۔

اور یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

تیسری فصل

۵۲۷۲ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اِلَی الْاَرْضِ فَیَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُ لَهٗ وَیَمْکُثُ خَمْسًا وَّاَرْبَعِیْنَ سَنَةً ثُمَّ یَمُوْتُ فَیُدْفَنُ مَعِیَ فِیْ قَبْرِیْ فَاَقُوْمُ اَنَا وَعِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ۔

(رَوَاهُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِیْ کِتَابِ الْوَفَاءِ)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم زمین کی طرف نازل ہوں گے۔ پس شادی کریں گے اور اُن کی اولاد ہوگی اور پینتالیس سال کے بعد وفات پائیں گے۔ وہ میرے ساتھ میری قبر میں دفن کیے جائیں گے۔ پس میں اور عیسیٰ بن مریم دونوں ایک ہی قبر سے ابوبکر اور عمر کے درمیان اُٹھیں گے۔ اِسے ابن الجوزی نے کتاب الوفاء میں روایت کیا ہے۔

تأليف

محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي

بتحقيق

محمد ناصر الدين الألباني

الجزء الثالث

المكتب الإسلامي

الفصل الثالث

٥٥٠٨ - (٤) عن عبدِ الله بن عمرٍو ، قال : قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم : « ينزلُ عيسى بنُ مريمَ إلى الأرضِ ، فيتزوَّجُ ، ويولدُ له ، ويمكثُ خمساً وأربعينَ سنةً ، ثمَّ يموتُ ، فيُدفَنُ معي في قبري ، فأقومُ أنا وعيسى بنُ مريمَ في قبرٍ واحدٍ بينَ أبي بكرٍ وعمرَ » . رواه ابنُ الجوزي في « كتابِ الوفاء » . ٢/٧١٤

العلل المتناهية ٢/٤٣٣ - ميزان الاعتدال ٢/٥٦٢

تحقيق

محمد مصطفى الأعظمي

المجلد الثاني

تحدٍ وإبداع

الطبعة الأولى

عام ١٤٢٥هـ - ٢٠٠٤م

طبع على نفقة

مؤسسة زايد بن سلطان آل نهيان للأعمال الخيرية والإنسانية

ص.ب : ٤١٣٥٥ - هاتف : ٦٨١٤٧٠٠ - فاكس : ٦٨١٦٥٧١

أبوظبي - دولة الإمارات العربية المتحدة

٢٦١/٧٩٢ ـ مَالِكٌ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، كَانَتْ تَقُولُ: مَا صَدَّقْتُ بِمَوْتِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ حَتَّى سَمِعْتُ وَقْعَ الْكَرَازِينِ(١).

٧٩٣ ـ مَالِكٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ؛ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَقْمَارٍ سَقَطْنَ فِي حَجْرِي(٢) فَقَصَصْتُ رُؤْيَايَ عَلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ.

قَالَتْ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَدُفِنَ فِي بَيْتِهَا. قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ: هٰذَا أَحَدُ أَقْمَارِكِ، وَهُوَ خَيْرُهَا.

٧٩٤ ـ مَالِكٌ؛ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ مِمَّنْ يَثِقُ بِهِ؛ أَنَّ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ وَسَعِيدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، تُوُفِّيَا بِالْعَقِيقِ. وَحُمِلَا إِلَى الْمَدِينَةِ. وَدُفِنَا بِهَا.

---

[٧٩٢] الجنائز: ٢٩

(١) بهامش الأصل «جمع كريز هو الفاس»، وفي ق «هي الفؤوس»، واحدها كرزن.

[معاني الكلمات] «وقع الكرازين» اي: صوت المساحي ومعناه: اخذتها دهشة، الزرقاني ٩٢:٢.

[التخريج] أخرجه أبو مصعب الزهري، ٩٧٣ في الجنائز؛ والحدثاني، ٤٠٠ب في الجنائز، كلهم عن مالك به.

[٧٩٣] الجنائز: ٣٠

(٢) بهامش الأصل: في رواية «ع: قال ابن وضاح، نا زيد بن المبشر فذكره، قال بحجرتي». وبهامش الأصل أيضًا: في رواية «ح: حجري، وكذا لابن قعنب، ليعقوب: حَجر وحِجر، ولثعلب هو حَجر الإنسان مفتوح».

[التخريج] أخرجه أبو مصعب الزهري، ٩٧٤ في الجنائز؛ والحدثاني، ٤٠١ في الجنائز، كلهم عن مالك به.

[٧٩٤] الجنائز: ٣١

[التخريج] أخرجه أبو مصعب الزهري، ٩٧٧ في الجنائز؛ والحدثاني، ٤٠١ج في الجنائز، كلهم عن مالك به.

نعمانی کتب خانہ

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور 042-7321865

NOMANI

نام کتاب
صحیح مسلم شریف
تالیف: امام مسلم بن الحجاج
ترجمہ: علامہ وحید الزمان
جلد: ششم
تاریخ اشاعت: اگست ۲۰۰۴ء
مطبوعہ: علی آصف پرنٹرز لاہور
ملنے کا پتہ
نعمانی کتب خانہ
E-mail: nomania2000@hotmail.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

كِتَابُ الْفَضَائِلِ

فضیلتوں کے مسائل

بَابُ فَضْلِ نَسَبِ النَّبِيِّ ﷺ وَ تَسْلِيمِ الْحَجَرِ عَلَيْهِ قَبْلَ النُّبُوَّةِ

باب: رسول اللہ ﷺ کے نسب کی بزرگی اور پتھر کا آپ کو سلام کرنا

۵۹۳۸- عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّ اللهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَعِيلَ وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)).

۵۹۳۸- واثلہ بن اسقعؓ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے اللہ جل جلالہ نے اسمٰعیل کی اولاد میں سے کنانہ کو چنا اور قریش کو کنانہ میں سے اور بنی ہاشم کو قریش میں سے اور مجھ کو بنی ہاشم میں سے۔

۵۹۳۹- عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ)).

۵۹۳۹- جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں پہچانتا ہوں اس پتھر کو جو مکہ میں ہے وہ مجھے سلام کیا کرتا تھا نبوت سے پہلے۔ میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔

بَابُ تَفْضِيلِ نَبِيِّنَا ﷺ عَلَى جَمِيعِ الْخَلَائِقِ

باب: تمام مخلوقات سے آپ کا درجہ زیادہ ہونا

۵۹۴۰- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ

۵۹۴۰- ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ

(۵۹۳۸) ☆ نووی نے کہا اس حدیث سے یہ نکلا کہ اور عرب قریش کے کفو نہیں ہو سکتے اسی طرح ہاشمی کے کفو وہ قریشی نہیں ہو سکتے جو ہاشمی نہیں ہیں البتہ مطلب کی اولاد بنی ہاشم کی کفو ہے کیونکہ وہ دونوں ایک ہیں جیسے دوسری حدیث میں آیا ہے۔

(۵۹۴۰) ☆ اگرچہ آپ دنیا میں بھی تمام اولاد آدم کے سردار ہیں مگر دنیا میں کافر اور منافق آپ کی سرداری سے منکر ہیں آخرت میں کوئی منکر نہ ہوگا اور سرداری آپ کی بخوبی کھل جاوے گی۔ اور یہ کلمہ آپ نے فخر کی راہ سے نہیں فرمایا جیسے دوسری روایت میں تصریح ہے

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ أَنَا سَيِّدُ ((وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ)).

نے فرمایا میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا قیامت کے دن اور سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی اور سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہو گی۔

بَابٌ فِي مُعْجِزَاتِ النَّبِيِّ ﷺ

باب: رسول اللہ ﷺ کے معجزوں کا بیان

٥٩٤١-عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَعَا بِمَاءٍ فَأُتِيَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَتَوَضَّئُونَ فَحَزَرْتُ مَا بَيْنَ السِّتِّينَ إِلَى الثَّمَانِينَ قَالَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ.

۵۹۴۱- انسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے پانی مانگا تو ایک ٹب لایا گیا پھیلا ہوا' لوگ اس میں سے وضو کرنے لگے۔ میں نے اندازہ کیا تو ساٹھ سے اسی آدمی تک نے وضو کیا ہو گا۔ میں پانی کو دیکھ رہا تھا آپ ﷺ کی انگلیوں سے پھوٹ رہا تھا۔

٥٩٤٢-عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَحَانَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوءَ فَلَمْ يَجِدُوهُ فَأُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِوَضُوءٍ فَوَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ذَلِكَ الْإِنَاءِ يَدَهُ وَأَمَرَ النَّاسَ أَنْ يَتَوَضَّئُوا مِنْهُ قَالَ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ النَّاسُ حَتَّى تَوَضَّئُوا مِنْ عِنْدِ آخِرِهِمْ.

۵۹۴۲-انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا تھا اور لوگوں نے وضو کا پانی ڈھونڈا' پانی نہ ملا' پھر تھوڑا سا وضو کا پانی رسول اللہ ﷺ کے سامنے لایا گیا آپ نے اس برتن میں اپنا ہاتھ رکھ دیا اور لوگوں کو حکم دیا اس میں وضو کرنے کا۔ انسؓ نے کہا میں نے دیکھا پانی آپ کی انگلیوں میں سے پھوٹ رہا تھا۔ پھر سب لوگوں نے وضو کیا یہاں تک کہ اخیر والے نے بھی۔

٥٩٤٣-عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَأَصْحَابَهُ بِالزَّوْرَاءِ قَالَ وَالزَّوْرَاءُ بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ السُّوقِ وَالْمَسْجِدِ فِيمَا ثَمَّهْ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَوَضَعَ كَفَّهُ فِيهِ فَجَعَلَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ فَتَوَضَّأَ جَمِيعُ أَصْحَابِهِ قَالَ

۵۹۴۳-انس بن مالکؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب زوراء میں تھے اور زوراء ایک مقام ہے مدینہ میں بازار اور مسجد کے قریب۔ آپ نے ایک پیالہ پانی کا منگوایا اور اپنی ہتھیلی اس میں رکھ دی تو آپ کی انگلیوں میں سے پانی پھوٹنے لگا اور تمام اصحاب نے وضو کر لیا۔ قتادہؓ نے کہا میں نے انسؓ سے کہا اے

لئی ہے بلکہ حکم الٰہی سے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واما بنعمة ربك فحدث دوسری امت کی تعلیم اور اعتقاد کے لیے۔

اور اس حدیث سے یہ نکلا کہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہیں کیونکہ اہل سنت کے نزدیک آدمی ملائکہ سے افضل ہیں اور دوسری حدیث میں جو آیا ہے پیغمبروں میں ایک کو دوسرے پر بزرگی نہ دو اس کا جواب یہ ہے کہ شاید یہ حدیث اس سے پہلے کی ہے بعد اس کے آپ کو معلوم ہوا کہ آپ سب سے افضل ہیں۔ دوسرے یہ کہ وہ ادب اور تواضع پر محمول ہے تیسرے مراد اس سے یہ ہے کہ اس طرح ہر ایک کی بزرگی بیان کرے کہ دوسرے کی توہین نہ نکلے۔ چوتھے یہ کہ اس تفصیل سے ممانعت ہے جس سے جھگڑا اور فتنہ پیدا ہو۔ پانچویں یہ کہ نفس نبوت میں کوئی تفصیل نہیں ہے بلکہ اور خصائل کی وجہ سے ہے۔ (نووی)

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ . [٣ / آل عمران / الآية ١٦٤]

صحيح مسلم

للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري النيسابوري

٢٠٦ - ٢٦١ هـ

(وهو ثاني كتابين ، هما أصح الكتب المصنفة)

« لو أن أهل الحديث يكتبون ، مائتي سنة ، الحديث ، فمدارهم على هذا المسند »

« صنفت هذا المسند الصحيح من ثلاثمائة ألف حديث مسموعة »

« مسلم بن الحجاج »

الجزء الرابع

وقف على طبعه ، وتحقيق نصوصه ، وتصحيحه وترقيمه ، وعدّ كتبه وأبوابه وأحاديثه . وعلق عليه ملخص شرح الإمام النووي ، مع زيادات عن أئمة اللغة

(خادم الكتاب والسنة)

محمد فؤاد عبد الباقي

بسم الله الرحمن الرحيم

٤٣ - كتاب الفضائل

(١) باب فضل نسب النبيّ صلى الله عليه وسلم، وتسليم الحجر عليه قبل النبوة

١ - (٢٢٧٦) حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَٰنِ بْنِ سَهْمٍ. جَمِيعًا عَنِ الْوَلِيدِ. قَالَ ابْنُ مِهْرَانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ. حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ، شَدَّادٍ؛ أَنَّهُ سَمِعَ وَاثِلَةَ بْنَ الْأَسْقَعِ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ «إِنَّ اللهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ. وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ. وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ. وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ».

* * *

٢ - (٢٢٧٧) وحدثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ طَهْمَانَ. حَدَّثَنِي سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ. قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «إِنِّي لَأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ[1] كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ. إِنِّي لَأَعْرِفُهُ الْآنَ».

* * *

(٢) باب تفضيل نبينا صلى الله عليه وسلم على جميع الخلائق

٣ - (٢٢٧٨) حدثني الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى، أَبُو صَالِحٍ. حَدَّثَنَا هِقْلٌ (يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ) عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ. حَدَّثَنِي أَبُو عَمَّارٍ. حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ فَرُّوخَ. حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ[2] يَوْمَ الْقِيَامَةِ. وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ. وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ».

* * *

(١) (إني لأعرف حجرا بمكة) فيه معجزة له ﷺ. وفي هذا إثبات التمييز في بعض الجمادات، وهو موافق لقوله تعالى في الحجارة: وإن منها لما يهبط من خشية الله. وقوله تعالى: وإن من شيء إلا يسبح بحمده.

(٢) (أنا سيد ولد آدم) قال الهروي: السيد هو الذي يفوق قومه في الخير. وقال غيره: هو الذي يفزع إليه في النوائب والشدائد فيقوم بأمرهم ويتحمل عنهم مكارههم ويدفعها عنهم.

ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

اللہ کے رسول جو کچھ تم کو دیں، اسکو لے لو، اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز آجاؤ

جامع ترمذی شریف مترجم

جلد دوم

تالیف: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ

مترجم: مولانا ناظم الدین مدظلہ

شرح: مولانا عبدالروف علوی حفظہ اللہ استاذ جامعہ عثمانیہ

ناشر

مکتبۃ العلم

۱۸- اردو بازار ٥ لاہور ٥ پاکستان

Ph:7211788-7231788

نام کتاب: ــــــــ جامع ترمذی شریف

تالیف: ــــــــ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ

مترجم: ــــــــ مولانا ناظم الدین

نظرِ ثانی: ــــــــ حافظ محبوب احمد خان

طابع: ــــــــ خالد مقبول

مطبع .... زاہد بشیر

مکتبہ رحمانیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7224228

مکتبہ علوم اسلامیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7221395

مکتبہ جویریہ 18 اردو بازار لاہور 7211788

فَاَحْسَنَهَا وَاَكْمَلَهَا وَاَجْمَلَهَا وَتَرَكَ مِنْهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِالْبِنَاءِ وَيَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَقُولُونَ لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ وَاَنَا فِي النَّبِيِّيْنَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

اسکے گرد گھومتے اور تعجب کرتے کہ یہ اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی، میری مثال بھی انبیاء کرام علیہم السلام میں اسی طرح ہے۔ اسی سند سے یہ بھی منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کا امام ہوں گا اور میں شفاعت کروں گا اور اس پر مجھے فخر نہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۱۵۴۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۱۵۴۸: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں اور میں کوئی فخر نہیں کرتا۔ میرے ہی ہاتھ میں حمد الٰہی کا جھنڈا ہوگا۔ اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ اس دن آدم علیہ السلام سمیت ہر نبی میرے جھنڈے تلے ہوگا۔ میں ہی وہ شخص ہوں جسکی قبر کی زمین سب سے پہلے پھٹے گی اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۱۵۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ نَا حَيْوَةُ اَنَا كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ جُبَيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوْا اِلَى الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ وَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ قَالَ مُحَمَّدٌ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرٍ هٰذَا قُرَشِيٌّ وَهُوَ مِصْرِيٌّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ شَامِيٌّ.

۱۵۴۹: حضرت عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اذان سنو تو وہی کلمات دہراؤ جو مؤذن کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ اس لیے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتے ہیں۔ پھر میرے لیے وسیلہ مانگو یہ جنت کا ایک درجہ ہے۔ اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ اس کا مستحق ہوگا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں اور جو میرے لیے وسیلہ مانگے گا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن جبیر قریشی ہیں۔ اور مصر کے رہنے والے ہیں۔ جبکہ نفیر کے پوتے عبد الرحمٰن بن جبیر بن نفیر شامی ہیں۔

۱۵۵۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ نَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۵۵۰: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چند صحابہؓ نبی اکرم ﷺ کے انتظار میں بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ آپ تشریف لائے اور جب ان کے قریب پہنچے تو انکی باتیں سنیں۔ کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام

نضر الله امرء سمع منا شيئاً فبلغه كما سمعه فرب مبلغ اوعى له من سامع
اتقوا الحديث عني الا ما علمتم فمن كذب علي متعمدا فليتبوء مقعده من النار

﴿ الجزء السادس ﴾

للشيخ علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي البرهان فوري لله دره حيث
من بترتيب جمع الجوامع للحافظ السيوطي كان ترتيب احاديثه على وفق
حروف الهجاء فسهل الطريق على الطالبين وصيرها مبوبة على ديدن الفقهاء
فشدوا الرحال اليه وكان الشيخ ابو الحسن البكري يقول للسيوطي
منة على العالمين وللمتقي منة عليه وقد فرغ المؤلف من تاليفه
سنة ٩٥٧ سبع وخمسين وتسعمائة وقضى نحبه في الثاني
من جمادي الاولى سنة ٩٧٥ خمس وسبعين
وتسعمائة وتاريخ وفاته قضى نحبه

انطبع في مطبع دائرة المعارف النظامية الواقعة في حيدر آباد كانت معمورة الى يوم التناد
في سنة الف وثلثمائة وثلاث عشر من الهجرة النبوية على صاحبها الصلوة والسلام
١٣١٣

ان القبر الذي رايتموني اناجي فيه قبر آمنة بنت وهب واني استاذنت ربي في زيارتها فاذن لي واستاذنت في الاستغفار لها فلم ياذن لي ونزل علي ما كان للنبي والذين آمنوا ان يستغفروا للمشركين فاخذني ما ياخذ الولد للوالدة من الرقة فذلك الذي ابكاني (ك عن ابن مسعود) ١٨٤٣

الباب الثاني في فضائل سائر الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم اجمعين

* وفيه فصلان *

الفصل الاول في بعض خصائص الانبياء عموما

النبي لايورث (ع عن حذيفة) ١٨٤٤

لم يبعث الله عز وجل نبيا الا بلغة قومه (حم عن ابي ذر) ١٨٤٥

اذا اراد الله تعالى ان يبعث نبيا نظر الى خير اهل الارض قبيلة فيبعث خيرها رجلا (ابن سعد عن قتادة بلاغا) ١٨٤٦

ان الانبياء لايتركون في قبورهم بعد اربعين ليلة ولكن يصلون بين يدي الله تعالى حتى ينفخ في الصور (ك في تاريخه حق في حياة الانبياء عن انس) ١٨٤٧

انه لم يقبض نبي قط حتى يرى مقعده من الجنة ثم يخير (حم ق عن عائشة) ١٨٤٨

انه لنبي اذا لبس لامته ان يضعها حتى يقاتل (حم ن عن جابر) ١٨٤٩

مابعث الله نبيا الا شابا (ابن مردويه والضياء عن ابن عباس) ١٨٥٠

مابعث الله نبيا الا رعى الغنم وانا كنت ارعاها لاهل مكة بالقراريط (خ ه عن ابي هريرة) ١٨٥١

ماتوفى الله عز وجل نبيا قط الا دفن حيث يقبض روحه (ابن سعد عن ابي مليكة مرسلا) ١٨٥٢

ماقبض الله تعالى نبيا الا في الموضع الذي يحب ان يدفن فيه (ت عن ابي بكر) ١٨٥٣

لم يقبر نبي الا حيث يموت (حم عن ابي بكر) ١٨٥٤

ما مات نبي الا دفن حيث يقبض (ه عن ابي بكر) ١٨٥٥

ما من نبي يموت فيقيم في قبره الا اربعين صباحا (حب في الضعفاء طب حل عن انس) * واورده ابن الجوزي في الموضوعات ورد عليه ابن حجر * ١٨٥٦

لم يمت نبي حتى يؤمه رجل من قومه (ك عن المغيرة) ١٨٥٧

ان النبي لايموت حتى يؤمه بعض امته (حم عن ابي بكر) ١٨٥٨

مابعث الله نبيا الا عاش نصف ماعاش النبي الذي كان قبله (حل عن زيد بن ارقم) ١٨٥٩

مامن نبي يمرض الا خير بين الدنيا والآخرة (ه عن عائشة) ١٨٦٠

ان الله تعالى حرم على الارض ان تأكل اجساد الانبياء (حم د ن ه حب ك عن اوس بن اوس) ١٨٦١

ماكانت نبوة قط الا كان بعدها قتل وصلب (طب والضياء عن طلحة) ١٨٦٢

ماكانت نبوة قط الا تبعها خلافة وما كانت خلافة قط الا تبعها ملك ولا كانت صدقة قط الا كانت مكسا (ابن عساكر عن عبد الرحمن بن سهل) ١٨٦٣

ذكر الانبياء من العبادة وذكر الصالحين كفارة وذكر الموت صدقة وذكر القبر يقربكم من الجنة (فر عن معاذ) ١٨٦٤

الاكمال

الانبياء تنام اعينهم ولا تنام قلوبهم (الديلمي عن انس) ١٨٦٥

تنام عيناي ولا ينام قلبي (عبد الرزاق عن عائشة) (ابن سعد عن الحسن مرسلا) ١٨٦٦

ما ينبغي لنبي ان يضع اداته بعد ان لبسها حتى يحكم الله عز وجل بينه وبين عدوه (ك ق عن ابن عباس) ١٨٦٧

لاينبغي لنبي اذا اخذ آلات الحرب فاذن في الناس بالخروج الى العدو ان يرجع حتى يقاتل (ق عن عروة مرسلا) ١٨٦٨

١٨٦٩ ان الارض امرت ان تكفتنا معاشر الانبياء يعني الغائط (ك عن ليلى مولاة عائشة)

١٨٧٠ يا عائشة اما علمت ان الله امر الارض ان تبتلع ما خرج من الانبياء (ابن سعد في الافراد وابن الجوزي في الواهيات عن عائشة)

١٨٧١ انا معاشر الانبياء نبتت اجسادنا على ارواح اهل الجنة وامرت الارض ما كان منا ان تبتلعه (الديلمي عن عائشة)

١٨٧٢ يا عائشة اما علمت ان اجسادنا نبتت على ارواح اهل الجنة فما خرج منها من شئ ابتلعته الارض (ق في الدلائل والخطيب وابن عساكر عن عائشة)* قال (ق) هذا من موضوعات حسين بن علوان *

١٨٧٣ يا ام ايمن قومي الى تلك الفخارة فاهريقي ما فيها قلت قد شربته قال اما انه لا يفجع بطنك بعده ابدا (ك عن ام ايمن)

١٨٧٤ لم يمت نبي حتى يؤمه رجل من امته (الخطيب في المتفق والمفترق من طريق عبد الله بن الزبير عن عمر بن الخطاب عن ابي بكر الصديق *

١٨٧٥ ما بعث الله تعالى نبيا الا وقد امه بعض امته (ابونعيم من طريق عاصم بن كليب عن عبد الله بن الزبير عن عمر ابن الخطاب عن ابي بكر الصديق)

١٨٧٦ يا فاطمة انه لم يبعث نبي الاعمر الذي بعده نصف عمره وان عيسى بن مريم بعث رسولا لاربعين وانى بعثت لعشرين (ابن سعد عن يحيى بن جعدة مرسلا) (حل عنه عن زيد بن ارقم)

١٨٧٧ يعيش كل نبي نصف عمر الذي قبله وان عيسى بن مريم مكث في قومه اربعين عاما (ابن سعد عن الاعمش عن ابراهيم مرسلا)

١٨٧٨ لن يعمر الله تعالى ملكا في امة نبي مضى قبله ما بلغ ذلك النبي من العمر في امته (ك عن علي)

١٨٧٩ انه لم يكن نبي كان بعده نبي الا عاش نصف عمر الذي كان قبله وان عيسى بن مريم عاش عشرين ومائة واني لا اراني الا ذاهبا على راس الستين يا بنية انه ليس من نساء المسلمين امرأة اعظم ذرية منك فلا تكوني من ادنى امرأة صبرا انك اول اهل بيت لحوقا بي وانك سيدة نساء اهل الجنة الا ما كان من البتول مريم بنت عمران (طب عن فاطمة الزهراء)

١٨٨٠ لم يقبر نبي الا حيث يموت (حم عن ابي بكر) * وفيه انقطاع *

١٨٨١ ما من نبي تقدر امته على دفنه الا دفنوه في الموضع الذي قبض فيه (الرافعي من طريق الزبير بن بكار)

١٨٨٢ حدثني يحيى بن محمد بن طلحة بن عبد الله بن عبد الرحمن بن ابي بكر الصديق حدثني عمي شعيب بن طلحة حدثني ابي سمعت اسماء بنت ابي بكر ما قبض نبي الا جعل روحه بين عينيه ثم خير بين الرجعة الى الدنيا والموت (الديلمي عن عائشة)

١٨٨٣ ما بعث الله تعالى نبيا في قوم ثم يقبضه الا جعل بعده فترة وملأ من تلك الفترة جهنم (طب عن ابن عباس)

﴿ الفصل الثاني في فضائل الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم اجمعين ﴾

﴿ وذكرهم مجتمعا ومتفرقا على ترتيب حروف المعجم ﴾

﴿ ذكر الانبياء مجتمعا ﴾

١٨٨٤ آدم في السماء الدنيا تعرض عليه اعمال ذريته ويوسف في السماء الثانية وابنا الخالة يحيى وعيسى في السماء الثالثة وادريس في السماء الرابعة وهارون في السماء الخامسة وموسى في السماء السادسة وابراهيم في السماء السابعة (ابن مردويه عن ابي سعيد)

١٨٨٥ رأيت عيسى وموسى وابراهيم فاما عيسى فاحمر جعد عريض الصدر واما موسى فادم جسيم سبط كانه من رجال الزط واما ابراهيم فانظروا الى صاحبكم يعني نفسه (خ عن * ابن عباس)

١٨٨٦ اول الرسل آدم وآخرهم محمد واول انبياء بني اسرائيل موسى وآخرهم عيسى واول من خط بالقلم ادريس (الحكيم عن ابي ذر)

١٨٨٧ سيد الناس آدم وسيد العرب محمد وسيد الروم صهيب وسيد الفرس سلمان وسيد الحبشة بلال وسيد الجبال طور سينا وسيد الشجر السدر وسيد الاشهر المحرم وسيد الايام الجمعة وسيد الكلام القرآن وسيد القرآن البقرة

* جابر ٣٠ وسيد البقرة

وسيد البقرة آية الكرسي اما ان فيها خمس كلمات في كل كلمة خمسون بركة (فر عن علي).

١٨٨٨ رايت ليلة اسري بي موسى رجل آدم طوالا جعد ا كانه من رجال شنوءة ورايت عيسى رجلا مربوع الخلق الى الحمرة والبياض سبط الراس ورايت مالكا خازن النار والدجال (حم ق عن ابن عباس)

١٨٨٩ ان الله اصطفى موسى بالكلام وابراهيم بالخلة (ك عن ابن عباس)

١٨٩٠ قال يحيى بن زكريا لعيسى بن مريم انت روح الله وكلمته وانت خير مني فقال عيسى بل انت خير مني سلم الله عليك وسلمت على نفسي (ابن عساكر عن الحسن مرسلا)

الاكمال

١٨٩١ اول الانبياء آدم ثم نوح وبينهما عشرة آباء والصلوة خير مفروض من شاء استكثر منها والصدقة اضعافا مضاعفة والصيام جنة قال الله تعالى الصيام لي وانا اجزي به والذي نفسي بيده لخلوف فم الصائم اطيب عند الله من ريح المسك وافضل الصدقة جهد من مقل وسر الى فقير وافضل الرقاب اغلاها ثمنا (طس عن ابي ذر)

١٨٩٢ نبي كان آدم وبينه وبين نوح عشرة قرون وبين نوح وابراهيم عشرة قرون والرسل ثلاثمائة وخمسة عشر (طس عن ابي امامة)

١٨٩٣ النبيون مائة الف واربعة وعشرون الف نبي والمرسلون ثلاثمائة وثلاثة عشر وآدم نبي مكلم (ك هب عن ابي ذر)

١٨٩٤ مائة الف واربعة وعشرون الفا الرسل من ذلك ثلاثمائة وخمسة عشر جما غفيرا (حم طب حب ك وابن مردويه هق في الاسماء عن ابي امامة) * قال قلت يارسول الله كم عدة الانبياء قال فذكره *

١٨٩٥ بعث الله ثمانية آلاف نبي اربعة آلاف منهم الى بني اسرائيل واربعة الاف الى سائر الناس (عن انس)

١٨٩٦ كان فيما خلا من اخواني من الانبياء ثمانية آلاف نبي ثم كان عيسى بن مريم ثم كنت انا بعده (ك وتعقب عن انس)

١٨٩٧ بعثت على اثر ثمانية آلاف من الانبياء منهم اربعة آلاف من بني اسرائيل (ابن سعد عن انس)

١٨٩٨ اني خاتم الف نبي او اكثر (ابن سعد عن جابر) (ك عن ابي سعيد)

١٨٩٩ خيار ولد آدم خمسة نوح وابراهيم وموسى وعيسى ومحمد وخيرهم محمد (ابن عساكر عن ابي هريرة)

ذكرهم متفرقا على ترتيب حروف المعجم

آدم صلوات الله وسلامه عليه

وذكر آدم عليه السلام في كتاب خلق العالم من حرف الخاء المعجمة

ابراهيم عليه الصلاة والسلام

١٩٠٠ اول من يكسى من الخلائق ابراهيم (البزار عن عائشة)

١٩٠١ كان اول من اضاف الضيف ابراهيم (ابن ابي الدنيا في قرى الضيف عن ابي هريرة)

١٩٠٢ آخر ما تكلم به ابراهيم حين القي في النار حسبي الله ونعم الوكيل (خط عن ابي هريرة) * وقال غريب والمحفوظ عن ابن عباس موقوف *

١٩٠٣ لما القي ابراهيم في النار قال اللهم انت في السماء واحد وانا في الارض واحد اعبدك (ع حل عن ابي هريرة)

١٩٠٤ لما القي ابراهيم الخليل في النار قال حسبي الله ونعم الوكيل فما احترق منه الا موضع الكتاف (ابن النجار عن ابي هريرة)

١٩٠٥ اتي بابراهيم يوم النار الى النار فلما ابصرها قال حسبنا الله ونعم الوكيل (حل عن انس)

١٩٠٦ اما ابراهيم فانظروا الى صاحبكم واما موسى فجعد ادم كاني انظر اليه انحدر في الوادي يلبي على جمل احمر مخطوم بخلبة (حم ق عن ابن عباس)

١٩٠٧ ان الانبياء يوم القيامة كل اثنين منهم خليلان دون سائرهم فخليلي منهم يومئذ خليل الله ابراهيم (طب عن سمرة)

١٩٠٨ نحن احق بالشك من ابراهيم اذ قال رب ارني كيف تحيي الموتى قال اولم تؤمن قال بلى ولكن ليطمئن قلبي ويرحم الله لوطا لقد كان ياوي الى ركن شديد ولو لبثت في السجن طول ما لبث يوسف لاجبت الداعي (حم ق عن ابي هريرة)

كنز العمّال

في سنن الأقوال والأفعال

للعلامة علاء الدين علي المتقي بن حسام الدين الهندي
البرهان فوري المتوفى سنة ٩٧٥

الجزء الحادي عشر

ضبطه وفسر غريبه
الشيخ بكري حياني

صححه ووضع فهارسه ومفتاحه
الشيخ صفوة السقا

مؤسسة الرسالة

٣٢٢٣٢ ـ إنه ليس لنبي إذا لبس لأمتَهُ[1] أن يضعها حتى يُقاتلَ . (حم ، ن ـ عن جابر) .

٣٢٢٣٣ ـ ما بعثَ اللهُ نبياً إلا شاباً . (ابن مردويه والضياء ـ عن ابن عباس) .

٣٢٢٣٤ ـ ما بعثُ الله نبياً إلا رعى الغنم ، وأنا كنتُ أرعاها لأهل مكةَ بالقراريطِ . (خ ، هـ ـ عن أبي هريرة)[2] .

٣٢٢٣٥ ـ ما توفّى الله عز وجل نبياً قطْ إلا دُفنَ حيثَ يُقبضُ روحُه . (ابن سعد ـ عن أبي مليكة مرسلا) .

٣٢٢٣٦ ـ ما قبضَ اللهُ تعالى نبياً إلا في الموضع الذي يحبْ أن يُدفنَ فيه . (ت ـ عن أبي بكر)[3] .

٣٢٢٣٧ ـ لم يُقبرْ نبيٌ إلا حيثُ يموت . (حم ـ عن أبي بكر) .

٣٢٢٣٨ ـ ما ماتَ نبيٌ إلا دُفنَ حيثُ يقبَضُ . (هـ ـ عن أبي بكر) .

٣٢٢٣٩ ـ ما من نبيٍ يموتُ فيقيمُ في قبره إلا أربعين صباحاً . (هب في الضعفاء ، طب ، حل ـ عن أنس ؛ وأورده ابن الجوزي في الموضوعات ورد عليه ابن حجر) .

---

(١) لأمته : اللأمة مهموزة : الدرع . وقيل : السلاح . ولأمة الحرب : أداته النهاية (٤/٢٢٠) ب .

(٢) أخرجه البخاري كتاب الاجارة باب من رعى الغنم (٣/١١٦) ص .

(٣) أخرجه الترمذي كتاب الجنائز باب ٣٣ رقم (١٠١٨) وقال : غريب ص .

الباب الثاني

في فضائل سائر الأنبياء صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين

وفيه فصلان

الفصل الأول

في بعض خصائص الانبياء عموماً

٣٢٢٢٧ ـ النبيُّ لا يُورَثُ . (ع ـ عن حذيفة) .

٣٢٢٢٨ ـ لم يبعثِ اللهُ عز وجل نبياً إلا بلغةِ قومه . (حم ـ عن أبي ذر) .

٣٢٢٢٩ ـ إذا أراد الله تعالى أن يبعثَ نبياً نظر إلى خيرِ أهل الأرض قبيلةً فبعثَ خيرَها رجلاً . (ابن سعد ـ عن قتادة بلاغاً) .

٣٢٢٣٠ ـ إن الانبياء لا يُترَكون في قبورِهم بعد أربعين ليلةً ولكن يُصلون بينَ يدي الله تعالى حتى يُنفخَ في الصورِ . (ك في تاريخه ، هق في حياة الأنبياء ـ عن أنس) .

٣٢٢٣١ ـ إنهُ لم يُقبضْ نبيٌّ قطُّ حتى يَرى مقعدَه من الجنة ثم يُخيَّرُ (حم ، ق ـ [1] عن عائشة) .

---

(١) أخرجه مسلم كتاب فضائل الصحابة باب في فضل عائشة رقم (٨٧) ص .

٣٢٢٤٠ ـ لم يَمُتْ نبيٌّ حتى يؤمهُ رجلٌ من قومه (ك ـ عن المغيرة).

٣٢٢٤١ ـ إن النبي لا يموتُ حتى يؤمَّهُ بعضُ أمتِه . (حم ـ عن أبي بكر) .

٣٢٢٤٢ ـ ما بعثَ الله نبياً إلا عاش نصفَ ما عاشَ النبيُّ الذي كان قبلَه . (حل ـ عن زيد بن أرقم) .

٣٢٢٤٣ ـ ما من نبي يمرضَ إلا خُيِّرَ بين الدنيا والآخرة . (هـ [١] عن عائشة) .

٣٢٢٤٤ ـ إن الله تعالى حرمَ على الأرض أن تأكلَ أجسادَ الأنبياء . (حم ، د [٢] ، ن ، هـ ، حب ، ك ـ عن أوس بن أوس) .

٣٢٢٤٥ ـ ما كانتْ نبوةٌ قط إلا كان بعدَها قتْلٌ وصلبٌ . (طب والضياء ـ عن طلحة) .

٣٢٢٤٦ ـ ما كانتْ نبوةٌ قطُّ إلا تبعتْها خلافةٌ ، ولا كانت خلافةٌ قطُّ إلا تبعها مُلكٌ ، ولا كانتْ صدقةٌ قط إلا كانتْ مُكساً [٣] (ابن عساكر ـ عن عبد الرحمن بن سهل) .

---

(١) أخرجه ابن ماجه كتاب الجنائز باب ما جاء في ذكر مرض رسول الله ﷺ (١٦٢٠) ص .

(٢) أخرجه ابن ماجه كتاب الجنائز باب ذكر وفاته رقم (١٦٣٦) ص .

(٣) مَكساً : المكس : الضريبة التي يأخذها الماكس ، وهو العشّار . اهـ . النهاية (٤/٣٤٩) ب .

٣٢٢٦١ – لن يُعَمِّرَ الله تعالى مُلكاً في أمة نبي مضى قبلَه ما بلغ ذلك النبيُّ من العمر في أمته. (ك – عن علي).

٣٢٢٦٢ – إنه لم يكن نبيٌّ كان بعدَه نبي إلا عاش نصف عمرِ الذي كان قبله، وإن عيسى ابن مريم عاش عشرين ومائةً وإني لا أراني إلا ذاهباً على رأس الستين، يا بنيةُ انه ليس منا من نساء المسلمينَ امرأةٌ أعظمَ ذريةً منك فلا تكوني من أدنى امرأةٍ صبراً، إنكِ أولُ أهل بيتٍ لحوقاً بي، وإنكِ سيدةُ نساء أهل الجنة إلا ما كان من البتولِ مريمَ بنت عمران. (طب – عن فاطمة الزهراء).

٣٢٢٦٣ – لم يُقبرْ نبيٌّ إلا حيث يموتُ. (حم – عن أبي بكر وفيه انقطاع).

٣٢٢٦٤ – ما من نبي تقدرُ أمته على دفنه إلا دفنوه في الموضع الذي قُبض فيه. (الرافعي من طريق الزبير بن بكار).

٣٢٢٦٥ – حدثني يحي بن محمد بن طلحة بن عبد الله بن عبد الرحمن بن أبي بكر الصديق حدثني عمي شعيب بن طلحة حدثني أبي سمعتُ أسماءَ بنتَ أبي بكر: ماقُبِضَ نبي إلا جُعلَ روحُه بين عينيه ثم خيِّر بين الرجعة الى الدنيا والموتِ. (الديلمي – عن عائشة).

٣٢٢٦٦ – ما بعثَ الله تعالى نبياً قط في قوم ثم يقبضُه إلا جعلَ بعدَه فترةً وملأ من تلك الفترةِ جهنمَ. (طب – عن ابن عباس).

الفصل الثاني

في فضائل الانبياء صلوات الله وسلامه عليهم أجمعين

وذكرهم مجتمعاً ومتفرقاً على ترتيب حروف المعجم

ذكر الانبياء مجتمعاً

٣٢٢٦٧ ـ آدمُ في السماءِ الدنيا تُعرَضُ عليه أعمالُ ذريته ، ويوسفُ في السماء الثانية، وابنا الخالةِ يحيي وعيسى في السماء الثالثةِ ، وإدريسُ في السماء الرابعة ، وهارونُ في السماء الخامسةِ ، وموسى في السماء السادسهِ ، وإبراهيم في السماء السابعة (ابن مردويه ـ عن أبي سعيد) .

٣٢٢٦٨ ـ رأيتُ عيسى وموسى وإبراهيمَ ، فأما عيسى فأحمرُ جَعْدٌ عريضُ الصدر ، وأما موسى فآدَمُ جسيمٌ سَبطٌ [١] كأنهُ من رجالِ الزُّطِّ [٢] ، وأما ابراهيم فانظروا إلى صاحبِكم ـ يعني نفسَه . (خ ـ عن ابن عباس) [٣] .

٣٢٢٦٩ ـ أولُ الرسلِ آدمُ وآخرهم محمدٌ ، وأولُ أنبياء بني إسرائيل

---

(١) سبط : السبط بسكون الباء وكسرها : الممتد الذي ليس فيه تعقد ولا نتوء النهاية (٢/٣٣٤) ب .

(٢) رجال الزُّط : هم جنس من السودان والهنود . النهاية (٢/٣٠٢) ب .

(١) أخرجه البخاري كتاب أحاديث الانبياء باب واذكر في الكتاب (٤/٢٢) ص.

مَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

اللہ کے رسول جو کچھ تم کو دیں، اسکو لے لو، اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز آجاؤ

جامع ترمذی شریف مترجم

جلد دوم

تالیف: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذیؒ

مترجم: مولانا ناظم الدین مدظلہ

شرح: مولانا عبدالرؤف علوی حفظہ اللہ استاذ جامعہ عثمانیہ
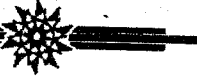
ناشر

مکتبۃ العلم

۱۸- اردو بازار ○ لاہور ○ پاکستان

Ph:7211788-7231788

نام کتاب: ——— جامع ترمذی شریف

تالیف: ——— امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

مترجم: ——— مولانا ناظم الدین

نظرِ ثانی: ——— حافظ محبوب احمد خان

طابع: ——— خالد مقبول

مطبع .... زاہد بشیر
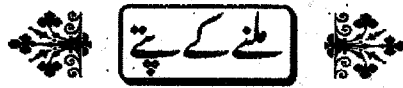
مکتبہ رحمانیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7224228

مکتبہ علوم اسلامیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7221395

مکتبہ جویریہ 18 اردو بازار لاہور 7211788

الدُّنْيَا وَيُرْوٰى عَنْ مَيْمُوْنَ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ لَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ تَقِيًّا حَتّٰى يُحَاسِبَ نَفْسَهٗ كَمَا يُحَاسِبُ شَرِيْكَهٗ مِنْ اَيْنَ مَطْعَمُهٗ وَمَلْبَسُهٗ.

نفس کا محاسبہ نہ کرے جس طرح اپنے شریک سے کرتا ہے کہ اس نے کہاں سے کھایا اور کہاں سے پہنا۔ (یعنی حلال سے یا حرام سے)

۳۵۱: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ وَهُوَ ابْنُ مَدُّوَيَةَ نَا الْقَاسِمُ بْنُ الْحَكَمِ الْعُرَنِيُّ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ الْوَصَّافِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصَلَّاهُ فَرَاٰى نَاسًا كَاَنَّهُمْ يَكْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا اِنَّكُمْ لَوْ اَكْثَرْتُمْ ذِكْرَهَا ذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا اَرٰى فَاَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِهَا ذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ فَاِنَّهٗ لَمْ يَاْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ اِلَّا تَكَلَّمَ فَيَقُوْلُ اَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ اَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ وَاَنَا بَيْتُ التُّرَابِ وَاَنَا بَيْتُ الدُّوْدِ فَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ مَرْحَبًا وَاَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَحَبَّ مَنْ يَمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِيْ بِكَ فَيَتَّسِعُ لَهٗ مَدَّ بَصَرِهٖ وَيُفْتَحُ لَهٗ بَابٌ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ اَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ لَا مَرْحَبًا وَ لَا اَهْلًا اَمَا اِنْ كُنْتَ لَاَبْغَضَ مَنْ يَمْشِيْ عَلٰى ظَهْرِيْ اِلَيَّ فَاِذْ وُلِّيْتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ اِلَيَّ فَسَتَرٰى صَنِيْعِيْ بِكَ قَالَ فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتّٰى يَلْتَقِيَ عَلَيْهِ وَتَخْتَلِفَ اَضْلَاعُهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصَابِعِهٖ فَاَدْخَلَ بَعْضَهَا فِيْ جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ وَيُقَيَّضُ لَهٗ سَبْعِيْنَ تِنِّيْنًا لَوْ اَنَّ وَاحِدًا مِّنْهَا نَفَخَ فِي الْاَرْضِ مَا اَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا فَيَنْهَشْنَهٗ وَيَخْدِشْنَهٗ حَتّٰى يُفْضٰى بِهٖ اِلَى الْحِسَابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِنْ حُفَرِ النَّارِ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهٗ اِلَّا مِنْ هٰذَا الْوَجْهِ.

۳۵۱: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے مصلّٰی پر تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا تو آپؐ نے فرمایا اگر تم لذتوں کو ختم کرنے والی چیز کو یاد کرتے تو تمہیں اس بات کی فرصت نہ ملتی جو میں دیکھ رہا ہوں۔ لہٰذا لذتوں کو قطع کرنے والی موت کو زیادہ یاد کرو کوئی قبر ایسی نہیں جو روزانہ اس طرح نہ پکارتی ہو کہ میں غربت کا گھر ہوں۔ میں تنہائی کا گھر ہوں میں مٹی کا گھر ہوں اور میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ پھر جب اس میں کوئی مؤمن بندہ دفن کیا جاتا ہے تو وہ اسے مرحباً واھلاً کہہ کر خوش آمدید کہتی ہے۔ پھر کہتی ہے کہ میری پیٹھ پر جو لوگ چلتے ہیں تو مجھے ان سب میں محبوب تھا۔ اب تجھے میرے سپرد کر دیا گیا ہے تو اب تو میرا احسن سلوک دیکھے گا۔ پھر وہ اس کے لیے حدنگاہ تک کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کیلئے جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور جب گنہگار یا کافر آدمی دفن کیا جاتا ہے تو قبر اسے خوش آمدید نہیں کہتی بلکہ ''لامرحبًا ولا اھلاً'' کہتی ہے پھر کہتی ہے کہ میری پیٹھ پر چلنے والوں میں سے تم سب سے زیادہ مبغوض شخص تھے۔ آج جب تمہیں میرے سپرد کیا گیا ہے تو تم میری بدسلوکی بھی دیکھو گے پھر وہ اسے اس زور سے بھینچتی ہے کہ اس کی پسلیاں ایک دوسری میں گھس جاتی ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیاں ایک دوسری میں داخل کر کے دکھائیں (یعنی شکنجہ بنا کر) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے بعد اس پر ستر اژدھے مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر ان میں سے ایک زمین پر ایک مرتبہ پھونک مار دے تو اس پر کبھی کوئی چیز نہ اُگے۔ پھر وہ اسے کاٹتے اور نوچتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اسے حساب وکتاب کے لیے اٹھایا جائے گا۔ پھر آپؐ نے فرمایا: قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ یہ حدیث غریب ہے ہم اسے صرف اسی سند سے جانتے ہیں۔

الجامع الصحيح

وهو

سنن الترمذي

لأبي عيسى محمد بن عيسى بن سورة

٢٠٩ - ٢٩٧ هـ

من كان في بيته
هذا الكتاب فكأنما
في بيته نبي يتكلم

تحقيق وتعليق
ابراهيم عطوه عوض
المدرس في الأزهر الشريف

الجزء الخامس

شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر
محمد محمود الحلبي وشركاه - خلفاء

٢٦
باب

٢٤٦٠ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَدُّوَيْهِ . حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْحَكَمِ الْعُرَنِيُّ . حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْوَصَّافِيُّ عَنْ عَطِيَّةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ : دَخَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصَلاَّهُ فَرَأَى نَاساً كَأَنَّهُمْ يَكْتَشِرُونَ[1] قَالَ : أَمَا إِنَّكُمْ لَوْ أَكْثَرْتُمْ ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَكُمْ عَمَّا أَرَى الْمَوْتُ، فَأَكْثِرُوا مِنْ ذِكْرِ هَادِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ . فَإِنَّهُ لَمْ يَأْتِ عَلَى الْقَبْرِ يَوْمٌ إِلاَّ تَكَلَّمَ فِيهِ فَيَقُولُ : أَنَا بَيْتُ الْغُرْبَةِ وَأَنَا بَيْتُ الْوَحْدَةِ ، وَأَنَا بَيْتُ التُّرَابِ ، وَأَنَا بَيْتُ الدُّودِ ، فَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ : مَرْحَبًا وَأَهْلاً أَمَا إِنْ كُنْتَ لأَحَبَّ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَيَّ، فَإِذْ وُلِّيتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرَى صَنِيعِي بِكَ قَالَ : فَيَتَّسِعُ لَهُ مَدَّ بَصَرِهِ وَيُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ . وَإِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْفَاجِرُ أَوِ الْكَافِرُ قَالَ لَهُ الْقَبْرُ : لاَ مَرْحَبًا وَلاَ أَهْلاً أَمَا إِنْ كُنْتَ لأَبْغَضَ مَنْ يَمْشِي عَلَى ظَهْرِي إِلَيَّ ، فَإِذْ وُلِّيتُكَ الْيَوْمَ وَصِرْتَ إِلَيَّ فَسَتَرَى صَنِيعِي بِكَ قَالَ : فَيَلْتَئِمُ عَلَيْهِ حَتَّى تَلْتَقِيَ عَلَيْهِ وَتَخْتَلِفَ أَضْلاَعُهُ ،قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : بِأَصَابِعِهِ ، فَأَدْخَلَ بَعْضَهَا فِي جَوْفِ بَعْضٍ قَالَ : وَيُقَيِّضُ اللهُ لَهُ سَبْعِينَ تِنِّينًا[2] لَوْ أَنَّ وَاحِدًا مِنْهَا نَفَخَ فِي الأَرْضِ مَا أَنْبَتَتْ شَيْئًا مَا بَقِيَتِ

(١) يكتشرون : أى تظهر أسنانهم من الضحك .
(٢) التنين : ضرب من الحيات .

الدنيا فينهشنه ويخدشنه حتى يُفضى به الحساب قال : قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : إنما القبر روضة من رياض الجنة أو حفرة من حفر النار .

قال أبو عيسى : هذا حديث حسن غريب لا نعرفه إلا من هذا الوجه .

٢٧
باب

٢٤٦١ ـ حدثنا عبد بن حميد . أخبرنا عبد الرزاق عن معمر عن الزهري عن عبيد الله بن عبد الله بن أبي ثور قال : سمعت ابن عباس يقول : أخبرني عمر بن الخطاب قال : دخلت على رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذا هو متكئ على رمل حصير ، فرأيت أثره في جنبه .

قال أبو عيسى : هذا حديث حسن صحيح ، وفي الحديث قصة طويلة .

٢٨
باب

٢٤٦٢ ـ حدثنا سويد بن نصر . أخبرنا عبد الله بن المبارك عن معمر ويونس عن الزهري أن عروة بن الزبير أخبره أن المسور بن مخرمة أخبره أن عمرو بن عوف ، وهو حليف بني عامر بن لؤي ، وكان

234 (قم قدس) يدفن معه

مكتوب في التوراة

مَا آتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

اللہ کے رسول جو کچھ تم کو دیں، اسکو لے لو، اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز آجاؤ

جامع ترمذی شریف مترجم

جلد دوم

تالیف: امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

مترجم: مولانا ناظم الدین مدظلہ

شرح: مولانا عبدالروف علوی حفظہ اللہ استاذ جامعہ عثمانیہ

ناشر

مکتبۃ العلم

۱۸-اردو بازار ۰ لاہور ۰ پاکستان

Ph:7211788-7231788

نام کتاب: ـــــــ جامع ترمذی شریف

تالیف: ـــــــ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی

مترجم: ـــــــ مولانا ناظم الدین

نظرِ ثانی: ـــــــ حافظ محبوب احمد خان

طابع: ـــــــ خالد مقبول

مطبع .... زاہد بشیر

ملنے کے پتے

مکتبہ رحمانیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7224228

مکتبہ علوم اسلامیہ اقراء سینٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7221395

مکتبہ جویریہ 18 اردو بازار لاہور 7211788

وَسَلَّمَ يَنْتَظِرُوْنَهُ قَالَ فَخَرَجَ حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ فَسَمِعَ حَدِيْثَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ عَجَبًا إِنَّ اللّٰهَ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيْلًا اِتَّخَذَ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا وَقَالَ آخَرُ مَاذَا بِأَعْجَبَ مِنْ كَلَامِ مُوْسٰى كَلَّمَهُ تَكْلِيْمًا وَقَالَ آخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللّٰهِ وَرُوْحُهُ وَقَالَ آخَرُ آدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَمُوْسٰى نَجِيُّ اللّٰهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَعِيْسٰى رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللّٰهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ أَلَا وَأَنَا حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ وَلَا فَخْرَ هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ.

مخلوقات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنالیا۔ دوسرا کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنا اس سے بھی زیادہ تعجب خیز ہے۔ تیسرے نے کہا کہ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ ہیں۔ اور "کُنْ" سے پیدا ہوئے ہیں۔ چوتھا کہنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو چن لیا۔ چنانچہ آپ آئے اور سلام کرنے کے بعد فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کی باتیں اور تمہارا تعجب کرنا سن لیا ہے۔ کہ ابراہیم علیہ السلام اللہ کے دوست ہیں اور وہ اسی طرح ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام اللہ کے چنے ہوئے ہیں وہ بھی اسی طرح ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور اسکے کلمہ کُن سے پیدا ہوئے ہیں یہ بھی اسی طرح ہیں۔ آدم علیہ السلام کو اللہ نے اختیار کیا ہے وہ بھی اسی طرح ہیں۔ جان لو کہ میں اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوں اور یہ میں فخر یہ نہیں کہہ رہا۔ میں ہی حمد کے جھنڈے کو قیامت کے دن اٹھاؤں گا۔ یہ بھی فخر کے طور پر نہیں کہہ رہا، میں ہی سب سے پہلے جنت کی زنجیر کھٹکھٹاؤں گا اور اللہ تعالیٰ میرے لیے اسے کھولیں گے۔ پھر میں اس میں مؤمن فقراء کیساتھ داخل ہوں گا۔ یہ بھی میں بطور فخر نہیں کہہ رہا اور میں گزشتہ اور آنے والے تمام لوگوں میں سب سے بہتر ہوں۔ یہ بھی میں بطور فخر نہیں کہہ رہا۔ (بلکہ بتانے کے لیے کہہ رہا ہوں) یہ حدیث غریب ہے۔

۱۵۵۱. حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ نَا أَبُوْ قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ قَالَ نَنِيْ أَبُوْ مَوْدُوْدٍ الْمَدَنِيُّ نَا عُثْمَانُ بْنُ الضَّحَّاكِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ مَكْتُوْبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ يُدْفَنُ مَعَهُ قَالَ فَقَالَ أَبُوْ مَوْدُوْدٍ قَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ هٰكَذَا قَالَ عُثْمَانُ بْنُ الضَّحَّاكِ وَالْمَعْرُوْفُ الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ الْمَدِيْنِيُّ.

۱۵۵۱: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تورات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات مذکور ہیں یہ کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ان (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) کیساتھ دفن ہوں گے۔ ابومودود کہتے ہیں کہ حجرہ مبارک میں ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔ عثمان بن ضحاک بھی اسی طرح کہتے ہیں۔ ان کا معروف نام ضحاک بن عثمان مدینی ہے۔

۱۵۵۲. حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ نَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضُّبَعِيُّ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ

۱۵۵۲: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ میں داخل ہوئے تھے اس دن ہر چیز

فَاَحْسَنَهَا وَاَكْمَلَهَا وَاَجْمَلَهَا وَتَرَكَ مِنْهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِالْبِنَاءِ وَيَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ وَاَنَا فِي النَّبِيِّيْنَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ وَبِهٰذَا الْاِسْنَادِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ اِمَامَ النَّبِيِّيْنَ وَخَطِيْبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ غَيْرَ فَخْرٍ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ غَرِيْبٌ.

اسکے گرد گھومتے اور تعجب کرتے کہ یہ اینٹ کی جگہ کیوں چھوڑ دی، میری مثال بھی انبیاء کرام علیہم السلام میں اسی طرح ہے۔ اسی سند سے یہ بھی منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام کا امام ہوں گا اور میں شفاعت کروں گا اور اس پر مجھے فخر نہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

۱۵۴۸۔ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عُمَرَ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُدْعَانَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ اٰدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَبِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ اٰدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ وَفِي الْحَدِيْثِ قِصَّةٌ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ.

۱۵۴۸: حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اولاد آدم کا سردار ہوں اور میں کوئی فخر نہیں کرتا۔ میرے ہی ہاتھ میں حمد الٰہی کا جھنڈا ہوگا۔ اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں ۔ اس دن آدم علیہ السلام سمیت ہر نبی میرے جھنڈے تلے ہوگا۔ میں ہی وہ شخص ہوں جسکی قبر کی زمین سب سے پہلے پھٹے گی اور مجھے اس پر کوئی فخر نہیں۔ اس حدیث میں ایک قصہ ہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔

۱۵۴۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ اَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِئُ نَا حَيْوَةُ اَنَا كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ جُبَيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوْا لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَاِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِيْ اِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَنَا هُوَ وَمَنْ سَاَلَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ قَالَ مُحَمَّدٌ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرٍ هٰذَا قُرَشِيٌّ وَهُوَ مِصْرِيٌّ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ شَامِيٌّ.

۱۵۴۹: حضرت عبداللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اذان سنو تو وہی کلمات دہراؤ جو مؤذن کہتا ہے۔ پھر مجھ پر درود بھیجو۔ اس لیے کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتے ہیں۔ پھر میرے لیے وسیلہ مانگو یہ جنت کا ایک درجہ ہے۔ اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندہ اس کا مستحق ہوگا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ میں ہی ہوں اور جو میرے لیے وسیلہ مانگے گا اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی ۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاریؒ فرماتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن جبیر قریشی ہیں۔ اور مصر کے رہنے والے ہیں۔ جبکہ نفیر کے پوتے عبدالرحمٰن بن جبیر بن نفیر شامی ہیں۔

۱۵۵۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ ابْنُ نَصْرِ بْنِ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ نَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ نَا زَمْعَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۵۵۰: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ چند صحابہؓ نبی اکرم ﷺ کے انتظار میں بیٹھے آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ آپ تشریف لائے اور جب ان کے قریب پہنچے تو انکی باتیں سنیں۔ کسی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام

الطبعة الأولى للطبعة الجديدة

١٤٢٠هـ - ٢٠٠٠م

ح مكتبة المعارف للنشر والتوزيع ، ١٤٢٠ هـ

فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

الالباني ، محمد ناصر الدين

ضعيف سنن الترمذي. ـ الرياض.

٧٥٦ ص ، ١٧ x ٢٤ سم

ردمك : ١-٨٦-٨٣٠-٩٩٦٠

١- الحديث - سنن ٢- الحديث الضعيف أ - العنوان

ديوي ٢٣٥,٣ ٢٠/٢٧٥١

رقم الإيداع : ٢٠/٢٧٥١

ردمك : ١-٨٦-٨٣٠-٩٩٦٠

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع

هاتف : ٤١١٤٥٣٥ - ٤١١٣٣٥٠

فاكس ٤١١٢٩٣٢ - ص.ب : ٣٢٨١

الرياض الرمز البريدي ١١٤٧١

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

٤٦- كِتَابُ الْمَنَاقِبِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

١- بَاب فِي فَضْلِ النَّبِيِّ ﷺ

٣٦١٧- حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَخْزَمَ الطَّائِيُّ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو قُتَيْبَةَ سَلْمُ بْنُ قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنِي أَبُو مَوْدُودٍ الْمَدَنِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الضَّحَّاكِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ سَلَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ:

مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ صِفَةُ مُحَمَّدٍ، وَصِفَةُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ؛ يُدْفَنُ مَعَهُ.

فَقَالَ أَبُو مَوْدُودٍ: وَقَدْ بَقِيَ فِي الْبَيْتِ مَوْضِعُ قَبْرٍ.

- ضعيف: «المشكاة» (٥٧٧٢).

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ.

هَكَذَا قَالَ: عُثْمَانُ بْنُ الضَّحَّاكِ.

وَالْمَعْرُوفُ: الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ الْمَدِينِيُّ.

٢- بَاب مَا جَاءَ فِي مِيلَادِ النَّبِيِّ ﷺ

٣٦١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ:

وُلِدْتُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفِيلِ، وَسَأَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قُبَاثَ بْنَ أَشْيَمَ -أَخَا بَنِي يَعْمَرَ بْنِ لَيْثٍ-: أَأَنْتَ أَكْبَرُ، أَمْ رَسُولُ اللهِ ﷺ؟ فَقَالَ: رَسُولُ اللهِ ﷺ أَكْبَرُ مِنِّي، وَأَنَا أَقْدَمُ مِنْهُ فِي الْمِيلَادِ؛ وُلِدَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَامَ الْفِيلِ، وَرَفَعَتْ بِي أُمِّي عَلَى الْمَوْضِعِ، قَالَ: وَرَأَيْتُ خَذْقَ الطَّيْرِ أَخْضَرَ مُحِيلاً.

- ضعيف الإسناد.

قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، لاَ نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ.

وأقيموا الوزن بالقسط ولا تخسروا الميزان
بحمد الله طبع كتاب مفيد في تنقيح الرجال للذي يتنقاد في الرجال أعني
ميزان الاعتدال
في نقد الرجال
باهتمام المولوي محمد خادم حسين العظيم آبادي سلمه ذو الأيادي
في المطبع الأنوار المحمدية اللكهنوي
المعروف باسم محمد هاشم بيگ بهادر

ابى حاتم يحيى لا يصدق وقال س ضعيف وقال ابن المبارك فيما رواه ابو زرعة عن بعض الخراسانيين عنه اتق حيات
سلم لا تلسعك وقال الجوزجاني غير ثقة ثم قال سمعت اسحق بن ابراهيم يقول سئل ابن المبارك عن الحديث الذي حدث
في كل العدس انه قدس على لسان سبعين نبيا فقال لا ولا على لسان نبي واحد انه لموذ منفخ من حدثكم قالوا سلم بن سالم
قال عمن قالوا عنك قال وعني ايضا قال ابن عدي ارجو انه لا بأس به سلم بن سفيان ابو هاشم الضبي بصري روى عن ابي حمزة قال
العقيلي لا يقيم الحديث سلم بن عبد الله الزاهد عن القاسم بن معن وهاه ابن حبان وقال ثنا ابن قتيبة وثنا حاتم
بن نصر باشته وشنة قالا انا عبيد بن الغاز العسقلاني نا سلم الزاهد عن القاسم بن معن عن اختها منية عن عائشة
بنت سعد عن عائشة مرفوعا الكرز هل الجنة العقيق ومن بلاياه عن القاسم بن معن بحديث متنه قال رجل
يا رسول الله اني تركت الصلوة قال فاقض قال كيف اقضي قال صل مع كل صلوة صلوة سلم ع بن عبد الرحمن النخعي
عن ابي زرعة البجلي قواه ابن معين واتهمه بعض الحفاظ وقال ابراهيم النخعي هو كذاب قلت كنيته ابو عبد الرحيم
النخعي الكوفي وقال ابو حاتم صالح وقال النسائي ليس به بأس قال ابن معين ثقة حدث عنه الثوري وشريك فاما سلم
بن عبد الرحمن الجرمي بصري صدوق عن سوادة بن الربيع رضي الله عنه وعنه سلمة بن رجاء قال ابو حاتم ما علمت الا خيرا سلم
بن عطية ويقال مسلم بن عطية وهكذا سماه ابن حبان روى عن عطاء وعنه يزيد بن الخليل الاسدي وشعبة قال ابن حبان
منكر الحديث جدا ثم ذكر له حديثا سلم د بن قتيبة ابا هلي صدوق مشهور وهم في سند حديث قال فيه يحيى بن
سعيد القطان ليس من جمال المحامل وقال ابو حاتم كثير الوهم ليس به بأس وقال ابو داود وابو زرعة ثقة سلم د
جمال
بن قيس هو العلوي يأتي سلم بن محمد الوراق عن عكرمة بن عمار لم يرضه يحيى بن معين نعم انما هو سلم بن ابراهيم
الوراق وقد تقدم لكن كنيته ابو محمد سلم بن المغيرة ابو حنيفة عن مالك وعنه عبد الله بن ابي سعد الوراق ضعفه الدارقطني
سلم بن ميمون الزاهد الرازي الخواص عن مالك وابن عيينة وعنه محمد بن عوف وسعد بن عبد الله بن عبد الحكم قال ابن عدي يتفرد
بمتون باسانيد مقلوبة وهو من كبار الصوفية وقال ابن حبان كان من كبار عباد اهل الشام غلب عليه الصلاح حتى غفل عن حفظ الحديث واتقانه
فلا يحتج به روى عن ابي خالد الاحمر عن اسمعيل بن ابي خالد عن قيس عن سهل بن ابي حثمة قال بايع اعرابي النبي صلى الله عليه وسلم
الى اجل فقال علي للاعرابي ان مات النبي صلى الله عليه وسلم فمن يقضيك قال لا ادري قال فأته فسله
فاتاه فسأله فقال يقضيك ابو بكر وذكر الحديث وفيه اذا مت انا وابو بكر وعمر وعثمان فان استطعت
ان تموت فمت رواه موسى بن سهل الرملي واحمد بن ابراهيم بن ملاس عن سلم بن ميمون وقال العقيلي حدث بمناكير
لا يتابع عليها وقال ابو حاتم لا يكتب حديثه سلم العلوي البصري بن قيس وثقه ابن معين وقال البخاري روى
عن انس تكلم فيه شعبة وقال شعبة فيما رواه عبد الله بن ادريس عنه سلم ذاك الذي يرى الهلال قبل الناس بليلتين
وقال هرون بن موسى الاعور نا سلم العلوي قال قال لي الحسن لتجي خال بين الناس وبين هلالهم حتى يراه معك غيرك

زاذان وغير واحد وقال ابن معين ليس بشيء انبأتنا فاطمة بنت علي انا حصر بن كامل انا نصر الله بن محمد انا ابو منصور ابن شكرويه انا الحسن بن علي البغدادي ثنا الفضل بن الحطيب ثنا محمد بن الوزير الواسطي ثنا ابو سفيان الحميري عن الضحاك ابن حمزة عن عمرو بن شعيب عن ابيه عن جده قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سبح مائة بالغداة ومائة بالعشي كان لمن حج مائة حجة ومن حمد الله مائة بالغداة ومائة بالعشي كان كمن حمل على مائة فرس الحديث رواه عن محمد ابن وزير وحسنه فلم يصنع شيئا بقية عن الضحاك بن حمزة عن ابان عن حطان بن عبد الله عن ابي الدرداء مرفوعا الزكوة قنطرة الاسلام **الضحاك** بن حمزة عن سفين بن عيينة قال الدارقطني كان يضع الحديث وقال ابن عدي هو ابو عبد الله المنبجي كل رواياته مناكير اما متنا واما اسنادا ومن مصائبه ثنا الفريابي ثنا الثوري عن ابن المنكدر عن جابر مرفوعا من اكرم العلماء فقد اكرم الله ورسوله **الضحاك** بن زيد الاهوازي عن اسمعيل بن ابي خالد قال ابن حبان يرفع المراسيل ويسند الموقوف لا يجوز الاحتجاج به وقال العقيلي يخالف في حديثه **الضحاك** ابن شرحبيل عن زيد بن اسلم ضعفه احمد بن حنبل اما **الضحاك** بن شرحبيل المصري الغافقي عن ابي هريرة صدوق **والضحاك** بن شرحبيل ويقال ابن شرحبيل المشرقي ومشرق من همدان روى عن ابي سعيد الخدري وعنه الزهري والاعمش جماعة حجة مقل وكذا **الضحاك** بن عبد الرحمن بن عرزب الشامي قال العجلي تابعي ثقة **الضحاك** ابن عبد الرحمن بن حوشب النصري الدمشقي عن مكحول وعطاء الخراساني قال دحيم ثقة ثبت **الضحاك** بن عباد عن عكرمة وعنه يوسف السمتي لا شيء ويوسف ساقط **الضحاك** بن عثمان الحزامي المدني عن التابعين صدوق وقال يعقوب بن شيبة صدوق في حديثه ضعف لينه يحيى القطان مع انه قد روى عنه وقال ابو حاتم لا يحتج به وقال ابو زرعة ليس بقوي وروى عثمان بن سعيد عن يحيى ثقة **قلت** روى عنه ابن وهب وابن ابي فديك وعدة فاما حفيده الضحاك بن عثمان بن الضحاك بن عثمان بن عبد الله بن خالد اخي حكيم بن حزام الاسدي الحزامي المدني فصدوق روى عن جده وعن مالك وعنه ابنه محمد وابراهيم بن المنذر الحزامي وغيرهما قال الخطيب كان علامة قريش بالمدينة باخبار العرب واشعارها من كبراء اصحاب مالك وضحاك بن عثمان شيخ لا يعرف قال محمد بن المنذر الهروي ثنا محمد بن حماد قال حدثني الضحاك بن عثمان من اهل زبيد عن خادم الثوري بحكاية **الضحاك** بن مخلد ابو عاصم النبيل احد الاثبات ثنا كذا العقيلي ذكره في كتابه وساق له حديثا خولف في سنده هكذا زعم ابو العباس النباتي وانا فلم اجده في كتاب العقيلي وقال النسائي ذكر لابي عاصم ان يحيى بن سعيد يتكلم فيك فقال لست بحي ولا ميت اذا لم اذكر **قلت** اجمعوا على توثيق ابي عاصم وقد قال عمر بن شبة والله ما رايت مثله **الضحاك** بن مزاحم البلخي المفسر ابو القاسم كان ابن معين واما الفلاس فكنا وانا محمد وكان يؤدب فقال كان في مكتبه ثلثة آلاف صبي وكان يطوف عليهم على حمار ويروى ان الضحاك حملت به امه عامين

عثمان بن صالح السهمي عن الليث وابن لهيعة صدوق لينه احمد بن صالح المصري فان احمد بن محمد بن حجاج
ابن رشدين قال سألت احمد بن صالح عنه فقال دعه دعه ورأيته عند احمد متروكا فقيل كان راوية
لابن وهب مات سنة تسع عشرة ومائتين قال سعيد بن عمرو البردعي قلت لابي زرعة رايت بمصر نحو من
مائة حديث عن عثمان بن صالح عن ابن لهيعة عن عمرو بن دينار وعطاء عن ابن عباس عن النبي صلى الله
عليه وسلم منها لا يكرم اخاك ما شق عليه فقال لم يكن عثمان ممن يكذب ولكن يكتب مع خالد بن
نجيح فبلوا به كان يملي عليهم ما لم يسمعوا من الشيخ **قلت** وله عن ابن لهيعة عن موسى بن وردان
عن ابي هريرة مرت بالنبي صلى الله عليه وسلم نجة فقال هذه التي بورك فيها وفي صروفها قال ابو حاتم
هذا كذب وله عن ابن لهيعة عن يزيد بن ابي حبيب عن ابي الخير عن عقبة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
عليكم بهذه الشجرة زيت الزيتون فتداووا به فانه مصحة من الباسور وقال فيه ابو حاتم هذا كذب

عثمان بن ابي الصهباء عن ابي هريرة مجهول قال بعضهم **عثمان** بن الضحاك بن عثمان الحزامي
يحيى صغار التابعين ضعفه ابو داود روى عنه عبد الله بن نافع الصائغ وابوه وداود وعبد العزيز
ابن ابي سليمان **عثمان** بن ابي العاتكة قاضي اهل دمشق ومقرئهم يكنى ابا حفص روى عباس
عن يحيى قال ليس بشيء ونسبه دحيم الى الصدق وقال النسائي ضعيف وقد روى عنه الوليد بن
مسلم وابن سابور وقال احمد لا بأس به بليته من علي بن يزيد **قلت** يروي عن علي بن يزيد كثيرا
وعن جماعة من التابعين مات قبل الاوزاعي بعامين **عثمان** بن عبد الله الاموي الشامي عن ابن
لهيعة وحماد بن سلمة وجماعة وهو فيما قيل عثمان بن عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عفان قال ابن عدي
كان يسكن بنصيبين ودار البلاد يروي الموضوعات عن الثقات ثنا ابن زاطيا نا عثمان بن عبد الله
ثنا مالك عن نافع عن ابن عمر مرفوعا صلوا خلف من قال لا اله الا الله وصلوا على من قال لا اله الا الله
ونا ابن زاطيا ثنا عثمان بن عبد الله ثنا عيسى بن يونس عن الاعمش عن مجاهد عن ابن عباس مرفوعا
انا مدينة الحكمة وعلي بابها وثنا علي بن زاطيا ثنا عثمان بن عبد الله نا بقية واسمعيل والوليد عن سعيد بن
عبد العزيز سمعت الثقة وهو مكحول سمعت معوية سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول المدح من
الذبح اخبرنا يحيى بن البختري ثنا عثمان بن عبد الله القدسي الشامي نا ابن لهيعة عن الزبير عن جابر
مرفوعا يا علي لو ان امتي ابغضوك لاكبهم الله على مناخرهم في النار وبه يا علي اذن مني صنع خمسك
في خمسي يا علي خلقت انا وانت من شجرة انا اصلها وانت فرعها والحسن والحسين اغصانها من تعلق
بغصن منها ادخله الله الجنة قال الخطيب عثمان بن عبد الله بن عمرو بن عثمان بن عبد الرحمن بن الحكم

مِيزَانُ الاعْتِدَال

فى نقد الرجال

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

تحقيق

على محمد البجاوى

المجلد الثاني

دار المعرفة

بيروت - لبنان

ص.ب : ٧٨٧٦

قوّاه ابن معين ، واتّهمه بعضُ الحفاظ . وقال إبراهيم النخعى : هو كذاب .

قلت : كنيته أبو عبد الرحيم النخعى الكوفى .

وقال أبو حاتم : صالح . وقال النسائى : ليس به بأس . وقال ابن معين : ثقة . حدّث عنه الثورى وشريك . فأما :

٣٣٧٥ — سَلْم بن عبد الرحمن الجرمى فبَصْرِىٌّ صَدُوق . عن سوادة بن الربيع رضى الله عنه. وعنه سلمة بن رجاء ، ومرجّى بن رجاء.

قال أبو حاتم : ما علمتُ إلا خيرًا .

٣٣٧٦ — سَلْم بن عطية [س]، ويقال مسلم بن عطية . وهكذا سماه ابن حبان[1].

روى عن عطاء . وعنه بَدْر بن الخليل الأسدى ، وشعبة .

قال ابن حبان : منكر حديث جدًّا ، ثم ذكر له حديثًا .

٣٣٧٧ — [صح] سَلْم بن قُتيبة [خ ، عو] الباهلى . صدوق مشهور ، وهِمَ فى سند حديث . قال فيه يحي بن سعيد القطان : ليس من جمال المحامل .

وقال أبو حاتم : كثير الوهم ، ليس به بأس . وقال أبو داود وأبو زُرْعة : ثقة .

٣٣٧٨ — سَلْم بن قيس [د] ، هو العلوى - يأتى .

٣٣٧٩ — سَلْم بن [محمد][2] الورّاق . عن عكرمة بن عمار . لم يَرْضَه يحي ابن معين ، [نعم إنما][3] هو سلم بن إبراهيم الوراق، وقد تقدم[4]، لكن كنيته أبو محمد.

٣٣٨٠ — سَلْم بن المغيرة ، أبو حنيفة . عن مالك . وعنه عَبْد الله بن أبى سَعْد الوراق. ضعّفه الدارقُطْنى . وقال - مرة : ليس بالقوى .

٣٣٨١ — سَلْم بن مَيْمون الزاهد الرازى الخواص . عن مالك ، وابن عُيينة . وعنه محمد بن عوف ، وسَعْد بن عَبْد الله بن عبد الحكم .

قال ابنُ عدى : ينفرد بمتون وبأسانيد مقلوبة ، وهو مِنْ كبار الصوفية .

---

(١) كذا رأيته مسمى فى الثقات فى مسلم ورأيته فى سلم (هامش س) .

(٢) ليس فى س . (٣) ليس فى س ، خ . وهو فى ل - عن الميزان. (٤) صفحة ١٨٤

[١٧١] ومن مصائبه : حدثنا الفِرْيابى/، حدثنا الثورى ، عن ابن المنكدر ، عن جابر — مرفوعا : مَنْ أكرم العلماء فقد أكرم اللهَ ورسولَهُ .

٣٩٣١ — الضحاك بن زيد الأهوازى . عن إسماعيل بن أبى خالد .

قال ابن حبان : يرفع المراسيل ، ويسند الموقوف ؛ لا يجوز الاحتجاجُ به .

وقال العُقيلى : يخالف فى حديثه .

٣٩٣٢ — الضحاك بن شُرحبيل [ق] . عن زيد بن أسلم . ضعّفه أحمد ابن حنبل . أما :

٣٩٣٣ — الضحاك بن شرحبيل [د] المصرى الغافقى . عن أبى هريرة فصدوق(١) .

٣٩٣٤ — والضحاك بن شراحيل [خ ، م] ويقال ابن شرحبيل المِشْرَقى(٢) — ومَشْرق من هَمْدان . روى عن أبى سعيد الخُدْرى . وعنه الزهرى ، والأعمش ، وجماعة . حُجَّة مُقِلّ . وكذا :

٣٩٣٥ — الضحاك بن عَبْد الرحمن [ت ، ق] بن عَرْزَب الشامى . قال العِجْلى : تابعى ثقة .

٣٩٣٦ — والضحاك بن عبد الرحمن [س] بن حَوْشب النصرى الدمشقى . عن مكحول ، وعطاء الخراسانى .

قال دُحيم : ثقة ثبت .

٣٩٣٧ — الضحاك بن عباد . عن عكرمة . وعنه يوسف السَّمْتى . لا شىء . ويوسف ساقط .

٣٩٣٨ — الضحاك بن عثمان [م ، عو] الحزامى المدنى . عن التابعين . صدوق .

وقال يعقوب بن شيبة : صدوق ، فى حديثه ضَعْف .

لينّه يحيى القطان ، مع أنه قد روى عنه . وقال أبو حاتم : لا يحتجّ به . وقال أبو زُرْعة : ليس بقوىّ . وروى عثمان بن سَعِيد ، عن يحيى : ثقة .

(١) ل : قلت : وهما واحد .
(٢) بفتح الميم وكسرها معاً .

قلت : روى عنه ابنُ وهب ، وابن أبي فُديك ، وعدّة . فأما حفيده :

٣٩٣٩ — الضحاك بن عثمان بن الضحاك بن عثمان بن عَبْدالله بن خالد ، أخى حكيم ابن حِزَام الأسدى الحزامى المدنى فصدوق . روى عن جدّه ، وعن مالك . وعنه ابنه محمد ، وإبراهيم بن المنذر الحزَامى ، وغيرهما .

قال الخطيب : كان علّامة قريش بالمدينة بأخبار العَرَبِ وأشعارها ، مِنْ كبراء أصحاب مالك .

٣٩٤٠ — والضحاك بن عثمان . شيخ لا يعرف .

قال محمد بن المنذر الهروى : حدثنا محمد بن حماد قال : حدثنى الضحاك بن عثمان من أهل زَرْبَة ، عن خادم الثورى حكاية .

٣٩٤١ — [صح] الضحاك بن مخْلد [ع] ، أبو عاصم النبيل ، أحد الأثبات تناكر العُقيلى ، وذكره فى كتابه ، وساق له حديثاً . خولف فى سَنَده ، هكذا زعم أبو العباس النباتى ، وأنا فلم أجده فى كتاب العُقيلى (١) .

وقال النباتى : ذكر لأبى عاصم أنَّ يحيى بن سَعيد يتكلم فيك . فقال : لست بحىّ ولا ميت إذا لم أذكر .

قلت : أَجْمَعوا على توثيق أبى عاصم ، وقد قال عمر بن شبة : والله ما رأيت مثلَهُ .

٣٩٤٢ — الضحاك بن مُزَاحِم البَلْخى المفسّر ، أبو القاسم . كناه ابن معين . وأما الفلاس فكناه أبا محمد ، وكان يؤدب ، فيقال : كان فى مكتبه ثلاثة آلاف صبى ، وكان يطوفُ عليهم على حمار .

ويُرْوى أنّ الضحاك حملت بِهِ أمُّه عامين . قال يحيى القطان : كان شعبة ينكر أنْ يكون الضحاك لقى ابْنَ عباس قط .

---

(١) هامش س : قلت : لعل نسخة الذهبي كانت ناقصة وإلا فقد وجدت على نسخة عتيقة جدا بحلب فوجدت فيها ترجمة الضحاك بن مخلد ذكر فيها كلام يحيي القطان المذكور . والحديث الذى أشار إليه المؤلف أنه خولف فى سنده وغير ذلك . وفيه قول أحمد فى الحديث الذى خولف فيه أنه باطل (ورقة ١٧١) .

ميزان الاعتدال

في نقد الرجال

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

تحقيق

علي محمد البجاوي

المجلد الثالث

دار المعرفة

بيروت - لبنان

ص.ب : ٧٨٧٦

عن النبي صلى الله عليه وسلم ، منها : لا تكرم أخاك بما يشق عليه . فقال : لم يكن عثمان عندى ممن يكذب ، ولكن كان يكتب مع خالد بن نجيح فَبُلُوا به ، كان يُملى عليهم ما لم يسمعوا من الشيخ .

قلت : وله عن ابن لهيعة ، عن موسى بن وَرْدَان ، عن أبى هريرة : مرت بالنبي صلى الله عليه وسلم نعجة فقال : هذه التى بُورِكَ / فيها وفى خروفها[1] . [٣/١٥٢]

قال أبو حاتم : هذا كذب .

وله : عن ابن لهيعة ، عن يزيدَ بن أبى حبيب ، عن أبى الخير ، عن عُقبة ، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : عليكم بهذه الشجرة زيت الزيتون فتداوَوْا به ، فإنه مصحة من الباسور .

وقال فيه أبو حاتم : هذا كذب .

٥٥٢٠ — عثمان بن أبى الصهباء . عن أبى هُريرة . مجهول ، قاله بعضُهم .

٥٥٢١ — عثمان بن الضحاك [ت] بن عثمان الحِزَامى . لحق صغار التابعين . ضعّفه أبو داود . روَى عنه عبد الله بن نافع الصائغ ، وأبو مودود عبد العزيز بن أبى سليمان .

٥٥٢٢ — عثمان بن أبى العاتكة [د، ق]. قاصّ أهل دمشق ومقرئهم . يكنى[2] أبا حفص .

روَى عباس عن يحيى قال : ليس بشىء . ونسبه دُحيم إلى الصدق . وقال النسائى: ضعيف. وقد روَى عنه الوليد بن مسلم، وابن شابور . وقال أحمد : لا بأس به . بليّتُه من على بن يزيد .

قلتُ : يروى عن على بن يزيد كثيراً ، وعن جماعة من التابعين .

مات قبل الأوزاعى بعامين .

---

(١) هـ : وفى صوفها . (٢) س : سمع .

الحمد لله الذي وفقنا ويسر لنا طبع

الجزء السابع

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

أبي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه وكرمه آمين

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٦) هجرية

شيوخ ابي داود وقال الحاكم عن الدارقطني ثقة وقال ابن رشدين رأيته عند احمد بن صالح متروكا وقال ابوزرعة لم يكن عندي ممن يكذب ولكن كان يكتب مع خالد بن نجيح فبلوا به كان يملي عليهم مالم يسمعوا وروى الطبراني وابن عدي من طريقه انه رأى بعض الصحابة من الجن واسمه عمرو ابن طلق وفي الزهرة كان كاتب ابن وهب وقبل ابن لهيعة روى عنه (خ) حديثين•(١)

(٢٦٥) خت - عثمان بن ابي صفية الانصاري · روى عن علي وابن عباس روى عنه صالح بن حي وفضيل بن غزوان · قال البخاري حديثه في الكوفيين وذكر ابن ابي حاتم نحوه في الثقات وذكر في الرواة عنه صالح بن جبير· ووقع ذكره في سند حديث موقوف لابن عباس ذكره البخاري تعليقا في اول الحدود فقال وقال ابن عباس ينزع منه نور الايمان في الزنا · وقال في التاريخ روى فضيل بن غزوان عن عثمان بن ابي صفية الانصاري قال كان ابن عباس يدعو بغلمانه غلاما غلاما يقول الا ازوجك ما من عبد يزني الا نزع منه نور الايمان واخرجه الطبراني من وجه آخر عن ابن عباس مرفوعا وفي سنده لين•

(٢٦٦) ت - عثمان بن الضحاك حجازي قيل انه الحزامي · روى عن ابيه وابي حازم بن دينار ومحمد بن يوسف بن عبد الله بن سلام وعثمان بن محمد الاخنسي وعنه ابو مودود عبد العزيز بن ابي سليمان وابو حمزة وعبد الله بن نافع ومحمد بن صدقة الفدكي وزياد بن يونس · قال الآجري سألت اباداود عن الضحاك بن

(١) عثمان بن صالح في عثمان بن عبد الله بن محمد ١٢ هامش الاصل

عثمان الحزامي فقال ثقة وابنه عثمان ضعيف وذكره ابن حبان في الثقات وقال البخاري قال قتيبة حدثني ابومودود حدثني عثمان بن الضحاك عن محمد ابن يوسف وقال ايضا هكذا قال ابوداود والمعروف الضحاك بن عثمان . قلت . فرق البخاري وابوحاتم بين عثمان بن الضحاك غير منسوب روى عن محمد بن يوسف بن عبدالله بن سلام وعنه ابومودود وبين عثمان بن الضحاك بن عثمان الحزامي ولم يذكر ابن حبان في الثقات الا الذي لم ينسب واما الحزامي فهو الذي ذكره الآجري عن ابي داود.

(٢٦٧) م د ـ عثمان بن طلحة بن ابي طلحة عبدالله بن عبد العزى بن عثمان ابن عبدالدار بن قصي العبدري الحجبي اسلم في الهدنة وهاجر مع خالد بن الوليد ثم سكن مكة الى ان مات بها وقيل قتل باجنادين . روى عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم . وعنه ابن عمه شيبة بن عثمان الحجبي وابن عمر وامرأة من بني سليم لها صحبة وعروة بن الزبير. قال مصعب الزبيري دفع النبي صلى الله عليه وآله وسلم مفتاح الكعبة لشيبة بن عثمان وقال خذوها يابني ابي طلحة خالدة تالدة . وقال ابن البرقي مات عثمان بمكة سنة (٤٢) له عند (م) حديث وعند (د) آخر . قلت . و قال الواقدي مات في اول ولاية معاوية وقال العسكري قال قوم استشهد باجنادين وذلك باطل.

(٢٦٨) بخ د ق ـ عثمان بن ابي العاتكة سليمان الازدي ابوحفص الدمشقي القاص . روى عن خالد بن اللجلاج وسليمان بن حبيب وعلي بن يزيد الالهاني وعمرو بن مهاجر الانصاري وعمير بن هانئ العنسي . روى عنه الوليد بن

مسلم

الحمد لله الذي وفقنا ويسر لنا طبع

الجزء الرابع

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه وكرمه آمين

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٥) هجرية

(٧٧٥) س ـ الضحاك بن عبد الرحمن بن ابي حوشب النصري (١) ابو زرعة ويقال ابو بشر الدمشقي. رأى واثلة (٢) وروى عن مكحول وعطاء بن ابي مسلم الخراساني وبلال بن سعد وعبد الله بن ابي زكرياء والقاسم بن مخيمرة وغيرهم. وعنه صدقة بن المنتصر وعيسى بن يونس ومحمد بن شعيب بن شابور قال قال عمر لصهيب مالي ارى عليك خاتم الذهب قال قد رآه من هو خير منك. والوليد ابن مسلم والوليد بن مزيد وقال ابو زرعة الدمشقي عن دحيم ثقة ثبت وقال ابو حاتم هو من اجلة اهل الشام وذكره ابن حبان في الثقات. روى له النسائي حديثا واحدا في خاتم الذهب وقال منكر ●

(٧٧٦) فد ت ق ـ الضحاك بن عبد الرحمن بن عرزب (٣) ويقال عرزم الاشعري ابو عبد الرحمن ويقال ابو زرعة الاردني الطبراني. روى عن ابيه وابي موسى الاشعري وابي هريرة وعبد الرحمن بن غنم الاشعري وعبد الرحمن ابن ابي ليلى. وعنه عبد الله بن علي بن زيد وعيسى بن سنان ومكحول والزبير ابن سليم وعبد الله بن نعيم الاردني وابو طلحة الخولاني والاوزاعي. وقال العجلي تابعي ثقة وذكره ابن حبان في الثقات قال ابو مسهر كان ولي دمشق مرتين وكان عمر بن عبد العزيز مات وهو وال عليها. قلت. وقال خليفة في الطبقات مات سنة خمس ومائة ●

(٧٧٧) م ٤ ـ الضحاك بن عثمان بن عبد الله بن خالد بن حزام الاسدي

(١) (النصري) هنا في التقريب والخلاصة بالنون ١٢ (٢) زاد في هامش الخلاصة يخضب بالحناء ١٢ (٣) في التقريب (عرزب) بفتح المهملة وسكون الراء وفتح الزاي المعجمة ثم موحدة وقد تبدل ميما ١٢ الحزامي

الحزامي (١) ابو عثمان المدني القرشي · يروى عن نافع مولى ابن عمر وسالم ابي النضر وابراهيم بن عبد الله بن حنين وايوب بن موسى وبكير بن عبد الله بن الاشج وزيد بن اسلم وسعيد المقبري وصدقة بن يسار وعبد الله بن دينار وعبد الله وهشام ابنى عروة بن الزبير وعمارة بن عبد الله بن صياد وقطن بن وهب وابي الرجال محمد بن عبد الرحمن الانصاري ومخرمة بن سليمان ويحيى بن سعيد الانصاري وغيرهم · وعنه ابنه عثمان وابن ابنه الضحاك بن عثمان وابن عمه عيسى بن المغيرة بن الضحاك والثوري ووكيع · ابو بكر الحنفي وابن ابي فديك وزيد بن الحباب وابن وهب وابن المبارك ويحيى القطان وابو ضمرة انس بن عياض · قال احمد وابن معين ومصعب الزبيري ثقة وقال ابو داود ثقة وابنه عثمان ضعيف وقال ابو زرعة ليس بقوى وقال ابو حاتم يكتب حديثه ولا يحتج به وهو صدوق وذكره ابن حبان في الثقات وقال محمد بن سعد كان ثبتا · مات بالمدينة سنة ثلاث وخمسين ومائة · قلت · بقية كلامه وكان ثقة كثير الحديث وقال ابن بكير ثقة مدني وقال ابن نمير لا باس به جائز الحديث وقال علي بن المديني الضحاك بن عثمان ثقة وقال ابن عبد البر كان كثير الخطا ليس بحجة ٠

(٧٧٨) تمييز — الضحاك بن عثمان بن الضحاك بن عثمان حفيد الذي قبله · روى عن جده ومالك وموسى بن ابراهيم بن صديق · ومنه ابنه محمد وابراهيم ابن المنذر وقرة بن حبيب · قال احمد بن علي الابار وسألت مصعبا الزبيري عن الضحاك بن عثمان فقال الكبير ثقة والصغير الذي ادركناه ثقة وقال

(١) (الحزامي) في التقريب بكسر اوله والزاي ١٢ ابو الحسن ٢ الازدي

الحمد لله الذى وفقنا و يسر لنا طبع

الجزء التاسع

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه و كرمه آمين

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدر اباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٦) هجرية

وضعفه العقيلي والساجي وقال منكر الحديث يتكلمون فيه وقال ابن عدى لايتابع على حديثه والخطيب وابن عدى وذكره البخاري في الاوسط في فصل من مات من سنة مائتين الى ست عشرة وقال ابن حبان في الثقات لايجوز الاحتجاج به فيما خالف فيه الثقات وقال العجلى كتبت عنه وترك الناس حديثه ويقال انه جعفي (١) *

(٨٧٦) ت - محمد بن يوسف بن عبدالله بن سلام • روى عن ابيه وابي سعيد الخدرى وابن الزبير • وعنه شهر بن حوشب وعثمان بن الضحاك وابن عجلان وعمرو بن يحيى بن عمارة وعبدالملك بن عمير وابوالورد وشعيب بن صفوان • ذكره ابن حبان في الثقات • قلت • وذكر له البخارى حديثا وقال لايتابع عليه ولا يصح *

(٨٧٧) خ م ت س - محمد بن يوسف بن عبدالله بن يزيد الكندى المدني الاعرج • روى عن جده لامه وقيل خاله وقيل عمه السائب بن يزيد وسعيد ابن المسيب وسليمان بن يسار وعطاء بن يسار وعبدالله بن عمرو بن عثمان بن عفان وعبدالله بن الفضل • وعنه ابن جريج ومالك بن انس وابن ابي الزناد واسمعيل بن جعفر وعبدالله بن عمر العمرى وحفص بن غياث وحاتم بن اسمعيل والقطان وغيرهم • قال ابن المديني سمعت يحيى بن سعيد يقول محمد ابن يوسف اثبت من عبدالرحمن بن حميد وعبدالرحمن بن عمار وكان اعرج وكانيا وقال صدقة بن الفضل كان يحيى يثني عليه ويفضله على محمد بن

(١) (محمد) بن يوسف بن ثابت بن قيس • في يوسف بن محمد بن ثابت ١٢ تقريب

ابي

236 تمام فانزل و اقتلہ (ابن ماجہ)

سنن ابن ماجه

بشرح الإمام أبي الحسن الحنفي المعروف بالسندي

المتوفى ١١٣٨ هـ

وبحاشية

تعليقات مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه

للإمام البوصيري المتوفى سنة ٨٤٠ هجرية

المجلد الرابع

حقق أصوله وخرج أحاديثه على الكتب الستة

ورقمه حسب المعجم المفهرس وتحفة الأشراف

الشيخ خليل مأمون شيحا

دار المعرفة

بيروت - لبنان
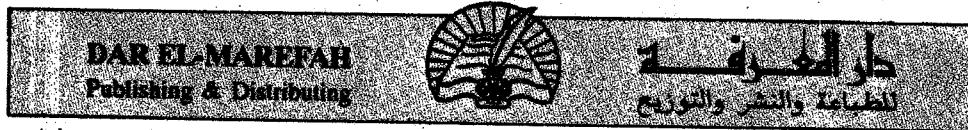
٣٣/٣٣ ـ باب: فتنة الدجال وخروج عيسى ابن مريم وخروج يأجوج ومأجوج

يَوْمٍ، حَتَّى إِذَا كَادُوا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا فَسَنَحْفِرُهُ غَدًا، فَيُعِيدُهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَشَدَّ مَا كَانَ، حَتَّى إِذَا بَلَغَتْ مُدَّتُهُمْ، وَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ حَفَرُوا، حَتَّى إِذَا كَادُوا يَرَوْنَ شُعَاعَ الشَّمْسِ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا، فَسَتَحْفِرُونَهُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ، وَاسْتَثْنُوا، فَيَعُودُونَ إِلَيْهِ، وَهُوَ كَهَيْئَتِهِ حِينَ تَرَكُوهُ، فَيَحْفِرُونَهُ وَيَخْرُجُونَ/ عَلَى الأَرْضِ فَيَنْشِفُونَ الْمَاءَ، وَيَتَحَصَّنُ النَّاسُ مِنْهُمْ فِي حُصُونِهِمْ، فَيَرْمُونَ بِسِهَامِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ، عَلَيْهَا الدَّمُ الَّذِي اجْفَظَّ، فَيَقُولُونَ: قَهَرْنَا أَهْلَ الأَرْضِ، وَعَلَوْنَا أَهْلَ السَّمَاءِ، فَيَبْعَثُ اللَّهُ نَغَفًا فِي أَقْفَائِهِمْ فَيَقْتُلُهُمْ بِهَا». ١/٢٧٦

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ! إِنَّ دَوَابَّ الأَرْضِ لَتَسْمَنُ وَتَشْكَرُ شَكَرًا مِنْ لُحُومِهِمْ».

٤٠٨١/١١ ـ حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، ثنا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، ثنا الْعَوَّامُ بْنُ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنِي جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ، عَنْ مُؤْثِرِ بْنِ عَفَازَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ، لَقِيَ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ عليهم السلام، فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ، فَبَدَأُوا بِإِبْرَاهِيمَ، فَسَأَلُوهُ عَنْهَا، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، ثُمَّ سَأَلُوا مُوسَىٰ، فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مِنْهَا عِلْمٌ، فَرُدَّ الْحَدِيثُ إِلَى عِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ، فَقَالَ: قَدْ عُهِدَ إِلَيَّ فِيمَا دُونَ وَجْبَتِهَا، فَأَمَّا وَجْبَتُهَا فَلاَ يَعْلَمُهَا إِلاَّ اللَّهُ، فَذَكَرَ خُرُوجَ الدَّجَّالِ. قَالَ: فَأَنْزِلُ فَأَقْتُلُهُ، فَيَرْجِعُ النَّاسُ إِلَى بِلاَدِهِمْ، فَيَسْتَقْبِلُهُمْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَلاَ يَمُرُّونَ بِمَاءٍ

٤٠٨١ ـ انفرد به ابن ماجه، تحفة الأشراف (٩٥٩٠).

الراوي بتقدير: هذا الذي أحفظه. قوله: (شكرًا بفتحتين).

٤٠٨١ ـ قوله: (وجبتها) أي: قيامها. (فيجأرون إلى اللَّه) الجؤار رفع الصوت والاستغاثة (ثم

٤٠٨١ ـ هذا إسناد صحيح رجاله ثقات، مؤثر بن عفازة ذكره ابن حبان في الثقات، وباقي رجال الإسناد ثقات.

إِلاَّ شَرِبُوهُ، وَلاَ بِشَيْءٍ إِلاَّ أَفْسَدُوهُ، فَيَجْأَرُونَ إِلَى اللَّهِ، فَأَدْعُو اللَّهَ أَنْ يُمِيتَهُمْ. فَتَنْتُنُ الأَرْضُ مِنْ رِيحِهِمْ، فَيَجْأَرُونَ إِلَى اللَّهِ، فَأَدْعُو اللَّهَ، فَيُرْسِلُ السَّمَاءَ بِالْمَاءِ، فَيَحْمِلُهُمْ فَيُلْقِيهِمْ فِي الْبَحْرِ، ثُمَّ تُنْسَفُ الْجِبَالُ وَتُمَدُّ الأَرْضُ مَدَّ الأَدِيمِ، فَعُهِدَ إِلَيَّ: مَتَى كَانَ ذٰلِكَ، كَانَتِ السَّاعَةُ مِنَ النَّاسِ، كَالْحَامِلِ الَّتِي لاَ يَدْرِي أَهْلُهَا مَتَى تَفْجَؤُهُمْ بِوِلاَدَتِهَا.

قَالَ الْعَوَّامُ: وَوُجِدَ تَصْدِيقُ ذٰلِكَ فِي كِتَابِ اللَّهِ: ﴿حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ﴾[١].

٣٤/٣٤ ـ باب: خروج المهدي

٤٠٨٢/١ ـ حدّثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، **ثنا** مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ، **ثنا** عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ أَقْبَلَ فِتْيَةٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ، فَلَمَّا رَآهُمُ النَّبِيُّ ﷺ، اغْرَوْرَقَتْ عَيْنَاهُ وَتَغَيَّرَ لَوْنُهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: مَا نَزَالُ نَرَى فِي وَجْهِكَ شَيْئًا نَكْرَهُهُ، فَقَالَ: **«إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ اخْتَارَ اللَّهُ لَنَا الآخِرَةَ عَلَى الدُّنْيَا، وَإِنَّ أَهْلَ بَيْتِي سَيَلْقَوْنَ بَعْدِي بَلاَءً وَتَشْرِيدًا وَتَطْرِيدًا، حَتَّى يَأْتِيَ قَوْمٌ**

٤٠٨٢ ـ انفرد به ابن ماجه، تحفة الأشراف (٩٤٦٢).

تنسف) كيضرب أي: يفتتها. وفي الزوائد: هذا إسناده صحيح، رجاله ثقات، ومؤثر بن عفازة ذكره ابن حبان في الثقات، ولم أر من تكلم فيه. وباقي رجال الإسناد ثقات، رواه الحاكم وقال: هذا صحيح الإسناد والله سبحانه أعلم.

باب: خروج المهدي رضي الله عنه

٤٠٨٢ ـ قوله: إذ أقبل فتية) بكسر الفاء أي: جماعة (اغرورقت عيناه) أي: غرقتاه بالدموع، وهو

---

(١) سورة: الأنبياء، الآية: ٩٦.

٤٠٨٢ ـ هذا إسناد فيه يزيد بن أبي زياد الكوفي مختلف فيه.

ضعيف سنن ابن ماجه

للإمام الحافظ أبي عبد الله محمد بن يزيد القزويني

المتوفى سنة (٢٧٥ هـ)

تأليف

محمد ناصر الدين الألباني

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
لصاحبها سعد بن عبد الرحمن الراشد
الرياض

الطبعة الأولى للطبعة الجديدة
١٤١٧هـ - ١٩٩٧م

ⓒ مكتبة المعارف للنشر والتوزيع ، ١٤١٧هـ
فهرسة مكتبة الملك فهد الوطنية أثناء النشر

الالباني ، محمد بن ناصر الدين
ضعيف سنن ابن ماجة للامام الحافظ ابي عبد الله القزويني-الرياض.
٤٤٠ ص، ١٧× ٢٤ سم
ردمك: ٥-٦١-٨٠٤-٩٩٦٠

١-الحديث-الكتب الستة ٢-الحديث- سنن ٣-الحديث الصحيح
أ - العنوان
ديوي ٢٣٥،٦ ١٧/٢١١٤

رقم الايداع: ١٧/٢١١٤
ردمك: ٥-٦١-٨٠٤-٩٩٦٠

مكتبة المعارف للنشر والتوزيع
هاتف: ٤١١٤٥٣٥ - ٤١١٣٣٥٠
فاكس ٤١١٢٩٣٢ - برقيا دفتر
ص.ب: ٣٢٨١ الرياض الرمز البريدي ١١٤٧١
سجل تجاري ٦٢١٣ الرياض

ثُلُثَ مَطَرِها ، وَيَأْمُرُ الأَرضَ فَتحْبِسُ ثُلُثَ نَبَاتِها ، ثُمَّ يَأْمُرُ السَّماءَ في الثَانِيَةِ ، فَتَحْبِسُ ثُلُثَي مَطَرِهَا ، وَيَأْمُرُ الأَرضَ ، فَتَحْبِسُ ثُلُثَي نَبَاتِها ، ثُمَّ يَأْمُرُ اللّٰهُ السَّمَاءَ في السَّنَةِ الثَّالِثَةِ ، فَتَحبِسُ مَطَرَهَا كُلَّهُ فَلا تَقْطُرُ قَطرَةً ، وَيَأْمُرُ الأَرضَ فَتَحْبِسُ نَبَاتَها كُلَّهُ ، فَلا تُنْبِتُ خَضْرَاءَ ، فَلا تَبْقَى ذَاتُ ظِلفٍ [1] إِلَّا هَلَكَتْ ، إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ عزَّ وجلَّ » ، قيلَ : فَما يُعِيشُ النَّاسَ في ذَلِكَ الزَّمَانِ ؟ قَالَ : « التَّهْلِيلُ وَالتَّكبِيرُ والتَّسْبِيحُ وَالتَّحمِيدُ، وَيُجْرَى ذَلِكَ عَلَيهِمْ مُجْرى الطَّعَامِ ».

وقَالَ عَبدُ الرَّحمٰنِ المُحَارِبيُّ : يَنبَغي أَنْ يُدفَعَ هذا الحديثُ إِلى المُؤَدِّبِ ، حتَّى يُعَلِّمَهُ الصِّبيَانَ في الكُتَّابِ .

ضعيف : انظر المصدرين السابقين .

٨١٦ – ٤١٥٥ – عَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ مَسْعُودٍ ؛ قَالَ :

لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ أُسرِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، لَقِيَ إِبرَاهِيمَ وَموسى وَعِيسى – عليهم السلام – فَتَذَاكَرُوا السَّاعَةَ فَبَدَأُوا بِإِبرَاهِيمَ فَسَأَلُوهُ عَنْها ، فَلَمْ يَكُنْ عِندَهُ مِنها عِلمٌ ، ثُمَّ سَأَلُوا مُوسى ، فَلَم يَكُنْ عِندَهُ مِنها عِلمٌ ، فَرَدَّ الحَدِيثَ إِلى عِيسى ابنِ مَريَمَ فَقَالَ : قَدْ عُهِدَ إِليَّ فيما دُونَ وَجْبَتِها فَأَمَّا وَجْبَتُها [2] ، فَلا يَعْلَمُها إِلَّا اللّٰهُ ، فَذَكَرَ خُرُوجَ الدَّجَّالِ قَالَ : فَأَنزِلُ فَأَقْتُلُهُ ، فَيَرجِعُ النَّاسُ

---

(١) « الظِّلف » للبقرة : كالحافر للفرس .

(٢) « وجبتها » : الوجبة : السقطة .

إلى بِلادِهِم فَيستَقبِلُهُمْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِن كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ، فَلا يَمُرُّونَ بِمَاءٍ إِلَّا شَرِبُوهُ ، وَلا بِشَيءٍ إِلَّا أَفْسَدُوهُ فَيُجْأَرُونَ [1] إِلى اللّهِ ، فَأَدْعُو اللّهَ أَنْ يُميتَهم ، فتنتنُ الأَرضُ من ريحهم ، فيجأرونَ إلى اللهِ ؛ فأدعو اللهَ فَيُرسِلُ السَّمَاءَ بالمَاءِ فَيَحمِلُهُمْ فَيُلقِيهِمْ في البَحرِ ، ثُمَّ تُنسَفُ الجِبَالُ ، وتُمَدُّ الأَرضُ مَدَّ الأَديمِ ، فعُهِدَ إِلَيَّ : مَتَى كَانَ ذَلِكَ ، كَانَتْ السَّاعَةُ مِنَ النَّاسِ كَالحَامِلِ الَّتي لا يَدْرِي أَهْلُها مَتَى تَفْجؤُهُمْ بِوِلادَتِها .

قَالَ العَوَّامُ [2] : وَوُجِدَ تَصْدِيقُ ذَلِكَ في كِتَابِ اللّهِ تَعَالى : ﴿ حتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُم مِن كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ ﴾ .

ضعيف : وبعضه في (م) : « الضعيفة » (٤٣١٨) .

٣٤ - باب خروج المهدي

٨١٧ - ٤١٥٦ - عَن عَبدِ اللّهِ ؛ قَالَ :

بَينَما نَحنُ عِندَ رَسُولِ اللّهِ ﷺ إذ أَقبلَ فِتيَةٌ مِن بني هَاشِمٍ ، فَلَمَّا رَآهُمُ النَّبيُّ ﷺ ، اغرورَقَتْ عَيْنَاهُ ، وَتَغَيَّرَ لَونُهُ ، قَالَ : فَقُلتُ : مَا نَزَالُ نَرى في وَجهِكَ شَيئًا نَكرَهُهُ ، فَقَالَ : « إِنَّا أَهْلُ بَيْتٍ اختَارَ اللّهُ لَنا الآخِرَةَ عَلى

---

(١) « فيُجأرون » : الجُؤار : رفع الصوت بالاستغاثة و (يُجأرون) : مبني للمفعول ، والضمير عائد على يأجوج ومأجوج ؛ أي : يجأرهم الناسُ إلى اللهِ .

(٢) هو العوَّام بن حوشب أحد رواةِ الحديث .

الحمد لله الذى وفقنا و يسر لنا طبع

الجزء التاسع

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه و كرمه آمين

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدر اباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٦) هجرية

عبدالله بن قارب الثقفي وقيس بن مسلم الجدلي وابي عون الثقفي وهلال الوزان وابي صادق والقاسم بن عبدالرحمن الشامي . روى عنه وكيع وعبدالله ابن ادريس وطلحة بن يحيى الزرقي وخلاد بن يحيى وابو نعيم . قال احمد وابن معين وابوزرعة ثقة وقال ابو حاتم صالح كان خلاد بن يحيى يغلط في اسم ابيه يقول ثنا محمد بن ايوب وانما هو ابن ابي ايوب . روى له مسلم حديثا واحدا عن يزيد عن جابر في الشفاعة .

محمد مع ب

(٨٦) محمد بن بجيد الانصاري . تقدم نسبه في عبدالرحمن بن بجيد وبيان من سماه عن مالك محمدا واما تسميته عبدالرحمن فانما وقعت في رواية عن مالك .

(٨٧) ع - محمد بن بشار بن عثمان بن داود بن كيسان العبدي ابو بكر الحافظ البصري بندار (١) . روى عن عبدالوهاب الثقفي وغندر وروح بن عبادة وحرمي بن عمارة وابن ابي عدي ومعاذ بن هشام ويحيى القطان وابن مهدي وابي داود الطيالسي ويزيد بن زريع ويزيد بن هارون وجعفر بن عون وبهز ابن اسد وسالم بن نوح وحماد بن مسعدة وسهل بن يوسف وعبدالاعلى بن عبد الاعلى وعمر بن يونس اليمامي ومحمد بن عرعرة ومعاذ بن معاذ وابي عامر العقدي وابي علي الحنفي وعثمان بن عمر بن فارس ومحمد بن بكر البرساني وامية بن خالد وابي عاصم وعبد الملك بن الصباح وعبدالصمد بن عبدالوارث

---

(١) بندار في الاصل من في يده القانون وهو اصل ديوان الخراج وانما قيل له بندار لانه كان بندارا في الحديث جمع حديث بلده ١٢ هامش الخلاصه

وخلق

وخلق كثير. روى عنه الجماعة وروى النسائي عن ابي بكر المروزي وزكرياء السجزي عنه و ابو زرعة وابو حاتم و بقي بن مخلد و عبد الله بن احمد و ابن ناجية وابراهيم الحربي وابن ابي الدنيا و زكرياء الساجي وابو خليفة وابن خزيمة والسراج والقاسم بن زكرياء المطرز ومحمد بن المسيب الارغياني وابن صاعد والبغوي وآخرون. قال ابن خزيمة سمعت بندارا يقول اختلفت الى يحيى بن سعيد القطان اكثر من عشرين سنة. قال بندار ولو عاش يحيى بعد تلك المدة لكنت اسمع منه شيئا كثيرا وقال الآجري عن ابي داود كتبت عن بندار نحوا من خمسين الف حديث وكتبت عن ابي موسى شيئا ولو لا سلامة في بندار ترك حديثه وقال اسحاق بن ابراهيم القزاري كنا عند بندار فقال في حديث عن عائشة قال قالت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فقال له رجل يسخر منه اعيذك بالله ما افصحك فقال كنا اذا خرجنا من عند روح دخلنا الى ابي عبيدة فقال قد بان ذاك عليك وقال عبد الله بن محمد بن سيار سمعت عمرو بن علي يحلف ان بندارا يكذب فيما يروى عن يحيى. قال ابن سيار و بندار وابو موسى ثقتان وابو موسى اصح لانه كان لا يقرأ الا من كتابه و بندار يقرأ من كل كتاب وقال عبد الله بن علي بن المديني سمعت ابي وسألته عن حديث رواه بندار عن ابن مهدي عن ابي بكر بن عياش عن عاصم عن زر عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال تسحروا فان في السحور بركة. فقال هذا كذب وانكره اشد الانكار و قال حدثني ابو داود موقوفا وقال عبد الله بن الدورقي كنا عند ابن معين وجرى ذكر

بندار فرأيت يحيى لا يعبأ به ويستضعفه قال ورأيت القواريري لا يرضاه
وقال كان صاحب حمام . قال الازدي وبندار قد كتب عنه الناس وقبلوه
وليس قول يحيى والقواريري مما يجرحه ومارأيت احدا ذكره الا بخير وصدق
وقال البرقاني سمعت عبد الله بن محمد بن جعفر البوشنجي يقول ثنا محمد بن
اسحاق بن خزيمة ثنا الامام محمد بن بشار بندار وقال العجلي بصرى ثقة كثير
الحديث وكان حائكا وقال ابوحاتم صدوق وقال النسائي صالح لا بأس به
وقال عبد الله بن محمد بن يونس السختياني كان اهل البصرة يقدمون اباموسى
على بندار وكان الغرباء يقدمون بندارا وقال محمد بن المسيب سمعته يقول
كتب عني خمسة قرون وسألوني الحديث وانا ابن ثماني عشرة سنة وقال ايضاً
لما مات بندار جاء رجل الى ابي موسى فقال البشرى مات بندار فقال جئت
تبشرني بموته علي ثلاثون حجة ان حدثت ابدا فبقي بعده تسعين يوماً ولم يحدث
بحديث . قال السراج سمعت اباسيار يقول سمعت بندارا يقول ولدت
في السنة التي مات فيها حماد بن سلمة ومات حماد سنة (٦٧ وقال البخاري
وغير واحد مات في رجب سنة اثنتين وخمسين ومائتين وقال ابن حبان
كان يحفظ حديثه ويقرأه من حفظه . قلت . كذا قال في الثقات وقال ابن
خزيمة في التوحيد ثنا امام اهل زمانه محمد بن بشار وقال البخاري في صحيحه
كتب الي بندار فذكر حديثا مسندا ولولا شدة وثوقه ماحدث عنه بالمكاتبة
مع انه في الطبقة الرابعة من شيوخه الا انه كان مكثرا فيوجد عنده ماليس
عند غيره وقال مسلمة بن قاسم انا عنه ابن المهراني وكان ثقة مشهورا وقال

الدارقطني من الحفاظ الاثبات وقال الذهبي لم يرحل ففاته كبار واقتنع بعلماء البصرة ارجو انه لا بأس به وفي الزهرة روى عنه البخاري مأتي حديث وخمسة احاديث ومسلم اربع مائة وستين ٭

(٨٨) محمد بن بشار المدني ٠ شيخ يمان ٠ روى عن بكر بن الشرود عن مالك ٠ روى عنه جعفر بن برد بن السوسي اورد له الدارقطني في غرائب مالك حديثا وقال انه حديث منكر وجعفر المذكور من شيوخ ابي سعيد بن الاعرابي ما عرفت فيه جرحا ولا في شيخه وذكرته هٰهنا للتمييز ٭

(٨٩) س - محمد بن بشر بن بشير(١) بن معبد الاسلمي الكوفي ولجده بشير صحبة ٠ روى عن ابيه واشعث بن ابي الشعثاء واياس بن سلمة بن الاكوع وعبد العزيز بن عبد الحكيم الحضرمي ومحمد بن عامر وزياد بن علاقة ٠ روى عنه ابن المبارك وطلق بن غنام وابو احمد الزبيري وابو عاصم ٠ ذكره ابن حبان في الثقات ٠ روى له النسائي حديثا واحدا من روايته عن اشعث عن الاسود عن عائشة قالت كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اذا اخذ شيئا اخذه بيمينه الحديث ٠ قال الدارقطني لم يتابع محمد عليه والمحفوظ رواية شعبة وغيره عن اشعث عن ابيه عن مسروق عن عائشة ٭

(٩٠) ع - محمد بن بشر٢ بن الفرافصة بن المختار الحافظ العبدي ابو عبد الله الكوفي ٠ روى عن اسمعيل بن ابي خالد وهشام بن عروة وعبيد الله بن عمر العمري ويزيد بن زياد بن ابي الجعد والاعمش وزكريا بن ابي زائدة والثوري وشعبة وسعيد بن ابي عروبة ومسعر ونافع بن عمر الجمحي وعبد العزيز

(١) بشير بفتح اوله ١٢ تقريب ٢ بشر

الحمد لله الذى وفقنا و يسر لنا طبع

الجزء الحادى عشر

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه و كرمه آمين

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند
بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن
سنة (١٣٢٧) هجرية

(٧١١) ع - يزيد بن هارون بن وادي و يقال زاذان بن ثابت السلمي مولاهم ابو خالد الواسطي احد الاعلام الحفاظ المشاهير قيل اصله من بخارا . روى عن سليمان التيمي وحميد الطويل وعاصم الاحول واسمعيل بن ابي خالد وابي مالك الاشجعي و يحيى بن سعيد الانصاري وحريز بن عثمان وابن عون وداود بن ابي هند وحسين المعلم ومحمد بن اسحاق وسعيد الجريري و سفيان ابن حسين و كهمس بن الحسن ومحمد بن عمرو بن علقمة و مسلم بن سعيد وهمام وورقاء بن عمر وهشام بن حسان وابان العطار وحجاج بن ابي زينب والحمادين والربيع بن مسلم وشعبة والثوري وسليمان بن علي الربعي و سليمان ابن كثير وعبد الخالق بن سلمة وعبد العزيز الماجشون و عبد الملك بن ابي سليمان والعوام بن حوشب وعمر بن محمد العمري وابي غسان محمد بن مطرف وهشام الدستوائي وهشيم وابراهيم بن سعد وخلق . وعنه بقية بن الوليد ومات قبله وادم بن ابي اياس واحمد بن حنبل واسحاق بن راهويه و يحيى ابن معين و علي بن المديني وابنا ابي شيبة و بيان بن عمرو و بندار وابو موسى ومحمد بن سلام وابو خيثمة وعمرو الناقد وابن نمير ومحمد بن حاتم بن ميمون وهارون الحمال ومحمد بن عبادة الواسطي وعباس العنبري و محمد بن عبد الرحيم البزار وعمرو بن علي الفلاس و المفضل بن سهل الاعرج وابو قدامة وابن ابي عمر وعبد بن حميد والحسن بن علي الخلال وعبد الله بن نمير و يحيى بن جعفر و يحيى بن موسى خت و يوسف بن موسى القطان ومطر بن الفضل و يعقوب الدورقي واحمد بن سنان القطان والذهلي ومحمد

ابن

ابن عبيد بن المنادي والحسين بن عيسى البسطامي وابو قلابة الرقاشي
والحسن بن عرفة والحسن بن محمد الزعفراني ومحمد بن عبد الملك
الدقيقي والحارث بن ابي اسامة وابو مسعود الرازي وعباس الدوري ومحمد
ابن احمد بن ابي العوام والحارث بن ابي اسامة واحمد بن عبد الرحمن السقطي
وآخرون . قال ابو طالب عن احمد كان حافظا للحديث صحيح الحديث عن
حجاج بن ارطاة وقال ابن المديني هو من الثقات وقال في موضع آخر
ما رأيت احفظ منه وقال ابن معين ثقة وقال العجلي ثقة ثبت في الحديث
وكان متعبدا حسن الصلوة جدا وكان يصلي الضحى ستة عشر ركعة
غير قليل وكان قد عمي وقال ابو زرعة عن ابي بكر بن ابي شيبة
ما رأيت اتقن حفظا من يزيد . قال ابو زرعة والاتقان اكثر من حفظ
السرد وقال ابو حاتم ثقة امام صدوق لا يسئل عن مثله وقال عمرو بن عون
عن هشيم ما بالبصريين مثل يزيد وقال احمد بن سنان عن عفان اخذ يزيد
عن حماد حفظا وبقي صحاح من الاستواء غير قليل ومدحها وقال ايضا
ما رأيت عالما حافظا احسن صلاة منه يقوم كانه اسطوانة لم يكن يفتر عن صلاة
الليل والنهار وكان هو وهشيم معروفين بطول الصلاة وقال يحيى بن
يحيى كان بالعراق اربعة من الحفاظ فذكره فيهم واشار الى انه احفظهم
من وكيع وقال مؤمل بن اهاب سمعت يزيد يقول ما دلست
قط الا حديثا واحدا عن عون فما بورك لي فيه وقال محمد بن قدامة
الجوهري سمعته يقول احفظ خمسة وعشرين الف اسناد ولا فخر وقال علي بن

شعيب سمعته يقول احفظ اربعة وعشرين الف حديث باسناده ولا فخر
واحفظ للشاميين عشرين الف حديث لا اسأل عنها وقال يحيى بن ابي طالب
كان يقال ان في مجلسه سبعين الف رجل وقال يعقوب بن سفيان عن محمد
ابن فضيل البزار ولد يزيد سنة سبع عشرة ومائة وقال ابن سعد كان ثقة كثير
الحديث ولد سنة ثماني عشرة وكان يقول طلبت العلم وحصين حي وقد نسي
وربما ابتدأ في الجريري بالحديث وكان قد انكر ، مات في خلافة المأمون . قلت .
تتمة كلامه في غرة ربيع الآخر سنة ست ومائتين وفيها ارخه غير واحد
وذكره ابن حبان في الثقات وقال كان من خيار عباد الله تعالى ممن يحفظ
حديثه وكان قد كف في آخر عمره وقال زكريا بن يحيى كنا نسمع ان يزيد
من احسن اصحابنا صلاة واعلمهم بالسنة وذكر ابن ابي خيثمة في تاريخه انه
كاتب ابي شيبة القاضي جد ابي بكر بن ابي شيبة قال وسمعت ابي يعني
اباخيثمة زهير بن حرب يقول كان يعاب على يزيد حين ذهب بصره ربما
اذا سئل عن حديث لا يعرفه فيأمر جاريته فتحفظه من كتابه . قال وسمعت
يحيى بن معين يقول يزيد ليس من اصحاب الحديث لانه لا يميز ولا يبالي عمن
روى وقال الفضل ابن زياد قيل لاحمد يزيد بن هارون له فقه قال نعم
ما كان افطنه واذكاه وافهمه قيل له فابن علية قال كان له فقه لا اعلم اني
لم اخبره خبري يزيد ما كان اجمع امر يزيد صاحب صلاة حافظ متقن
للحديث صوانه وحسن مذهب وقال الزعفراني ما رأيت خيرا من يزيد وقال
زياد بن ايوب ما رأيت له كتابا قط ولا حديثا الا حفظا وقال احمد بن

الطيب

الطيب سمعت يزيد يقول في هارون يعني مستمليه بلغني انك تريدان تدخل علي في حديثي فاجهد جهدك لا ارعى الله تعالى عليك ان رعيت احفظ ثلاثة و عشرين الف حديث و قال الحسن بن عرفة قلت ليزيد بن هارون مافعلت تلك العينان الجميلتان قال ذهب بهما بكاء الاسحار وقال يعقوب بن شيبة ثقة وكان يعد من الآمرين بالمعروف والناهين عن المنكر وقال ابن قانع ثقة مامون •

(٧١٢) م د ت س ق - يزيد بن هرمز المدني ابو عبد الله مولى بني ليث وقيل عفان وقيل آل ابي ذباب وقيل انه يزيد الفارسي والصحيح انه غيره • روى عن ابي هريرة وابن عباس وابان بن عثمان • وعنه الزهري وسعيد المقبري وابو جعفر محمد بن علي وقيس بن سعد والحارث بن ابي ذباب والمختار بن صيفي وغيرهم • قال ابن سعد كان على الموالي يوم الحرة ومات بعد ذلك وكان ثقة ان شاء الله تعالى وقال ابن معين و ابو زرعة ثقة وقال محمد بن اسحاق عن الزهري حدثني يزيد بن هرمز وكان من الثقات وقال ابن ابي حاتم اختلفوا هل هو يزيد الفارسي او غيره فقال ابن مهدي واحمد هو ابن هرمز وانكر يحيى بن سعيد القطان ان يكونا واحدا وسمعت ابي يقول يزيد بن هرمز هذا ليس بيزيد الفارسي هو سواه فاما ابن هرمز فهو والد عبد الله بن يزيد بن هرمز وكان من ابناء الفرس الذين جالسوا ابا هريرة وليس بحديثه بأس و ذكره ابن حبان في الثقات وقال غيره مات في خلافة عمر بن عبد العزيز (١) • قلت • هو قول ابن حبان نفسه و لفظة غيره زيادة لامعنى لها و قال العجلي

(١) وفي التقريب مات يزيد بن هرمز على رأس المائة ١٢ تقريب

حضرت عیسیٰؑ کا حلیہ عروہ بن مسعود

1 میرے خیال میں اگر پہلی روایت کو رد
نہ بھی کیا جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ
نزول والی جب رد ہو گئی تو اصل دلیل
اسی میں ختم ہو جاتی ہے

2 * دیکھیں پہلی روایات میں بھی حلیے
الگ الگ بیان کئے گئے ہیں
اسی طرح بخاری میں بھی حلیے الگ
الگ مذکور ہیں

3 * پہلی روایت کو رد نہ کرنے کی وجہ
آپ دوسری روایت بھی ہے
صفحہ 106 روایت 278 (172)

یا پورے بھی رجال دیکھے جائیں
زہیر بن حرب
حجین بن المثنی
عبد العزیز (وھو ابن ابی سلمة)
عبد اللہ بن الفضل
ابی سلمة بن عبد الرحمن
عن ابی ہریرة رضہ

* اسی طرح الطبقات الکبری 167/1
215/1
دیکھے رجال بھی میرے پاس صفحہ 182 ←
دیکھے رجال والی مسلم صفحہ 106 والے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ (الآیہ)

جس نے رسول کا حکم مانا تو بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا

(ترجمہ کنز الایمان)

مشکوٰۃ شریف

(عربی، اردو)

جلد سوم

تصنیف

امام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب رحمہ اللہ تعالیٰ (متوفی ۷۴۲ھ)

ترجمہ

فاضل شہیر مولانا عبد الحکیم خاں اختر شاہجہانپوری

(مترجم بخاری شریف، ابو داؤد شریف، ابن ماجہ شریف)

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار، لاہور ۲

۵۲۸۱ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ الْخَلْقِ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی مگر بدترین لوگوں پر۔ (مسلم)

۵۲۸۲ وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَضْطَرِبَ اَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ ذِی الْخَلَصَةِ وَذُو الْخَلَصَةِ طَاغِيَةُ دَوْسٍ الَّتِیْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ فِی الْجَاهِلِيَّةِ۔ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اُس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک قبیلہ دوس کی عورتوں کے سُرین ذوالخلصہ کے گرد نہ ہلیں۔ ذوالخلصہ قبیلہ دوس کا بُت تھا جس کو دَورِ جاہلیت میں وہ لوگ پوجتے تھے۔ (متفق علیہ)

۵۲۸۳ وَعَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَذْهَبُ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ حَتّٰی يُعْبَدَ اللَّاتُ وَالْعُزّٰی فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُ لَاَظُنُّ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ اَنَّ ذٰلِكَ تَامًّا قَالَ اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ مِنْ ذٰلِكَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ رِيْحًا طَيِّبَةً فَتَوَفّٰی كُلَّ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَيَبْقٰی مَنْ لَّا خَيْرَ فِيْهِ فَيَرْجِعُوْنَ اِلٰی دِيْنِ اٰبَائِهِمْ۔ (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: رات اور دن کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا یہاں تک کہ لات وعزیٰ کی پھر پرستش ہونے لگے۔ میں عرض گزار ہوئی کہ یا رسول اللہ! میں تو سمجھتی تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی: وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور برحق دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرک اُسے ناپسند کریں (۹:۳۳) کہ یہ غلبہ پوری طرح ہوگا۔ فرمایا کہ اس میں سے ہوگا جتنا اللہ چاہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جس سے وہ تمام مر جائیں گے جن کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اور وہی باقی رہ جائیں گے جن میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی۔ پس اپنے آباؤ اجداد کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔ (مسلم)

۵۲۸۴ وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَمْكُثُ اَرْبَعِيْنَ لَا اَدْرِیْ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ عَامًا فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَی ابْنَ مَرْيَمَ كَاَنَّهٗ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَيَطْلُبُهٗ فَيُهْلِكُهٗ ثُمَّ يَمْكُثُ فِی النَّاسِ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّامِ فَلَا يَبْقٰی عَلٰی وَجْهِ الْاَرْضِ اَحَدٌ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ اَوْ اِيْمَانٍ اِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰی لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ دَخَلَ فِیْ كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتّٰی تَقْبِضَهٗ قَالَ فَيَبْقٰی

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دجّال نکلے گا تو زمین میں چالیس رہے گا۔ مجھے معلوم نہیں چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا سال۔ پس اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا گویا وہ عروہ بن مسعود جیسے ہیں۔ وہ تلاش کر کے اُسے ہلاک کر دیں گے۔ پھر وہ لوگوں میں سات سال رہیں گے۔ کسی دو کے درمیان عداوت نہیں ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا تو روئے زمین پر کوئی ایک بھی ایسا باقی نہیں رہے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی بھلائی یا ایمان ہو مگر وہ فوت ہو جائے گا، یہاں تک کہ تم میں سے کوئی پہاڑ کے کسی پتھر کے اندر بھی داخل ہوا تو وہاں بھی داخل ہو کر روح قبض کر لے گی۔ پس بدترین لوگ باقی رہ جائیں گے جو پرندوں کی خفیف اور درندوں

شرار الناس في خفة الطير واحلام السباع لا يعرفون معروفا ولا ينكرون منكرا فيتمثل لهم الشيطن فيقول الا تستحيون فيقولون فما تامرنا فيامرهم بعبادة الاوثان وهم في ذلك دار رزقهم حسن عيشهم ثم ينفخ في الصور فلا يسمعه احد الا اصغى ليتا و رفع ليتا قال واول من يسمعه رجل يلوط حوض ابله فيصعق ويصعق الناس ثم يرسل الله مطرا كانه الطل فينبت منه اجساد الناس ثم ينفخ فيه اخرى فاذا هم قيام ينظرون ثم يقال يايها الناس هلم الى ربكم وقفوهم انهم مسئولون فيقال اخرجوا بعث النار فيقال من كم كم فيقال من كل الف تسع مائة وتسعين قال فذلك يوم يجعل الولدان شيبا وذلك يوم يكشف عن ساق۔ (رواه مسلم و ذكر حديث معاوية لا تنقطع الهجرة في باب التوبة)

کی طرح خونخوار بن جائیں گے۔ وہ نیکی کو جانیں گے اور نہ کسی بُرے کام کو ناپسند کریں گے۔ پس شیطان اُن کے پاس انسانی شکل میں آکر کہے گا: کیا تمہیں حیا نہیں آتی؟ وہ کہیں گے کہ آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ پس وہ انہیں بتوں کو پوجنے کا حکم دے گا۔ وہ اسی حالت میں رہیں گے کہ روزی کی بہتات اور گزر بسر آرام سے ہو رہی ہوگی۔ پھر صور پھونکا جائے گا جو بھی اُسے سنے گا تو کبھی گردن جھکائے گا کبھی اُٹھائے گا۔ سب سے پہلے جو آدمی سنے گا وہ اپنے اونٹوں کے حوض کو لیپ رہا ہوگا تو بے ہوش ہو جائے گا۔ دوسرے لوگ بھی بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ شبنم جیسی بارش بھیجے گا جس سے لوگوں کے جسم اُگیں گے۔ پھر دوبارہ پھونکا جائے گا تو لوگ کھڑے ہو کر دیکھیں گے۔ پھر کہا جائے گا: اے لوگو! اپنے رب کی طرف چلو۔ انہیں ٹھہراؤ، یہ پوچھے جائیں گے۔ فرمایا جائے گا کہ جہنمیوں کے جتھے کو نکالو۔ عرض کی جائے گی کہ کتنے میں سے کتنے؟ فرمایا جائے گا کہ ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے۔ راوی کا بیان ہے کہ اُس وقت بچے بھی بوڑھے ہو جائیں گے۔ اور پنڈلی کھل جائے گی (مسلم) اور لا تنقطع الهجرة والی حدیثِ معاویہ پیچھے باب التوبہ میں مذکور ہو چکی۔

دوسری فصل

وهذا الباب خال عن الفصل الثاني۔

یہ باب دوسری فصل سے خالی ہے۔

تیسری فصل

وهذا الباب خال عن الفصل الثالث۔

یہ باب تیسری فصل سے خالی ہے۔

باب النفخ في الصور

صور پھونکے جانے کا بیان

پہلی فصل

۵۲۸۵۔ عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين النفختين

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں دفعہ صور پھونکے کے درمیان

امام مسلم بن الحجاج ؒ نے کئی لاکھ احادیث نبوی ؐ سے انتخاب فرما کر
مستند اور صحیح احادیث جمع فرمائی ہیں۔

ترجمہ:
علامہ وحید الزماں
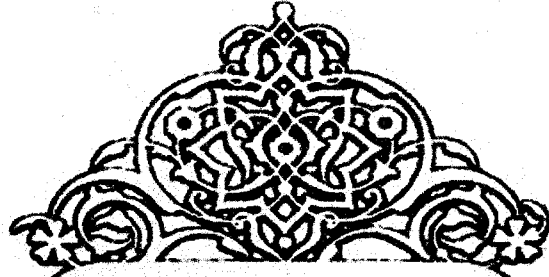
نام کتاب

صحیح مسلم شریف

مع مختصر شرح نووی ترجمہ

تالیف: امام مسلم بن الحجاج رحمہ اللہ

ترجمہ: علامہ وحید الزمان

جلد: اوّل

تاریخ اشاعت: اگست ۲۰۰۴ء

أَصَابَ اللّٰهُ بِكَ أُمَّتُكَ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسُونَ صَلَاةً)) ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّتَهَا إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ.

تم نے خدا تمہیں ٹھیک راستے پر لایا اور تمہاری امت بھی تمہارے راستے پر چلے گی پھر میرے اوپر پچاس نمازیں فرض ہوئیں ہر روز پھر بیان کیا سارا قصہ اخیر تک۔

٤١٧- عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ فِيهِ ((فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِّ الْبَطْنِ فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ ثُمَّ مُلِئَ حِكْمَةً وَإِيمَانًا)).

۴۱۷- مالک بن صعصعہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہی حدیث جو اوپر گزری اتنا زیادہ ہے کہ میرے پاس ایک طشت لایا گیا سونے کا جو بھرا ہوا تھا حکمت اور ایمان سے پھر چیرا گیا سینے سے لے کر پیٹ کے نیچے تک اور دھویا گیا زمزم کے پانی سے اور بھرا گیا حکمت اور ایمان سے۔

٤١٨- عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ يَقُولُ حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُسْرِيَ بِهِ فَقَالَ ((مُوسَى آدَمُ طُوَالٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ)) وَقَالَ ((عِيسَى جَعْدٌ مَرْبُوعٌ)) وَذَكَرَ مَالِكًا خَازِنَ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ.

۴۱۸- قتادہ سے روایت ہے میں نے ابوعالیہ سے سنا وہ کہتے تھے مجھے حدیث بیان کی تمہارے پیغمبر ﷺ کے چچازاد بھائی نے یعنی عبداللہ بن عباسؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ذکر کیا معراج کا تو فرمایا موسیٰ گندمی رنگ کے ایک لمبے آدمی تھے گویا شنوہ (ایک قبیلہ ہے عرب میں) کے آدمی اور عیسیٰؑ کو گھونگر بال والے میانہ قد کے اور بیان کیا مالک کا جو داروغہ جہنم کا اور ذکر کیا دجال کا۔

٤١٩- عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السَّلَام رَجُلٌ آدَمُ طُوَالٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ

۴۱۹- قتادہ سے روایت ہے اس نے سنا ابوالعالیہ سے انھوں نے کہا حدیث بیان کی ہم سے تمہارے نبیؐ کے چچا کے بیٹے ابن عباسؓ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوا میں موسیٰ بن عمران پر گزرا وہ ایک گندمی رنگ کے لمبے آدمی تھے گھونگر بال والے جیسے شنوہ کے آدمی ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا

لله دونوں دریا نکلے ہوں پھر چلے گئے جہاں تک کہ اللہ نے چاہا اور زمین پر نمودار ہوئے ہوں اور یہ امر نہ خلاف شرع ہے نہ خلاف عقل ہے اور ظاہر حدیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے تو اسی کی طرف جانا چاہیے۔

(۴۱۹) ☆ سبط کے معنی سیدھے اور صاف جس میں خمیدگی نہ ہو اور اوپر کی روایت میں ہے کہ ان کے بال گھونگر تھے تو جواب اس کا یہ ہے کہ گھونگر دو قسم کے ہیں ایک تو سخت گھونگر جیسے حبشی لوگوں کے بال ہوتے ہیں اس کو عربی میں قطط بولتے ہیں اور ایک ہلکے گھونگر جو سیدھے اور صاف ہوتے ہیں اور صرف کناروں سے ذرا خمیدہ ایسے بالوں کو سبط کہتے ہیں اور بعضوں نے کہا کہ پہلی حدیث میں جعد کے لفظ سے گھونگر بال مراد نہیں ہیں بلکہ جعودت جسم سے مشتق ہے یعنی بدن کا گٹھا اور سخت اور ٹھوس ہونا اور دلیل اس کی یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کی صفت میں ایک روایت میں جعد کا لفظ آیا ہے حالانکہ دوسری روایت میں ہے کہ ان کے بال سیدھے صاف تھے یہ استشہاد ہے آیہ کریمہ فلا تكن في مرية من لقائه سے جس کی تفسیر قتادہ نے یہی کی ہے کہ رسول اللہؐ حضرت موسیٰ سے بے شک ملے ہیں اور یہی اختیار کیا ہے ایک جماعت نے لله

وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوعَ الْخَلْقِ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ سَبِطَ الرَّأْسِ)) وَأُرِيَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللَّهُ إِيَّاهُ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ قَالَ كَانَ قَتَادَةُ يُفَسِّرُهَا أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ لَقِيَ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام.

عیسیٰ بن مریم کو وہ میانہ قد تھے اور رنگ ان کا سرخ اور سفید تھا اور بال ان کے سبط چھٹے ہوئے تھے اور دکھلائے گئے آپ کو مالک جہنم کے داروغہ اور دجال ان نشانیوں میں جو اللہ نے دکھلائیں تو مت شک کر آپ کی ملاقات میں موسیٰ سے۔ راوی نے کہا کہ قتادہ اس آیت کی یہی تفسیر کرتے ہیں کہ نبیؐ نے موسیٰ سے ملاقات کی۔

٤٢٠ - عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ ((أَيُّ وَادٍ هَذَا)) فَقَالُوا هَذَا وَادِي الْأَزْرَقِ قَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام هَابِطًا مِنَ الثَّنِيَّةِ وَلَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللَّهِ بِالتَّلْبِيَةِ)) ثُمَّ أَتَى عَلَى ثَنِيَّةِ هَرْشَى فَقَالَ أَيُّ ثَنِيَّةٍ هَذِهِ قَالُوا ثَنِيَّةُ هَرْشَى قَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَام عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ

۴۲۰- عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ وادی ازرق میں گزرے تو پوچھا یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے کہا وادی ازرق آپ نے فرمایا گویا میں موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں وہ اتر رہے ہیں چوٹی سے اور آواز سے لبیک پکار رہے ہیں پھر آپ ہرشا کی چوٹی (ٹیکری) پر آئے (وہ ایک پہاڑ ہے شام اور مدینے کے راستے پر جحفہ کے قریب آپ نے پوچھا یہ کونسی ٹیکری ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ہرشا کی ٹیکری ہے آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں یونسؑ بن متی کو وہ ایک سرخ اونٹنی گھٹی ہوئی پر سوار ہیں اور ایک جبہ پہنے

ﷺ جیسے مجاہد اور کلبی اور سدی وغیرہ نے تو آیت کے معنی ان کے مذہب پر یہ ہونگے کہ شک مت کر تو اپنی ملاقات میں موسیٰ سے اور جمہور علماء کے نزدیک آیت کے یہ معنی ہیں کہ مت شک کر موسیٰ کو کتاب ملنے میں اور یہی مذہب ہے ابن عباسؓ اور مقاتل اور زجاج کا یہ آیت سورۃ السجدہ پارہ ۲۱ میں ہے اور شروع میں اس آیت کا یہ ہے ولقد اتینا موسیٰ الکتاب اخیر تک۔

(۴۲۰) ☆ قاضی عیاضؒ نے کہا اکثر روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہؐ نے ان پیغمبروں کو معراج کی رات دیکھا اور یہ امر تصریح کے ساتھ ابوالعالیہ کی روایت میں ابن عباس سے موجود ہے اور ابن مسیب کی روایت میں ابوہریرہ سے مگر اس میں لبیک کہنے کا ذکر نہیں ہے۔ اب اگر کوئی کہے کہ یہ پیغمبر تو مرگئے اور وہ آخرت میں گئے اب لبیک کیسے کہتے ہیں اور حج کیسے کرتے ہیں وہ تو عمل کرنے کا مقام نہیں تو ہمارے مشائخ اور ہم نے اس کے کئی جواب نکالے ہیں۔ ایک تو یہ کہ پیغمبر شہیدوں کی مثل ہیں بلکہ ان سے بھی افضل ہیں اور شہید زندہ ہیں اپنے پروردگار کے پاس تو کیا بعید ہے کہ وہ حج کریں یا نماز پڑھیں جیسے دوسری حدیث میں وارد ہے اور جہاں تک ان سے ہو سکے خدا سے اور نزدیکی حاصل کریں اور گو وہ مرگئے پر ابھی تک دنیا ہی میں ہیں جو عمل کا مقام ہے البتہ جب قیامت ہو جائے گی اور دنیا کی میعاد ختم ہو جائے گی اس وقت عمل ختم ہو جائے گا۔ دوسرے یہ کہ آخرت کا عمل ذکر اور دعا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دعوٰهم فيها سبحانك اللهم وتحيتهم فيها السلام. تیسرے یہ کہ شاید یہ خواب ہو کسی اور رات میں سوا معراج کی رات کے جیسے ابن عمر کی روایت میں ہے میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے تئیں دیکھا کعبے کا طواف کرتے ہوئے اور بیان کیا قصہ عیسیٰ علیہ السلام کا۔ چوتھی یہ کہ رسول اللہؐ کو ان پیغمبروں کی زندگی کا حال دکھلایا گیا بطور تمثیل کے کہ ان کا حج کیسا تھا اور لبیک کیونکر تھی اس لیے کہ خود آپ نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰ کو اور گویا میں دیکھ رہا ہوں عیسیٰ کو اور گویا میں دیکھ رہا تھا

جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ وَهُوَ يُلَبِّي)) قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ هُشَيْمٌ يَعْنِي لِيفًا.

ہیں بالوں کا ان کی اونٹنی کی نکیل خلبہ کی ہے اور وہ لبیک کہہ رہے ہیں۔ ابن حنبلؒ نے اپنی حدیث میں بیان کیا ہے کہ ہشیم نے کہا خلبہ سے مراد لیف ہے (یعنی کھجور کے درخت کی چھال)۔

۴۲۱- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ أَيُّ وَادٍ هَذَا فَقَالُوا وَادِي الْأَزْرَقِ فَقَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهِ وَشَعْرِهِ شَيْئًا لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوُدُ وَاضِعًا إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ لَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللَّهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًّا بِهَذَا الْوَادِي قَالَ ثُمَّ سِرْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ أَيُّ ثَنِيَّةٍ هَذِهِ)) قَالُوا هَرْشَى أَوْ لِفْتٌ فَقَالَ ((كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةُ صُوفٍ خِطَامُ نَاقَتِهِ لِيفٌ خُلْبَةٌ مَارًّا بِهَذَا الْوَادِي مُلَبِّيًا)).

۴۲۱- عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے مکہ اور مدینہ کے بیچ میں ایک وادی پر گزرے آپ نے پوچھا یہ کون سی وادی ہے؟ لوگوں نے کہا وادی ازرق آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں موسیٰؑ کو پھر بیان کیا ان کا رنگ اور بالوں کا حال جو یاد نہ رہا داؤد بن ابی ہند کو (جو راوی ہے اس حدیث کا) اور انگلیاں اپنے کانوں میں رکھی ہیں اور خدا کو پکار رہے ہیں آواز سے لبیک کہہ کر اس وادی میں سے جا رہے ہیں۔ عبداللہ نے کہا پھر ہم چلے یہاں تک کہ ایک ٹیکری پر آئے آپ نے فرمایا یہ کون سی ٹیکری ہے؟ لوگوں نے کہا ہرشا کا یا لفت کا۔ آپ نے فرمایا گویا میں دیکھ رہا ہوں یونسؑ کو ایک سرخ اونٹنی پر ایک جبہ صوف کا پہنے ہوئے اور ان کی اونٹنی کی نکیل کھجور کے چھال کی ہے اس وادی میں لبیک کہتے ہوئے جا رہے ہیں۔

۴۲۲- عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ قَالَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلَكِنَّهُ قَالَ ((أَمَّا إِبْرَاهِيمُ فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوسَى فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي الْوَادِي يُلَبِّي)).

۴۲۲- مجاہد سے روایت ہے ہم عبداللہ بن عباسؓ کے پاس بیٹھے تھے لوگوں نے ذکر کیا دجال کا اور کہا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں کافر کا لفظ لکھا ہو گا ابن عباسؓ نے کہا یہ تو میں نے نہیں سنا لیکن آپ نے فرمایا ابراہیم تو ایسے ہیں جیسے تم اپنے صاحب کو دیکھتے ہو (یعنی میری مشابہ ہیں صورت میں) اور موسیٰ ایک شخص ہیں گندم رنگ گھونگر والے یا گٹھے ہوئے بدن کے سرخ اونٹ پر سوار ہیں جس کی نکیل کھجور کی چھال کی ہے گویا میں ان کو دیکھ رہا ہوں جب اترتے ہیں وادی میں تو لبیک کہتے ہیں۔

۴۲۳- عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ

۴۲۳- جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے

ﷺ ہوں یونسؑ کو۔ پانچواں یہ کہ آپ نے بیان کیا اس بات کو جو وحی کی گئی آپ کی طرف ان پیغمبروں کی کیفیت اور حالت سے اگرچہ آپ نے اپنی آنکھ سے ان کو نہ دیکھا ہو۔ تمام ہوا کلام قاضی عیاضؒ کا۔ (نووی)

((عُرِضَ عَلَيَّ الْأَنْبِيَاءُ فَإِذَا مُوسَى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَام فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دَحْيَةُ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ ((دَحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ)).

سامنے لائے گئے پیغمبرؑ تو موسیٰ تو بیچ کے آدمی تھے (یعنی نہ بہت موٹے نہ بہت دبلے گول بدن کے تھے یا ہلکے بدن کے کم گوشت) جیسے شنوہ (ایک قبیلہ ہے) کے لوگ ہوتے ہیں اور میں نے دیکھا عیسیٰ بن مریمؑ کو' میں سب سے زیادہ ان کے مشابہ عروہ بن مسعودؓ کو پاتا ہوں اور میں نے دیکھا ابراہیم کو سب سے زیادہ ان کے مشابہ تمہارے صاحب ہیں (آپ نے اپنے تئیں فرمایا) اور میں نے دیکھا جبرئیل کو (آدمی کی صورت میں) سب سے زیادہ مشابہ ان کے دحیہ ہیں اور ابن رمح کی روایت میں ہے دحیہ بن خلیفہ۔

٤٢٤ - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((حِينَ أُسْرِيَ بِي لَقِيتُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَام فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَجُلٌ حَسِبْتُهُ قَالَ مُضْطَرِبٌ رَجِلُ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ قَالَ وَلَقِيتُ عِيسَى فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ)) يَعْنِي حَمَّامًا قَالَ وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ قَالَ فَأُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الْآخَرِ خَمْرٌ فَقِيلَ

۴۲۴- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب آپ کو معراج ہوا کہ میں موسیٰ سے ملا پھر آپ نے ان کی صورت بیان کی میں خیال کرتا ہوں آپ نے یوں فرمایا (یہ شک ہے) راوی کو وہ لمبے کم گوشت اور سیاہ بال والے تھے جیسے شنوہ کے لوگ ہوتے ہیں اور فرمایا کہ میں عیسیٰؑ سے ملا پھر آپ نے ان کی صورت بیان کی وہ میانہ قامت تھے سرخ رنگ جیسے ابھی کوئی حمام سے نکلا (یعنی ایسے تروتازہ اور خوش رنگ تھے) اور آپ نے فرمایا میں ابراہیمؑ سے ملا تو میں ان کی اولاد میں سب سے زیادہ ان سے مشابہ ہوں آپ نے فرمایا پھر میرے پاس دو برتن لائے گئے ایک میں دودھ تھا اور ایک میں شراب اور مجھ سے کہا گیا جس کو چاہو پسند

(۴۲۴) ☆ ایک روایت میں موسیٰؑ کی نسبت ضرب کا لفظ آیا ہے یعنی پر گوشت اور دوسری روایت میں مضطرب کا یعنی کم گوشت تو دونوں میں تعارض ہوا۔ قاضی عیاض نے کہا کہ مضطرب کی روایت میں راوی کو شک ہے تو صحیح وہی ضرب کی روایت ہے اور نووی نے کہا تعارض نہیں اس لیے کہ ضرب کے معنی لغت میں ہلکے کم گوشت کے بھی آئے ہیں۔ ایسے ہی ابن سکیت اور صاحب مجمل اور زبیدی اور جوہری نے کہا ہے اور عیسیٰؑ کی نسبت اس روایت میں ہے کہ ان کا رنگ سرخ تھا اور ابن عمر کی روایت میں ہے کہ گندم گوں تھے اور بخاریؒ نے ابن عمر سے نقل کیا کہ انھوں نے سرخ رنگ کا انکار کیا بلکہ قسم کھائی کہ رسول اللہؐ نے حضرت عیسیٰؑ کو سرخ رنگ نہیں فرمایا اور یہ راوی کا شبہ ہے تو شاید احمر کے لفظ سے آدمی (گندم گوں) مراد ہو اور گندمی صرف نہ ہو بلکہ گندمی اور سرخ کے بیچ میں ہو اور جو حدیث میں ہے جیسے حمام سے ابھی کوئی نکلا تو دیماس کے لفظ کا ترجمہ ہے اور دیماس دمس سے مشتق ہے جس کے معنی خاک میں چھپانا اور یہاں یا حمام مراد ہے یا غار اور تہ خانہ اور مطلب یہ ہے کہ ان کا رنگ روپ ایسا تھا جیسے ابھی کسی چیز کو اندر سے نکالیں جس پر دھوپ نہ پڑی اور گرد و غبار نہ لگا ہو اور گمراہ ہو گی ☜

لِي خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ فَقَالَ هُدِيتَ الْفِطْرَةَ أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ.

کر لو میں نے دودھ کا برتن لے لیا اور دودھ پیا اس نے کہا (یعنی اس فرشتے سے جو یہ دونوں برتن لے کر آیا تھا) تم کو راہ ملی فطرت کی یا تم پہنچ گئے فطرت کو (اس کی تفسیر اوپر گزر چکی ہے) اور جو تم شراب کو اختیار کرتے تو تمہاری امت گمراہ ہو جاتی۔

بَابُ ذِكْرِ الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ وَالْمَسِيحِ الدَّجَّالِ

باب: مسیح بن مریم اور مسیح دجال کا ذکر

۴۲۵- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((أَرَانِي لَيْلَةً عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ

۴۲۵- عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ کو ایک رات دکھلائی دیا کہ میں کعبے کے پاس ہوں میں نے ایک آدمی کو دیکھا گیہوں رنگ جیسے کہ تم نے بہت اچھی گیہوں رنگ کے آدمی دیکھے ہوں اس کے کندھوں تک بال ہیں جیسے تو نے بہت اچھے کندھوں تک کے بال دیکھے ہوں اور بالوں میں کنگھی کی ہے ان میں سے پانی ٹپک رہا (یعنی ان میں تری اور تازگی ایسی ہے

ف یعنی ساری امت جیسے یہود و نصاریٰ سب کے سب گمراہ ہو گئے۔ اب نصاریٰ کا یہ حال ہے کہ ان میں بہت فرقے ہیں پر جو فرقہ سب میں اچھا خیال کیا جاتا ہے یعنی پروٹسٹنٹ وہ بھی حماقت میں گرفتار ہے اور دین کی پہلی اصل یعنی توحید ہی کو نہیں سمجھا مسلمانوں میں اگرچہ بہت گمراہ فرقے ہیں اور ہزاروں لاکھوں ان میں نصاریٰ کی طرح یہی توحید پر قائم نہیں شرک میں گرفتار ہیں پر ایک فرقہ ان کا توحید اور اتباع سنت میں نہایت مضبوط ہے اور وہ ہمیشہ قائم ہے حق پر اگرچہ دین کے دشمن اس فرقہ کے بھی دشمن ہیں پر خدا ان کا مددگار ہے۔

(۴۲۵) ☆ قاضی عیاضؒ نے کہا اگر یہ قصہ بیداری کا ہے تو کوئی بھی اشکال نہیں اس لیے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ اور سلامت ہیں پھر طواف کرنے میں کیا استبعاد ہے اور اگر یہ خواب کا قصہ ہے جیسے ابن عمر کی دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے تو اس میں وہی تاویلات ہیں جو اوپر گزریں اور ظاہر یہی ہے کہ یہ خواب کا قصہ ہے اس لیے کہ اس میں دجال کا طواف کرنا بھی مذکور ہے حالانکہ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ دجال مکے اور مدینے نہیں جائے گا اور مالک کی روایت میں دجال کے طواف کا ذکر نہیں اور شاید کہ حرمت مکہ اور مدینہ کی دجال کی اس زمانے کے ساتھ خاص ہو جب وہ فساد کرے گا اور مسیح حضرت عیسیٰ کو بھی کہتے ہیں اور دجال کو بھی لیکن حضرت عیسیٰ کو مسیح کہنے کی وجہ میں علماء کے اختلاف ہیں واحدی نے کہا ابو عبید اور لیث نے کہا کہ مسیح کی اصل عبرانی زبان میں مسیحا ہے پھر عربوں نے اس کو بدل کر مسیح کر لیا جیسے موسیٰ کہ اصل اس کی عبرانی زبان میں موشی یا میشا ہے اس صورت میں یہ لفظ مشتق نہ ہو گا لیکن جمہور کے نزدیک مشتق ہے ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ان کو مسیح اس لیے کہتے تھے کہ جب وہ کسی بیمار پر مسح کرتے یعنی ہاتھ پھیرتے تو وہ تندرست ہو جاتا اور ابراہیم اور ابن اعرابی نے کہا مسیح کہتے ہیں صدیق کو اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ ان کے تلوے دونوں پاؤں کے صاف اور برابر تھے بیچ میں گہرا نہ تھا اور بعضوں نے کہا اس لیے کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ سے تیل لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے اور بعضوں نے کہا کہ اس لیے کہ برکت ان پر پھیری گئی تھی جب وہ پیدا ہوئے تھے اور بعضوں نے کہا کہ اس لیے کہ اللہ نے ان پر ہاتھ پھیرا تھا یعنی خوبصورت پیدا کیا تھا اور اس کے سوا اور وجہیں بھی بیان کیں ہیں اور ف

أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ هَذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقِيلَ هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ))۔

جیسے ان بالوں میں ہوتی ہے جو پانی بھرے ہوں یا در حقیقت ان میں سے پانی ٹپکتا ہے) اور تکیہ دیئے ہے دو آدمیوں پر یا دو آدمیوں کے کندھوں پر اور طواف کر رہا ہے کعبہ کا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح ہیں بیٹے مریم کے پھر میں نے ایک شخص کو دیکھا گھونگر بال والا بہت گھونگر داہنی آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے (خدا اس کے شر سے ہر مسلمان کو بچائے)۔

٤٢٦- عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَقَالَ ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا إِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قَالَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَانِي اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا تَرَى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلًا جَعْدًا قَطَطًا أَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنَى كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ))۔

۴۲۶- عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک دن لوگوں کے بیچ میں مسیح دجال کا ذکر کیا تو فرمایا اللہ جل جلالہ کانا نہیں ہے اور مسیح دجال کانا ہے داہنی آنکھ کا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور (پس یہی ایک کھلی نشانی ہے اس بات کی کہ وہ مردود جھوٹا ہے خدائی کے دعویٰ میں) آپ نے فرمایا ایک رات خواب میں میں نے اپنے آپ کو کعبے کے پاس دیکھا ایک شخص گیہوں رنگ جیسے بہت اچھا کوئی گیہوں رنگ کا آدمی اس کے پٹھے مونڈھوں تک تھے اور بالوں میں کنگھی کی ہوئی تھی سر میں سے پانی ٹپک رہا تھا اور اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے مونڈھوں پر رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا خانہ کعبہ کا میں نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مسیح ہیں مریم کے بیٹے علیہما السلام اور ان کے پیچھے میں نے اور ایک شخص کو دیکھا جو سخت گھونگر بال والا داہنی آنکھ کا کانا تھا میں نے جو لوگ دیکھے ہیں ان سب میں ابن قطن اس سے زیادہ مشابہ ہے وہ بھی اپنے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے مونڈھوں پر رکھے ہوئے طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے۔

ﷺ دجال کو اس لیے مسیح کہتے ہیں کہ اس کی آنکھیں مٹی گئی ہیں یا اس لیے کہ وہ کانا ہے اور کانے کو بھی مسیح کہتے ہیں یا اس لیے کہ وہ ساری زمین پر پھرے گا اپنے نکلنے کے وقت میں۔ (نوویؒ)

(۴۲۶) ﷺ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی تو آنکھیں صحیح اور سالم ہیں ہر طرح کے عیب اور نقص سے اور وہ پاک ہے ہر طرح کے خلل اور نقصان سے۔

٤٢٧- عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((رَأَيْتُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ رَجُلًا آدَمَ سَبِطَ الرَّأْسِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى رَجُلَيْنِ يَسْكُبُ رَأْسُهُ أَوْ يَقْطُرُ رَأْسُهُ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ أَوْ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ لَا نَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَ وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلًا أَحْمَرَ جَعْدَ الرَّأْسِ أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى أَشْبَهُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ ابْنُ قَطَنٍ فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا فَقَالُوا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ)).

۴۲۷- عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے کعبہ کے پاس ایک شخص کو دیکھا جو گندم رنگ کا تھا اس کے بال لٹکے ہوئے تھے دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے مونڈھوں پر رکھے تھا اور اس کے سر میں سے پانی بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ عیسیٰ ہیں مریم کے بیٹے یا یوں کہا مسیح ہیں مریم کے بیٹے معلوم نہیں کون سا لفظ کہا پھر ان کے پیچھے میں نے ایک اور شخص دیکھا سرخ رنگ گھونگر یال بال والا داہنی آنکھ کا کانا سب سے زیادہ مشابہ اس سے قطن کا بیٹا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ انھوں نے کہا یہ مسیح دجال ہے۔

٤٢٨- عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَا اللَّهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ)).

۴۲۸- جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قریش کے لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو میں حطیم میں کھڑا ہوا اور اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے کر دیا بیت المقدس کو میں نے اس کی نشانیاں قریش کو بتلانی شروع کیں اور میں دیکھ رہا تھا اس کو (یعنی بیت المقدس کو)۔

٤٢٩- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبِطُ الشَّعْرِ بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا هَذَا ابْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّأْسِ أَعْوَرُ الْعَيْنِ كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هَذَا قَالُوا الدَّجَّالُ أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ)).

۴۲۹- عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے آپ فرماتے تھے میں سو رہا تھا اتنے میں میں نے اپنے تئیں دیکھا طواف کر رہا ہوں خانہ کعبہ کا اور ایک شخص کو دیکھا جو گندم رنگ تھا اس کے بال چھٹے ہوئے تھے سر سے پانی ٹپک رہا تھا یا بہہ رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ مریم کے بیٹے ہیں پھر میں چلا اور طرف دیکھنے لگا تو ایک شخص کو دیکھا سرخ رنگ موٹا داہنی آنکھ کا کانا گویا اس کی آنکھ پھولا انگور ہے میں نے کہا یہ کون ہے انھوں نے کہا یہ دجال ہے سب لوگوں میں اس سے زیادہ مشابہ ابن قطن ہے۔

٤٣٠- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((لَقَدْ

۴۳۰- ابوہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے اپنے تئیں دیکھا حطیم میں اور قریش مجھ سے میری سیر کا حال

(۴۳۰) ☆ قاضی عیاض نے کہا ان پیغمبروں کی نماز میں جو گفتگو تھی اس کو پورا ہم بیان کر چکے ہیں اور کبھی نماز سے ذکر اور دعا بھی

رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ قَالَ فَرَفَعَهُ اللَّهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ وَإِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام قَائِمٌ يُصَلِّي أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَام قَائِمٌ يُصَلِّي أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هَذَا مَالِكٌ صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ))۔

پوچھ رہے تھے (یعنی معراج کا) تو انھوں نے بیت المقدس کی کئی چیزیں پوچھیں جن کو میں بیان نہ کر سکا مجھے بڑا رنج ہوا ایسا رنج کبھی نہیں ہوا تھا پھر اللہ نے بیت المقدس کو اٹھا کر میرے سامنے کر دیا میں اس کو دیکھنے لگا اب جو بات وہ پوچھتے تھے میں بتا دیتا تھا اور میں نے اپنے تئیں پیغمبروں کی جماعت میں پایا دیکھا تو موسیٰ کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں وہ ایک شخص ہیں میانہ تن و توش کے اور گٹھے ہوئے جسم کے جیسے شنوءہ کے لوگ ہوتے ہیں اور دیکھا عیسیٰ بن مریم کو وہ بھی کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ ان کے میں عروہ ابن مسعود ثقفیؓ کو پاتا ہوں اور دیکھا تو حضرت ابراہیم کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے ہیں سب سے زیادہ مشابہ ان کے تمہارے صاحب ہیں آپ نے اپنے تئیں فرمایا۔ پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے امامت کی اور سب پیغمبروں نے میرے پیچھے نماز پڑھی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو ایک بولنے والا بولا اے محمدؐ! یہ مالک ہے جہنم کا (داروغہ) اس کو سلام کرو۔ میں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے خود پہلے سلام کیا۔

٤٣١ - عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الْأَرْضِ فَيُقْبَضُ مِنْهَا وَإِلَيْهَا

۴۳۱- عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ کو معراج ہوا تو آپ سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے اور وہ چھٹے آسمان میں ہے زمین سے جو چڑھتا ہے وہ یہیں آن کر ٹھہر جاتا ہے پھر لے لیا جاتا ہے اور جو اوپر سے اترتا ہے وہ بھی یہیں ٹھہر جاتا ہے پھر لے

ﷺ مراد ہوتی ہے یا اور کوئی کہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر بیت المقدس میں ان کیساتھ نماز پڑھی پھر آسمان پر ان سے ملے یہ کیسے ہو سکتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے قبر میں جو آپ نے دیکھا یہ تو معراج سے پہلے تھا اور بیت المقدس میں انکے ساتھ نماز پڑھی معراج کی رات میں پھر حضرت موسیٰ آپ سے پہلے آسمان پر چلے گئے یا یہ نماز آسمانوں سے لوٹنے کے بعد پڑھی۔ واللہ اعلم۔

(۴۳۱) ☆ نووی نے کہا سب نسخوں میں یوں ہی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان میں ہے لیکن اوپر گزرا انس کی روایات میں کہ سدرۃ المنتہیٰ آسمان کے اوپر ہے قاضی عیاض نے کہا یہی صحیح ہے اور اکثر کا قول یہی ہے اور ممکن ہے جمع کرنا ان دونوں روایتوں میں اس طرح کہ سدرہ المنتہیٰ کی جڑ چھٹے آسمان میں ہو اور ڈالیاں اس کی ساتویں آسمان کے اوپر ہوں اس لیے کہ وہ نہایت بڑا درخت ہے اور خلیل نے کہا سدرۃ المنتہیٰ ایک درخت ہے ساتویں آسمان میں جو سایہ کیا ہوا ہے آسمانوں پر اور جنت پر اور بڑے بڑے کبیرہ گناہوں کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص اس امت میں سے مرے اور وہ شرک میں گرفتار نہ ہو تو وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا بلکہ کبھی نہ کبھی ضرور بخشا جائے گا اور یہ مراد نہیں ﷺ

نام کتاب

صحیح مسلم شریف

مع مختصر شرح نووی رحمہ اللہ

تالیف: امام مسلم بن الحجاج رح

ترجمہ: علامہ وحید الزمان

جلد: ششم

تاریخ اشاعت: اگست ۲۰۰۴ء

مطبوعہ: علی آصف پرنٹرز لاہور

ملنے کا پتہ

نعمانی کتب خانہ

لاہور

E-mail: nomania2000@hotmail.com

أَحَدٌ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ قَالَ ((وَمَا سُؤَالُكَ)) قَالَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ مَعَهُ جِبَالٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ وَنَهَرٌ مِنْ مَاءٍ قَالَ ((هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ ذَلِكَ)).

ساتھ پہاڑ ہوں گے روٹیوں کے اور گوشت کے اور پانی کی نہر ہو گی۔

۷۳۸۰- عَنْ إِسْمَعِيلَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حُمَيْدٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ يَزِيدَ فَقَالَ لِي ((أَيْ بُنَيَّ)).

۷۳۸۰- ترجمہ وہی ہے جو گزرا۔

۷۳۸۱- عَنْ يَعْقُوبَ ابْنِ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو وَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ مَا هَذَا الْحَدِيثُ الَّذِي تُحَدِّثُ بِهِ تَقُولُ إِنَّ السَّاعَةَ تَقُومُ إِلَى كَذَا وَكَذَا فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ أَوْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهُمَا لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أُحَدِّثَ أَحَدًا شَيْئًا أَبَدًا إِنَّمَا قُلْتُ إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدَ قَلِيلٍ أَمْرًا عَظِيمًا يُحَرَّقُ الْبَيْتُ وَيَكُونُ وَيَكُونُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا فَيَبْعَثُ اللهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّأْمِ فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّى تَقْبِضَهُ)) قَالَ سَمِعْتُهَا

۷۳۸۱- یعقوب بن عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی سے روایت ہے میں نے عبداللہ بن عمرؓ سے سنا ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یہ حدیث کیا ہے جو تم بیان کرتے ہو کہ قیامت اتنی مدت میں ہو گی؟ انھوں نے کہا (تعجب سے) سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا اور کوئی کلمہ مانند ان کے پھر کہا میرا قصد ہے کہ اب کسی سے کوئی حدیث بیان نہ کروں (کیونکہ لوگ کچھ کہتے ہیں اور مجھ کو بدنام کرتے ہیں)۔ میں نے تو یہ کہا تھا تم تھوڑے دنوں بعد ایک بڑا حادثہ دیکھو گے جو گھر کو جلاوے گا اور وہ ہو گا ضرور ہو گا۔ پھر کہا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا دجال میری امت میں نکلے گا اور چالیس دن تک رہے گا میں نہیں جانتا چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس برس۔ پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کو بھیجے گا ان کی شکل عروہ بن مسعود کی سی ہے۔ وہ دجال کو ڈھونڈیں گے اور اس کو ماریں گے۔ پھر سات برس تک لوگ ایسے رہیں گے کہ دو شخصوں میں کوئی دشمنی نہ ہو گی۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا شام کی طرف سے تو زمین پر کوئی ایسا نہ رہے گا جس کے دل میں رتی برابر ایمان یا بھلائی ہو مگر یہ ہوا اس کی جان نکال لے گی یہاں تک کہ اگر کوئی تم میں سے پہاڑ کے کلیجہ میں گھس جاوے تو وہاں بھی یہ ہوا پہنچ کر اس کی جان نکال لے گی۔ عبداللہ نے کہا میں نے رسول اللہؐ سے سنا آپ فرماتے تھے پھر برے لوگ دنیا میں رہ جائیں گے

مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ ((فَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ فِي خِفَّةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُونَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمْ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ أَلَا تَسْتَجِيبُونَ فَيَقُولُونَ فَمَا تَأْمُرُنَا فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَلَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا أَصْغَى لِيتًا وَرَفَعَ لِيتًا قَالَ وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ حَوْضَ إِبِلِهِ قَالَ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللهُ أَوْ قَالَ يُنْزِلُ اللهُ مَطَرًا كَأَنَّهُ الطَّلُّ أَوْ الظِّلُّ نُعْمَانُ الشَّاكُّ فَتَنْبُتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ثُمَّ يُقَالُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ قَالَ ثُمَّ يُقَالُ أَخْرِجُوا بَعْثَ النَّارِ فَيُقَالُ مِنْ كَمْ فَيُقَالُ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ قَالَ فَذَاكَ يَوْمَ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا وَذَلِكَ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ)).

جلد باز چڑیوں کی طرح یا بے عقل اور درندوں کی طرح ان کے اخلاق ہو نگے۔ نہ وہ اچھی بات کو اچھا سمجھیں گے نہ بری بات کو برا۔ پھر شیطان ایک صورت بنا کر ان کے پاس آوے گا اور کہے گا تم شرم نہیں کرتے۔ وہ کہیں گے پھر تو کیا حکم دیتا ہے ہم کو؟ شیطان کہے گا بت پرستی کرو وہ بت پوجیں گے اور باوجود اس کے ان کی روزی کشادہ ہو گی مزے سے زندگی بسر کریں گے۔ پھر صور پھونکا جائے گا اس کو کوئی نہ سنے گا مگر ایک طرف سے گردن جھکاوے گا اور دوسری طرف سے اٹھ لے گا (یعنی بے ہوش ہو کر گر پڑے گا) اور سب سے پہلے صور کو وہ سنے گا جو اپنے اونٹوں کے حوض پر کلاوہ کرتا ہو گا۔ وہ بے ہوش ہو جائے گا اور دوسرے لوگ بھی بیہوش ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ پانی برسادے گا جو نطفہ کی طرح ہو گا۔ اس سے لوگوں کے بدن اگ آویں گے۔ پھر صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہونگے۔ پھر پکارا جائے گا اے لوگو! اپنے مالک کے پاس آؤ اور کھڑا کرو ان کو ان سے سوال ہو گا۔ پھر کہا جائے گا ایک لشکر نکالو دوزخ کے لیے پوچھا جائے گا کتنے لوگ؟ حکم ہو گا ہر ہزار میں سے نو سو ننانوے نکالو دوزخ کے لیے (اور ہزار میں سے ایک جنتی ہو گا)۔ آپ نے فرمایا یہی وہ دن ہے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا (ہیبت اور مصیبت سے یا درازی سے) اور یہی وہ دن ہے جب پنڈلی کھلے گی (یعنی سختی ہو گی)۔

۷۳۸۲-عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو إِنَّكَ تَقُولُ إِنَّ السَّاعَةَ تَقُومُ إِلَى كَذَا وَكَذَا فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أُحَدِّثَكُمْ بِشَيْءٍ إِنَّمَا قُلْتُ إِنَّكُمْ تَرَوْنَ بَعْدَ قَلِيلٍ أَمْرًا عَظِيمًا فَكَانَ حَرِيقَ الْبَيْتِ قَالَ شُعْبَةُ هَذَا أَوْ نَحْوَهُ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي))

۷۳۸۲- ترجمہ وہی ہے جو اوپر گزرا۔

﴿لَقَدْ مَنَّ ٱللَّهُ عَلَى ٱلْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا۟ عَلَيْهِمْ ءَايَٰتِهِۦ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ ٱلْكِتَٰبَ وَٱلْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا۟ مِن قَبْلُ لَفِى ضَلَٰلٍ مُّبِينٍ ﴿١٦٤﴾﴾ [٣/ آل عمران/ الآية ١٦٤].

صحيح مسلم

للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج
القشيري النيسابوري
٢٠٦ - ٢٦١ هـ

لو أن أهل الحديث يكتبون مائتي سنة الحديث
فمدارهم على هذا المسند

صنفت هذا المسند الصحيح من ثلاثمائة ألف حديث مسموعة
مسلم بن الحجاج

طبعة معتنى بها مرقمة
الأحاديث مع الفهارس

دار المغني

الْبُنَانِيّ. وَقَدَّمَ فِيهِ شَيْئًا وَأَخَّرَ. وَزَادَ وَنَقَصَ.

٢٦٣- (١٦٣) وحدَّثني حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التَّجِيبِيّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ، أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: «**فُرِجَ سَقْفُ بَيْتِي وَأَنَا بِمَكَّةَ. فَنَزَلَ جِبْرِيلُ ﷺ. فَشَقَّ صَدْرِي. ثُمَّ غَسَلَهُ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ. ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِئًا حِكْمَةً وَإِيمَانًا. فَأَفْرَغَهَا فِي صَدْرِي. ثُمَّ أَطْبَقَهُ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ. فَلَمَّا جِئْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، قَالَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ الدُّنْيَا: افْتَحْ. قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا جِبْرِيلُ. قَالَ: هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ. مَعِيَ مُحَمَّدٌ ﷺ. قَالَ: فَأُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَفتَحَ قَالَ، فَلَمَّا عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَإِذَا رَجُلٌ عَنْ يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ. وَعَنْ يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ. قَالَ، فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ. وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى. قَالَ فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، وَالاِبْنِ الصَّالِحِ. قَالَ قُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ! مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا آدَمُ ﷺ. وَهَذِهِ الأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ، وَعَنْ شِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ. فَأَهْلُ الْيَمِينِ أَهْلُ الْجَنَّةِ. وَالأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ. فَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ. وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى قَالَ ثُمَّ عَرَجَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ. فَقَالَ لِخَازِنِهَا: افْتَحْ. قَالَ: فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ خَازِنُ السَّمَاءِ الدُّنْيَا. فَفتَحَ.**

فَقَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَاوَاتِ آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَعِيسَى وَمُوسَى وَإِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ. وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ، غَيْرَ أَنَّهُ ذَكَرَ أَنَّهُ قَدْ وَجَدَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا. وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ. قَالَ: فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيلُ ورسول الله ﷺ بِإِدْرِيسَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ قَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالأَخِ الصَّالِحِ. قَالَ **ثُمَّ مَرَّ فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالَ: هَذَا إِدْرِيسُ.** قَالَ: **ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ. فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، وَالأَخِ الصَّالِحِ.** قَالَ **قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا مُوسَى.** قَالَ: **ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيسَى. فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، وَالأَخِ الصَّالِحِ. قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ.** قَالَ: **ثُمَّ مَرَرْتُ بِإِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ. فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ**

الصَّالِحِ وَالإِبْنِ الصَّالِحِ. قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا إِبْرَاهِيمُ.

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ: أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَأَبَا حَبَّةَ الأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُولاَنِ: قَالَ رسول الله ﷺ: «ثُمَّ عَرَجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوىً أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الأَقْلاَمِ».

قَالَ ابْنُ حَزْمٍ وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ رسول الله ﷺ: «فَفَرَضَ اللهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلاَةً. قَالَ: فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى أَمُرَّ بِمُوسَىَ فَقَالَ مُوسَىَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: مَاذَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قَالَ قُلْتُ: فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسِينَ صَلاَةً. قَالَ لِي مُوسَىَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ: فَرَاجِعْ رَبَّكَ. فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ ذَلِكَ. قَالَ: فَرَاجَعْتُ رَبِّي فَوَضَعَ عَنِي شَطْرَهَا. قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَىَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَأَخْبَرْتُهُ. قَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ. فَإِنَّ أُمَّتَكَ لاَ تُطِيقُ ذَلِكَ. قَالَ: فَرَاجَعْتُ رَبِّي. فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ وَهِيَ خَمْسُونَ. لاَ يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ. قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَىَ مُوسَىَ. فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ. فَقُلْتُ: قَدِ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي. قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى نَأْتِيَ سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى. فَغَشِيَهَا أَلْوَانٌ لاَ أَدْرِي مَا هِيَ. قَالَ: ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا فِيهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ، وَإِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ».[٣٤٩:]

٢٦٤- (١٦٤) حدّثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (لَعَلَّهُ قَالَ) عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ (رَجُلٍ مِنْ قَوْمِهِ) قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: «بَيْنَا أَنَا عند البيت بَيْنَ النَّائِمِ وَالْيَقْظَانِ. إِذْ سَمِعْتُ قَائِلاً يَقُولُ: أَحَدُ الثَّلاَثَةِ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ. فَأُتِيتُ فَانْطُلِقَ بِي. فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ فِيهَا مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ. فَشُرِحَ صَدْرِي إِلَى كَذَا وَكَذَا. (قَالَ قَتَادَةُ: فَقُلْتُ لِلَّذِي مَعِي: مَا يَعْنِي؟ قَالَ: إِلَى أَسْفَلِ بَطْنِهِ) فَاسْتُخْرِجَ قَلْبِي، فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ أُعِيدَ مَكَانَهُ. ثُمَّ حُشِيَ إِيمَانا وَحِكْمَةً. ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ أَبْيَضَ يُقَالُ لَهُ الْبُرَاقُ. فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ. يَقَعُ خَطْوُهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ، فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ. ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى أَتَيْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ ﷺ. فَقِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ. قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ. قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ فَفَتَحَ لَنَا. وَقَالَ: مَرْحَبا بِهِ. وَلَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ. قَالَ: فَأَتَيْنَا عَلَى آدَمَ ﷺ. وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ. وَذَكَرَ أَنَّهُ لَقِيَ فِي السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ عِيسَىَ وَيَحْيَىَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ.

وَفِي الثَّالِثَةِ يُوسُفَ. وَفِي الرَّابِعَةِ إِدْرِيسَ. وَفِي الْخَامِسَةِ هَرُونَ صل الله عليهم وسلم قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ. فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلاَمُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ. فَقَالَ: مَرْحَبا بالأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. فَلَمَّا جَاوَزْتُهُ بَكَى. فَنُودِيَ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: رَبِّ هَذَا غُلاَمٌ بَعَثْتَهُ بَعْدِي. يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِهِ الْجَنَّةَ أَكْثَرُ مِمَّا يَدْخُلُ مِنْ أُمَّتِي. قَالَ: **ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السماء السابعةِ. فَأَتَيْتُ على إبراهيم**». وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: وَحَدَّثَ نَبِيّ اللّهِ ﷺ أَنَّهُ رَأَى أَرْبَعَةَ أَنْهَارٍ يَخْرُجُ مِنْ أَصْلِهَا نَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، وَنَهْرَانِ بَاطِنَانِ «**فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ! مَا هَذِهِ الأَنْهَارُ؟ قَالَ: أَمَّا النَّهْرَانِ الْبَاطِنَانِ فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ. وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ. ثُمَّ رُفِعَ لِيَ الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ. فَقُلْتُ: يَا جِبْرِيلُ! مَا هَذَا؟ قَالَ هَذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ. يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ. إِذَا خَرَجُوا مِنْهُ لَمْ يَعُودُوا فِيهِ آخِرُ مَا عَلَيْهِمْ. ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ أَحَدُهُمَا خَمْرٌ وَالآخَرُ لَبَنٌ. فَعُرِضَا عَلَيَّ. فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ. فَقِيلَ:** أَصَبْتَ، أَصَابَ الله بِكَ. **أُمَّتُكَ عَلَى الْفِطْرَةِ. ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسُونَ صَلاَةً**». ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّتَهَا إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ.[خ:٣٢٠٧]

٢٦٥- (...) حدثني مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ [1] أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: فَذَكَرَ نَحْوَهُ. وَزَادَ فِيهِ: «**فَأُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِىءٍ حِكْمَةً وَإِيمَانا. فَشُقَّ مِنَ النَّحْرِ إِلَى مَرَاقِّ الْبَطْنِ. فَغُسِلَ بِمَاءِ زَمْزَمَ. ثُمَّ مُلِىءَ حِكْمَةً وَإِيمَانا**».

٢٦٦- (**١٦٥**) حدثني مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا مُحمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ يَقُولُ: حَدَّثَنِي ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ (يَعْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ) قَالَ: ذَكَرَ رسول الله ﷺ حِينَ أُسْرِيَ بِهِ فَقَالَ: «**مُوسَى آدَمُ طُوَالٌ. كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ**». وَقَالَ: «**عِيسَى جَعْدٌ مَرْبُوعٌ**» وَذَكَرَ مَالِكا خَازِنَ جَهَنَّمَ وَذَكَرَ الدَّجَّالَ.

٢٦٧- (...) وحدثنا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ: أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ. حَدَّثَنَا ابْنُ عَمِّ نَبِيِّكُمْ ﷺ (ابْنُ عَبَّاسٍ) قَالَ: قَالَ

رسول الله ﷺ: «مَرَرْتُ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عَلَى مُوسَى بْنِ عِمْرَانَ عَلَيْهِ السّلاَمُ. رَجُلٌ آدَمُ طُوَالٌ جَعْدٌ. كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ. وَرَأَيْتُ عِيسَى بْنَ مَرْيَمَ مَرْبُوعَ الْخَلْقِ. إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ. سَبِطَ الرَّأْسِ». وَأُرِيَ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ، وَالدَّجَّالَ. فِي آيَاتٍ أَرَاهُنَّ اللهُ إِيَّاهُ {فَلاَ تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِنْ لِقَائِهِ} (السجدة آية: ٢٣).

قَالَ: كَانَ قَتَادَةُ يُفَسِّرُهَا أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَدْ لَقِيَ مُوسَىَ عَلَيْهِ السّلاَمُ.[خ:٣٢٣٩]

٢٦٨- (١٦٦) حدّثنا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَ سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ قَالاَ: حَدّثَنَا هُشَيْمٌ. أَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنْ ابْنِ عَبّاسٍ أَنّ رسول الله ﷺ مَرّ بِوَادِي الأَزْرَقِ فَقَالَ: «أَيّ وَادٍ هَذَا؟» فَقَالُوا: هَذَا وَادِي الأَزْرَقِ. قَالَ: «كَأَنّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السّلاَمُ هَابِطاً مِنَ الثّنِيّةِ، وَلَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللهِ بِالتّلْبِيَةِ» ثُمّ أَتَىَ عَلَى ثَنِيّةِ هَرْشَىَ فَقَالَ: «أَيّ ثَنِيّةٍ هَذِهِ؟» قَالُوا: ثَنِيّةُ هَرْشَىَ. قَالَ: «كَأَنّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ بْنِ مَتّى عَلَيْهِ السّلاَمُ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبّةٌ مِنْ صُوفٍ. خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ. وَهُوَ يُلَبّي».

قَالَ ابْنُ حَنْبَلٍ فِي حَدِيثِهِ: قَالَ هُشَيْمٌ: يَعْنِي لِيفاً.

٢٦٩- (٠٠٠) وحدّثني مُحَمّدُ بْنُ الْمُثَنّى: حَدّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيّ عَنْ دَاوُدَ، عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبّاسٍ قَالَ: سِرْنَا مَعَ رسول الله ﷺ بَيْنَ مَكّةَ وَالْمَدِينَةِ. فَمَرَرْنَا بِوَادٍ. فَقَالَ: «أَيّ وَادٍ هَذَا؟» فَقَالُوا: وَادِي الأَزْرَقِ. فَقَالَ: «كَأَنّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَىَ ﷺ (فَذَكَرَ مِنْ لَوْنِهِ وَشَعَرِهِ شَيْئاً لَمْ يَحْفَظْهُ دَاوُدُ) وَاضِعاً إِصْبَعَيْهِ فِي أُذُنَيْهِ. لَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللهِ بِالتّلْبِيَةِ. مَارّاً بِهَذَا الْوَادِي» قَالَ: «ثُمّ سِرْنَا حَتّى أَتَيْنَا عَلَى ثَنِيّةٍ. فَقَالَ: «أَيّ ثَنِيّةٍ هَذِهِ» قَالُوا: هَرْشَىَ أَوْ لِفتٌ. فَقَالَ: «كَأَنّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ عَلَىَ نَاقَةٍ حَمْرَاءَ. عَلَيْهِ جُبّةُ صُوفٍ. خِطَامُ نَاقَتِهِ لِيفٌ خُلْبَةٌ. مَارّاً بِهَذَا الْوَادِي مُلَبّياً».

٢٧٠- (٠٠٠) حدّثني مُحَمّدُ بْنُ الْمُثَنّى: حَدّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: كُنّا عِنْدَ ابْنِ عَبّاسٍ. فَذَكَرُوا الدّجّالَ. فَقَالَ: إِنّهُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ. قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبّاسٍ: لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ. وَلَكِنّهُ قَالَ: «أَمّا إِبْرَاهِيمُ، فَانْظُرُوا إِلَى صَاحِبِكُمْ. وَأَمّا مُوسَىَ، فَرَجُلٌ آدَمُ جَعْدٌ عَلَى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُومٍ بِخُلْبَةٍ. كَأَنّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذَا انْحَدَرَ فِي

الْوَادِي يُلَبِّي». [خ:١٠٥٥]

٢٧١- (١٦٧) حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ. ح وَحَدَّثَنَا مُحمَّدُ بْنُ رُمْحٍ: أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: «عُرِضَ عَلَيَّ الأَنْبِيَاءُ. فَإِذَا مُوسَى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ. كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ. وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ ــ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ــ. فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ. وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ. فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ (يَعْنِي نَفْسَهُ) وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ. فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ». (وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ: «دِحْيَةُ بْنُ خَلِيفَةَ»).

٢٧٢- (١٦٨) وحدّثني مُحمّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ (وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ. قَالَ: ابْنُ رَافِعٍ: حَدَّثَنَا. وَقَالَ: عَبْدٌ: أَخْبَرَنَا) عَبْدُ الرَّزَّاقِ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «حِينَ أُسْرِيَ بِي لَقِيتُ مُوسَى ــ عَلَيْهِ السَّلاَمُ ــ (فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ ﷺ) فَإِذَا رَجُلٌ (حَسِبْتُهُ قَالَ) مُضْطَرِبٌ. رَجِلُ الرَّأْسِ. كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ. قَالَ، وَلَقِيتُ عِيسَى (فَنَعَتَهُ النَّبِيُّ ﷺ) فَإِذَا رَبْعَةٌ أَحْمَرُ كَأَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيمَاسٍ» (يَعْنِي حَمَّاما) قَالَ: وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ. وَأَنَا أَشْبَهُ وَلَدِهِ بِهِ. قَالَ: فَأُتِيتُ بِإِنَاءَيْنِ فِي أَحَدِهِمَا لَبَنٌ وَفِي الآخَرِ خَمْرٌ. فَقِيلَ لِي: خُذْ أَيَّهُمَا شِئْتَ. فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ فَشَرِبْتُهُ. فَقَالَ: هُدِيتَ الْفِطْرَةَ. أَوْ أَصَبْتَ الْفِطْرَةَ. أَمَا إِنَّكَ لَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ غَوَتْ أُمَّتُكَ». [خ:٣٣٩٤]

٧٥ ــ باب ذكر المسيح ابن مريم والمسيح الدجال

٢٧٣- (١٦٩) حدّثنا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: «أَرَانِي لَيْلَةً عِنْدَ الْكَعْبَةِ. فَرَأَيْتُ رَجُلاً آدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ. لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ. قَدْ رَجَّلَهَا فَهْيَ تَقْطُرُ مَاءً. مُتَّكِئًا عَلَى رَجُلَيْنِ (أَوْ عَلَى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ) يَطُوفُ بِالْبَيْتِ. فَسَأَلْتُ مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: هَذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ. ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ. أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى. كَأَنَّهَا

عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ. فَسَأَلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقِيلَ: هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ».

٢٧٤- (...) حدّثنا مُحمَّدُ بْنُ إِسْحَقَ الْمُسَيَّبِيّ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ (يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ) عَنْ مُوسَى (وَهُوَ ابْنُ عُقْبَةَ) عَنْ نَافِعٍ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ: ذَكَرَ رسول الله ﷺ يَوْماً، بَيْنَ ظَهْرَانَي النَّاسِ: الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ. فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِنَّهُ لَيْسَ بِأَعْوَرَ، أَلاَ وَإِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى. كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ»[خ:٣٤٣٩]

قَالَ: وَقَالَ رسول الله ﷺ: «أَرَانِي اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ عِنْدَ الْكَعْبَةِ. فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ كَأَحْسَنِ مَا تَرَى مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ. تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ. رَجِلُ الشَّعَرِ. يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً. وَاضِعاً يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ. وَهُوَ بَيْنَهُمَا يَطُوفُ بِالْبَيْتِ. فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: هَذَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ. وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلاً جَعْداً قَطَطاً. أَعْوَرَ عَيْنِ الْيُمْنَى. كَأَشْبَهِ مَنْ رَأَيْتُ مِنَ النَّاسِ بِابْنِ قَطَنٍ. وَاضِعاً يَدَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ. يَطُوفُ بِالْبَيْتِ. فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ».[خ:٣٤٤٠]

٢٧٥- (...) حدّثنا ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ «رَأَيْتُ عِنْدَ الْكَعْبَةِ رَجُلاً آدَمَ. سَبِطَ الرَّأْسِ. وَاضِعاً يَدَيْهِ عَلَى رَجُلَيْنِ. يَسْكُبُ رَأْسُهُ (أَوْ يَقْطُرُ رَأْسُهُ). فَسَأَلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ أَوِ المسيحُ ابْنُ مَرْيَمَ (لاَ نَدْرِي أَيَّ ذَلِكَ قَالَ) وَرَأَيْتُ وَرَاءَهُ رَجُلاً أَحْمَرَ. جَعْدَ الرَّأْسِ. أَعْوَرَ الْعَيْنِ الْيُمْنَى. أَشْبَهُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ ابْنُ قَطَنٍ. فَسَأَلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ».

٢٧٥- (...) حدّثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رسول الله ﷺ قَالَ: «لَمَّا كَذَّبَتْنِي قُرَيْشٌ. قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلاَ اللهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ. فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ».[خ:٣٨٨٦]

٢٧٦- (١٧٠) حدّثني حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يزيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ: سَمِعْتُ رسول

الله ﷺ يَقولُ: «بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبِطُ الشَّعْرِ. بَيْنَ رَجُلَيْنِ. يَنْطِفُ رَأْسُهُ مَاءً (أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً) قُلْتُ مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: هَذَا ابْنُ مَرْيَمَ. ثُمَّ ذَهَبْتُ أَلْتَفِتُ فَإِذَا رَجُلٌ أَحْمَرُ. جَسِيمٌ. جَعْدُ الرَّأْسِ. أَعْوَرُ الْعَيْنِ. كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ. قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ قَالُوا: الدَّجَّالُ. أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ».

٢٧٨- (١٧٢) وحدّثني زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (وَهُوَ ابْنُ أَبِي سَلَمَةَ)، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الفَضْلِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رسول الله ﷺ: «لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي الْحِجْرِ. وَقُرَيْشٌ تَسْأَلُنِي عَنْ مَسْرَايَ، فَسَأَلَتْنِي عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ لَمْ أُثْبِتْهَا، فَكُرِبْتُ كُرْبَةً مَا كُرِبْتُ مِثْلَهُ قَطُّ. قَالَ: فَرَفَعَهُ اللهُ لِي أَنْظُرُ إِلَيْهِ. مَا يَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلاَّ أَنْبَأْتُهُمْ بِهِ، وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الأَنْبِيَاءِ. فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي. فَإِذَا رَجُلٌ ضَرْبٌ جَعْدٌ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوءَةَ. وَإِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَائِمٌ يُصَلِّي. أَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيُّ. وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ قَائِمٌ يُصَلِّي. أَشْبَهُ النَّاسِ بِهِ صَاحِبُكُمْ (يَعْنِي نَفْسَهُ) فَحَانَتِ الصَّلاَةُ فَأَمَمْتُهُمْ. فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنَ الصَّلاَةِ قَالَ قَائِلٌ: يَا مُحَمَّدُ! هَذَا مَالِكٌ، صَاحِبُ النَّارِ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ. فَالْتَفَتُّ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلاَمِ».

٧٦ ـ باب في ذكر سدرة المنتهى

٢٧٩- (١٧٣) وحدّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ. ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، جَمِيعاً عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنُ نُمَيْرٍ. وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ. قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ، عَنْ طَلْحَةَ، عَنْ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ الله قَالَ: لَمَّا أُسْرِيَ بِرسول الله ﷺ انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى. وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ. إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الأَرْضِ. فَيُقْبَضُ مِنْهَا. وَإِلَيْهَا يُنْتَهى مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا. فَيُقْبَضُ مِنْهَا. قَالَ: {إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى} (النجم الآية: ١٦). قَالَ: فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ: فَأُعْطِيَ رسول الله ﷺ ثَلاَثاً: أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ. وَأُعْطِيَ خَوَاتِيمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ. وَغُفِرَ لِمَنْ لَمْ يُشْرِكْ بِاللهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئاً الْمُقْحِمَاتُ.

فَقَالَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ: «هَـذَا أَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ».

(٢٢) باب في الدجال وهو أهون على الله عز وجل

١١٤-(٢٩٣٩) حدّثنا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيّ. حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيّ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُ. قَالَ: «**وَمَا يُنْصِبُكَ مِنْهُ؟ إِنَّهُ لاَ يَضُرُّكَ**» قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّهِ إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: إِنَّ مَعَهُ الطَّعَامَ وَالأَنْهَارَ. قَالَ: «**هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّهِ مِنْ ذَلِكَ**» [خ:٧١٢٢].

١١٥-(٠٠٠) حدّثنا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ. حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيّ ﷺ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ. قَالَ: «**وَمَا سُؤَالُكَ؟**» قَالَ قُلْتُ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: مَعَهُ جِبَالٌ مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ، وَنَهَرٌ مِنْ مَاءٍ. قَالَ: «**هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللّهِ مِنْ ذَلِكَ**» [خ:٧١٢٢].

(٠٠٠) حدّثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ ابْنُ نُمَيْرٍ. قَالاَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ. ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَـقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ. أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ. ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ. حَدَّثَنَا سُفْيَانُ. ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ. حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَـرُونَ. ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ. حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ. كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بِهَـذَا الإِسْنَادِ، نَحْوَ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ حُمَيْدٍ. وَزَادَ فِي حَدِيثِ يَزِيدَ: فَقَالَ لِي: «**أَيْ بُنَيّ**».

(٢٣) باب في خروج الدجال ومكثه في الأرض، ونزول عيسى وقتله إياه، وذهاب أهل الخير والإيمان، وبقاء شرار الناس وعبادتهم الأوثان، والنفخ في الصور، وبعث من في القبور

(١١٦) حدّثنا عُبَيْدُ اللّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيّ. حَدَّثَنَا أَبِي. حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ بْنَ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ الثَّقَفِيّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّهِ بْنَ عَمْرٍو، وَجَاءَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: مَا هَـذَا الْحَدِيثُ الَّذِي تُحَدِّثُ بِهِ؟ تَقُولُ: إِنَّ السَّاعَةَ تَقُومُ إِلَى كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ: سُبْحَانَ اللّهِ أَوْ لاَ إِلَـهَ إِلاَّ اللّهُ. أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهُمَا. لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ

لاَ أُحَدِّثَ أَحَداً شَيْئاً أَبداً. إِنَّمَا قُلْتُ: إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ بَعْدَ قَلِيلٍ أَمْراً عَظِيماً. يُحَرَّقُ الْبَيْتُ، وَيَكُونُ، وَيَكُونُ. ثُمَّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ: «يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ (لاَ أَدْرِي: أَرْبَعِينَ يَوْماً، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْراً، أَوْ أَرْبَعِينَ عَاماً). فَيَبْعَثُ اللّهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ. فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ. لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ. ثُمَّ يُرْسِلُ اللّهُ رِيحاً بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّأْمِ. فَلاَ يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيمَانٍ إِلاَّ قَبَضَتْهُ. حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ، حَتَّى تَقْبِضَهُ». قَالَ: سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّهِ ﷺ. قَالَ: «فَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ فِي خِفَّةِ الطَّيْرِ وَأَحْلاَمِ السِّبَاعِ. لاَ يَعْرِفُونَ مَعْرُوفاً وَلاَ يُنْكِرُونَ مُنْكَراً. فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ: أَلاَ تَسْتَجِيبُونَ؟ فَيَقُولُونَ: فَمَا تَأْمُرُنَا؟ فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الأَوْثَانِ. وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ، حَسَنٌ عَيْشُهُمْ. ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ. فَلاَ يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلاَّ أَصْغَى لِيتاً وَرَفَعَ لِيتاً. قَالَ وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ حَوْضَ إِبِلِهِ. قَالَ: فَيَصْعَقُ، وَيَصْعَقُ النَّاسُ. ثُمَّ يُرْسِلُ اللّهُ ــ أَوْ قَالَ يُنْزِلُ اللّهُ ــ مَطَراً كَأَنَّهُ الطَّلُّ أَوِ الظِّلُّ (نُعْمَانُ الشَّاكُّ) فَتَنْبُتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ. ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ. ثُمَّ يُقَالُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمُّوا إِلَى رَبِّكُمْ. وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْؤُولُونَ. قَالَ: ثُمَّ يُقَالُ: أَخْرِجُوا بَعْثَ النَّارِ. فَيُقَالُ: مِنْ كَمْ؟ فَيُقَالُ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ، تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ. قَالَ: فَذَاكَ يَوْمَ يَجْعَلُ الوِلْدَانَ شِيباً. وَذَلِكَ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ».

١١٧-(٠٠٠) وحدّثني مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ. حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ. حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ يَعْقُوبَ بْنَ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلاً قَالَ لِعَبْدِ اللّهِ بْنِ عَمْرٍو: إِنَّكَ تَقُولُ: إِنَّ السَّاعَةَ تَقُومُ إِلَى كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ: لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لاَ أُحَدِّثَكُمْ بِشَيْءٍ. إِنَّمَا قُلْتُ: إِنَّكُمْ تَرَوْنَ بَعْدَ قَلِيلٍ أَمْراً عَظِيماً. فَكَانَ حَرِيقَ الْبَيْتِ (قَالَ شُعْبَةُ: هَـٰذَا أَوْ نَحْوَهُ) قَالَ عَبْدُ اللّهِ بْنُ عَمْرٍو: قَالَ رَسُولُ اللّهِ ﷺ: «يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي» وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ. وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ: «فَلاَ يَبْقَى أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ إِلاَّ قَبَضَتْهُ».

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنِي شُعْبَةُ بِهَـٰذَا الْحَدِيثِ مَرَّاتٍ. وَعَرَضْتُهُ عَلَيْهِ.

الحمد لله الذي وفقنا ويسر لنا طبع

﴿ الجزء الرابع ﴾

﴿ من كتاب ﴾

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه وكرمه آمين

﴿ الطبعة الاولى ﴾

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدرآباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٥) هجرية

التميمي و بن زياد وابو ضمرة انس بن عياض وغيرهم . قال ابن معين والنسائي ليس به بأس وقال ابن سعد كان ثقة كثير الحديث وقال ابن عدي اذا روى عنه ثقة فلا بأس برواياته . قال الواقدي توفي قبل خروج محمد بن عبدالله بن الحسن بعد سنة اربعين ومائة قلت . وقال ابن عبدالبر مات سنة (٤٤) وقال الآجري عن ابي داود ثقة وقال النسائي ايضا ليس بالقوى وذكره ابن حبان في الثقات وقال ربما اخطأ وقال ابن الجارود ليس به بأس وليس بالقوى وكان يحيى بن سعيد لا يحدث عنه . قال الساجي كان يرى القدر *

(٥٧٩) * بخ ـ شريك * بن نملة الكوفي . روى عن عمرو علي رضى الله عنهما وعنه ابنه حكيم وابن ابنه الصعب بن حكيم وجابر بن عبدالله . ذكره ابن حبان في الثقات . قلت . وقال وقيل ابن تميلة *(١)

﴿من اسمه شعبة﴾

(٥٨٠) * ع ـ شعبة * بن الحجاج بن الورد العتكي الازدي مولاهم ابو بسطام الواسطي ثم البصري . روى عن ابان بن تغلب وابراهيم بن عامر بن مسعود وابراهيم بن محمد بن المنتشر وابراهيم بن مسلم الهجري وابراهيم بن مهاجر وابراهيم بن ميسرة وابراهيم بن ميمون والازرق بن قيس واسمعيل بن ابي خالد واسمعيل بن رجاء واسمعيل بن سميع واسمعيل بن عبد الرحمن السدى واسمعيل بن علية وهو اصغر منه والاسود بن قيس واشعث

---

(١) (شريك) عن علي وكذا شريك عنه صلى الله عليه وآله وسلم في شريك ابن حنبل ١٢ هامش الاصل

ابن سوار واشعث بن ابي الشعثاء واشعث بن عبد الله بن جابر و انس بن
سيرين وايوب بن ابي تميمة وايوب بن موسى و بديل بن ميسرة و بريد بن
ابي مريم و بسطام بن مسلم وبشير بن ثابت و بكير بن عطاء و بلال و بيان
و توبة العنبری وثوبة ابي صدقة وثابت البناني وثابت بن هرمز ابي المقدام
وثوير بن ابي فاختة وجابر الجعفي وابي صخرة جامع بن شداد وجبلة بن سحيم
وجعدة بن ام هانئ وجعفر الصادق وجعفر بن ابي وحشية والجلاس وحاتم
ابن ابي صغيرة وحاضر بن ابي المهاجر و حبيب بن ابي ثابت وحبيب
ابن الزبير وحبيب بن زيد الانصاری وحبيب بن الشهيد والحجاج بن عاصم
وابيه الحجاج بن الورد والحر بن الصباح وحرب بن شداد والحسن بن عمران
وحسين المعلم وحصين بن عبد الرحمن والحكم بن عتيبة وحماد بن ابي سليمان
وحمزة الضبي و حميد بن نافع وحميد بن هلال وحميد الطويل وحبان
الازدی وخالد الحذاء وخبيب بن عبد الرحمن وخليد بن جعفر وخليفة
ابن كعب بن ابي ذبيان وداود بن فراهيج وداود بن ابي هند وداود بن يزيد
الاودی والربيع بن لوط و ربيعة بن ابي عبد الرحمن و الركين بن
الربيع وزبيد اليامی وزكرياء بن ابي زائدة وزياد بن علاقة وزياد بن فياض
وزياد بن مخراق وزيد بن الحواری وزيد بن محمد العمری وسعد بن ابراهيم
و سعد بن اسحاق بن كعب بن عجرة وسعيد بن ابي بردة وسعيد المقبری
وسعيد بن مسروق الثوري وابي مسلمة سعيد بن يزيد وسعيد الجريری وسفيان
الثوری وهو من اقرانه و سفيان بن حسين وسلم بن عطية وسلمة بن كهيل

وسليمان بن عبد الرحمن وسليمان الاعمش وسليمان التيمي وسليمان الشيباني
وسماك بن حرب وسماك بن الوليد وسهيل بن ابي صالح وسوادة بن حنظلة وابي
قزعة سويد بن حجير وسويد بن عبيد وسيار بن سلامة وسيار ابي الحكم وشرقي
البصري وشعيب بن الحبحاب وصالح بن درهم وصالح بن صالح بن حي وصدقة
ابن يسار وابي سنان ضرار بن مرة وطارق بن عبد الرحمن البجلي وطلحة بن
مصرف وابي سفيان طلحة بن نافع وعاصم بن بهدلة وعاصم الاحول وعاصم بن
عبيد الله وعاصم بن كليب وعامر الاحول وعباس الجريري وعبد الله بن بشر
الخثعمي وعبد الله بن دينار وعبد الله بن ابي السفر وعبد الله بن صبيح وعبد الله بن
عبد الله بن جبر وعبد الله بن عون وعبد الله بن عيسى بن عبد الرحمن بن ابي ليلى
وعبد الله بن المختار وعبد الله بن ابي نجيح وعبد الله بن هانئ بن الشخير وعبد الله
ابن يزيد الصهباني وعبد الله بن يزيد النخعي وعبد الاعلى بن عامر وعبد الاكرم
ابن ابي حنيفة وعبد الحميد صاحب الزيادي وعبد الخالق بن سلمة وعبد ربه
ابن سعيد الانصاري وعبد الرحمن بن الاصبهاني وابي قيس عبد الرحمن بن
ثروان وعبد الرحمن بن القاسم بن محمد وعبد العزيز بن رفيع وعبد العزيز بن
صهيب وعبد الملك بن عمير وعبد الملك بن ميسرة الزراد وعبد الوارث بن
ابي حنيفة وعبدة بن ابي لبابة وعبيد الله بن ابي بكر بن انس وعبيد الله بن عمر
وعبيد الله بن ابي يزيد وعبيد ابي الحسن وعبيدة بن معتب وعتاب مولى هرمز
وابي حصين عثمان بن عاصم وعثمان بن عبد الله بن موهب وعثمان بن غياث
وعثمان البتي وعدي بن ثابت وعطاء بن السائب وعطاء بن ابي مسلم الخراساني

وعطاء بن ابي ميمونة وعقبة بن حريث وعقيل بن طلحة وعكرمة بن عمار وعلقمة
ابن مرثد وعلي بن الاقمر وعلي بن بذيمة وعلي بن زيد بن جدعان وعلي بن
مدرك وعلي بن ابي الاسد وعمار بن عقبة العبسي وعمارة بن ابي حفصة وعمر
ابن سليمان العمري وعمر بن محمد بن زيد العمري وعمرو بن ابي حكيم وعمرو
ابن دينار وعمرو بن عامر وعمرو بن مرة وعمرو بن يحيى بن عمارة وعمران
ابن مسلم الجعفي وابي جعفر عمير بن يزيد الخطمي والعوام بن حوشب وعوف
الاعرابي وعون بن ابي جحيفة والعلاء بن عبد الرحمن والعلاء ابن اخي شعيب
ابن خالد وعياض بن ابي خالد وعيينة بن عبد الرحمن بن جوشن وغالب التمار
وغالب القطان وغيلان بن جامع وغيلان بن جرير وغيلان بن عبد الله
الواسطي وفرات القزاز وفراس بن يحيى وفرقد السبخي (١) وفضيل بن فضالة
وفضيل بن ميسرة والقاسم بن ابي بزة والقاسم بن مهران وقتادة
وقرة بن خالد وقيس بن مسلم وليث بن ابي سليم ومالك بن انس
وهو من اقرانه ومالك بن عرفطة ومجالد بن سعيد ومجزأة بن زاهر ومحارب بن
دثار ومحل بن خليفة ومحمد بن اسحاق بن يسار ومحمد بن جحادة ومحمد بن
زياد الجمحي وابي رجاء محمد بن سيف الازدي ومحمد بن عبد الله بن ابي يعقوب
ومحمد بن عبد الجبار الانصاري ومحمد بن عبد الرحمن بن سعيد بن زرارة ومحمد
ابن عبد الرحمن مولى آل طلحة وابي الرجال محمد بن عبد الرحمن على خلاف
فيه ومحمد بن عثمان بن عبد الله بن موهب ومحمد بن قيس الاسدي ومحمد بن
ابي المجالد ويقال عبد الله ومحمد بن مرة وابي الزبير محمد بن مسلم ومحمد

(١) بفتح المهملة والموحدة وبخاء معجمة ابو يعقوب البصري صدوق

المنكدر ومخارق بن خليفة الاحمسي ومخول بن راشد ومستمر بن الريان ومسعر بن كدام ومسلم بن يناق ابي الحسن ومسلم الاعور ومسلم القرى ومشاش البصري ومعاوية بن قرة ومعبد بن خالد ومغيرة بن مقسم ومغيرة بن النعمان والمقدام بن شريح ومنصور بن زاذان ومنصور بن عبدالرحمن الاشهلي ومنصور بن المعتمر والمنهال بن عمرو ومهاجر ابي الحسن وموسى بن انس بن مالك وموسى بن ابي عارم وموسى بن عبدالله الجهني وموسى ابن عبيدة الربذي وموسى بن ابي عثمان وميسرة بن حبيب والنعمان ابن سالم ونعيم بن ابي هند وابي عقيل هاشم بن هلال وهشام بن زيد بن انس وهشام بن عروة وهشام الدستوائي وهو من اقرانه وواصل الاحدب وواقد بن محمد العمري وورقاء بن عمر اليشكري وهو من اقرانه والوليد بن حرب والوليد بن العيزار ويحيى بن ابي اسحاق الحضرمي ويحيى بن الحصين وابي حيان يحيى بن سعيد بن حيان التيمي ويحيى بن سعيد الانصاري وابي بلج يحيى بن ابي سليم ويحيى بن عبدالله الجابر ويحيى بن عبيد البحراني ويحيى بن ابي كثير وابي المعلى يحيى بن ميمون ويحيى بن هانئ بن عروة ويحيى بن يزيد الهنائي وابي التياح يزيد بن حميد الضبعي ويزيد بن خمير الشامي ويزيد ابن ابي زياد وابي خالد يزيد بن عبد الرحمن الدالاني ويزيد ابي خالد ويزيد آخر ويزيد الرشك ويعقوب بن عطاء بن ابي رباح ويعلى بن عطاء ويونس بن خباب ويونس بن عبيد وابي اسحاق السبيعي وابي اسرائيل الجشمي وابي بكر بن ابي الجهم وابي بكر بن حفص وابي بكر بن محمد بن زيد

العمرى وابى بكر بن المنكدر وابي جعفر الفراء وابي جعفر مؤذن مسجد العريان
وابي جمرة الضبعي وابي الجودى الشامي وابي الحسن وابى حمزة الازدى جارهم
وابى حمزة القصاب وابي شعيب وابي شمر الضبعي وابي الضحاك وابى عمران
الجونى وابي العنبس الاكبر وابي العنبس الاصغر وابى عون الثقفى وابي فروة
الهمدانى وابي الفيض الشامي وابي المختار الاسدي وابى المؤمل وابى نعامة
السعدى وابى هاشم الرمانى وابي يعفور العبدى و شميسة العتكية *وعنه
ايوب والاعمش وسعد بن ابراهيم ومحمد بن اسحاق وهم من شيوخه وجرير بن
حازم والثورى والحسن بن صالح وغيرهم من اقرانه و يحيى القطان وابن
مهدي ووكيع وابن ادريس وابن المبارك و يزيد بن زريع وابوداود
و ابو الوليد الطيالسيان وابن علية وابراهيم بن طهمان وابواسامة وشريك
القاضي و عيسى بن يونس ومعاذ بن معاذ و هشيم و يزيد بن هارون
و ابو عامر العقدى و محمد بن جعفر و غندر و محمد بن ابى عدى
و النضر بن شميل و آدم بن ابى اياس و بدل بن المحبر و حجاج بن
منهال وابو عمر الحوضى و ابو زيد سعيد بن الربيع وسليمان بن حرب
وابوعاصم الضحاك بن مخلد النبيل وعاصم بن على الواسطى و عفان وعمرو بن
مرزوق وابونعيم والقعنبي ومسلم بن ابراهيم وعلى بن الجعد وآخرون* قال
ابوطالب عن احمد شعبة اثبت في الحكم من الاعمش واعلم بحديث الحكم
ولولا شعبة ذهب حديث الحكم و شعبة احسن حديثا من الثورى
لم يكن فى زمن شعبة مثله فى الحديث ولا احسن حديثا منه قسم له من هذا حظ

وروى عن ثلاثين رجلا من اهل الكوفة لم يروعنهم سفيان وقال محمد بن العباس النسائي سألت اباعبدالله من اثبت شعبة اوسفيان فقال كان سفيان رجلا حافظا وكان رجلا صالحا وكان شعبة اثبت منه وانقى رجالا وسمع من الحكم قبل سفيان بعشر سنين وقال عبدالله بن احمد عن ابيه كان شعبة امة وحده في هذا الشان يعني في الرجال و بصره بالحديث و تثبته وتنقيته للرجال وقال معمر كان قتادة يسأل شعبة عن حديثه وقال حماد بن زيد قال لنا ايوب الآن يقدم عليكم رجل من اهل واسط هو فارس في الحديث فخذوا عنه وقال ابو الوليد الطيالسي قال لي حماد بن سلمة اذا اردت الحديث فالزم شعبة وقال حماد بن زيد ما ابالي من خالفني اذا وافقني شعبة فاذا خالفني شعبة في شيء تركته وقال ابن مهدي كان الثوري يقول شعبة امير المؤمنين في الحديث وقال الثوري لسلم بن قتيبة ما فعل استاذنا شعبة وقال ابو قطن عن ابي حنيفة نعم حشو المصر هو وقال الشافعي لولا شعبة ما عرف الحديث بالعراق وقال ابو زيد الهروي قال شعبة لان اقطع احب الي من ان اقول لما لم اسمع سمعت وقال يزيد بن زريع كان شعبة من اصدق الناس في الحديث و قال ابو بحر البكراوي ما رأيت اعبد لله من شعبة لقد عبد الله حتى جف جلده على ظهره وقال مسلم بن ابراهيم ما دخلت على شعبة في وقت صلاة قط الا رأيته قائما يصلي وقال النضر بن شميل ما رأيت ارحم بمسكين منه وقال قراد ابو نوح رأى على شعبة قميصا فقال بكم اخذت هذا قلت بثمانية دراهم قال لي ويحك اما تتقي الله تلبس قميصا بثمانية الا اشتريت قميصا باربعة وتصدقت باربعة قلت انا مع قوم

تتجمل لهم قال ايش تتجمل لهم وقال وكيع اني لارجوان يرفع الله شعبة فى الجنة درجات لذبه عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وقال يحيى القطان ما رأيت احدا قط احسن حديثا من شعبة وقال ابن ادريس ما جعلت بينك و بين الرجال مثل شعبة وسفيان وقال ابن المديني سألت يحيى بن سعيد ايا كان احفظ للاحاديث الطوال سفيان او شعبة فقال كان شعبة امر فيها. قال وسمعت يحيى يقول كان شعبة اعلم بالرجال فلان عن فلان و كان سفيان صاحب ابواب وقال ابو داود لما مات شعبة قال سفيان مات الحديث قيل لابي داود هو احسن حديثا من سفيان قال ليس في الدنيا احسن حديثا من شعبة ومالك على قلته والزهري احسن الناس حديثا وشعبة يخطئ فيما لا يضره ولا يعاب عليه يعني في الاسماء وقال ابن سعد كان ثقة مامونا ثبتا حجة صاحب حديث وقال العجلي ثقة ثبت في الحديث وكان يخطئ في اسماء الرجال قليلا وقال صالح جزرة اول من تكلم فى الرجال شعبة ثم تبعه القطان ثم احمد ويحيى وقال ابن سعد توفي اول سنة (١٦٠) بالبصرة وقال ابو بكر بن منجويه ولد سنة (٨٢) ومات سنة (١٦٠) وله (٧٧) سنة وكان من سادات اهل زمانه حفظا واتقانا وورعا وفضلا وهو اول من فتش بالعراق عن امر المحدثين وجانب الضعفاء والمتروكين و صار علما يقتدى به و تبعه عليه بعده اهل العراق. قلت. هذا بعينه كلام ابن حبان في الثقات نقله ابن منجويه منه ولم يعزه اليه لكن عند ابن حبان ان مولده سنة (٨٣) وذكر ابن ابي خيثمة انه مات في جمادى الآخرة واما ما تقدم من انه كان يخطئ في الاسماء فقد قال الدارقطني فى العلل

كان شعبة يخطئ في اسماء الرجال كثيرا لتشاغله بحفظ المتون وقال صالح
ابن سليمان كان لشعبة اخوان بما الحان الصرف وكان شعبة يقول لاصحاب
الحديث ويلكم الزموا السوق فانما انا عيال على اخوتي وقال ابن معين كان شعبة
صاحب نحو وشعر وقال الاصمعي لم ار احدا اعلم بالشعر منه وقال بدل بن المحبر
سمعت شعبة يقول تعلموا العربية فانها تزيد في العقل وقال ابن ادريس شعبة
قبان (١) المحدثين ولو استقبلت من امري ما استدبرت ما لزمت غيره
و قال ابو قطن ما رأيت شعبة ركع الا ظننت انه قد نسي وفي تاريخ ابن
ابي خيثمة قال شعبة ما رويت عن رجل حديثا الا اتيته اكثر من مرة
والذي رويت عنه عشرة اتيته اكثر من عشر مرار وقيل لابن عوف مالك
لا تحدث عن فلان قال لان ابا بسطام تركه وقال الحاكم شعبة امام الائمة
في معرفة الحديث بالبصرة رأى انس بن مالك وعمرو بن سلمة الصحابيين
وسمع من اربعمائة من التابعين ●

(٥٨١) س - شعبة بن دينار الكوفي · روى عن عكرمة وابي بردة · وعنه
السفيانان · قال ابن نمير ثقة وقال ابن معين ليس به بأس و وثقه ابن عيينة
وذكره ابن حبان في الثقات · له في النسائي حديث واحد في العتق · قلت ·
وقال يعقوب بن سفيان كوفي لا بأس به وقال ابونعيم ثقة ●

(٥٨٢) د - شعبة بن دينار الهاشمي مولى ابن عباس ابو عبد الله و يقال ابو يحيى
المدني · روى عن ابن عباس · وعنه ابن ابي ذئب وصالح بن خوات بن
صالح بن خوات وبكير بن الاشج وداود بن الحصين وغيرهم · قال عبد الله بن

(١) (القبان) كشداد القسطاس والامين ١٢ قاموس احمد

احمد عن ابيه ماارى به بأسا وقال الدورى عن ابن معين ليس به بأس وهو احب الي من صالح مولى التوأمة قلت له ما كان مالك يقول فيه قال كان يقول ليس من القراء وقال ابن ابي خثيمة عن ابن معين لا يكتب حديثه وقال بشر بن عمر الزهرانى سألت عنه مالكا فقال ليس بثقة وقال الجوزجانى والنسائى ليس بقوى وقال ابن سعد له احاديث كثيرة ولا يحتج به وقال ابن عدى لم اجد له انكر من حديث واحد فذكره من طريق الفضل بن المختار عن ابن ابي ذئب عنه عن ابن عباس مرفوعا الوضوء مما خرج وليس مما دخل . وفي الاسناد الفضل بن المختار قال ابن عدى لعل البلاء منه ثم قال لم اجد له حديثا منكرا فاحكم عليه بالضعف وارجوانه لا بأس به قال الواقدى مات فى وسط خلافة هشام بن عبد الملك . روى له ابو داود حديثا واحدا في الغسل . قلت . و قال العجلى جائز الحديث وقال ابو زرعة والساجى ضعيف وقال ابو حاتم ليس بالقوى وقال البخارى يتكلم فيه مالك ويحتمل منه وقال ابو الحسن بن القطان الفاسى قوله ويحتمل منه يعنى من شعبة وليس هو ممن يترك حديثه قال ومالك لم يضعفه وانما شح عليه بلفظة ثقة (١) . قلت . هذا التاويل غير شائع بل لفظة ليس بثقة في الاصطلاح يوجب الضعف الشديد وقد قال ابن حبان روي عن ابن عباس مالا اصل له حتى كانه ابن عباس آخر .

من اسمه شعيب

خ م د س ق - شعيب بن اسحاق بن عبد الرحمن بن عبد الله بن راشد

(١) الصحيح عن مالك انه قال ليس من القراء فقط ١٢ هامش الاصل

الحمد لله الذي وفقنا ويسر لنا طبع

﴿ الجزء السابع ﴾

من كتاب

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

أبي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه وكرمه آمين

﴿ الطبعة الاولى ﴾

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدراباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٦) هجرية

ابن سفيان و ابو يعلى و ابو القاسم البغوى و آخرون . قال ابو حاتم ثقة وقال الآجرى عن ابي داود كان يحفظ وكان فصيحاً وذكره ابن حبان في الثقات قال البخارى وموسى بن هارون مات سنة سبع وثلاثين و مائتين . قلت . وقال ابن اخيه معاذ بن المثنى مات سنة (۳۸) وكذا ارخه ابن قانع وقال هو ثقة وقال ابراهيم بن الجنيد عن ابن معين ابن صمينة وشباب وعبيدالله ابن معاذ ليسوا اصحاب حديث ليسوا بشئ و مثنى بن معاذ لا بأس به في الزهرة روى عنه البخارى سبعة احاديث وروى في مواضع غير واحد عنه وروى عنه مسلم مائة وسبعة وستين حديثا .

(۹۳) عبيدالله بن معية (۱) و يقال عبدالله تقدم .

(۹۴) ق ـ عبيدالله بن المغيرة بن ابي بردة الكنانى . وقد ينسب الى جده (۲) . روى عن ابن عباس . وعنه ابو شيبة يحيى بن عبدالرحمن الكندي . قلت . الذى في عدة نسخ من سنن ابن ماجة في الوجه الذى اخرجه منه ابن ماجة عن عبيدالله بن ابي بردة وقد رواه الطبرانى من الوجه الذى اخرجه منه ابن ماجة فقال عن عبيدالله بن المغيرة بن ابي بردة به . اخرجه الضياء في المختارة ومقتضاه ان يكون عبيدالله عنده ثقة .

(۹۵) ت ق ـ عبيدالله بن المغيرة بن معيقيب (۳) السبائى ابو المغيرة المصرى . روى عن عبدالله بن الحارث بن جزء الزبيدى وعبيدالله بن عدى بن الخيار

(۱) معية بضمومة وفتح عين مهملة وشدة باء ۱۲ مغنى (۲) وفي التقريب و يقال له عبدالله مكبرا ۱۲ (۳) معيقيب بالمهملة والقاف والموحدة مصغرا والسبأي بفتح المهملة والموحدة بعد ها همزة مقصورة ۱۲ تقريب

پاکٹ بک صفحہ 239 کا
حوالہ طبقات اکبیر
نہیں ملا

كتاب الطبقات الكبير

لمحمد بن سعد بن منيع الزهري

ت ٢٣٠ هـ

قال : أخبرنا محمد بن عمر الأسلمى ، حدّثنى أسامة بن زَيد بن أسْلم عن أبيه قال : لمّا بلغ إسماعيل عشرين سنة توفيّت أمّه هاجر وهى ابنة تسعين سنة فدفنها إسماعيل فى الحِجْر .

قال : وأخبرنا محمد بن عمر قال : حدّثنى موسى بن محمّد بن إبراهيم عن أبى بكر بن عبد الله بن أبى جَهْم عن أبى بكر بن سليمان بن أَبى حَثْمَة عن أبى جَهْم بن حُذَيْفة بن غانم قال : أوحَى الله إلى إبراهيم ، ﷺ ، أن يبنيَ البيت ، وهو يومئذ ابن مائة سنة ، وإسْماعيل يومئذ ابن ثلاثين سنة ، فبناه معه ، وتوفى إسماعيل بعد أبيه فدفن داخل الحِجْر ممّا يلى الكعبة مع أمّه هاجر ، وولى نابت بن إسماعيل البيت بعد أبيه مع أخواله جُرْهُم .

قال : أخبرنا خالد بن خِداش بن عجلان ، أخبرنا عبد الله بن وهْب المصرى ، أخبرنا حَرملة بن عِمران عن إسحاق بن عبد الله بن أبى فَروة أنه قال : ما يُعْلَم موضع قبر نبىّ من الأنبياء إلاّ ثلاثة : قبر إسماعيل ، فإنّه تحت الميزاب بين الركن والبيت ، وقبر هود ، فإنّه فى حِقْفٍ من الرمْل تحت جبل من جبال اليمن عليه شجرة تَنْدَى ، وموضعه أشدّ الأرض حرًّا ، وقبر رسول الله ، ﷺ ، فإن هذه قبورهم بحقّ .

* * *

ذكر القرون والسنين التى بين آدم ومحمد ، عليهما الصلاة والسلام

قال : أخبرنا قبيصة بن عقبة ، أخبرنا سفيان بن سعيد عن أبيه عن عكرمة قال : كان بين آدم ونوح عشرة قرون كلّهم على الإسلام .

قال : أخبرنا محمد بن عمر بن واقد الأسلمى عن غير واحد من أهل العلم قالوا : كان بين آدم ونوح عشرة قرون ، والقرن مائة سنة ، وبين نوح وإبراهيم عشرة قرون ، والقرن مائة سنة ، وبين إبراهيم وموسى بن عمران عشرة قرون ، والقرن مائة سنة .

قال : أخبرنا هشام بن محمد بن السائب عن أبيه عن أبى صالح عن ابن عباس قال : كان بين موسى بن عمران وعيسى بن مريم ألف سنة وتسعمائة سنة

ولم تكن بينهما فَترة ، وإنّه أرسل بينهما ألف نبى من بنى إسرائيل سوى من أرسل من غيرهم ، وكان بين ميلاد عيسى والنبى ، عليه الصلاة والسّلام ، خمسمائة سنة وتسع وستّون سنة ، بعث فى أوّلها ثلاثة أنبياء ، وهو قوله : ﴿ إِذْ أَرْسَلْنَآ إِلَيْهِمُ ٱثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ ﴾ [سورة يس : ١٤] ؛ والذى عُزّز به شمعون ، وكان من الحواريّين ، وكانت الفترة التى لم يبعث الله فيها رسولاً أربعمائة سنة وأربعاً وثلاثين سنة ، وإنّ حَوَارِيّى عيسى بن مريم كانوا اثنى عشر رجلاً ، وكان قد تبعه بشر كثير ولكنه لم يكن فيهم حوارى إلاّ اثنا عشر رجلاً ، وكان من الحواريّن القصّار والصيّاد ، وكانوا عُمّالاً يعملون بأيديهم ، وإنّ الحواريّين هم الأصفياء ، وإن عيسى ، ﷺ ، حين رُفع كان ابن اثنتين وثلاثين سنة وستّة أشهر ، وكانت نبوّته ثلاثين شهرًا ، وإن الله رفعه بجسده ، وإنّه حىّ الآن ، وسيرجع إلى الدنْيا فيكون فيها ملِكاً ، ثمّ يموت كما يموت النّاس ، وكانت قرية عيسى تسمىّ ناصرة ، وكان أصحابه يُسمّون الناصريين ، وكان يُقال لعيسى النّاصرىّ فلذلك سُميت النّصارى .

* * *

ذكر تسمية الأنبياء وأنسابهم ، صلى الله عليهم وسلم

قال : أخبرنا عمرو بن الهيثم وهاشم بن القاسم الكنانى أبو النضر قالا : أخبرنا المسعودى عن أبى عمر الشآمى عن عبيد بن الخشخاش عن أبى ذرّ قال : قلت للنبىّ ، ﷺ : أىّ الأنْبياء أوّل ؟ قال : آدم ، قال قلت : أوَ نَبِيًّا كان ؟ قال : نَعَمْ نَبِىّ مُكَلَّمٌ ؛ قال فقلت : فكم المرسلون ؟ قال : ثلَاثُمِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفيرًا .

قال : أخبرنا خالد بن خِداش ، أخبرنا عبد الله بن وهب عن سعيد بن أبى أيّوب عن جعفر بن ربيعة وزياد مولى مصعب قال : سئل رسول الله ، ﷺ ، عن آدم : أنبيًّا . كان ؟ قال : بَلَى نَبِىّ مُكَلَّمٌ .

قال : أخبرنا هشام بن محمّد بن السائب الكلبىّ عن أبيه قال : أوّل نبىّ بُعث إدريس ، وهو خنوخ [١] بن يارذ بن مهلائيل بن قينان بن أنوش بن شيث بن آدم ،

(١) وردت الأسماء التالية فى بعض المصادر بصور أخرى ، وقد آثرت رواية الأصول هنا . حيث لم تتفق المصادر على صورة موحدة للكثير منها .

طبقات ابن سعد

جلد اوّل

مصنف

محمد بن سعد

(المتوفی ۲۳۰ھ)

طبقات الکبریٰ
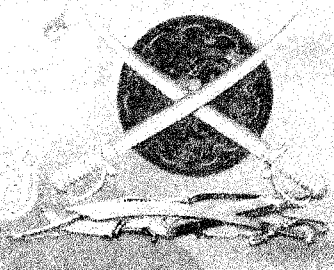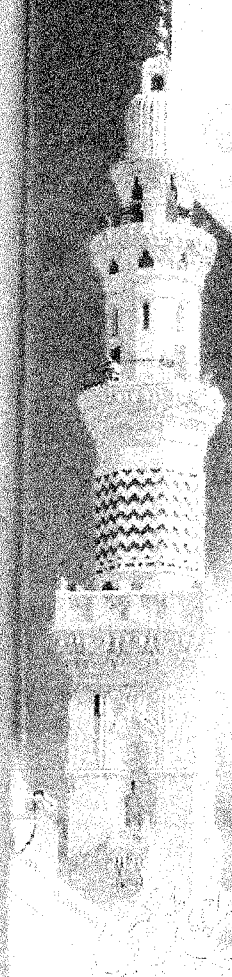
طبقات ابن سعد

حصہ اوّل

اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مفصل تذکرہ، محققانہ اور مورخانہ انداز کا شاہکار
غزوات وسرایا کا تفصیل کے ساتھ جامع بیان

سرور کائنات کا مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخات کرانے کی تفصیل اور مرض الموت اور وفات تک کے حالات، آخر میں حضرت ابوبکر صدیق، عبداللہ بن انس، احسان بن ثابت، کعب بن مالک، اروی بنت عبدالمطلب، عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہم کے محبت اور درد میں ڈوبے ہوئے مراثی بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔

ترجمہ
علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

مصنف
محمد بن سعد (المتوفی ۲۳۰ھ)

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

طبقات ابن سعد

نام کتاب .... طبقات ابن سعد (حصہ اوّل)

مصنف .... علامہ محمد بن سعد المتوفی ۲۳۰ھ

مترجم .... علامہ عبداللہ العمادی مرحوم

اضافہ عنوانات وحواشی .... مولانا عبدالمنان صاحبؒ

ناشر .... نفیس اکیڈمی اردو بازار۔ کراچی

قیمت .... /- روپے

طبقات ابن سعد

مکمل آٹھ حصوں میں

- حصہ اوّل < اخبار النبی ﷺ
- حصہ دوم < اخبار النبی ﷺ
- حصہ سوم < سیرت خلفاء راشدینؓ
- حصہ چہارم < مہاجرین وانصار
- حصہ پنجم < تابعین وتبع تابعین
- حصہ ششم < کوفے کے صحابہؓ وتابعینؒ
- حصہ ہفتم < دور آخر کے صحابہؓ تابعینؒ وفقہاء
- حصہ ہشتم < صالحاتؓ وصحابیاتؓ

ہر حصہ الگ الگ بھی دستیاب ہے۔

نفیس اکیڈمی
اردو بازار، کراچی

مَابَیْنَ آدَمَ علیہ السلام وَ مُحَمَّدٌ ﷺ

حضرت آدم علیہ السلام اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان کا زمانہ

عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرن کا زمانہ حائل ہے۔ یہ تمام نسلیں دین اسلام پر قائم تھیں۔

محمد بن عمرو بن واقد الاسلمی کئی اہل علم سے روایت کرتے ہیں جن کا قول یہ ہے: آدم و نوح علیہما السلام کے درمیان دس قرن گزرے۔ ہر قرن ایک سو (۱۰۰) برس۔ نوح و ابراہیم علیہما السلام کے درمیان دس قرن' ہر قرن سو برس۔ ابراہیم و موسیٰ بن عمران علیہما السلام کے درمیان دس قرن ہر قرن سو برس۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: موسیٰ بن عمران و عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار نو سو (۱۹۰۰) برس گزرے۔ یہ درمیانی زمانہ عہد فترت[1] نہ تھا۔ ان دونوں پیغمبروں کے درمیانی عہد میں بنی اسرائیل میں ایک پیغمبر مبعوث ہوئے اور دوسری قوموں میں جو پیغمبر بھیجے گئے وہ ان کے علاوہ ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان پانچ سو انہتر (۵۶۹) برس کا فصل ہے۔ جس کے ابتدائی زمانے میں تین پیغمبر مبعوث ہوئے۔ کلام اللہ میں اسی کے متعلق ہے:

﴿ اذ ارسلنا الیھم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث ﴾

''وہ واقعہ یاد کرو جب ہم نے ان کے پاس دو شخص بھیجے تو انہوں نے ان کی تکذیب کی آخر ہم نے تیسرے سے انہیں غلبہ دیا''۔

وہ تیسرے پیغمبر شمعون علیہ السلام تھے۔ جن کی بدولت غلبہ حاصل ہوا۔ یہ حواریوں[2] میں سے تھے۔

عہد فترت جس میں اللہ تعالیٰ نے کوئی رسول نہ بھیجا' چار سو چونتیس برس رہا۔

---

[1] عہد فترت: وہ زمانہ جس میں ایک پیغمبر کے بعد دوسرا پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو۔

[2] حواری: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے انصار رضی اللہ عنہم۔

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارہ حواری تھے۔ ان کی پیروی تو بہتوں نے کی مگر ان سب میں حواری بارہ ہی تھے۔ حواریوں میں دھوبی اور شکاری (صیاد) بھی تھے۔ یہ سب لوگ پیشہ ور دستکار تھے کہ اپنے ہاتھوں سے کام کرتے تھے۔ یہی حواری اصفیاء (برگزیدہ) نکلے۔

عیسیٰ علیہ السلام جب اٹھائے گئے ہیں تو بتیس (۳۲) برس چھ (۶) مہینے کے تھے۔ ان کی نبوت (۳۰) مہینے رہی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مع جسم کے اُٹھایا۔ وہ اس وقت زندہ ہیں عنقریب دُنیا میں واپس آئیں گے دُنیا کے بادشاہ ہو جائیں گے پھر اسی طرح وفات پائیں گے جس طرح سب لوگوں کو وفات ہوا کرتی ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کی بستی کا نام ناصرہ تھا۔ ان کے اصحاب کو ناصری کہتے تھے۔ اور خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ناصری کہے جاتے تھے۔ نصاریٰ کا نام اسی لئے نصاریٰ پڑا۔

انبیاء علیہم السلام کے نام ونسب

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا کہ پہلے نبی کون تھے؟''

فرمایا: ''آدم علیہ السلام''۔

میں نے گزارش کی: ''کیا وہ نبی تھے؟''

فرمایا: ''ہاں! وہ ایسے نبی تھے کہ اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرتا تھا''۔

عرض کی: ''اچھا تو رسول کتنے تھے؟''

فرمایا: ''تین سو پندرہ (۳۱۵) کی ایک بڑی تعداد''۔

جعفر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ اور زیاد رحمۃ اللہ علیہ (مصعب رضی اللہ عنہ کے آزاد غلام) کہتے ہیں: ''رسول اللہ ﷺ سے آدم علیہ السلام کے متعلق سوال کیا گیا کہ آیا وہ نبی تھے؟'' فرمایا: ''کیوں نہیں! وہ نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے کلام کرتا تھا''۔

محمد بن السائب الکلبی کہتے ہیں: ''پہلے پہل جو نبی (پیغمبر) مبعوث ہوئے وہ ادریس علیہ السلام تھے۔ خنوخ بن یارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام وہی ہیں''۔

- نوح علیہ السلام بن لمک بن متوشلخ بن خنوخ علیہ السلام، کہ ادریس علیہ السلام وہی تھے۔
- ابراہیم علیہ السلام بن تارح بن ناحور بن ساروغ بن ارغوا بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام۔
- اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام فرزندان ابراہیم علیہ السلام۔
- یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام۔
- یوسف بن یعقوب بن اسحاق علیہم السلام۔
- لوط علیہ السلام بن ہاران بن تارح بن ناحور بن ساروغ، کہ خلیل الرحمن ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔

سیرے پاس صفحہ 73 - 76 ہے

طبقات ابن سعد

میں حضرت عیسیٰؑ

سمیت اٹھائے جانے والی روایت

* ھشام بن محمد بن السائب الکلبی

قالَ الإمامُ عليّ بنُ المدِينيّ:
مَعْرفةُ الرِّجالِ نِصفُ العِلْم

لِسانُ المِيزان

لِلإمامِ الحافِظ أحمدَ بنِ عليّ بنِ حَجَر العَسقلانيّ

وُلدَ سنة ٧٧٣، وتُوفّيَ سنة ٨٥٢
رحمَهُ اللهُ تعالى

اعتَنى بهِ الشَّيخُ العَلّامة
عبد الفتّاح أبو غدّة
وُلدَ سَنة ١٣٣٦ وتُوفّيَ سَنة ١٤١٧
رحمَهُ اللهُ تعالى

اعتَنى بإخراجِهِ وطباعَتِه
سلمان عبد الفتّاح أبو غدّة

الجزء الثامن

مكتب المطبوعات الإسلاميّة

فلما حُملت الجنازة، قام في المقبرة فقال: السلام عليكم يا أهل البِلى.

قلت: فذكر الخبر موقوفاً، وهو ظاهر النكارة، والله أعلم.

٨٢٦٨ ــ هشام بن محمد بن السائب الكَلْبِي، أبو المنذر الأخباري النسَّابة العلَّامة. روى عن أبيه أبي النضر الكلبي المفسِّر، وعن مجالد، وحدث عنه جماعة.

قال أحمد بن حنبل: إنما كان صاحب سَمَر ونَسَب، ما ظننت أن أحداً يحدث عنه. وقال الدارقطني وغيره: متروك. وقال ابن عساكر: رافضي، ليس بثقة.

ابن الكلبي، عن أبيه، عن أبي صالح، عن ابن عباس رضي الله عنهما: ﴿وإذْ أسَرَّ النبيُّ إلى بعض أزواجه حديثاً﴾ قال: «أسرَّ إلى حفصة، أن أبا بكر والي الأمر من بعده، وأن عمر واليه من بعد أبي بكر، فأخبرَتْ بذلك عائشة». رواه البلاذُري في «تاريخه» وهشام لا يوثق به.

وقيل: إن تصانيفه أزيد من مئة وخمسين مصنفاً. مات سنة أربع ومئتين، انتهى.

ومن الرواة عنه: محمد بن سَعْد، وولده العباس بن هشام، وكان واسع الحفظ جداً، / ومع ذلك ينسب إلى غفلة. [٦:١٩٧]

فقرأت في كتاب «البصائر والذخائر» لأبي حيان التوحيدي، عن الماهاني

٨٢٦٨ ــ الميزان ٤:٣٠٤، علل أحمد ١:٢٤٣، التاريخ الكبير ٨:٢٠٠، ضعفاء العقيلي ٤:٣٣٩، الجرح والتعديل ٩:٦٩، المجروحين ٣:٩١، الكامل ٧:١١٠، ضعفاء الدارقطني ١٧٣، فهرست النديم ١٠٨، تاريخ بغداد ١٤:٤٥، الأنساب ١١:١٣٤، معجم الأدباء ٦:٢٧٧٩، وفيات الأعيان ٦:٨٢، السير ١٠:١٠١، العبر ١:٣٤٦، المغني ٢:٧١١، الديوان ٤١٩.

لسان الميزان جلد 8

قال: دخلت على هشام ابن الكلبي فأطعمني، وقال في كلامٍ دار بيننا: لما مات أبي ندم الخليفة أشدَّ ندم، فقلت: أكان ضَرَبه؟ قال: لا، قلت: أكان حَبَسه؟ قال: لا، ولكن كذا أخبرني سعيدٌ غلامُنا.

وهذا تحامُل على ابن الكلبي، لاحتمال أن يكون نَدَمُه لتفريطه في الأخذ عنه، والاستفادة منه، ونحو ذلك.

وذكره ابن أبي طي في الإمامية، وقص له قصة مع جعفر الصادق، ولا أظن صحتها، ونَقَل عن ابن معين أنه وثَّقه، وليس كما قال. فقد قال ابن معين: غير ثقة، وليس عن مثله يُروى الحديث. وقال أبو حاتم: هو أحب إلي من أبيه.

قلت: واتهمه الأصمعي. وذكره العقيلي، وابن الجارود، وابن السَّكَن وغيرهم في «الضعفاء»، وبلغت كتبه كما عدَّها النديمُ في «الفهرست» مئة وأربعة وأربعين كتاباً. ونقل أبو الفرج الأصبهاني، عن أبي يعقوب الخُرَيمي قال: كان هشام ابن الكلبي علّامة نسابة، وراويةً للمثالب عَيّابة، فإذا رأى الهيثمَ بنَ عدي ذاب كما يذوب الرَّصاص[1].

وذكر في ترجمة دريد بن الصِّمَّة عدة أخبار، ثم ختمها بأن قال: وهذه الأخبار التي ذكرتُها عن ابن الكلبي موضوعة كلها، والتوليد في أشعارها ظاهر، إلى أن قال: ولعل هذا من أكاذيب ابن الكلبي[2].

٨٢٦٩ ـ هشام بن محمد بن أحمد بن علي التَّيْمي الكوفي، روى عن

---

(١) في «الفهرست» أن الأمر بالعكس، وهي أن الهيثم كان يذوب إذا رأى هشاماً.

(٢) «الأغاني» ١٠ : ٤٠.

٨٢٦٩ ـ الميزان ٤ : ٣٠٥، تاريخ بغداد ١٤ : ٤٨، الأنساب ٣ : ١١٩ (التيمُلـي)، الموضوعات ١ : ٣٨٤، ضعفاء ابن الجوزي ٣ : ١٧٥، المغني ٢ : ٧١٢، الديوان ٤١٩، الكشف الحثيث ٢٧٢، تنزيه الشريعة ١ : ١٢٣.

الجامع في الجرح والتعديل

لأقوال

البخاري، ومسلم، والعجلي، وأبي زرعة الرازي، وأبي داود، ويعقوب الفسوي، وأبي حاتم الرازي، والترمذي، وأبي زرعة الدمشقي، والنسائي، والبزار، والدارقطني

جمع وترتيب

السيد أبو المعاطي النوري | إبراهيم محمد النوري

أحمد عبد الرزاق عيد | أيمن ابراهيم الزاملي

محمود محمد خليل الصعيدي

المجلد الثالث

عالم الكتب

* وقال أبو حاتم: لما كبر تغير. «علل الحديث» ١٤٨٢.

وقال أبو حاتم أيضاً: كان هشام بِأَخَرَةٍ كانوا يلقنونه أشياء فَيُلَقَّنُ. «علل الحديث» ١٨٩٩.

٤٧٣٨ ـ هشام بن عمرو الفزاري.

* قال أبو داود: لم يرو عن هشام بن عمرو الفزاري غير حماد بن سلمة. «سؤالات الآجري» ٣/٢٥٨.

* وقال يعقوب بن سفيان: حدثني الفضل بن زياد قال: قال أحمد: هشام ابن عمرو الفزاري الذي روى عنه حماد من الثقات. «المعرفة والتاريخ» ٤٢٧/١.

وقال أيضاً: حدثنا الحجاج. قال: حدثنا حماد بن سلمة، عن هشام بن عمرو الفزاري، ولا نعلم أحداً روى عنه غير حماد وهو ثقة. «المعرفة والتاريخ» ١٢٦/٢.

٤٧٣٩ ـ هشام بن الغاز بن ربيعة الجرشي أبو عبد الله. ويقال: أبو العباس الدمشقي نزيل بغداد.

* قال يعقوب بن سفيان: قلت لعبد الرحمان بن إبراهيم: هشام بن الغاز؟ قال: ما أحسن استقامته في الحديث. قال: وكان الوليد يُثني عليه. «المعرفة والتاريخ» ٢/٣٩٤.

وقال أيضاً: حدثنا هشام (ابن عمار). قال: حدثنا صدقة بن خالد. قال: حدثنا أبو العباس هشام بن الغاز الجرشي وهو ثقةٌ. «المعرفة والتاريخ» ٤٥٩/٢.

٤٧٤٠ ـ هشام بن محمد بن السائب الكلبي أبو المنذر الأخباري النسابة.

* ذكره الدارقطني في «الضعفاء والمتروكين» ٥٦٣. وقال: عن أبي مخنف، ومجاهد.

٤٧٤١ ـ هشام بن لاحق أبو عثمان المدائني.

* قال البخاري: قال أحمد: كان يحدث عن عاصم الأحول. وكتبنا عنه

كتاب الضعفاء

ومن نسب إلى الكذب ووضع الحديث
ومن غلب على حديثه الوهم
ومن يتهم في بعض حديثه
ومجهول روى ما لا يتابع عليه
وصاحب بدعة يغلو فيها ويدعو إليها
وإن كانت حاله في الحديث مستقيمة

تأليف
أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العقيلي
(... - ٣٢٢هـ)

تحقيق
حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي

الجزء الرابع

دار الصميعي
للنشر والتوزيع

الطبعة الأولى

١٤٢٠هـ - ٢٠٠٠م

دار الصميعي للنشر والتوزيع

هاتف وفاكس: ٤٢٦٢٩٤٥ - ٤٢٥١٤٥٩
الرياض - السويدي - شارع السويدي العام
ص.ب: ٤٩٦٧ - الرمز البريدي ١١٤١٢
المملكة العربية السعودية

يحيى: خليق أن أدعه، قلت ليحيى: أضرب على حديثه؟ قال: إن شئتَ ضربتَ عليه[1].

حدثنا عبدالله بن أحمد، قال: سألت يحيى بن معين، عن هشام بن حجير، فضعفه جداً، وسألت أبي، عن هشام بن حجير، فقال: ليس هو بالقوي، قلت: هو ضعيف؟ قال: ليس هو بذاك. سمعت أبي مرة أخرى، يقول: هشام بن حجير مكي ضعيف الحديث[2].

حدثنا جعفر بن محمد، قال: حدثنا نصر بن علي، قال: حدثنا سفيان بن عيينة، قال: لم يكن يأخذ عن هشام بن حجير ما لا نجده عند غيره.

١٩٤٨ ـ هشام بن سُلَيمان المخزومي[3]:

في حديثه عن غير ابن جريج وهم.

من حديثه ما حدثناه إبراهيم بن محمد بن الهيثم، قال: حدثنا صالح بن مسمار، قال: حدثنا هشام بن سُلَيمان، قال: حدثني سفيان الثَّوْري، عن سهيل بن أبي صالح، عن أبيه، عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: «**مَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ وَلَمْ يَفْسُقْ، وَلَمْ يَرْفُثْ، كَانَ كَمَنْ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ**».

وقال الناس: عن الثَّوْري، وغيره، عن منصور، عن أبي حازم، عن أبي هريرة، عن النبي ﷺ وهو الصواب[4].

١٩٤٩ ـ هشام بن محمد بن السائب الكلبي أبو المنذر[5]:

حدثنا عبدالله بن أحمد، قال: سمعت أبي، يقول: هشام بن

---

(١) الكامل (١١١/٧).

(٢) العلل ومعرفة الرجال (١/١٥٠ و١٥٧).

(٣) تهذيب الكمال (٣٠/٢١١ ـ ٢١٢).

(٤) رواه أحمد (٧١٣٦ و٧٣٨١ و٩٣١١ و٩٣١٢ و١٠٢٧٤ و١٠٤٠٩) والبخاري (١٥٢١ و١٨١٩) ومسلم (١٣٥٠) وغيرهم.

(٥) لسان الميزان (٧/٢٦٩ ـ ٢٧٢).

محمد بن السائب الكلبي من يحدث عنه؟ إنما هو صاحب سمر ونسب ما ظننت أن أحداً يحدث عنه[1].

ومن حديثه ما حدثناه أحمد بن داود، قال: حدثنا محمد بن سعيد بن الوليد الخزاعي، قال: حدثنا هشام بن محمد بن السائب الكلبي، عن أبيه، عن أبي صالح، عن ابن عباس في قول الله ـ تبارك وتعالى ـ: ﴿وَٱجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَـٰنًا نَّصِيرًا﴾، قال: عتاب بن أسيد. لا يتابع عليه.

١٩٥٠ ـ هشام بن زياد بن سعدويه المروزي[2]:

أبو المقدام مولى عثمان بن عفان رضي الله عنه.

حدثنا عبدالله بن أحمد، قال: حدثنا أحمد بن عبدالله بن بشيرة، قال: حدثنا سفيان بن عبدالملك، قال: سمعت عبدالله بن المبارك، يقول: هشام بن زياد أرم به.

حدثنا محمد، قال: حدثنا الحسن، قال: رأيت في كتاب عفان حديث هشام أبي المقدام حديث عمرو بن عبدالعزيز، قال هشام: حدث رجل يقال له: يحيى بن فلان، عن محمد بن كعب، فقلت له: إنهم يقولون: هشام سمعه من محمد بن كعب، فقال: إنما ابتليَ من قبل هذا الحديث، كان يقول: حدثني يحيى عن محمد ثم ادّعى بَعْدُ أنه سمعه من محمد بن كعب.

حدثنا عبدالله بن أحمد، قال: سألت أبي، عن هشام بن زياد أبي المقدام، وهو هشام بن أبي هشام، فقال: هو ضعيف الحديث[3].

حدثنا محمد بن أحمد، قال: حدثنا معاوية، قال: سمعت يحيى، قال: هشام بن زياد أبي المقدام البصري مولى عثمان بن عفان حديثه ليس بشيء[4].

---

(١) العلل ومعرفة الرجال (١/٢٤٣).

(٢) تهذيب الكمال (٣٠/٢٠٠ ـ ٢٠٤).

(٣) العلل ومعرفة الرجال (٢/٤٥).

(٤) الكامل (٧/١٠٥).

للإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي
المتوفى سنة ٧٤٨هـ

تحقيق
أبي الزهراء حازم القاضي

الجزء الثاني

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٦٧٥٤- هشام بن عبد الله بن عكرمة المخزومي ، عن هشام بن عروة . وهاه ابن حبان .

٦٧٥٥- هشام بن عبيدالله الرازي ، عن مالك وخلق . قال ابن حبان : " كثرت مخالفته للأثبات فبطل الاحتجاج به" . ثم روى له حديثين أراهما موضوعين : أحدهما : عن ابن أبي ذئب عن نافع عن ابن عمر : "الدجاج غنم فقراء أمتي ، والجمعة حجهم" . وأما أبو حاتم فقال : "صدوق ما رأيت أحداً أعظم ولا أجَلَّ قدراً عند أهل بلده منه ، ومن أبي مُسهرٍ بدمشق" . قلت : كانا إمامين في السُّنَّة .

٦٧٥٦- خ عه / هشام بن عمار ، خطيب دمشق ومقرئها ، ثقة مكثر ، له ماينكر . قال أبو حاتم : " صدوق قد تغير ، وكان كلما لقنه تَلَقَّن" . وقال أبو داود : "حدث بأرجح من أربعمائة حديث لا أصل لها" .

وقال ابن معين : " ثقة" . وقال مرة : " كَيِّس كَيِّس" . وقال النسائي: " لا بأس به" . وقال الدارقطني : "صدوق كبير المحل" . وقال صالح جزرة : "كان يأخذ على الرواية" .

٦٧٥٧- هشام بن محمد بن السائب بن الكلبي ، عن أبيه ، تركوه ، وهو أخباري.

(٦٧٥٤) هشام بن عبد الله بن عكرمة المخزومي ، المشتبه [٦٣٧] ، مجمع الزوائد [٦٣/٤] ، العلل المتناهية [١١٣/٢] ، الميزان [٣٠٠/٤] ، المجروحين [٩١/٣] ، لسان الميزان [١٩٥/٦] . قال ابن حبان : ينفرد بما لا أصل له من حديث هشام لا يعجبني الاحتجاج بخبره إذا انفرد.

(٦٧٥٥) هشام بن عبيد الله الرازي ، الأنساب [٢٨٢/٧] ، معجم طبقات الحفاظ [١٨٢] ، الميزان [٣٠٠/٤] ، ديوان الضعفاء [٤٤٧٢] ، السابق واللاحق [٣٦٢] ، الجرح والتعديل [٢٥٦/٩] ، المجروحين [٩٠/٣] ، لسان الميزان [١٩٥/٦] ، تاريخ الثقات [٤٥٨] ، التمهيد [٩٦/٢] ، معرفة الثقات [١٩٠٥] . قال ابن حبان : كان يهم ويخطئ على الثقات.

(٦٧٥٦) هشام بن عمار ، الكاشف [٢٢٣/٤] ، الخلاصة [١١٥/٣] ، مقدمة الفتح [٤٤٨] ، الميزان [٣٠٢/٤]، المعين [١٠٢٣] ، الثقات [٢٣٣/٩] ، اللآلىء المصنوعة [٤٣٣/١] ، تراجم الأحبار [١٦٥/٤] ، لسان الميزان [٤١٩/٧] ، الجرح والتعديل [٢٥٥/٩] ، السابق واللاحق [٣٦٣] ، البداية والنهاية [٣٤٦/١٠] . قال الحافظ : صدوق مقرىء كبر فصار يتلقن فحديثه القديم أصح .

(٦٧٥٧) هشام بن محمد بن السائب بن الكلبي ، التكميل [٥٠٤/٢٦٢] ، معجم المؤلفين [١٥٠،١٤٩/١٣] والحاشية ، المعرفة والتاريخ [٢٥٤/٣] ، الضعفاء والمتروكين للدارقطني [٥٦٣] ، الميزان [٣٠٤/٤] ،=

المغني في الضعفاء

ميزان الاعتدال

في نقد الرجال

تأليف

الإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هـ

ويليه

ذيل ميزان الاعتدال

للإمام أبي الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي

المتوفى سنة ٨٠٦ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ علي محمد معوض — الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة

خبير التحقيق بمجمع البحوث الإسلامية

وعضو المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية

الجزء السابع

المحتوى:

ثابت ـ يونس ـ الكنى ـ الأبناء ـ النساء

ويليه: ذيل ميزان الاعتدال

دار الكتب العلمية

بيروت ـ لبنان

وعن مجاهدٍ، وحدث عنه جماعة.

قال أَحْمَدُ بنُ حَنْبَل: إنما كان صاحبَ سمر ونَسَب، ما ظننتُ أنّ أحداً يحدث عنه.

وقال الدَّارَقُطْنِيُّ وغيره: متروك.

وقال ابنُ عَسَاكِرَ: رافضي، ليس بثقة.

ابن الكلبي، عن أبيه، عن أبي صالح، عن ابن عباس: ﴿وإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثاً﴾ [التحريم: ٣] ـ قال: أسرّ إلى حَفْصَة أنّ أبا بكر وَلّى الأمر من بعده، وأن عمر واليه من بَعْدِ أبي بكر؛ فأخبرت بذلك عائشة.

رواه البلاذري في «تاريخه»، وهشام لا يُوثَق به.

وقيل: إنّ تصانيفه أزيد من مائة وخمسين مصنفاً.

مات سنة أربع ومائتين.

٩٢٤٦ [٩٠٠٦] ـ هِشَامُ بنُ محمد بن أَحْمَدَ بن علي التَّيْمِيّ الكُوفي. روَى عن أبي حفص الكتاني.

اتّهمه بالكذب محمد بن علي الصوري الحافظ؛ لأنه رَوَى حديثاً مَوْضوعاً هو آفته.

٩٢٤٧ [٩٠٠٧] ـ هِشَامُ بنُ مَوْدُودٍ. عن زياد بن علاقة. لا يُعْرَف. وقال الأَزْدِي: ضعيف.

٩٢٤٨ [٩٠٠٨] ـ هِشَامُ بنُ نَجِيح.

٩٢٤٩ [٩٠٠٩] ـ وهِشَامُ بنُ أبي هِشَامٍ. عن زيد العَمِّي.

٩٢٥٠ [٩٠١٠] ـ وهِشَام المُرهبي. عن الحسن.

٩٢٥١ [٠٠٠] ـ وهِشَامُ بنُ أبي يَعْلَى. عن ابن الحنفية.

٩٢٥٢ [٩٠١١] ـ وهِشَام السَّخْتِيَانِي ـ مجهولون.

٩٢٥٣ [٥١١١ ت] ـ هِشَامُ بنُ هَارُونَ. عن معاذ بن رِفاعة. لا يُعْرَف. روى عنه زيد بن الحباب حديث: «اللَّهُمَّ اغْفِرْ للأنصار وَلِذَرَارِيهِمْ وَلِجِيْرَانِهِمْ». يقع عالياً في «أمالي الوراق».

٩٢٥٤ [٥١١٢ ت] ـ هِشَامُ بنُ أبي الوَلِيدِ [ق]. عن أبيه. وعنه أبو داود الطَّيَالسي يجهل. والظَّاهرُ أنه هشام بن زياد التَّالف.

٩٢٥٥ [٩٠١٢] ـ هِشَامُ بنُ لاَحِقٍ. عن عاصم الأَحْوَل. قال أَحْمَدُ: تركت حديثه.

قلت: وكان قد روى عنه.

وقال ابن حِبَّانَ: لا يجوز الاحتجاجُ به، وهو أبو عثمان المَدَائني، قَوّاه النَّسَائي.

الحارث بن هشام، عن علي ـ أنّ رسول الله ﷺ كان يقول في آخر وَتْره «اللهم إني أعوذ برضاك من سخطك»[١] . . . الحديث. ما روى عنه سوى حماد بن سلمان ومع هذا فروى عباس عن يحيى: ثقة، ليس يَرْوي عنه غير حماد.

وقال أبو حاتم: ثقة قديم.

وقال أبو دَاوُدَ: هو أقدم شيخ لحماد.

٩٢٤٤ [٠٠٠] ـ هِشَامُ بنُ الغاز [عو]، صاحب مكحول[٢]. وثقه ابنُ مَعِينٍ ودُحَيْمٌ.

وقال أَحْمَدُ: صالح الحديث.

قلت: وكان عابداً خيّراً[٣].

٩٢٤٥ [٩٠٠٥] ـ هِشَامُ بنُ محمدِ بنِ السَّائِبِ الكَلْبِيُّ[٤]، أبو المنذر الأخباري النسّابة العلامة.

روى عن أبيه أبي النَّضْر الكلبي المفسر.

= تهذيب التهذيب: ١١/٥٤، تاريخ البخاري الكبير: ٨/١٩٥، الجرح والتعديل: ٩/٢٥١، الثقات: ٧/٥٦٨، التاريخ لابن معين: ٣/٦١٩، تاريخ أسماء الثقات: ١٥٣٤، تاريخ الدوري: ٢/٦١٩، تاريخ خليفة: ٩٠، المعرفة ليعقوب: ١/٤٢٧، سؤالات الآجري لأبي داود: ٣/٢٥٨.

(١) أخرجه النسائي في سننه: ٣/٢٤٩، الإمتاع باب: ١٣٣، قيام الليل باب: ٥١، الترمذي في سننه برقم: (٣٥٦٦) وقال حديث حسن غريب من حديث علي، أخرجه ابن ماجه في سننه برقم: (١١٧٩) ١/٣٧٣، أحمد في مسنده: ١/٩٦، البخاري في التاريخ الكبير: ٨/١٩٥. وللحديث طرق منها ما: أخرجه أحمد في مسنده: ٦/٢٠١ عن عائشة، وذكر العراقي في المغني: ١/٣٣٠، ابن السني في العمل: ٥٠٩/١٢٤، ذكره التبريزي في المشكاة: (٨٩٣)، (١٢٧٦)، السيوطي في جمع الجوامع: (٩٩٨٧)، ابن أبي شيبة في مصنفه: ٢/٣٠٦، ١٠/٢٨٦، ذكره الطحاوي في شرح المعاني: ١/٢٣٤، الهندي في الكنز: (٣٦٥٢) وعزاه لمسلم عن عائشة، (٥١١٦) وعزاه لابن زنجويه والروياني وابن عساكر عن كعب انظر شواهده في الكنز بأرقام: (٢١٨٨٥)، (٢٢٦٦٤)، (٢٢٦٦٨).

(٢) ينظر: تهذيب الكمال: ٣/١٤٤٥، خلاصة تهذيب الكمال: ٣/١١٦، تقريب التهذيب: ٢/٣٢٠، تهذيب التهذيب: ١١/٥٥، الكاشف: ٣/٢٢٤، تاريخ البخاري الكبير: ٨/١٩٩، وتاريخه الصغير: ٢/١١٨، المعين: ٩٤٩، الجرح والتعديل: ٩/٢٥٧، الأنساب: ٨/٣٥٧، البداية والنهاية: ١٠/١١١، تاريخ الإسلام: ٦/٣١٢، سير الأعلام: ٧/٦٠ والحاشية، تراجم الأحبار: ٤/١٦٥، المغني: ٦٧٥٥، المعين: ١٠٢٣، تاريخ الدوري: ٢/٦١٩، طبقات ابن سعد: ٧/٤٦٨، طبقات خليفة: ٣١٦، علل أحمد: ١/٨٦، تاريخ الخطيب: ١٤/٤٢، السابق واللاحق: ٣٦٢، العبر: ١/٧١، المعرفة ليعقوب: ١/٢٩٤، شذرات الذهب: ١/٢٣٦، تاريخ أبو زرعة الدمشقي: ٢٢٠.

(٣) سقط في ب.

(٤) المغني: ٢/٧١١، الضعفاء والمتروكين: ٣/١٧٦، الضعفاء الكبير: ٤/٣٣٩، الجرح والتعديل: ٩/٦٩.

ميزان الاعتدال
في نقد الرجال

تأليف

أبي عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي
المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

تحقيق

علي محمد البجاوي

المجلد الرابع

دار المعرفة
للطباعة والنشر
بيروت - لبنان

وفى الكتاب أنه قال فى خطبته : الحمد لله الذى تجلّى لخلقه بخلقه ، فسألت أبا عبد الله ، فقال : هذا جَهْمى ، الله تجلّى للجبال ، يقول هو : تجلى لخلقه بخلقه ، إن صلّوا خلفه فلْيُعيدوا الصلاة .

قلت : لقول هشام اعتبار ومساغ ، ولكن لا ينبغى إطلاق هذه العبارة المجملة ، وقد سقتُ أخبارَ أبى الوليد رحمه الله فى تاريخى الكبير ، وفى طبقات القراء ، أتيتُ فيها بفوائدَ ، وله جلالة فى الإسلام ، وما زال العلماء الأقران يتكلم بعضهم فى بعض بحسب اجتهادهم ، وكلٌّ أحد يؤخذ من قوله ويُترك إلا رسول الله صلى الله عليه وسلم .

مات هشام فى آخر المحرم سنة خمس وأربعين ومائتين ، وله اثنتان وتسعون سنة .

٩٢٣٥ — هشام بن عَمْرو [عو] الفزَارى ، له حديث عن عبدالرحمن بن الحارث ابن هشام ، عن على - أنّ رسولَ الله صلى الله عليه وسلم كان يقول فى آخر وتْرِه : اللهم إنى أعوذ برِضاك من سخطك ... الحديث . ما روى عنه سوى حماد بن سلمة ؛ ومع هذا فروى عباس عن يحيى : ثقة ، ليس يَرْوِى عنه غير حماد .

وقال أبو حاتم : ثقة قديم . وقال أبو داود : هو أقدم شيخ لحماد .

٩٢٣٦ — [(١) هشام بن الغاز [عو] ، صاحب مكحول .

وثقه ابن معين ودُحيم . وقال أحمد : صالح الحديث .

قلت : وكان عابدا خيّرًا](١) .

٩٢٣٧ — هشام بن محمد بن السائب الكلبى ، أبو المنذر الأخبارى النسّابة العلامة . روى عن أبيه أبى النَّضْر الكلبى المفسر ، وعن مجاهدٍ ، وحدث عنه جماعة .

قال أحمد بن حنبل : إنما كان صاحبَ سمر ونَسَب ، ما ظننتُ أنّ أحدًا يحدث عنه . وقال الدارقطنى (٢)[وغيره : متروك . وقال ابن عساكر :](٢) رافضى ، ليس بثقة .

---

(١) هذه الترجمة من س . (٢) ساقط فى س .

ابن الكلبي ، عن أبيه ، عن أبي صالح ، عن ابن عباس : [١](وإذْ أَسَرَّ النبيُّ إلى بعض أزواجه حديثاً) ـ قال . أَسرَّ إلى حفصة أنّ أبا بكر وَلِيّ الأمر من بعده ، وأنّ عُمر واليه من بَعْدِ أبي بكر ؛ فأخبرت بذلك عائشة .

رواه البلاذري في تاريخه ، وهشام لا يُوثَق به . وقيل : إنّ تصانيفه أزيد من مائة وخمسين مصنفاً .

مات سنة أربع ومائتين .

٩٢٣٨ — هشام بن محمد بن أحمد بن علي التيمي[٢] الكوفي . روَى عن أبي حفص الكتاني .

اتهمه بالكذب محمد بن علي الصوري الحافظ ؛ لأنه رَوَى حديثاً موضوعاً هو آفَتُه .

٩٢٣٩ — هشام بن مَوْدُود . عن زياد بن علاقة . لا يُعْرَف .

وقال الأزدي : ضعيف .

٩٢٤٠ — هشام بن نَجيح .

٩٢٤١ — وهشام بن أبي هشام . عن زيد العَمّي .

٩٢٤٢ — وهشام المُرهبي . عن الحسن .

٩٢٤٣ — وهشام بن أبي يعلى . عن ابن الحنفية .

٩٢٤٤ — وهشام السَّخْتِياني[٣] ـ مجهولون .

٩٢٤٥ — هشام بن هارون . عن معاذ بن رِفاعة . لا يُعْرَف . روى عنه زيد ابن الحُباب حديث : اللهم اغفر للأنصار ولذَرَارِيهم ولجيرانهم . يقع عالياً في أمالي الورّاق .

---

(١) سورة التحريم، آية ١٣ . (٢) ل : التميمي . وفي ن : التيملي . والمثبت في س ، ه .
(٣) هكذا في س ، ه . وفي ل ، ن : السجستاني .

[أبو صادق ، أبو صالح]

١٠٣٠٠ — أبو صادق الأزدى [ق] . عن على رضى الله عنه . قيل اسمه عبد الله ابن ناجد . قال محمد بن سعد : يتكلمون فيه . وقال آخر : لم يسمع من على . وروى عن ربيعة بن ناجد . وثقه يعقوب بن شيبة .

١٠٣٠١ — أبو صادق [ص] . عن مِخْنَف بن سُليم . وعنه الحارث بن حَصِيرة ، إسناد مظلم . هو الأول .

١٠٣٠٢ — أبو صالح [عو] مولى أم هانئ . اسمه باذام[1] . تركه ابن مهدى وقوّاه غيره . وقال أبو أحمد : ليس بالقوى عندهم ، وانتصر له يحيى القطان ، وقال : لم أر أحدا من أصحابنا تركه ، وما سمعنا أحدا يقول فيه شيئاً .

١٠٣٠٣ — أبو صالح [ت] . عن أم سلمة . لا يعرف . ولعله ذَكْوَان السمان ، لا بل هو ذكوان مولى لأم سلمة . له فرد حديث من طريق أبى حمزة ميمون القصّاب ـ وهو ضعيف ـ عنه عنها ـ مرفوعا : يا أفلح ترِّب وجهك ـ يعنى إذا سجدت .

١٠٣٠٤ — أبو صالح الخوزى [ت ، ق] . عن أبى هريرة . ضعفه يحيى بن معين . حديثه : مَنْ لم يَدْعُ الله يغضب عليه ، رواه يحيى بن أكثم . حدثنا وكيع ، حدثنا أبو المليح ، سمع أبا صالح ، فذكره عن أبى هريرة ـ مرفوعا .

١٠٣٠٥ — أبو صالح الأشعرى . ويقال الأنصارى . لا يعرف . عن أبى أمامة . وعنه أبو الحصين الفلسطينى . أما :

١٠٣٠٦ — أبو صالح الأشعرى [ق] الأزدى . عن أبى هريرة ، وأبى عبدالله الأشعرى ـ فثقة . روى عنه أبو سلّام الأسود ـ وهو من أقرانه ـ وحسان بن عطية ، وعبد الرحمن بن يزيد بن تميم ، وآخرون .

---
(١) ١-٢٩٦ .

١٠٣٠٧ — أبو صالح . عن عكرمة ، عن ابن عباس . لا يعرف . وجاء بحديث باطل ، فيقال : هو إسحاق بن نَجيح[1] .

١٠٣٠٨ — أبو صالح الأحمسى . عن مُرّ[2] المؤذن . عن عُمر . وعنه النعمان ابن الزبير[3] ـ لا يعرفون .

١٠٣٠٩ — أبو صالح ، مولى حكيم بن حزام . وعنه أبو الزبير . لا يعرف . يقع حديثه عاليا فى نسخة أبى الجهم . مَتْنُه : ابدأ بمن تَعُول .

١٠٣١٠ — أبو صالح الحارثى . عن النعمان بن بَشير . لا يعرف . ماحدث عنه غير أبى قِلَابة . فأما :

١٠٣١١ — أبو صالح السمان الزيات[4] ؛

١٠٣١٢ — وأبو صالح الحنفى[5] ؛

١٠٣١٣ — وأبو صالح ، مولى ضُبَاعة[6] ، من تابعى الكوفة ـ فهؤلاء ثقات. وكذا جماعة بهذه الكنية لا لينَ فيهم .

[أبو الصباح ، أبو صحار ، أبو الصديق]

١٠٣١٤ — أبو الصبَّاح النخعى . عن همام بن الحارث ، يقال اسمه سليمان [بن بشير][7] . ضعفه يحيى القطان .

١٠٣١٥ — أبو صحار . عن أبيه ، عن على . مجهول .

قلت : ولا يدرى مَنْ أبوه . والمتن منكر .

١٠٣١٦ — أبو الصدِّيق [ع] الناجى . صدوق . اسمه بكر بن عَمْرو . قال ابن سعد : يتكلمون فى أحاديثه يستنكرونها . وقال غيره : ثقة . تابعى ، محتج به فى الصحاح .

---

(١) ١ـ٢٠٢ . (٢) ل : بسر . (٣) فى ل : المنذر !
(٤) فى التهذيب : اسمه ذكوان المدنى . (٥) فى التهذيب : اسمه عبد الرحمن بن قيس الكوفى . (٦) فى التهذيب : اسمه ميناء . (٧) من التهذيب .

طبقات ابن سعد
حضرت عیسیٰؑ کے جسم سمیت اٹھائے
جابر کی روایت
مصنف کا باپ
محمد بن السائب الکلبی

الحمد لله الذى وفقنا و يسر لنا طبع

﴿ الجزء التاسع ﴾

• من كتاب •

تهذيب التهذيب

للامام الحافظ الحجة شيخ الاسلام شهاب الدين

ابي الفضل احمد بن علي بن حجر العسقلاني

المتوفى سنة (٨٥٢) رحمه الله تعالى

بمنه وكرمه آمين

﴿ الطبعة الاولى ﴾

بمطبعة مجلس دائرة المعارف النظامية الكائنة في الهند

بمحروسة حيدر اباد الدكن عمرها الله الى اقصى الزمن

سنة (١٣٢٦) هجرية

ابن سلام وسها فيه ابو محمد ولا اعلم في طبقة شيوخ البخاري محمد بن سالم انتهى وذكر ابو علي الجياني انه وقع في رواية ابي علي بن السكن محمد بن سلام وهذا هو المعتمد.

(٢٦٥) ت س ق - محمد بن السائب بن بركة حجازي. روى عن امه عن عائشة وعن عمرو بن ميمون الاودي . روى عنه ابن جريج وزهير بن معاوية ومسلم بن خالد الزنجي وزهير بن محمد واسمعيل بن علية ويحيى بن سليم وابن عيينة. قال ابن معين والنسائي ثقة ذكره ابن حبان في الثقات. له عندهم حديث عائشة في الطب وعن ابي ذر في عمل اليوم والليلة.

(٢٦٦) ت فق - محمد بن السائب بن بشر بن عمرو بن عبد الحارث بن عبد العزى الكلبي ابو النضر الكوفي النسابة المفسر من عبدود. روى عن اخويه سفيان وسلمة وابي صالح باذام مولى ام هانئ وعامر الشعبي والاصبغ بن نباتة وغيرهم روى عنه ابنه هشام والسفيانان وحماد بن سلمة وابن المبارك وابن جريج وابن اسحاق وابو معاوية ومحمد بن مروان السدي الصغير وهشيم وابو عوانة ويزيد بن زريع واسمعيل بن عياش وابو بكر بن عياش ويعلى ومحمد ابنى عبيد ومحمد بن فضيل بن غزوان ويزيد بن هارون وآخرون. قال معتمر بن سليمان عن ابيه كان بالكوفة كذابان احدهما الكلبي وعنه قال قال ليث بن ابي سليم كان بالكوفة كذابان احدهما الكلبي والآخر السدى وقال الدوري عن يحيى بن معين ليس بشئ وقال معاوية بن صالح عن يحيى ضعيف وقال ابو موسى ماسمعت يحيى ولا عبدالرحمن يحدثان عن سفيان عنه بشيء وقال

البخاري

البخاري تركه يحيى وابن مهدى وقال الدوري عن يحيى بن يعلى المحاربي قال قيل لزائدة ثلاثة لا تروى عنهم ابن ابي ليلى وجابر الجعفي والكلبي قال اما ابن ابي ليلى فلست اذكره واما جابر فكان والله كذابا يؤمن بالرجعة واما الكلبي وكنت اختلف اليه فسمعته يقول مرضت مرضة فنسيت ما كنت احفظ فاتيت آل محمد فتفلوا في في فحفظت ما كنت نسيت فتركته وقال الاصمعي عن ابي عوانة سمعت الكلبي يتكلم بشيء من تكلم به كفر فسألته عنه فجحده وقال عبد الواحد بن غياث عن ابن مهدى جلس الينا ابو جزء على باب ابي عمرو بن العلاء فقال اشهد ان الكلبي كافر قال فحدثت بذلك يزيد بن زريع فقال سمعته يقول اشهد انه كافر قال فماذا زعم قال سمعته يقول كان جبريل يوحي الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم فقام النبي لحاجته وجلس علي فاوحى الى علي فقال يزيد انا لم اسمعه يقول هذا ولكني رأيته يضرب صدره ويقول انا سبائى انا سبائى. قال العقيلي هم صنف من الرافضة اصحاب عبد الله بن سبا وقال ابن فضيل عن مغيرة عن ابراهيم انه قال لمحمد بن السائب مادمت على هذا الرأى لا تقربنا وكان مرجئا وقال زيد بن الحباب سمعت الثورى يقول عجبا لما يروى عن الكلبي قال ابن ابي حاتم فقلت لابي ان الثورى روى عنه فقال كان لا يقصد الرواية عنه ويحكى حكايته تعجبا فيعلقه من حضره ويجعلونه رواية وقال علي بن مسهر عن ابي جناب الكلبي حلف ابو صالح اني لم اقرأ على الكلبي من التفسير شيئا وقال ابو عاصم زعم لي سفيان الثورى قال قال الكلبي ما حدثت عن ابي صالح عن

ابن عباس فهو كذب فلا ترووه وقال الاصمعي عن قرة بن خالد كانوا
يرون ان الكلبي يزرف يعني يكذب وقال يزيد بن هارون كبر الكلبي
وغلب عليه النسيان وقال ابو حاتم الناس مجمعون على ترك حديثه هو ذاهب
الحديث لا يشتغل به وقال النسائي ليس بثقة ولا يكتب حديثه وقال ابن
عدي له غير ما ذكرت احاديث صالحة وخاصة عن ابي صالح وهو معروف
بالتفسير وليس لاحد اطول من تفسيره وحدث عنه ثقات من الناس
ورضوه في التفسير واما في الحديث ففيه مناكير ولشهرته فيما بين الضعفاء
يكتب حديثه وقال ابن ابي حاتم كتب البخاري في موضع آخر محمد بن
بشر سمع عمرو بن عبد الله الحضرمي وعنه محمد بن اسحاق قال ابن ابي حاتم
هو الكلبي قال محمد بن عبد الله الحضرمي مات بالكوفة سنة ست واربعين
ومائة · قلت ساق ابن سعد نسبه الى كلب بن وبرة قال وكان جده بشر وبنوه
السائب وعبيد وعبد الرحمن شهدوا الجمل مع علي وشهد محمد بن السائب
الجماجم مع ابن الاشعث وكان عالماً بالتفسير وانساب العرب واحاديثهم
توفي بالكوفة سنة ست واربعين اخبرني بذلك ابنه هشام قالوا وليس ذاك
في روايته ضعيف جدا وقال علي بن الجنيد والحاكم ابو احمد والدارقطني متروك
وقال الجوزجاني كذاب ساقط وقال ابن حبان وضوح الكذب فيه اظهر من
ان يحتاج الى الاغراق في وصفه روى عن ابي صالح التفسير وابو صالح لم يسمع
من ابن عباس لا يحل الاحتجاج به وقال الساجي متروك الحديث وكان
ضعيفا جدا لفرطه في التشيع وقد اتفق ثقات اهل النقل على ذمه وترك

الرواية

الرواية عنه في الاحكام والفروع قال الحاكم ابوعبدالله روى عن ابي صالح احاديث موضوعة وذكر عبدالغني بن سعيد الازدي انه حماد بن السائب الذي روى عنه ابواسامة وتقدم في ترجمة عطية انه كان يكنى الكلبي ابا سعيد و يروى عنه *

(٢٦٧) مد - محمد بن السائب النكرى (١) عن ابيه · وعنه الوليد بن مسلم · ذكره ابن حبان في الثقات · قلت · وذكر ابن ابي حاتم انه يروى عن سعيد ابن عمرو بن سعيد الاموى مرسلا ولم يذكر فيه جرحا وقال الازدي في الضعفاء يتكلمون فيه *

(٢٦٨) د - محمد بن ابي السرى · هو ابن المتوكل يأتي *

(٢٦٩) تمييز - محمد بن ابي السري البخاري واسم ابيه اسمعيل بن طرخون روى عن سفيان بن عيينة ومروان بن معاوية ويحيى بن سليم والوليد بن مسلم وغيرهم · ذكره الخطيب واسند من طريق اسحاق بن احمد بن خلف البخاري سمعت محمد بن ابي السرى سمعت ابن عيينة يقول فذكر حديثا · قال الخطيب بلغني انه مات سنة سبع واربعين ومائتين *

(٢٧٠) تمييز - محمد بن ابي السرى الازدى البغدادى يكنى ابا جعفر واسم ابيه سهل بن بسام · روى عن اسحاق بن يوسف الازرق وغيره وروى عن هشام بن الكلبي تصانيفه · روى عنه ابوسعيد السكري ومحمد بن خلف ابن المرزبان وابو احمد محمد بن موسى البربرى الاخباريون وغيرهم · وهو قريب الطبقة من العسقلاني ·

(١) النكرى بضم النون ١٢ تقريب

المجلد الخامس والعشرون

حققه، وضبط نصه، وعلق عليه
الدكتور بشار عواد معروف

مؤسسة الرسالة

شَيْبـان، قالـوا: أخبرنا ابن حنبل بهذا الإسناد عن[1] عبدالله بن أحمد، قال: حدثني أبي، قال: حدثنا سُفيان، قال: سَمِعَ محمد بن السائب بن بَرَكة (عن)[2] عمرو بن مَيْمون، عن أبي ذَرّ، قال: كنتُ أمشي خَلْفَ رسولِ الله ﷺ فقال: ألا أَدُلُّكَ على كَنْزٍ من كُنوزِ الجَنَّةِ؟ قلت: بَلَىٰ. قال: لا حَوْلَ ولا قُوةَ إلاّ بالله.

رواه النَّسائيُّ[3] في «اليوم والليلة» عن محمد بن المقرىء، عن سُفيان، فوقعَ لنا بدلا عالياً. وهذا جميع ماله عندهم، والله أعلم.

٥٢٣٤ ـ ت فق: محمد[4] بن السَّائِب بن بِشْر بن عَمرو

---

(١) مسند أحمد: ٥/١٥٠.

(٢) سقطت من كافة النسخ، وهو سهو واضح إذ أن عمرو بن ميمون من شيوخه كما تقدم وقد جاءت على الصواب في أصل الرواية من مسند أحمد.

(٣) عمل اليوم والليلة (١٤).

(٤) طبقات ابن سعد: ٣٥٨/٦، وتاريخ الدوري: ٥١٧/٢، وتاريخ خليفة: ٤٢٣، وطبقاته: ١٦٧، وعلل أحمد: ١٩٨/١، ٢٠٣، ٣٢٢، ٣٢٣، وتاريخ البخاري الكبير: ١/الترجمة ٢٨٣، وتاريخه الصغير: ٥١/٢، وضعفاؤه الصغير، الترجمة وأحوال الرجال للجوزجاني، الترجمة ٣٧، والكنىٰ لمسلم، الورقة ١١١، وأبو زرعة الرازي: ٦٥٤، وسؤالات الآجري لأبي داود: ٢٠٤/٣، و٥/الورقة ٤٩، والمعرفة ليعقوب: ٥٠٧/١، و٧٨٢/٢، ٨٠٠، و٣٥/٣، ٤٣، ٥٠، والترمذي (٣٠٥٩)، وضعفاء النسائي، الترجمة ٥١٤، وضعفاء العقيلي، الورقة ١٩٢، والجرح والتعديل: ٧/الترجمة ١٤٧٨، والمجروحين لابن حبان: ٢٥٣/٢، والكامل لابن عدي. ٣/الورقة ٣٠، وضعفاء الدارقطني، الترجمة ٤٦٧، وسننه: ١٣٠/٤، ٢٢٠، ٢٦٢، وعلله: ٢/الورقة ٥٧، والسابق واللاحق: ٣١٣، وموضح أوهام الجمع والتفريق: =

ابن الحارث بن عبدالحارث بن عبدالعُزَّى الكَلْبِيُّ، أبو النَّضْر الكُوفيُّ من بني عبد وُدٍّ.

روى عن: الأَصْبغ بن نُباتة، وأبي صالح باذام مولى أمِّ هاني (ت فق)، وأخويه: سُفيان بن السَّائب، وسَلَمة بن السَّائب، وعامر الشَّعْبِيِّ.

روى عنه: إسماعيل بن عَيَّاش، وجُنادة بن سَلْم، والحَكَم ابن ظُهَيْر، وحَمّاد بن سَلَمة، وخارجة بن مُصْعَب، ورَوْح بن القاسم، وسَعْد بن الصَّلْت البَجَليُّ قاضي شيراز، وسُفيان الثَّوريُّ، وسُفيان بن عُيَيْنة، وسَيْف بن عمر التَّميميُّ، وشُعْبة بن الحجاج، وعبدالله بن المبارك، وعبدالأَعلى بن عبدالأعلى، وعبدالملك بن جُرَيْج، وعبدالملك بن أبي مروان الجُبَيْليُّ، وعثمان بن عَمرو بن سَاج، وعليّ بن عليّ الحِمْيَريُّ، وعَمّار بن محمد الثَّوريُّ، وعيسى ابن يونُس، ومحمد بن إسحاق بن يَسار (ت)، وأبو مُعاوية محمد ابن خَازم الضَّرير (فق)، ومحمد بن عُبيد الطَّنافِسيُّ، ومحمد بن فُضَيْل بن غزوان (فق)، ومحمد بن مَرْوان السُّدّي الصَّغير، ومَعْمَر ابن راشد، وأبو المغيرة النَّضر بن إسماعيل، وابنه هشام بن محمد ابن السَّائب الكَلْبيّ، وهُشيم بن بشير، وأبو عَوَانة الوَضّاح بن عبدالله، ويحيى بن كثير أبو النَّضر، ويزيد بن زُرَيْع، ويزيد بن هارون، ويَعْلَى بن عُبيد الطَّنافسيُّ، وأبو بكر بن عَيَّاش، والقاضي أبو يوسُف الكُوفيُّ،

قال أبو بكر[1] بن خَلّاد البَاهلي، عن مُعْتَمِر بن سُلَيْمان، عن أبيه: كان بالكُوفة كَذَّابان أحدهما الكَلْبِيّ.

وقال عَمرو بن الحُصَيْن، عن مُعْتَمِر بن سُلَيْمان، عن ليث ابن أبي سُلَيْم: بالكُوفة كَذَّابان: الكَلْبِيّ والسُّديّ، يعني محمد بن مَرْوان.

وقال عَبّاس الدُّوريُّ[2]، عن يحيى بن مَعِين: ليسَ بشيء.

وقال معاوية بن صالح، عن يحيى بن مَعِين: ضَعيف.

وقال أبو موسى[3] محمد بن المثنى: ما سمعتُ يحيى ولا عبدالرحمان يحدثان عن سفيان عن الكَلْبِي.

وقال البُخاريُّ[4]: تركه يحيى بن سعيد وابنُ مهدي.

وقال عَبّاس الدُّوريُّ[5]، عن يحيى بن يَعْلَى المُحاربي: قيل

= ٢/٣٥٧، وأنساب السمعاني: ١٠/٤٥٣، وضعفاء ابن الجوزي، الورقة ١٣٩، وسير أعلام النبلاء: ٦/٢٤٨، والكاشف: ٣/الترجمة ٤٩٣٧، وديوان الضعفاء، الترجمة ٣٧٢٥، والمغني: ٢/الترجمة ٥٥٤٢، وتذهيب التهذيب: ٣/الورقة ٢٠٥، وميزان الاعتدال: ٣/الترجمة ٧٥٧٤، والكشف الحثيث، الترجمة ٦٦٧، ونهاية السول، الورقة ٣٢٧، وتهذيب التهذيب: ٩/١٧٨-١٨١، والتقريب: ٢/١٦٣، وخلاصة الخزرجي: ٢/الترجمة ٦٢٤٢، وشذرات الذهب: ١/٢١٧.

(١) الجرح والتعديل: ٧/الترجمة ١٤٧٨.

(٢) تاريخه: ٢/٥١٧.

(٣) أنظر الجرح والتعديل: ٧/الترجمة ١٤٧٨.

(٤) تاريخه الكبير: ١/الترجمة ٢٨٣، وتاريخه الصغير: ٢/٥١.

(٥) أنظر الجرح والتعديل: ٧/الترجمة ١٤٧٨.

لزائـدة: ثلاثة لا تروي عنهم: ابن أبي ليلى، وجابر الجُعْفِي، والكَلْبي. قال: أما ابن أبي ليلى فبيني وبين آل ابن أبي ليلى حسن فلست أذكـره، وأمـا جابر الجُعفي فكان والله كَذّابا يؤمن بالـرَّجْعـة، وأمـا الكلبي فكنتُ أختلفُ إليه فسمعته يقول يوما: مرضت مرضةً فنسيتُ ماكنتُ أحفظ فأتيتُ آل محمد فتفلوا في فيَّ فحفظت ما كنتُ نسيتُ. فقلت: والله لا أَروي عنك شيئا، فتركته.

وقـال الأَصمعيُّ، عن أبي عَوانـة: سمعتُ الكَلْبِيَّ يتكلم بشيء مَن تَكَلَّمَ به كَفَر. وقال مرة: لو تَكَلَّمَ به ثانية كَفَر، فسألته عنه فَجَحَدَهُ.

وقال عبدالواحد بن غِياث، عن ابن مهدي: جلسَ إلينا أبو جَزْء على باب أَبي عمرو بن العَلاء فقال: أشهد أنَّ الكَلْبِيَّ كافِرٌ. قال: فحدثت بذلك يزيد بن زُرَيْع فقال[1]: سمعته يقول: أشهد أنّه كافِرٌ. قال: فماذا زَعَم؟ قال: سمعته يقول: كانَ جبريل يُوحي إلى النبي ﷺ فقـامَ النبيُّ ﷺ لحاجةٍ وجَلَسَ عليٌّ فأَوحىٰ إلى عليّ. قال يزيد: أنا لم أسمعه يقول هذا، ولكني رأيتهُ يضرب على صَدْرِه ويقول: أنا سبأي أنا سبأيّ!! قال أبو جعفر العقيلي: هم صنف من الرَّافضة أصحاب عبدالله بن سَبأ.

وقـال واصل بن عبدالأَعلى: حدثنا محمد بن فُضَيْل عن

---

(١) ضبب عليها المؤلف.

مُغيرة، عن إبراهيم أنّه قال لمحمد بن السَّائب: ما دمتَ على هذا الرأي لا تَقربنا، وكان مُرْجِئاً.

وقال زيد بن الحُباب[١]: سمعتُ سُفيان الثَّوري يقول: عَجَباً لمن يَروي عن الكَلْبي. قال عبدالرحمان بن أبي حاتم: فذكرتُه لأبي، وقلتُ: إنَّ الثَّوري قد روى عنه[٢]. قال: كان لا يقصد الـراوية عنه ويحكي حكاية تَعَجُّبا فيعلقه مَن حَضَرَهُ، ويجعلونه رواية عنه[٣].

وقال وكيع[٤]: كان سُفيان لا يعجبه هؤلاء الذين يُفسرون السُّورة من أولها إلى آخرها مثل الكَلْبي.

وقال عليّ بن مُسْهِر[٥]، عن أبي جَنَاب الكَلْبِي: حلف أبو صالح أني لم أقرأ على الكَلْبي من التَّفْسير شيئاً.

وقال أبو عاصم النَّبيل[٦]: زعَمَ لي سُفيان الثَّوري، قال: قال لنا الكَلْبِيُّ: ما حدثت عن أبي صالح عن ابن عباس فهو كَذِب، فلا ترووه.

---

(١) الجرح والتعديل: ٧/الترجمة ١٤٨٨.

(٢) قوله: «عنه» في المطبوع من الجرح والتعديل: «عن».

(٣) قال بشار: لكن مما يؤسف عليه ان عدة من الثقات رووا عنه، فانظر إلى من يقول إن الثقات لا يروون إلا عن المقبولين؟!

(٤) الجرح والتعديل: ٧/الترجمة ١٤٧٨.

(٥) نفسه.

(٦) نفسه.

وقال الأصمعيُّ[1]، عن قُرَّة بن خالد: كانوا يرون أنَّ الكَلْبِي يِزْرف، يعني يَكْذِب.

وقال أحمد[2] بن سنان القَطّان الواسطي، عن يزيد بن هارون: كَبر الكَلْبيّ وغَلب عليه النِّسيان، فجاءَ إلى الحَجّام، وقبض على لحيته، فأرادَ أن يقول: خُذ من هاهنا يعني ما جاوزَ القبضة، فقال: خُذ ما دون القَبْضَة!

وقال أبو حاتم[3]: النَّاسُ مُجمعونَ على تَرْك حديثه، لا يُشْتَغَل به، هو ذاهبُ الحديث.

وقال النَّسائيُّ: ليسَ بثقة ولا يُكْتَب حديثُه[4].

وقال أبو أحمد بن عَدي[5]: وللكلبي غير ما ذكرتُ من الحديث، أحاديث صالحة وخاصة عن أبي صالح، وهو معروف بالتَّفْسير، وليس لأحدٍ تفسير أطول منه، ولا أشبع منه، وبعده مُقاتل ابن سُلَيْمان، إلا أن الكَلْبي يُفَضَّل على مُقاتل لما قِيل في مُقاتل من المذاهب الرديئة. وَحَدَّثَ عن الكَلْبِي الثَّوريُّ وشعبة[6] فإن كانا حَدَّثا عنه بالشيء اليَسِير غير المُسْنَد. وحدَّث عنه ابن عُيينة،

---

(١) نفسه.

(٢) نفسه.

(٣) الجرح والتعديل: ٧/الترجمة ١٤٧٨.

(٤) وذكره في «الضعفاء والمتروكين» وقال: متروك الحديث (الترجمة ٥١٤).

(٥) الكامل: ٣/الورقة ٤٨.

(٦) قوله: «شعبة» سقط من نسخة ابن المهندس. وتأمل فيمن يزعم أن شعبة لا يروي إلا عن الثقات!!

وحَمّاد بن سلمة، وهُشَيْم، وغيرُهم من ثقات الناس ورضوه في التَّفسير. وأما الحديث، خاصة إذا روى عن أبي صالح، عن ابن عباس، ففيه مناكير ولشُهرته فيما بين الضُّعفاء يُكْتَب حديثُه!

وقال عبدالرحمان[1] بن أبي حاتِم: كَتَبَ البُخاريُّ في موضع آخر: محمد بن بشر سمع عمرو بن عبدالله الحَضْرَمي، سمع منه محمد بن إسحاق، وهو الكَلْبي.

قال محمد بن عبدالله الحَضْرَميُّ: مات بالكوفة سنة ست وأربعين ومئة[2].

---

(١) الجرح والتعديل: ٧/الترجمة ١٤٧٨.

(٢) وقال ابن سعد: قالوا: وليس بذاك في روايته ضعيف جداً (طبقاته: ٦/٣٥٩). وقال الجوزجاني: كذاب ساقط (أحوال الرجال، الترجمة ٣٧) وقال مسلم: متروك الحديث (الكنىٰ، الورقة ١١١). وقال الآجري: سألت أبا داود عن جويبر والكلبي، فقدم جويبراً، وقال: جويبر علىٰ ضعفه والكلبي متهم (سؤالاته: ٣/٢٠٤). وقال أبو داود: في حديثه، يعني متهم (سؤالاته: ٥/الورقة ٤٩). وذكره أبو زرعة الرازي في «أسامي الضعفاء» (الترجمة ٢٨٩). وذكره يعقوب بن سفيان في باب من يرغب عن الرواية عنهم (المعرفة والتاريخ: ٣/٣٥). وذكره ابن حبان في «المجروحين» وقال: هو الذي يروي عنه الثوري ومحمد بن إسحاق ويقولان: حدّثنا أبو النضر حتىٰ لا يُعرف، وهو الذي كناه عطية العوفي أبا سعيد، وكان يقول: حدثني أبو سعيد، يُريد به الكلبي فيتوهمون أنه أراد أبا سعيد الخُدري. وكان الكلبي سَبَئياً من أصحاب عبدالله ابن سبأ من أولئك الذين يقولون إن علياً لم يَمت وإنه راجع إلىٰ الدنيا قبل قيام الساعة فيملؤها عدلاً، كما مُلئت جوراً، وإن رأوا سحابة قالوا: أمير المؤمنين فيها. وقال: الكلبي هذا مذهبه في الدين ووضوح الكذب فيه أظهر من أن يحتاج إلى الإغراق في وصفه (المجروحين: ٢/٢٥٣، ٢٥٥). وذكره الدارقطني في «الضعفاء والمتروكين» (الترجمة ٤٦٧). وقال: متروك الحديث (العلل: ٢/الورقة ٥٧، =

روى له التِّرمذيُّ، وابن ماجة في «التفسير».

٥٢٣٥ ـ مد: محمد[1] بن السَّائِب النُّكْرِيُّ.

عن: أبيه (مد).

روى عنه: الوليد بن مُسلم (مد).

ذكره ابنُ حِبَّان في كتاب «الثِّقات»[2].

روى له أبو داود في «المراسيل» حديثا قد ذكرناه في ترجمة أبيه السَّائب.

= والسنن: ٤/٢٢٠، ٢٦٢). وقال أيضاً: متروك وهو القائل: كل ما حدثتُ عن أبي صالح كذب. (السنن: ٤/١٣٠). وذكره أبو نعيم في «الضعفاء» وقال: عن أبي صالح أحاديثه موضوعة (الترجمة ٢١٠). وقال الحاكم أبو عبدالله: أحاديثه عن أبي صالح موضوعة (المدخل إلى الصحيح؛ ١٩٥). وقال ابن حجر في «التهذيب»: قال علي بن الجنيد والحاكم أبو أحمد: متروك. وقال الساجي: متروك الحديث وكان ضعيفاً جداً لفرطه في التشيع (٩/١٨٠) وقال في «التقريب»: متهم بالكذب ورُمي بالرفض. قال بشار: وما زلت أتعجب من سبب رواية الثقات عنه!

(١) تاريخ البخاري الكبير: ١/الترجمة ٢٨٤، والجرح والتعديل: ٧/الترجمة ١٤٨٠، وثقات ابن حبان: ٧/٤٣٥، وضعفاء ابن الجوزي، الورقة ١٣٩، والكاشف: ٣/الترجمة ٤٩٣٨، والمغني: ٢/الترجمة ٥٥٤٣، وميزان الاعتدال: ٣/الترجمة ٧٥٧٥، وتذهيب التهذيب: ٣/الورقة ٢٠٥، ونهاية السول، الورقة ٣٢٨، وتهذيب التهذيب: ٩/١٨١، والتقريب: ٢/١٦٣، وخلاصة الخزرجي: ٢/الترجمة ٦٢٤٣. النُكري بضم النون.

(٢) ٧/٤٣٥، وقال البخاري: عن سعيد بن عَمرو بن سعيد بن العاص عن النبي ﷺ مرسل. (تاريخه الكبير: ١/الترجمة ٢٨٤). وقال ابن حجر في «التهذيب»: قال الأزدي في «الضعفاء» يتكلمون فيه (٩/١٨١) وقال في «التقريب»: لين الحديث.

سِيَر أعلام النُّبلاء

تصنيف

الإمام شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي

المتوفى

٧٤٨هـ - ١٣٧٤م

الجزء السادس

أشرف على تحقيق الكتاب وخرّج أحاديثه

شعيب الأرنؤوط

حقق هذا الجزء

حسين الأسد

مؤسسة الرسالة

وقال وكيع والجمهور سنة ثمان. زاد أبو نعيم: في ربيع الأول وهو ابن ثمان وثمانين سنة.

ذكر أصحاب الأعمش

قال النسائي:

الطبقة الأولى: منهم سُفيان، وشعبة، ويحيى القطان.

الطبقة الثانية: زائدة، ويحيى بن أبي زائدة، وحفص بن غياث.

الطبقة الثالثة: أبو معاوية، وجرير بن عبد الحميد، وأبو عوانة.

الطبقة الرابعة: ابن المبارك، وفُضيل بن عياض، وقطبة بن عبد العزيز، ومُفضّل بن مهلهل، وداود الطائي.

الطبقة الخامسة: عبد الله بن إدريس، وعيسى بن يونس، ووكيع، وحُميد بن عبد الرحمن الرُّؤاسي، وعبد الله بن داود، والفضل بن موسى، وزهير بن معاوية.

الطبقة السادسة: عبد الواحد بن زياد، وأبو أسامة، وعبد الله بن نمير.

الطبقة السابعة: عَبيدة بن حُميد، وعَبْدة بن سُليمان.

١١١ - الكلبي * (ت)

العلامة الأَخْباري، أبو النَّضْر محمد بن السائب بن بشر الكلبي المفسر.

وكان أيضاً رأساً في الأنساب إلا أنه شيعي متروكُ الحديثِ.

يروي عنه ولده هشام وطائفة.

(*) طبقات ابن سعد ٦/٢٤٩، تاريخ خليفة (٤٢٣)، طبقات خليفة (١٦٧)، المعارف: ٥٣٣، التاريخ الكبير ١/١٠١، التاريخ الصغير ٢/٥١، الجرح والتعديل ٧/٢٧٠ ،كتاب المجروحين ٢/٢٥٣، الفهرست (٩٥)، وفيات الأعيان ٤/٣٠٩- ٣١١، تهذيب الكمال: (١١٩٩)، تذهيب التهذيب ٣/٢٠٥/١، ميزان الاعتدال: ٣/٥٥٦- ٥٥٩، =

أخذ عن أبي صالح، وجرير، والفرزدق وجماعة. وكان الثوري يروي عنه، ويُدلسه فيقول: حدثنا أبو النّضْر[1]. توفي سنة ست وأربعين ومئة.

العبر ٢٠٧/١، الوافي بالوفيات: ٨٣/٣، تهذيب التهذيب ١٧٨/٩ - ١٨١، خلاصة تذهيب الكمال (٣٣٧)، طبقات المفسرين: ١٤٤/٢، شذرات الذهب ٢١٧/١.

(١) قال البخاري في «تاريخه الكبير»: محمد بن السائب أبو النضر الكلبي تركه يحيى بن سعيد وابن مهدي. وقال لنا علي: حدثنا يحيى بن سعيد عن سفيان قال: قال لي الكلبي، قال لي أبو صالح: كل شيء حدثتك فهو كذب.

وقال أبو حاتم: الناس مجمعون على ترك حديثه لا يشتغل به، هو ذاهب الحديث. وقال النسائي، ليس بثقة، ولا يكتب حديثه.

وقال زائدة: أما الكلبي فقد كنت اختلفت إليه. فسمعته يوماً يقول: مرضت مرضة فنسيت ما كنت أحفظ، فأتيت آل محمد، عليه الصلاة والسلام، فتفلوا في فيّ، فحفظت ما كنت نسيت. فقلت: لا والله لا أروي عنك بعد هذا شيئاً، فتركته.

وقال معتمر بن سليمان: سمعت ليث بن أبي سُلَيم يقول: بالكوفة كذابان: الكلبي، وذكر آخر.
وقال أحمد بن هارون: سألت أحمد بن حنبل عن تفسير الكلبي، فقال: كذب. قلت: يحل النظر فيه؟ قال: لا.

وقال أبو حاتم بن حبان: مذهبه في الدين، ووضوح الكذب فيه أظهر من أن يحتاج إلى الإغراق في وصفه، فالكلبي يروي عن أبي صالح عن ابن عباس التفسير، وأبو صالح لم ير ابن عباس، ولا سمع منه شيئاً، ولا سمع الكلبي من أبي صالح إلا الحرف بعد الحرف. فما رواه الكلبي لا يحل ذكره في الكتب. فكيف الاحتجاج به؟! والله جل وعلا ولى رسوله ﷺ، تفسير كلامه، وبيان ما أنزل إليه لخلقه فقال: ﴿وأنزلنا إليك الذكر لتبين للناس ما نزل إليهم﴾، ومن أمحل المحال أن يأمر الله جل وعلا، النبي المصطفى أن يبين لخلقه مراد الله عز وجل من الآي التي أنزلها الله عليه، ثم لا يفعل ذلك رسول رب العالمين وسيد المرسلين، بل أبان عن مراد الله تعالى في الآي، وفسر لأمته ما بهم الحاجة إليه، وهو سننه، ﷺ فمن تتبع السنن، وحفظها وأحكمها، فقد عرف تفسير كلام الله تعالى، وأغناه الله عن الكلبي وذويه.

انظر: «المجروحين» ٢٥٣/٢ وما بعدها.

٧

كتاب الجرح والتعديل

القسم الثانى

من

المجلد الثالث

تاليف الامام الحافظ الناقد شيخ الاسلام ابى محمد عبدالرحمن بن
الامام الكبير ابى حاتم محمد بن ادريس بن المنذر
التميمى الحنظلى الرازى المتوفى سنة
سبع وعشرين وثلثمائة
رحمهم الله تعالى

الطبعة الاولى

بمطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية بحيدرآباد الدكن - الهند

سنة ١٣٧٢ هـ ١٩٥٢ م

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

ابيه(١) روى عنه ابن جريج وزهير بن معاوية وسفيان بن عيينة ومسلم بن خالد واسمعيل ابن علية سمعت ابى يقول ذلك .

نا عبدالرحمن قال ذكره ابى عن اسحاق بن منصور عن يحيى بن معين انه قال محمد بن السائب بن بركة ثقة .

١٤٧٨ – محمد بن السائب الكلبى ابو النضر وهو ابن السائب بن بشر بن عبدود روى عن ابى صالح باذام(٢) وعن اصبغ بن نباتة وعن الشعبى وعن اخيه سلمة بن السائب روى عنه الثورى وابن جريج ومعمر وحماد بن سلمة ومحمد ابن اسحاق وابو عوانة وهشيم وابن عيينة وابو بكر بن عياش وابن المبارك وعيسى بن يونس ويعلى ومحمد ابنا عبيد سمعت ابى يقول ذلك .

نا عبدالرحمن نا عمر بن شبة النميرى البصرى بسامراء حدثنى ابو بكر بن خلاد نا معتمر عن ابيه قال كان بالكوفة كذابان احدهما الكلبى ، نا عبدالرحمن نا العباس بن محمد الدورى نا يحيى بن يعلى بن الحارث المحاربى قال قيل لزائدة لم لا تروى عن الكلبى ؟ قال كنت أختلف اليه فسمعته يوما وهو يقول مرضت مرضة فنسيت ما كنت احفظ فأتيت آل محمد صلى الله عليه وسلم فنفثوا فى فى(٣) فحفظت ما كنت نسيت ، فقلت لا والله لا اروى عنك بعد هذا شيئا فتركته .

حدثنا عبد الرحمن نا احمد بن سليمان الرهاوى فيما كتب الى قال سمعت زيد بن حباب يقول سمعت سفيان الثورى يقول عجبا لمن يروى عن الكلبى ، نا عبدالرحمن قال فذكرته لابى وقلت له ان الثورى يروى عن الكلبى ، قال كان لا يقصد الرواية عنه ويحكى حكاية تعجبا فيعلقه من حضره ويجعلونه رواية عنه .

حدثنا عبد الرحمن حدثنا عبدالملك بن ابى عبد الرحمن المقرى نا عبدالرحمن يعنى ابن الحكم بن بشير نا وكيع قال كان سفيان لا يعجبه هؤلاء الذين يفسرون السورة من اولها الى آخرها مثل الكلبى .

---

(١) قط « امه » (٢) س « باذان » وتدقيل ذلك كما فى التهذيب (٣) قط « فى فمى »

نا

الجرح والتعديل جلد ٧ عدى بن حاتم

نا عبد الرحمن نا وهب بن ابراهيم الفامي نا زكريا بن عدى نا على بن مسهر عن ابى جناب قال حلف ابو صالح انى لم اقرأ على الكلبى من التفسير شيئا .

نا عبدالرحمن نا عمر بن شبة نا ابو عاصم يعنى الضحاك بن مخلد النبيل قال زعم لى سفيان الثورى قال قال لنا الكلبى ما حدثت عنى عن ابى صالح عن ابن عباس فهو كذب فلا ترووه ، نا عبدالرحمن حدثنى ابى نا نصر بن على وسليمان بن معبد المروزى قالا حدثنا الاصمعى نا قرة بن خالد قال كانوا يرون ان الكلبى يزرف يعنى يكذب .

نا عبدالرحمن نا على بن الحسين بن الجنيد نا محمد بن المثنى قال كان يحيى بن سعيد وعبدالرحمن بن مهدى لا يحدثان عن رجل عن الكلبى ، نا عبد الرحمن نا ابى نا احمد بن ابى الحوارى قال قال لى مروان بن محمد تفسير الكلبى باطل ، نا عبد الرحمن قال قرئ على العباس بن محمد الدورى عن يحيى بن معين انه قال الكلبى ليس بشيء .

نا عبدالرحمن نا احمد بن سنان الواسطى قال سمعت يزيد بن هارون يقول كبر الكلبى وغلب عليه النسيان فجاء إلى الحجام وقبض على لحيته فاراد أن يقول خذ من ههنا(١) يعنى ما جاوز القبضة فقال خذ ما دون القبضة ، نا عبد الرحمن قال سألت ابى عن محمد بن السائب الكلبى فقال الناس مجتمعون على ترك حديثه لا يشتغل به هو ذاهب الحديث .

وكتب البخارى فى موضع آخر محمد بن السائب بن بشر سمع عمرو بن عبدالله الحضرمى سمع منه محمد بن اسحاق ، وهو الكلبى .

١٤٧٩ – محمد بن السائب التيمى روى عن ابراهيم النخعى روى عنه مغيرة بن مقسم وابوبكر بن عياش .

١٤٨٠ – محمد بن السائب البكرى روى عن سعيد بن عمرو بن سعيد بن العاص عن النبى صلى الله عليه وسلم ، مرسل ، روى عنه الوليد بن مسلم سمعت ابى يقول ذلك .

باب تسمية من روى عنه العلم ممن يسمى محمد بن سالم

(١) س « من هذا »

كتاب الضعفاء

ومن نسب إلى الكذب ووضع الحديث
ومن غلب على حديثه الوهم
ومن يتهم في بعض حديثه
ومجهول روى ما لا يتابع عليه
وصاحب بدعة يغلو فيها ويدعو إليها
وإن كانت حاله في الحديث مستقيمة

تأليف
أبي جعفر محمد بن عمرو بن موسى بن حماد العقيلي
(... - ٣٢٢هـ)

تحقيق
حمدي بن عبد المجيد بن إسماعيل السلفي

الجزء الأول

دار الصميعي
للنشر والتوزيع

حدثنا محمد بن عيسى، حدثنا عباس، قال: سمعت يحيى، قال: محمد بن سالم ضعيف[1].

حدثني آدم، قال: سمعت البخاري، قال: محمد بن سالم أبو سهل يتكلمون فيه، كان ابن المبارك ينهى عنه[2].

وقال علي: أنا لا أحدث عن محمد بن سالم[3].

ومن حديثه ما حدثناه محمد بن أحمد بن منصور، حدثنا عوف بن جرير بن عبدالحميد، حدثنا أبي، عن محمد بن سالم، عن ابن إسحاق، عن عاصم بن ضمرة، عن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: **«مَا سَقَتِ السَّمَاءُ أَوْ كَانَ سَيْحاً فَفِيهِ الْعُشْرُ، وَمَا سُقِيَ بِالْقُرَبِ وَالدَّالِيَةِ فَفِيهِ نِصْفُ الْعُشْرِ»**.

لا يتابع عليه، فأما المتن فيُرْوَى من غير هذا الوجه بإسناد أصلح من هذا[4].

١٦٣٧ ـ محمد بن السائب الكلبي أبو النضر (كوفي)[5]:

حدثنا أحمد بن علي الأبار، حدثنا أحمد بن الحسن الترمذي، قال: سمعت يحيى بن يَعْلى، قال: سمعت زائدة، يقول: اطرحوا حديث الأربعة: الحجاج، وجابر، وحميد صاحب مجاهد، والكلبي، فأما الكلبي، ورفع إصبعيه إلى أذنيه ضمتا إن لم أكن سمعته يقول: نسيت علمي فأتيت آل محمد فسقوني عسلاً فامتلأت علماً! أفتأمروني أن أحدث عن رجل يكذب على رسول الله ﷺ.

---

(١) تاريخ الدوري (٥١٧/٢).

(٢) التاريخ الكبير (١٠٥/١).

(٣) الكامل (١٥٤/٦).

(٤) انظر إرواء الغليل (٧٩٩).

(٥) تهذيب الكمال (٢٤٦/٢٥ ـ ٢٥٢).

كتاب الضعفاء العقيلي الجزء ٤ ايك جلد والى

حدثنا محمد بن عيسى، حدثنا العباس بن محمد، حدثنا يحيى بن يَعْلى المحاربي، قال: قيل لزائدة: ثلاثة لا يُروى عنهم: ابن أبي ليلى، وجابر الجعفي، والكلبي، قال: فأما ابن أبي ليلى فبيني وبين آل ابن الزبير حَسن، فلست أذكره، وأما جابر الجعفي، كان والله كذاباً يؤمن بالرجعة، وأما الكلبي فكنت أختلف إليه فسمعته يقول يوماً: مرضت مرضة فنسيت ما كنت أحفظ فأتيت إلى آل محمد فتفلوا في فيَّ فحفظت ما كنتُ نسيت، فقلت: والله لا أروي عنك شيئاً، فتركته[1].

حدثنا محمد بن عيسى، حدثنا أبو حاتم السجستاني، سهل بن محمد، حدثنا الأصمعي، حدثنا أبو عوانة، قال: سمعت الكلبي يتكلم بشيء من تكلم به كفر، وقال مرة: لو تكلم به ثانية كفر فسألته عنه فجحده.

حدثنا محمد بن عيسى، حدثنا عمر بن شيبة، حدثنا عبدالواحد بن غياث، حدثنا ابن مَهدي، قال: جلس إلينا أبو جري، على باب أبي عمرو بن العلاء، فقال: أشهد أن الكلبي كافر، قال: فحدثت بذلك يزيد بن زريع، فقال: سمعته يقول: أشهد أنه كافر، قال: فماذا زعم؟ قال: سمعته يقول: كان جبرائيل ـ عليه السلام ـ جاء يوحي إلى النبي ﷺ فقام النبي ﷺ أنا لم أسمعه يقول هذا، ولكني رأيته يضرب على صدره، ويقول لنا: سبأيٌّ أنا سبأيٌّ.

قال أبو جعفر: هم صنف من الرافضة أصحاب عبدالله بن سبأ.

حدثنا محمد بن أيوب بن يحيى بن الضريس، حدثنا أبو سلمة، قال: سمعت يزيد بن زريع، قال: سمعت الكلبي أنا سبأيٌّ.

حدثنا محمد بن أيوب، حدثنا عمرو بن الحصين، حدثنا معتمر بن سليمان، عن ليث، قال: بالكوفة كذابان: الكلبي، والسدّي[2].

---

(١) الجرح والتعديل (٧/٢٧٠).

(٢) المصدر السابق (٧/٢٧٠).

حدثنا زكريا بن يحيى، حدثنا محمد بن المثنى، قال: ما سمعت يحيى، ولا عبدالرحمن يحدثان عن سفيان، عن الكلبي[1].

حدثنا محمد، حدثنا عباس، قال: سمعت يحيى، قال: الكلبي ليس بشيء[2].

حدثنا محمد بن زكريا، حدثنا واصل بن عبدالأعلى، حدثنا محمد بن فضيل، عن مغيرة، عن إبراهيم أنه قال لمحمد بن السائب: ما دمت على هذا الرأي لا تقربنا وكان مرجئاً.

حدثنا محمد بن إسماعيل، حدثنا الحميدي، حدثنا سفيان، حدثنا عاصم، عن زر، قال: قال لي عبدالله: هل تدري ما الحَفَدةُ يا زر؟ قلت: نعم، هم حفدة الرجل من ولده، وولد ولده، قال: لا، ولكنهم الأصهار، قال عاصم: فقال لي الكلبي: أصاب زر وكذب لَعَمْرو الله.

حدثنا محمد بن أحمد، حدثنا معاوية، قال: سمعت يحيى، قال: محمد بن السائب الكلبي ضعيف.

حدثني آدم، قال: سمعت البخاري، يقول: محمد بن السائب الكلبي كوفي تركه يحيى بن سعيد، وابن مهدي[3].

١٦٣٨ - محمد بن أبي سلمة المكي[4]:

عن محمد بن عمرو.

لا يتابع على حديثه، ولا يعرف إلاّ به.

حدثناه موسى بن هارون، حدثنا محمد بن مهران الجمال، قال: ذكره محمد بن أبي سلمة المكي، عن محمد بن عمرو، عن أبي سلمة، عن

---

(١) المصدر السابق (٢٧١/٧).
(٢) تاريخ الدوري (٥١٧/٢).
(٣) التاريخ الكبير (١٠١/١).
(٤) لسان الميزان (١٥١/٦).

كتاب الضعفاء العقيلي

كتاب الضعفاء والمتروكين

تأليف

أبي عبد الرحمن أحمد بن شعيب النسائي
المتوفى سنة ٣٠٣ هـ

تحقيق

مركز الخدمات والأبحاث الثقافية

بوران الضناوي　　كمال يوسف الحوت

مؤسسة الكتب الثقافية

ملتزم الطبع والنشر والتوزيع
مؤسسة الكتب الثقافية فقط

الطبعة الأولى

١٤٠٥هـ - ١٩٨٥م

مؤسسة الكتب الثقافية
ص. ب (٥١١٥) - ١١٤
هاتف ٣١٢٠١٧
بيروت - لبنان
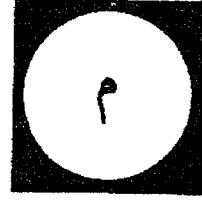
باب الميم

(٥٣٧) محمد بن أبَان بن صالح: ضعيف، كوفي.

(٥٣٨) محمد بن إسحاق: ليس بالقوي.

(٥٣٩) محمد بن السّائب، أبو النَّضْر الكَلْبي: متروك الحديث، كوفي.

---

(٥٣٧) الجعفي: قال البخاري: ليس بالقوي. وقال في الكبير: ابن عمير: يتكلمون في حفظه، حديثه في الكوفيين. ضعفه أبو داود وابن معين. وقيل كان مرجئاً.

الكبير ١/٣٤، المجروحين ٢/٢٦٠، كتاب الجرح والتعديل ٧/١٩٩، المغني ٢/٥٤٧، الميزان ٣/٤٥٣، تهذيب التهذيب ٩/٥، لسان الميزان ٥/٣١.

(٥٣٨) ابن يسار: مولى قيس بن مخرمة القرشي المديني. كنيته: أبو بكر. روى عنه الثوري وابن ادريس. قال احمد بن حنبل: هو حسن الحديث. وقال ابن معين: ثقة وليس بحجة.

الكبير ١/٤٠، كتاب الجرح والتعديل ٧/١٩١، الكاشف ٣/١٨، المغني ٢/٥٥٢، الميزان ٣/٤٦٨، التقريب ٢/١٤٤، تهذيب التهذيب ٩/٣٨، لسان الميزان ٧/٥٣١، خلاصة تذهيب تهذيب الكمال ص/٣٢٦ - ٣٢٧.

(٥٣٩) الكوفي، المفسر النسابة الأخباري. عن ابن معين قال: ليس بثقة. وقال الدارقطني وجماعة: متروك. وقال الجوزجاني وغيره: كذاب. =

(٥٤٠) محمد بن سالم، أبو سهل: متروك الحديث. كوفي.
(٥٤١) محمد بن سُلَيْم أبو هِلَال الرَّاسِبي، ليس بالقوي.
(٥٤٢) محمد بن سُلَيْمان بن مَسْمُول: ضعيف، مكي.

= الصغير ص/١٠١، الكبير ١/١٠١، المجروحين ٢/٢٢١، كتاب الجرح والتعديل ٧/٢٧٠، الكاشف ٢/٤٠، المغني ٢/٥٨٤، الميزان ٣/٥٥٦، التقريب ٢/١٦٣، تهذيب التهذيب ٩/١٧٨، لسان الميزان ٧/٣٥٩، خلاصة تذهيب تهذيب الكمال ص/٣٣٧.

(٥٤٠) صاحب الشعبي. ضعفوه جداً. قال البخاري: يتكلمون فيه. قال ابن معين: ضعيف. قال يحيى القطان: ليس بشيء. وكان أحمد لا يروي حديثه.

الصغير ص/١٠١، الكبير ١/١٠٥، المجروحين ٢/٢٦٢، كتاب الجرح والتعديل ٧/٢٧٢، الكاشف ٣/٤٠، المغني ٢/٥٨٣، الميزان ٣/٥٥٦، التقريب ٢/١٦٣، تهذيب التهذيب ٩/١٧٦، لسان الميزان ٧/٣٥٩، خلاصة تذهيب تهذيب الكمال ص/٣٣٧.

(٥٤١) ويقال: ابن سليمان قال أبو حاتم: محله الصدق. ليس بذاك المتين. قال ابن معين: صدوق يرمى بالقدر. سمع الحسن وابن سيرين وعدة. توفى سنة ١٦٧ هـ. وكان من علماء البصرة. وثقه أبو داود.

الصغير ص/١٠٢، الكبير ١/١٠٥، المجروحين ٢/٢٨٣، كتاب الجرح والتعديل ٧/٢٧٣، المغني ٢/٥٨٩، الكاشف ٣/٤٣، الميزان ٣/٥٧٤، التقريب ٢/١٦٦، تهذيب التهذيب ٩/١٩٥، لسان الميزان ٧/٣٦٠، خلاصة تذهيب تهذيب الكمال ص/٣٣٨.

(٥٤٢) قال البخاري: منكر، روى عن نافع، مولى ابن عمر. وقال أبو حاتم: ضعيف الحديث. وقال ابن عدي: عامة ما يرويه لا يتابع عليه متناً واسناداً.

الصغير ص/١٠١، الكبير ١/٩٧، المجروحين ٢/٢٦٠، كتاب الجرح والتعديل ٧/٢٦٧، المغني ٢/٥٨٨، الميزان ٣/٥٦٩، لسان الميزان ٥/١٨٥.

للإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي
المتوفى سنة ٧٤٨هـ

تحقيق
أبي الزهراء حازم القاضي

الجزء الثاني

منشورات
محمد علي بيضون
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

٥٥٤٢- محمد بن الساج ، عن عمر بن عبد العزيز ، مجهول.

٥٥٤٣- محمد بن أبي سارة ، ما هو بمجهول ، بل هو محمد بن عبد الله بن أبي سارة.

٥٥٤٤- ت/ محمد بن سالم، أبو سهل الكوفي الهَمْداني، عن الشعبي، ضعفوه جداً.

٥٥٤٥- ت / محمد بن السائب الكلبي الكوفي ، أبو النضر ، عن الشعبي. تركوه، كذبه سليمان التيمي وزائدة وابن معين. وتركه القطان وعبد الرحمن.

٥٥٤٦- محمد بن السائب النُّكْري ، شوَيْخ للوليد بن مسلم. قال الأزدي : "يتكلمون فيه".

٥٥٤٧- محمد بن السَّري ، عن إسماعيل بن رافع. قال الأزدي : "ضعيف".

(٥٥٤٢) محمد بن الساج ، عن عمر بن عبد العزيز ، الميزان [٣/٥٥٥] ، التاريخ الكبير [١/١١١] ، لسان الميزان [٥/١٧٣] ، الجرح والتعديل [٧/١٥٢٥] ، ضعفاء ابن الجوزي [٣/٦٢].

(٥٥٤٣) محمد بن أبي سارة (محمد بن عبد الله بن أبي سارة) ، محمد بن ساعدة شيخ لبقية ، الميزان [٣/٥٥٥] ، ديوان الضعفاء [٣٧٢٣] ، ثقات [٥/٣٦٥] ، لسان الميزان [٥/١٧٣] ، دائرة معارف الأعلمي [٢٦/١٣٤] ، الجرح والتعديل [٧/١٥٣٠].

(٥٥٤٤) محمد بن سالم ، أبو سهل الكوفي الهمداني عن الشعبي ، تاريخ الإسلام [٥/٢٩٥،٦/١١٨]، تلخيص المستدرك [١/٢٠٦] ، تقريب التهذيب [٢/١٦٣] ، تهذيب التهذيب [٩/١٧٦] ، الكاشف [٣/٤٥] ، تهذيب الكمال [٣/١٢٠٠] ، الخلاصة [٢/٤٠٥] ، الجرح والتعديل [٧/١٤٨٢] ، لسان الميزان [٧/٣٥٩] ، جامع الرواة [ج٢/١١٥] ، دائرة معارف الأعلمي [٢٦/٢٧٣] ، قال الحافظ : ضعيف.

(٥٥٤٥) محمد بن السائب الكلبي الكوفي ، أبو النضر ، عن الشعبي ، تاريخ الإسلام [٦/١١٨] ، الجرح والتعديل [٧/١٤٧٨] ، التاريخ لابن معين [٣/٥١٧] ، تقريب التهذيب [٢/١٦٣] ، تهذيب التهذيب [٩/١٧٨]، تهذيب الكمال [٣/١٢٠٠] ، الكاشف [٣/٤٦] ، الخلاصة [٢/٤٠٥] ، الوافي بالوفيات [٣/٨٣] ، لسان الميزان [٧/٣٥٩] ، الميزان [٣/٥٥٦] ، قال الحافظ : متهم بالكذب، ورُمي بالرفض.

(٥٥٤٦) محمد بن السائب النكري ، شويخ للوليد بن مسلم ، تقريب التهذيب [٢/١٦٣] ، تهذيب التهذيب [٩/١٨١] ، الكاشف [٣/٤٦] ، تهذيب الكمال [٣/١٢٠١] ، الخلاصة [٢/٤٠٦] ، الميزان [٣/٥٥٩]، ديوان الضعفاء [٣٧٢٦] ، لسان الميزان [٧/٣٥٩] ، الجرح والتعديل [٧/١٤٨٠] ، دائرة معارف الأعلمي [٢٦/٢٧٤] ، قال الحافظ : لين الحديث.

(٥٥٤٧) محمد بن السري ، عن إسماعيل بن رافع ، الميزان [٣/٥٥٩] ، لسان الميزان [٥/١٧٤] ، ديوان الضعفاء [٣٧٢٨] ، ضعفاء ابن الجوزي [٣/٦٣] ، قال الأزدي : ضعيف مجهول.

المغني في الضعفاء

ميزان الاعتدال

في نقد الرجال

تأليف

الإمام الحافظ شمس الدين محمد بن أحمد الذهبي

المتوفى سنة ٧٤٨ هـ

ويليه

ذيل ميزان الاعتدال

للإمام أبي الفضل عبد الرحيم بن الحسين العراقي

المتوفى سنة ٨٠٦ هـ

دراسة وتحقيق وتعليق

الشيخ علي محمد معوض — الشيخ عادل أحمد عبد الموجود

شارك في تحقيقه

الأستاذ الدكتور عبد الفتاح أبو سنة

خبير التحقيق بمجمع البحوث الإسلامية

وعضو المجلس الأعلى للشؤون الإسلامية

الجزء السادس

المحتوى:

مازن ـ مينا

دار الكتب العلمية

بيروت ـ لبنان

مرفوعاً: «مَنْ غزا كُتِبَتْ غَزْوَتُه بأربعمائة حِجَّة، فانْكَسَرَتِ القُلُوبُ»؛ فقال: «ما صَلّى أحدٌ إلّا كُتِبت صَلَاتُه بأربعمائة غَزْوَة». إن لم يكن مِنْ كذب أبي الدنيا فمن كذب صاحبه محمد.

٧٥٨٠ [٤٥٩٩ ت] ـ محمدُ بْنُ السَّائِبِ (ت) الكَلْبِيُّ[1]، أبو النَّضْرِ الكُوفيُّ المفسِّرُ النَّسَّابَةُ الأخباريُّ. روى عن الشعبي، وجماعة. وعنه ابنه هشام وأبو معاوية.

وقال سُفَيان: قال الكَلْبي: قال لي أبو صالح: انظر كلَّ شيء رويت عني عن ابن عباس فلا تَرْوِه.

قال أَبُو مُعَاوِيَة: سمعْتُ الكلبي يقول: حفظْت ما لم يحفظه أَحَدٌ القرآنَ في ستة أيام أو سبعة، ونسيتُ ما لم يَنْسَ أحد، قبضت على لحيتي لآخذ ما دون القبضة فأخذْتُ فوق القبضة.

أَحْمَدُ بْنُ سِنَان، سمعت يزيد بن هارون يقول: قال لي الكلبي: ما حفِظْتُ شيئاً نسيته؛ وحضر الحجّام فأَوْمأَ إلى لحيته فقبض قبضة، فأراد أنْ يقول: خذ من ههنا، فقال: خُذْ من ههنا، فأخذها مِنْ وراء القبضة.

يَعْلَىٰ بن عبيد، قال: قال الثوري: اتّقوا الكلبي، فقيل: فإنك تَرْوِي عنه. قال: أنا أعرف صِدْقَه مِنْ كذبه.

وقال البُخَارِيُّ: أبو النضر الكلبي تركه يحيى وابن مهدي. ثم قال البُخَارِيُّ: قال علي: حدثنا يحيى، عن سفيان، قال لي الكلبي: كل ما حدثتك عن أبي صالح فهو كذب.

وقال ابْنُ مَعِين: قال يَحْيَىٰ بْنُ يَعْلَىٰ، عن أبيه، قال: كَنْتُ أَختَلِف إلى الكلبي أقرأ عليه القرآن، فسمعته يقول: مرضت مرضة فنسيت ما كَنْتُ أحفظ، فأتيتُ آلَ محمد ﷺ فتفلوا فِي فِيّ، فحفظت ما كَنْتُ نسيت. فقلت: لا والله، لا أَرْوِي عنك بعد هذا شيئاً، فتركته.

ورواها عَبَّاسٌ الدُّوري، عن يحيى بن يَعْلَىٰ، عن زائدة ـ بدَلَ أبيه.

وقال يَزِيدُ بْنُ زُرَيْع: حدثنا الكَلْبِيُّ ـ وكان سبائياً ـ قال أبو معاوية، قال الأعمش: اتّقِ هذه السبائية، فإني أدركتُ الناسَ وإنما يسمونهم الكذّابين.

ابْنُ عُيَيْنَة، قال: سمعتُ الكَلْبِيَّ يقول: قال لي أبو صالح: ليس بـ «مكة» أَحَدٌ إلّا أنا علمته وعلمتُ أباه.

---

(١) ينظر: تهذيب الكمال: ٣/ ١٢٠٠، خلاصة تهذيب الكمال: ٢/ ٤٠٥، تاريخ البخاري الكبير: ١/ ١٠١، تاريخ البخاري الصغير: ٢/ ٥١، تهذيب التهذيب: ١٧٨/٩، تقريب التهذيب: ١٦٣/٢، الجرح والتعديل: ١٤٧٨/٧، تاريخ الإسلام: ١١٨/٦، ثقات: ٤٣٣/٧، سير الأعلام ٤٨/٦، طبقات ابن سعد ٢٩٦/٦، مجمع: ٤/ ١١٥].

ميزان الاعتدال جلد 6 ذهبي

السَّاجِي، حدثنا أحمد بن عبد الجبار، حدثنا أبو بكر بن عياش، عن الكلبي، عن أبي صالح، عن ابن عباس، قال رسول الله ﷺ: «كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ». فقال رجل: إنّ هذا الشراب إذا أكثرنا منه أسكرنا؟ فقال: «ليس كذاك إذا شَرِبَ تِسْعَةً فَلَم يُسكِرُ فَلَا بَأْسَ وإذا شَرِبَ العَاشِرَ فَسكرَ فذاكَ حَرَامٌ[١]».

إسماعيل ابْنُ عَيَّاش، حدثنا الكَلْبِيُّ، عن أبي صالح، عن ابن عباس، عن النبيِّ ﷺ، قال: «لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يلتقي شَيْخَان، فيقول أَحَدُهما لصاحبه: مَتَىٰ وُلِدْتَ! فيقولُ: يَوْمَ طَلَعَتِ الشَّمْسُ مِنَ المغرِبِ[٢]».

وبه ـ مرفوعاً: «عَسَىٰ من الله وَاجِبٌ[٣]».

وبه: آخَى رسول الله ﷺ بين أصحابه؛ آخَى بن الغني والفقير.

هِشَامُ بْنُ عَمَّار، حدثنا يعقوب بن إبراهيم القاضي، حدثنا محمدُ بْنُ السائب، عن أبي صالح، عن ابن عباس ـ أَنَّ رسول الله ﷺ سئل عن مولودٍ وُلِد له قُبُلٌ ودُبُرٌ؛ مِنْ أين يورث؟ فقال: «مِنْ حَيْثُ يَبُولُ[٤]».

حَمَّادُ بْنُ سَلَمَة، عن الكَلْبِيُّ، عن أبي صالح، عن جابر ـ مرفوعاً: «إنّ الله يزِيدُ في عُمرِ العَبْدِ بِبِرِّه وَالديه[٥]».

أَبُو يُوسُفَ القاضي، عن الكَلْبِيُّ، عن أبي صالح، عن أبي هريرة ـ مرفوعاً: «لأن يَمْتَلِىء جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحاً خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِىء شعراً [فقالت عائشة: لم يحفظ الحديث؛ أنما قال

---

(١) أخرجه ابن عدي في الكامل في ترجمة المذكور، وأخرج الشطر الأول منه بطرق متعددة مع زيادات في بعضها البخاري في الصحيح ١٠/ ٤٤ (٥٥٨٦) و ٧/ ٦٥٧ (٤٣٤١) (٤٣٤٢) و (٤٣٤٥) و ١٠/ ٤٥ (٥٥٨٨) ومسلم في الصحيح ٣/ ١٥٨٥ (٦٧ ـ ٢٠٠١) و (١٧٣٣/٧) و (٣٢ ـ ٣٣ ـ ٣٠٣٢) وأبو داود ٤/ ٨٧ (٣٦٨١) والترمذي ٤/ ٢٩٢ (١٨٦٥) وابن ماجه ٢/ ١٢٥ (٣٣٩٣) وأحمد في المسند ٣/ ٣٤٣ والنسائي ٧/ ٣٠٠ (٥٦٠٧) والطحاوي في المعاني ٤/ ٢١٧ والطبراني في الكبير ٤/ ٢٤٤ والخطيب في التاريخ ٩/ ٩٤ والبيهقي في السنن ٤/ ٧٧ وعبد الرزاق في المصنف (٥٩٥٩) وابن عبد البر في التمهيد ١/ ٢٥٢ وذكره ابن حجر في المطالب (١٧٨٤) والمتقي الهندي في الكنز (١٣١٤٣ ـ ١٣١٤٤).

(٢) أخرجه ابن عدي في الكامل في ترجمة المذكور وذكره ابن حجر في المطالب العالية (٤٥٥٧) والسيوطي في الدر المنثور ٣/ ٥٩ وعزاه لعبد بن حميد عن أبي هريرة.

(٣) أخرجه ابن عدي في الكامل في ترجمة المذكور.

(٤) أخرجه البيهقي في السنن ٦/ ٢٦١ وذكره المتقي الهندي في الكنز (٣٠٤٠٣) وعزاه لابن عدي والبيهقي عن ابن عباس.

(٥) ذكره المتقي الهندي في الكنز (٤٥٤٦٧) وعزاه لابن منيع وابن عدي في الكامل عن جابر وذكره ابن حجر في المطالب (٢٥١٢).

منّاع القطّان
مباحث
في علوم القرآن
الناشر
مكتبة وهبة
١٤ شارع الجمهورية . عابدين
القاهرة ـ تليفون ٣٩١٧٤٧٠

مقبولة ، لأن الضحَّاك مُخْتَلف فى توثيقه ، وطريقه إلى ابن عباس منقطعة ، لأنه لم يلقه ، فإن انضم إلى ذلك رواية بِشر بن عمارة ، عن أبى روق ، عن الضحَّاك ، فضعيفة ، لضعف بِشر .

٧ - طريق عطية العوفى ، عن ابن عباس ، وهى غير مقبولة ، لأن عطية ضعيف وربما حسَّن له الترمذى .

٨ - طريق مقاتل بن سليمان الأزدى الخراسانى - ومقاتل ضعف ، يروى عن مجاهد وعن الضحَّاك ولم يسمع منهما ، وقد كذَّبه غير واحد ، ولم يُوثِّقه أحد ، واشتهر عنه التجسيم والتشبيه ، وقال أحمد بن حنبل : لا يعجبنى أن أروى عن مقاتل بن سليمان شيئاً » .

٩ - طريق محمد بن السائب الكلبى عن أبى صالح عن ابن عباس - وهذه أوهى الطرق ، والكلبى مشهور بالتفسير ، وقد قيل فيه : أجمعوا على ترك حديثه ، وليس بثقة ، ولا يُكتب حديثه ، واتهمه جماعة بالوضع ، ولذا قال السيوطى فى الإتقان : « فإن انضم إلى ذلك - أى إلى طريق الكلبى - رواية محمد بن مروان السدى الصغير عنه فهى سلسلة الكذب » .

ويتضح من التفسير المنسوب إلى ابن عباس أن معظم ما رُوِىَ عن ابن عباس فى هذا الكتاب - إن لم يكن جميعه - يدور على محمد بن مروان السدى الصغير ، عن محمد بن السائب الكلبى ، عن أبى صالح ، عن ابن عباس ، وقد عرفنا مبلغ رواية السدى الصغير عن الكلبى فيما تقدَّم [1] .

* * *

٢ - جامع البيان فى تفسير القرآن - للطبرى

يعتبر ابن جرير الطبرى من الأئمة الأعلام الذين برعوا فى علوم كثيرة ، وتركوا تراثًا إسلاميا ضخمًا تناقلته العصور والأجيال ، وقد أحرز شهرة واسعة بكتابيه : فى التاريخ : تاريخ الأمم والملوك ، والتفسير : جامع البيان فى تفسير القرآن ، وهما

---

(١) انظر : « الإتقان » (٢/ ١٨٩) .

مناع القطان
مباحث
في علوم القرآن
الناشر
مكتبة وهبة
١٤ شارع الجمهورية . عابدين
القاهرة - تليفون ٣٩١٧٤٧٠

٧ - تفسير أبى إسحاق « الكشف والبيان عن تفسير القرآن » .

٨ - تفسير ابن جرير الطبرى « جامع البيان فى تفسير القرآن » .

٩ - تفسير ابن أبى شيبه .

١٠ - تفسير البغوى « معالم التنزيل » .

١١ - تفسير أبى الفداء الحافظ ابن كثير « تفسير القرآن العظيم » .

١٢ - تفسير الثعالبى « الجواهر الحِسان فى تفسير القرآن » .

١٣ - تفسير جلال الدين السيوطى « الدر المنثور فى التفسير بالمأثور » .

١٤ - تفسير الشوكانى « فتح القدير » .

وسنعرِّف ببعض منها :

١ - تفسير ابن عباس

يُنسب إلى ابن عباس رضى الله عنه جزء كبير فى التفسير ، طُبِعَ فى مصر مراراً باسم « تنوير المقياس من تفسير ابن عباس » جمعه « أبو طاهر محمد بن يعقوب الفيروز آبادى الشافعى » . صاحب « القاموس المحيط » .

وابن عباس ، كان بحق « ترجمان القرآن » وكان عمر بن الخطاب يثق بتفسيره ويجله ، وقد أخذ فى بعض المواضع عن أهل الكتاب فيما اتفق القرآن فيه مع التوراة والإنجيل ، وذلك فى دائرة محدودة .

وقد اتهمه الأستاذ جولدزيهر فى كتاب « المذاهب الإسلامية فى تفسير القرآن » بالتوسع فى الأخذ عن أهل الكتاب ، ونسج على منواله الأستاذ أحمد أمين فى «فجر الإسلام » وتولى الرد عليهما الأستاذ محمد حسين الذهبى فى كتابه « التفسير والمفسِّرون » (١) فابن عباس كغيره من الصحابة ما كان يسأل علماء اليهود الذين اعتنقوا الإسلام عن شيء يمس العقيدة ، أو يتصل بأصول الدين أو فروعه ، إنما كان يقبل الصواب الذى لا يتطرق إليه الشك فى بعض القصص والأخبار الماضية .

(١) انظر (١/ ٧٢ - ٧٣) .

ويمتاز ابن عباس برجوعه فى فهم معانى ألفاظ القرآن إلى الشِعر العربى ، لمعرفته بلغة العرب وإلمامه بديوانها .

وتتعدد الروايات عن ابن عباس ، وتتفاوت صحة وضعفًا ، وقد تتبّع العلماء هذه الروايات وكشفوا عن مبلغها من الصحة ، فمن أشهر طرق هذه الروايات :

١ - طريق معاوية بن صالح ، عن علىّ بن أبى طلحة ، عن ابن عباس - وهذه هى أجود الطرق عنه ، وفيها قال الإمام أحمد : « إن بمصر صحيفة فى التفسير رواها علىّ بن أبى طلحة لو رحل رجل فيها إلى مصر قاصدًا ما كان كثيرًا » [(١)] ، وقال الحافظ ابن حجر : « وهذه النسخة كانت عند أبى صالح كاتب اللَّيث - رواها عن معاوية بن صالح - عن علىّ بن أبى طلحة - عن ابن عباس ، وهى عند البخارى عن أبى صالح ، وقد اعتمد عليها فى صحيحه فيما يعلقه عن ابن عباس » .

٢ - طريق قيس بن مسلم الكوفى عن عطاء بن السائب ، عن سعيد بن جبير ، عن ابن عباس - وهذه الطريق صحيحة على شرط الشيخين .

٣ - طريق ابن إسحاق صاحب السير ، عن محمد بن أبى محمد مولى آل زيد ابن ثابت ، عن عِكرمة أو سعيد بن جبير ، عن ابن عباس - وهى طريق جيدة ، وإسنادها حسن .

٤ - طريق إسماعيل بن عبد الرحمن السدى الكبير ، تارة عن أبى مالك ، وتارة عن أبى صالح عن ابن عباس ، وإسماعيل السدى مُخْتَلَف فيه ، وهو تابعى شيعى ، وقال السيوطى : « روى عن السدى الأئمة مثل الثورى وشُعبة ، لكن التفسير الذى جمعه رواه أسباط بن نصر ، وأسباط لم يتفقوا عليه ، غير أن أمثل التفاسير « تفسير السدى » [(٢)] .

٥ - طريق عبد الملك بن جريج عن ابن عباس - وهذه الطريق تحتاج إلى دقة فى البحث ، فإن ابن جريج روى ما ذُكِرَ فى كل آية من الصحيح والسقيم .

٦ - طريق الضحَّاك بن مزاحم الهلالى عن ابن عباس - وهى طريق غير

---

(١) « الإتقان » (٢/١٨٨)   (٢) انظر : « الإتقان » (٢/١٨٨) .

مقبولة ، لأن الضحَّاك مُخْتَلف فى توثيقه ، وطريقه إلى ابن عباس منقطعة ، لأنه لم يلقه ، فإن انضم إلى ذلك رواية بِشر بن عمارة ، عن أبى روق ، عن الضحَّاك ، فضعيفة ، لضعف بِشر .

٧ - طريق عطية العوفى ، عن ابن عباس ، وهى غير مقبولة ، لأن عطية ضعيف وربما حسَّن له الترمذى .

٨ - طريق مقاتل بن سليمان الأزدى الخراسانى - ومقاتل ضعف ، يروى عن مجاهد وعن الضحَّاك ولم يسمع منهما ، وقد كذَّبه غير واحد ، ولم يُوثِّقه أحد ، واشتهر عنه التجسيم والتشبيه ، وقال أحمد بن حنبل : لا يعجبنى أن أروى عن مقاتل بن سليمان شيئاً » .

٩ - طريق محمد بن السائب الكلبى عن أبى صالح عن ابن عباس - وهذه أوهى الطرق ، والكلبى مشهور بالتفسير ، وقد قيل فيه : أجمعوا على ترك حديثه ، وليس بثقة ، ولا يُكتب حديثه ، واتهمه جماعة بالوضع ، ولذا قال السيوطى فى الإتقان : « فإن انضم إلى ذلك - أى إلى طريق الكلبى - رواية محمد بن مروان السدى الصغير عنه فهى سلسلة الكذب » .

ويتضح من التفسير المنسوب إلى ابن عباس أن معظم ما رُوِىَ عن ابن عباس فى هذا الكتاب - إن لم يكن جميعه - يدور على محمد بن مروان السدى الصغير ، عن محمد بن السائب الكلبى ، عن أبى صالح ، عن ابن عباس ، وقد عرفنا مبلغ رواية السدى الصغير عن الكلبى فيما تقدَّم (١) .

* * *

٢ - جامع البيان فى تفسير القرآن - للطبرى

يعتبر ابن جرير الطبرى من الأئمة الأعلام الذين برعوا فى علوم كثيرة ، وتركوا تراثًا إسلاميا ضخمًا تناقلته العصور والأجيال ، وقد أحرز شهرة واسعة بكتابيه : فى التاريخ : تاريخ الأمم والملوك ، والتفسير : جامع البيان فى تفسير القرآن ، وهما

---

(١) انظر : « الإتقان » (٢/ ١٨٩) .

فتح الباري

بشرح

صحيح البخاري

للإمام الحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني

"٧٧٣-٨٥٢هـ"

طبعة مزيدة بفهرس أبجدي بأسماء كتب صحيح البخاري

قرأ أصله تصحيحاً وتحقيقاً
وأشرف على مقابلة نسخه المطبوعة والمخطوطة
عبد العزيز بن عبد الله بن باز
الأستاذ بكلية الشريعة بالرياض

رقم كتبه وأبوابه وأحاديثه
محمد فؤاد عبد الباقي

قام بإخراجه وصححه وأشرف على طبعه
محب الدين الخطيب

الجزء السابع

دار المعرفة
بيروت - لبنان

على ماتقدم من تقرير وقوع الإسراء مرتين. قوله (فانطلق بي جبريل) في رواية بدء الخلق «فانطلقت مع جبريل» ولا مغايرة بينهما، بخلاف ما نحا اليه بعضهم من أن رواية بدء الخلق تشعر بأنه ما احتاج إلى جبريل في العروج بل كانا معا بمنزلة واحدة، لكن معظم الروايات جاء باللفظ الأول، وفي حديث أبي ذر في أول الصلاة «ثم أخذ بيدي فعرج بي» والذي يظهر أن جبريل في تلك الحالة كان دليلا له فيما قصد له فلذلك جاء سياق الكلام يشعر بذلك. قوله (حتى أتى السماء الدنيا) ظاهره أنه استمر على البراق حتى عرج إلى السماء، وهو مقتضى كلام ابن أبي جمرة المذكور قريبا، وتمسك به أيضا من زعم أن المعراج كان في ليلة غير ليلة الإسراء إلى بيت المقدس، فأما العروج ففي غير هذه الرواية من الأخبار أنه لم يكن على البراق بل رقي المعراج، وهو السلم كما وقع مصرحا به في حديث أبي سعيد عند ابن إسحق والبيهقي في «الدلائل» ولفظه «فإذا أنا بدابة كالبغل مضطرب الأذنين يقال له البراق، وكانت الأنبياء تركبه قبل، فركبته» فذكر الحديث قال «ثم دخلت أنا وجبريل بيت المقدس فصليت، ثم أتيت بالمعراج» وفي رواية ابن إسحق «سمعت رسول الله ﷺ يقول: لما فرغت مما كان في بيت المقدس أتي بالمعراج فلم أر قط شيئا كان أحسن منه، وهو الذي يمد اليه الميت عينيه إذا حضر، فأصعدني صاحبي فيه حتى انتهى بي إلى باب من أبواب السماء» الحديث. وفي رواية كعب «فوضعت له مرقاة من فضة ومرقاة من ذهب حتى عرج هو وجبريل» وفي رواية لأبي سعيد في شرف المصطفى أنه «أتي بالمعراج من جنة الفردوس وأنه منضد باللؤلؤ وعن يمينه ملائكة وعن يساره ملائكة» وأما المحتج بالتعدد فلا حجة له لاحتمال أن يكون التقصير في ذلك الإسراء من الراوي، وقد حفظه ثابت عن أنس عن النبي ﷺ قال «أتيت بالبراق - فوصفه قال - فركبته حتى أتيت بيت المقدس فربطته بالحلقة التي تربط بها الأنبياء، ثم دخلت المسجد فصليت فيه ركعتين، ثم خرجت فجاءني جبريل بإناءين - فذكر القصة قال - ثم عرج بي إلى السماء» وحديث أبي سعيد دال على الاتحاد، وقد تقدم شيء من هذا البحث في أول الصلاة، وقوله في رواية ثابت فربطته بالحلقة، أنكره حذيفة، فروى أحمد والترمذي من حديث حذيفة قال «تحدثون أنه ربطه، أخاف أن يفر منه، وقد سخره له عالم الغيب والشهادة»؟ قال البيهقي: المثبت مقدم على النافي، يعني من أثبت ربط البراق والصلاة في بيت المقدس معه زيادة علم على من نفى ذلك، فهو أولى بالقبول. ووقع في رواية بريدة عند البزار «لما كان ليلة أسري به فأتى جبريل الصخرة التي ببيت المقدس فوضع إصبعه فيها فخرقها فشد بها البراق» ونحوه للترمذي، وأنكر حذيفة أيضا في هذا الحديث أنه ﷺ صلى في بيت المقدس، واحتج بأنه لو صلى فيه لكتب عليكم الصلاة فيه كما كتب عليكم الصلاة في البيت العتيق، والجواب عنه منع التلازم في الصلاة إن كان اراد بقوله «كتب عليكم» الفرض وإن أراد التشريع فنلتزمه، وقد شرع النبي ﷺ الصلاة في بيت المقدس فقرنه بالمسجد الحرام ومسجده في شد الرحال، وذكر فضيلة الصلاة فيه في غير ما حديث، وفي حديث أبي سعيد عند البيهقي «حتى أتيت بيت المقدس فأوثقت دابتي بالحلقة التي كانت الأنبياء تربط بها - وفيه - فدخلت أنا وجبريل بيت المقدس فصلى كل واحد منا ركعتين» وفي رواية أبي عبيدة بن عبد الله ابن مسعود عن أبيه نحوه وزاد «ثم دخلت المسجد فعرفت النبيين من بين قائم وراكع وساجد، ثم أقيمت الصلاة فأممتهم» وفي رواية يزيد بن أبي مالك عن أنس عند ابن أبي حاتم «فلم ألبث إلا يسيرا حتى اجتمع ناس كثير، ثم أذن مؤذن فأقيمت الصلاة فقمنا صفوفا ننتظر من يؤمنا، فأخذ بيدي جبريل فقدمني فصليت بهم» وفي حديث ابن

مسعود عند مسلم « وحانت الصلاة فأممتهم » وفي حديث ابن عباس عند أحمد « فلما أتى النبي ﷺ المسجد الأقصى قام يصلي ، فاذا النبيون أجمعون يصلون معه » وفي حديث عمر عند أحمد أيضا أنه « لما دخل بيت المقدس قال : أصلي حيث صلى رسول الله ﷺ ، فتقدم إلى القبلة فصلى » وقد تقدم شيء من ذلك في الباب الذي قبله ، قال عياض يحتمل أن يكون صلى بالأنبياء جميعا في بيت المقدس ، ثم صعد منهم الى السماوات من ذكر أنه ﷺ رآه ، ويحتمل أن تكون صلاته بهم بعد أن هبط من السماء فهبطوا أيضا . وقال غيره : رؤيته إياهم في السماء محمولة على رؤية أرواحهم إلا عيسى لما ثبت أنه رفع بجسده ، وقد قيل في إدريس أيضا ذلك ، وأما الذين صلوا معه في بيت المقدس فيحتمل الأرواح خاصة ، ويحتمل الاجساد بأرواحها ، والأظهر أن صلاته بهم ببيت المقدس كان قبل العروج ، والله أعلم . قوله (السماء الدنيا) في حديث أبي سعيد في ذكر الأنبياء عند البيهقي « الى باب من أبواب السماء يقال له باب الحفظة ، وعليه ملك يقال له اسماعيل وتحت يده إثنا عشر ألف ملك » . قوله (فاستفتح) تقدم القول فيه في أول الصلاة وأن قولهم « أرسل اليه » أي للعروج ، وليس المراد أصل البعث لأن ذلك كان قد اشتهر في الملكوت الأعلى ، وقيل سألوا تعجبا من نعمة الله عليه بذلك أو استبشارا به ، وقد علموا أن بشرا لا يترقى هذا الترقي إلا باذن الله تعالى ، وأن جبريل لا يصعد بمن لم يرسل اليه . وقوله « من معك » يشعر بأنهم أحسوا معه برفيق وإلا لكان السؤال بلفظ « أمعك أحد » وذلك الإحساس إما بمشاهدة لكون السماء شفافة ، وإما بأمر معنوي كزيادة أنوار أو نحوها يشعر بتجدد أمر يحسن معه السؤال بهذه الصيغة ، وفي قول « محمد » دليل على أن الاسم أولى في التعريف من الكنية ، وقيل : الحكمة في سؤال الملائكة « وقد بعث اليه » ؟ أن الله أراد إطلاع نبيه على أنه معروف عند الملأ الأعلى لأنهم قالوا « أو بعث اليه » فدل على أنهم كانوا يعرفون أن ذلك سيقع له : وإلا لكانوا يقولون : ومن محمد ؟ مثلا . قوله (مرحبا به) أي أصاب رحبا وسعة ، وكنى بذلك عن الانشراح ، واستنبط منه ابن المنير جواز رد السلام بغير لفظ السلام ، وتعقب بأن قول الملك « مرحبا به » ليس ردا للسلام فانه كان قبل أن يفتح الباب والسياق يرشد اليه ، وقد نبه على ذلك ابن أبي جمرة ، ووقع هنا أن جبريل قال له عند كل واحد منهم « سلم عليه قال : فسلمت عليه فرد علي السلام » وفيه إشارة إلى أنه رآهم قبل ذلك . قوله (فنعم المجيء جاء) قيل المخصوص بالمدح محذوف ، وفيه تقديم وتأخير ، والتقدير « جاء فنعم المجيء مجيؤه » وقال ابن مالك : في هذا الكلام شاهد على الاستغناء بالصلة عن الموصول أو الصفة عن الموصوف في باب نعم ، لأنها تحتاج إلى فاعل هو المجيء ، وإلى مخصوص بمعناها وهو مبتدأ مخبر عنه بنعم وفاعلها ، فهو في هذا الكلام وشبهه موصول أو موصوف بجاء ، والتقدير نعم المجيء الذي جاء ، أو نعم المجيء مجيء جاءه ، وكونه موصولا أجود لأنه مخبر عنه ، والمخبر عنه إذا كان معرفة أولى من كونه نكرة . قوله (فاذا فيها آدم ، فقال : هذا أبوك آدم) زاد في رواية أنس عن أبي ذر أول الصلاة ذكر النسم التي عن يمينه وعن شماله ، وتقدم القول فيه ، وذكرت هناك احتمالا أن يكون المراد بالنسم المرئية لآدم هي التي لم تدخل الأجساد بعد . ثم ظهر لي الآن احتمال آخر وهو أن يكون المراد بها من خرجت من الأجساد حين خروجها لأنها مستقرة ، ولا يلزم من رؤية آدم لها وهو في السماء الدنيا أن يفتح لها أبواب السماء ولا تلجها ، وقد وقع في حديث أبي سعيد عند البيهقي ما يؤيده ولفظه « فاذا أنا بآدم تعرض عليه أرواح ذريته المؤمنين فيقول : روح طيبة ونفس طيبة اجعلوها في عليين . ثم تعرض عليه أرواح ذريته الفجار فيقول : روح

فتح الباري

بشرح صحيح البخاري

للحافظ أحمد بن علي بن حجر العسقلاني (٧٧٣ - ٨٥٢هـ)

وعليه تعليقات مهمة

للعلامة الشيخ

عبد الرحمن بن ناصر البراك

اعتنى به

أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي

طبعة جديدة مصححة ومقابلة على طبعة بولاق الميرية وقد تضمنت لأول مرة:

- بيان إحالات ابن حجر في الكتاب (أكثر من ١٣٠٠٠ موضع).
- توثيق النصوص من أهم موارد ابن حجر (قرابة ٤٤ مرجعًا).
- ذكر أرقام أطراف كل حديث في السابق له واللاحق عليه.
- بيان مواضع تراجعات الحافظ ابن حجر.
- الإشارة إلى مواضع معلقات البخاري في تغليق التعليق.

{ مع الاحتفاظ بترقيم محمد فؤاد عبد الباقي للكتب والأبواب والأحاديث والإحالة بالهامش الجانبي إلى مواضع الكلام بالطبعة السلفية }

المجلد الثامن

الأحاديث: ٣٤٠٧ - ٣٩٤٨

الكتب: بقية كتاب أحاديث الأنبياء - المناقب - فضائل الصحابة - مناقب الأنصار

دار طيبة

أولى بالقبول، ووقع في رواية بريدة عند البزار «لما كان ليلة أسري به فأتى جبريل الصخرة التي ببيت المقدس فوضع إصبعه فيها فخرقها فشد بها البراق»، ونحوه للترمذي.

وأنكر حذيفة أيضًا في هذا الحديث أنه ﷺ صلى في بيت المقدس، واحتج بأنه لو صلى فيه لكتب عليكم الصلاة فيه كما كتب عليكم الصلاة في البيت العتيق. والجواب عنه منع التلازم في الصلاة إن كان أراد بقوله: «كتب عليكم» الفرض وإن أراد التشريع فنلتزمه، وقد شرع النبي ﷺ الصلاة في بيت المقدس فقرنه بالمسجد الحرام ومسجده في شد الرحال، وذكر فضيلة الصلاة فيه في غير ما حديث، وفي حديث أبي سعيد عند البيهقي «حتى أتيت بيت المقدس فأوثقت دابتي بالحلقة التي كانت الأنبياء تربط بها ـ وفيه ـ فدخلت أنا وجبريل بيت المقدس فصلى كل واحد منا ركعتين»، وفي رواية أبي عبيدة بن عبد الله بن مسعود عن أبيه نحوه وزاد «ثم دخلت المسجد فعرفت النبيين من بين قائم وراكع وساجد، ثم أقيمت الصلاة فأممتهم»، وفي رواية يزيد بن أبي مالك عن أنس عند ابن أبي حاتم «فلم ألبث إلا يسيرًا حتى اجتمع ناس كثير، ثم أذن مؤذن فأقيمت الصلاة فقمنا صفوفًا ننتظر من يؤمنا، فأخذ بيدي جبريل فقدمني فصليت بهم»، وفي حديث ابن/ مسعود عند مسلم «وحانت الصلاة فأممتهم»، وفي حديث ابن عباس عند أحمد «فلما أتى النبي ﷺ المسجد الأقصى قام يصلي، فإذا النبيون أجمعون يصلون معه»، وفي حديث عمر عند أحمد أيضًا أنه «لما دخل بيت المقدس قال: أصلي حيث صلى رسول الله ﷺ، فتقدم إلى القبلة فصلى». وقد تقدم شيء من ذلك في الباب الذي قبله.

٧/ ٢٠٩

قال عياض[١]: يحتمل أن يكون صلى بالأنبياء جميعًا في بيت المقدس، ثم صعد منهم إلى السماوات من ذكر أنه ﷺ رآه، ويحتمل أن تكون صلاته بهم بعد أن هبط من السماء فهبطوا أيضًا. وقال غيره: رؤيته إياهم في السماء محمولة على رؤية أرواحهم إلا عيسى لما ثبت أنه رفع بجسده، وقد قيل في إدريس أيضًا ذلك، وأما الذين صلوا معه في بيت المقدس فيحتمل الأرواح خاصة، ويحتمل الأجساد بأرواحها، والأظهر أن صلاته بهم ببيت المقدس كان قبل العروج. والله أعلم.

قوله: (السماء الدنيا) في حديث أبي سعيد في ذكر الأنبياء عند البيهقي «إلى باب من أبواب السماء يقال له باب الحفظة، وعليه ملك يقال له إسماعيل وتحت يده اثنا عشر ألف ملك».

---

(١) الشفا (٢/ ٢٣٨).

سبل الهدى والرشاد
في سيرة خير العباد

للإمام محمد بن يوسف الصالحي الشامي
المتوفى سنة ٩٤٢ هـ

تحقيق وتعليق
الشيخ عادل أحمد عبد الموجود   الشيخ علي محمد معوض

الجزء الثالث

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

بصور أجسادها في علم الله تعالى، ويحتمل الأرواح بالأجساد ويؤيده حديث عبد الرحمن بن هاشم عن أنس رضي الله عنه عند البيهقي. وبعث الله له آدم فَمَنْ دُونَه من الأنبياء. وعند البزّار والطبراني: «فنُشِر لي الأنبياء، من سَمّى اللهُ تعالى ومن لم يُسَمِّ، فصَلَّيتُ بهم».

التنبيه العشرون: قول سيدنا إبراهيم ﷺ: «وأعطاني مُلكاً عظيماً»: قال ابن دِحْيَة: لا يُعْهَد لإبراهيم مُلك عُرْفي، فإما أن يُرَاد بالمُلْك الإضافة إليه نفسه وذلك لقهره لعظماء الملوك، وناهيك بالنمرود، وقد قهره الله تعالى لخليله وأعجزه عنه، وغاية المُلْك العظيم قهر المَلِك العظيم، فالقاهر أعظم من المقهور قطعاً. ويحتمل أن يُرَاد الإضافة إلى نَبِيِّه وذُرِّيَّته وذلك نحو مُلْك يوسف الصِّدِّيق ﷺ وهلم جرّا كمُلْك داود وسليمان والكل من ولد إبراهيم عليه الصلاة والسلام، وفي التنزيل: ﴿فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُمْ مُلْكاً عَظِيماً﴾ [النساء: ٥٤] والإشارة هنا إلى ذُرِّيته. وإما أن يُرَاد مِلْكُ النفس في مَظِنَّةِ الاضطراب مثل مِلْكه لنفسه. وقد سأله جبريل فقال: أَلَكَ حاجة؟ فقال: أما إليكَ فلا.

التنبيه الحادي والعشرون: اختُلِف في تقديم الآنية هل هو قبل العروج أو بعده؟ واختُلِف في عددها فأكثر الروايات أنه كان قبله. روى أحمد والشيخان والنسائي والترمذي من حديث أنس عن مالك بن صعصعة رضي الله تعالى عنه: «ثم رُفِع إلى البيت المعمور» إلى أن قال: «ثم أُتيت بإناءين: أحدهما خَمْر والآخر لَبَن»، وعند البخاري في الأشربة من طريق شُعْبَة عن قَتَادة عن أَنَس مرفوعاً: «رُفِعْتُ إلى سِدْرةِ المُنْتَهَى فإذا فيها أربعة أنهار» قال: «وأُتِيتُ بثلاثة أقداح»[1]. لم يذكر شُعْبَة في الإسناد مالك بن صَعْصَعَة. وعند ابن عائذ من حديث أبي هريرة رضي الله تعالى عنه في حديث المعراج بعد ذكر رؤيته إبراهيم في السماء السابعة: «ثم انطلقنا فإذا نحن بثلاثة آنية مُغَطَّاة».

قال السُّهَيْلي وابن دِحْية وابن المنير وابن كثير والحافظ: «لعلّه قُدِّم مَرّتين جَمْعاً بين الروايات». قال ابن كثير والحافظ: «وأَما الاختلاف في عدد الآنية وما فيها فيُحْمَل على أن بعض الرواة ذَكَرَ ما لم يَذْكُر الآخر، ومجموعها أربعة آنية فيها تُعْرَض الآنية مَرّتَيْن وأربعة أشياء من الأنهار الأربعة التي تخرج من أصل سِدْرَة المنتهى».

التنبيه الثاني والعشرون: إذا قلنا يعْرَض الآنية مرتين ففائدة عَرْض الخمر [مع] إعراضه عنها في المرة الأولى وتصويبِ جبريل له، تكثيرُ التصويب والتحذير. وهل كانت

---

(١) أخرجه البخاري ١٩٨/٧ كتاب الأشربة (٥٦١٠) أخرجه الحاكم في المستدرك ٨١/١ وذكره المتقي الهندي في الكنز (٣١٨٤٦).

دار عمل؟ وأجاب القاضي وتبعه السبكي بجوابين: الأول: إنا نقول: إنهم كالشهداء بل أفضل، والشهداء أحياءٌ عند ربهم، فلا يَبْعُد أن يحجُّوا وأن يُصَلُّوا كما ورد في الحديث الآخر، وأن يتقربوا إلى الله تعالى بما استطاعوا لأنهم وإن كانوا قد توفوا فهم في هذه الدنيا التي هي دار العمل حتى إذا فنيت مُدَّتُها، وتَعْقُبُها الآخرة التي هي دار الجزاء انقطع العمل، وحاصله أن البَرْزَخ ينسحب عليه حكم الدنيا في استكثارهم من الأعمال وزيادة الأجور. الثاني ولفظه للسبكي رحمه الله تعالى: «إنا نقول إن الـمُنْقَطِع في الآخرة إنما هو التكليف، وقد تحصل الأعمال من غير تكليف على سبيل التلذذ بها والخضوع لله تعالى. ولهذا ورد أنهم يُسَبِّحون ويَدْعُون ويقرأون القرآن وانظر إلى سجود النبي ﷺ وقت الشفاعة، أليس ذلك عبادةً وعملاً؟ وعلى كلا الجوابين لا يمتنع حصول هذه الأعمال في مدة البَرْزَخ».

وقد صَح عن ثابت البُناني التابعي أنه قال: «اللهم إن كنت أعْطَيْتَ أحداً أن يصلي في قبره فأعْطِني ذلك». فروي بعد موته يُصَلِّي في قبره، ويكفي رؤيه النبي ﷺ لموسى قائماً يصلي في قبره، لأن النبي ﷺ وسائر الأنبياء لم يُقْبَضُوا حتى خُيِّروا بين البقاء في الدنيا وبين الآخرة فاختاروا الآخرة. ولا شك أنهم لو بقوا في الدنيا لازدادوا من الأعمال الصالحة ثم انتقلوا إلى الجنة، فلو لم يعلموا أن انتقالهم إلى الله تعالى أفضل لما اختاروه، ولو كان انتقالهم من هذه الدار يفوت عليهم زيادة فيما يقرب إلى الله تعالى لما اختاروه. انتهى ولهذا مزيد بيان يأتي في باب حياته في قبره ﷺ.

التنبيه الثامن عشر: هذه الصلاة التي صلاها النبي ﷺ بالأنبياء عليهم الصلاة والسلام، الصواب أنَّها الصلاة المعروفة لأن النص يحمل على حقيقتها الشرعية قبل اللغوية إلا إذا تَعَذَّرَ حَمْلُه على الشرعية، ولم يتعذَّر هنا فوجب حَمْلُه على الشرعية. وعلى هذا قال بعضهم: «كانت الصلاة التي صَلاَّها العِشاء» وقال بعضهم: «إنها الصبح».

قلت: وليسا بشيء سواء قلنا صَلّى بهم قبل العروج أو بعده لأن أول صلاة صَلاَّها النبي ﷺ من الخمس مطلقاً الظُّهر بمكة باتفاق، ومن حمل الأولية على مكة فعليه الدليل، والذي يظهر والله تعالى أعلم أنها كانت من النَّفْل أو كانت من الصلاة المفروضة عليه قبل ليلة الإسراء، وفي فتاوى النووي ما يؤيد الثاني.

التنبيه التاسع عشر: قال بعضهم: ورؤيته إياهم ﷺ في السماء محمولة على رؤيته أرْوَاحَهُمْ إلا عيسى، لما صَحَّ أنه رُفِع بجسده، وقد قيل في إدريس أيضاً ذلك. وأما الذين صَلَّوا معه في بيت المقدس فيحتمل الأرواح خاصةً، ويؤيده ما في حديث أبي هريرة رضي الله تعالى عنه، عند الحاكم والبيهقي، «فلقي أرواح الأنبياء»، وفيه دليل على تَشَكُّل الأرواح

مرقاة المفاتيح

للعلامة الشيخ علي بن سلطان محمد القاري المتوفى سنة ١٠١٤هـ

شرح مشكاة المصابيح

للإمام العلامة محمد بن عبد الله الخطيب التبريزي المتوفى سنة ٧٤١هـ

تحقيق
الشيخ جمال عيتاني

تنبيه:
وضعنا متن المشكاة في أعلى الصفحات، ووضعنا أسفل منها نص «مرقاة المفاتيح»، وألحقنا في آخر المجلد الحادي عشر كتاب «الإكمال في أسماء الرجال» وهو تراجم رجال المشكاة للعلامة التبريزي

الجزء العاشر

يحتوي على الكتب التالية
الفتن - أحوال القيامة وبدء الخلق - الفضائل والشمائل

منشورات
محمد علي بيضون
لنشر كتب السنة والجماعة
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

الفصل الأول

٥٨٦٢ ـ (١) عن قتادةَ، عن أنس بن مالكٍ، عن مالك

يجمع بين الأدلة المختلفة. قال الطيبي: وقد روينا عن البخاري والترمذي عن ابن عباس في قوله تعالى: ﴿وما جعلنا الرؤيا التي أريناك إلا فتنة للناس﴾ [الإسراء ـ ٦٠]. قال: هي رؤيا عين أريها رسول الله ﷺ ليلة أسري بي إلى بيت المقدس[1]. وفي مسند الإمام أحمد بن حنبل عن ابن عباس قال: شيء أريه النبي ﷺ في اليقظة رآه بعينه[2]، ولأنه قد أنكرته قريش[3] وارتدت جماعة ممن كانوا أسلموا حين سمعوه، وإنما ينكر إذا كانت في اليقظة، فإن الرؤيا لا ينكر منها ما هو أبعد من ذلك. على أن الحق أن المعراج مرتان مرة بالنوم وأخرى باليقظة. قال محيي السنة: رؤيا أراه الله قبل الوحي بدليل قول من قال: فاستيقظ وهو في المسجد الحرام ثم عرج به في اليقظة بعد الوحي قبل الهجرة بسنة تحقيقاً لرؤياه، كما أنه رأى فتح مكة في المنام سنة ست من الهجرة. ثم كان تحقيقه سنة ثمان. وعن بعض المحققين أن الأرواح مأخوذة من أنوار الكمال والجلال وهي بالنسبة إلى الأبدان بمنزلة قرص الشمس بالنسبة إلى هذا العالم، وكما أن كل جسم يصل إليه نور الشمس تتبدل ظلماته بالأضواء، فكذلك كل عضو[4] وصل إليه[5] نور الروح انقلب حاله من الموت إلى الحياة. وقالوا: الأرواح أربعة أقسام: الأول الأرواح المكدرة بالصفات البشرية، وهي أرواح العوام غلبته القوى الحيوانية لا تقبل العروج. والثاني الأرواح التي لها كمال القوّة النظرية باكتساب العلوم وهذه أرواح العلماء. والثالث الأرواح التي لها كمال القوّة المدبرة للبدن باكتساب الأخلاق الحميدة وهذه أرواح المرتاضين إذا كبروا قوى أبدانهم بالارتياض والمجاهدة. والرابع الأرواح الحاصلة لها كمال القوتين، وهذه غاية الأرواح البشرية وهي للأنبياء والصديقين. فلما ازداد قوة أرواحهم ازداد ارتفاع أبدانهم عن الأرض، ولهذا لما كان الأنبياء عليهم السلام قويت فيهم هذه الأرواح عرج بهم إلى السماء، وأكملهم قوّة نبينا ﷺ فعرج به إلى قاب قوسين أو أدنى.

(الفصل الأوّل)

٥٨٦٢ ـ (عن قتادة) تابعي جليل (عن أنس بن مالك) أي خادم رسول الله ﷺ (عن مالك

---

(١) البخاري ٨/٣٩٨ حديث رقم ٤٧٥١. والترمذي حديث رقم ٣١٣٤.

(٢) أحمد في المسند ١/ ٣٧٠.

(٣) في المخطوطة ذكر «عائشة» وهو خطأ واضح.

(٤) في المخطوطة «من».

(٥) في المخطوطة «إلى».

الحديث رقم ٥٨٦٢: أخرجه البخاري في صحيحه ٧/ ٢٠١. حديث رقم ٣٨٨٧. ومسلم في صحيحه ١/ ١٥١ حديث رقم (٢٦٥ ـ ١٦٤) وأخرجه النسائي في السنن ١/ ٢١٧ حديث رقم ٤٤٨. وأحمد في المسند ٤/ ٢٠٧.

ابن صعصعَةَ، أنَّ نبي الله ﷺ حدَّثهم عن ليلةِ أُسريَ به: «بينما أنا في الحَطِيم - ورُبما قال في الحِجر - مضطجعاً إذ أتاني آتٍ، فشقَّ ما بين هذِه إلى هذِه» يعني منْ ثُغْرةِ نحرِه إلى شِعرتِه «فاستخرجَ قلبي،

ابن صعصعة) أنصاري مزني مدني سكن البصرة، وهو قليل الحديث. **(أن نبي الله ﷺ حدثهم)** أي الصحابة ومنهم أنس **(عن ليلة أسري به)** بالإضافة وفي نسخة بالتنوين أي ليلة أسري به فيها. قال زين العرب في شرح المصابيح: إنها مضافة إلى الماضي. وفي نسخة روايتي مجرورة منونة. وقال الطيبي: يجوز بناء ليلة وإعرابها وأسري بصيغة المجهول إيماء إلى قوله تعالى: ﴿**سبحان الذي أسرى بعبده ليلاً**﴾ [الإسراء - ١]. والإسراء من السري وهو السير في الليل. يقال: سرى وأسرى بمعنى. وقيل: أسري سار من أول الليل وسرى من آخره. قيل: وهو أقرب فالباء في به للتعدية وذكر الليل للتجريد أو للتأكيد، وفي الآية بالتنكير للتقليل والتعظيم. **(بينما أنا في الحطيم)** قال القاضي: قيل: هو الحجر سمي حجراً لأنه حجر عنه بحيطانه وحطيماً لأنه حطم جداره عن مساواة الكعبة، وعليه ظاهر قوله: بينما أنا في الحطيم. **(وربما قال: في الحجر)** فلعله ﷺ حكى لهم قصة المعراج مرات فعبر بالحطيم تارة وبالحجر أخرى. وقيل: الحطيم غير الحجر وهو ما بين المقام إلى الباب. وقيل: ما بين الركن والمقام وزمزم والحجر. والراوي شك في أنه سمع في الحطيم أو في الحجر انتهى. وقال ابن حبيب: الحطيم ما بين الركن الأسود إلى الباب إلى المقام حيث ينحطم الناس للدعاء. وقيل: كان أهل الجاهلية يتحالفون هنالك وينحطمون بالأيمان، كذا ذكره الشارح الأول والله أعلم. **(مضطجعاً)** قيد للروايتين وهو يحتمل النوم واليقظة. **(إذ أتاني آت)** أي جاءني ملك **(فشق)** أي قطع **(ما بين هذه إلى هذه يعني)** تفسير[1] من مالك على ما هو الظاهر، أي يريد النبي ﷺ بقوله: هذا. **(من ثغرة نحره)** بضم المثلثة وسكون العين المعجمة أي نقرة نحره التي بين الترقوتين. **(إلى شعرته)** بكسر الشين أي عانته. وقيل: منبت شعرها. كذا في النهاية. **(فاستخرج قلبي)** قال شارح: وهذا الشق غير ما كان في زمن الصبا، إذ هو لإخراج مادة الهوى من قلبه، وهذا لإدخال كمال العلم والمعرفة في قلبه. قلت: وفيه إيماء إلى التخلية والتحلية ومقام الفناء والبقاء ونفي السوي وإثبات المولى كما تشير إليه الكلمة العليا. ثم اعلم أن هذا معجزة فإن من المحال العادي أن يعيش من ينشق بطنه ويستخرج قلبه، وكأن بعضهم حملوها على المعاني المجازية. ولذا قال التوربشتي: ما ذكر في الحديث من شق النحر واستخراج القلب وما يجري مجراه فإن السبيل في ذلك التسليم دون التعرض[2] بصرفه من وجه إلى وجه بنقول[3] متكلف ادعاء للتوفيق بين المنقول والمعقول، هرباً مما يتوهم أنه محال ونحن بحمد الله لا نرى العدول عن الحقيقة إلى المجاز في خبر الصادق عن الأمر لعدم المحال به على القدرة. **(ثم أتيت بطست)** بفتح الطاء

---

(١) في المخطوطة «نفسه».

(٢) في المخطوطة «التفويض».

(٣) في المخطوطة عبارة: «إلى وجه سفر له».

ثمّ أُتيتُ بطَسْت من ذهب مملوءٍ إيماناً، فغُسل قلبي، ثمّ حُشي، ثمّ أعيدَ» - وفي رواية: «ثمّ غُسل البطنُ بماءِ زمزمَ، ثمّ مُلىءَ إيماناً وحكمةً - ثمّ أُتيت بدابّة دونَ البغل وفوق الحمارِ، أبيض يُقال له: البّراق، يضع خَطوه عند أقْصى طرفِه، فحُملتُ عليه، فانطلق بي

وتكسر وسينه مهملة في العربية، ومعجمة في العجمية. (من ذهب) لعل الاستعمال كان قبل التحريم أو القضية من خصوصياته عليه الصلاة والسلام. (مملوء) على وزن مفعول بالهمز ويشدد (إيماناً) تمييز قال القاضي: لعله من باب التمثيل إذ تمثل له المعاني كما تمثل له أرواح الأنبياء الدارجة بالصور التي كانوا عليها قبله. الطيبي: وفيه أن الأرواح أجساد لطيفة على الصحيح من الأقوال إلا أن يقال: المراد تمثل له الأرواح بأجسادهم الفانية، ولكن فيه أن الله حرم على الأرض أن تأكل لحوم الأنبياء. نعم لو قيل ببقاء أجسادهم المتعلقة بها أرواحهم في عالم الملك وبتمثلها في عالم الملكوت لكان توجيهاً وجيهاً وتنبيهاً نبيهاً، بل هو الظاهر ولا يبعد عن قدرة القاهر. وفي شرح مسلم معنى جعل الإِيمان في الطست جعل شيء فيه يحصل به الإِيمان فيكون مجازاً. وقد قال الشارح الأول: مانع من إرادة الحقيقة. أقول: والحاصل أن المعاني قد تتجسم كما حقق في وزن الأعمال وذبح كبش الموت ونحوهما. (فغسل قلبي ثم حشي) ماض مجهول من الحشو، أي ملىء من حب ربي (ثم أعيد) أي القلب إلى موضعه الأول على الوجه الأكمل (وفي رواية: ثم غسل البطن) أي الجوف مطلقاً أو محل القلب فإنه بيت الرب. (بماء زمزم ثم ملىء إيماناً وحكمة) أي ايقاناً واحساناً فهو تكميل وتذييل. (ثم أتيت بدابة) هي تطلق على الذكر والأنثى لقوله تعالى: ﴿وما من دابة في الأرض إلا على الله رزقها﴾ [هود - ٦]. والتاء فيها للوحدة، فالمعنى بمركوب متوسط. (دون البغل) أصغر منه (وفوق الحمار) أي أكبر منه (أبيض) بالنصب على الحال أو الصفة (يقال له البراق) بضم أوّله سمي به لبريق لونه أو لسرعة سيره كبرق السحاب، ولا منع من الجمع وإن كان يؤيد الثاني قوله: (يضع خطوه عند أقصى طرفه) بفتح فسكون في كل منهما، أي يضع قدمه عند منتهى بصره وغاية نظره، قيل: الأصح أنه كان معداً لركوب الأنبياء. وقيل: لكل نبي براق على حدة وهو المناسب لمراتب الأصفياء. ففي شرح مسلم قالوا: هو اسم للدابة التي ركبها رسول الله ﷺ ليلة الإِسراء. قال الزبيدي في مختصر العيني وصاحب التحرير: هي دابة كانت الأنبياء عليهم السلام يركبونها. وهذا الذي قالاه يحتاج إلى نقل صحيح. قال الطيبي: ولعلهم حسبوا ذلك من قوله في حديث آخر: فربطته بالحلقة التي تربط بها الأنبياء. أي ربطت البراق بالحلقة التي ربط بها الأنبياء. قلت: وليس فيه دلالة على تقدير تسليم تقديره لأن المراد بالبراق الجنس في الثاني. قال: وأظهر منه حديث أنس في الفصل الثاني قول جبريل للبراق: فما ركبك أحد أكرم على الله منه. قلت: هو مع ظهوره لا يخفى ما فيه من الاحتمال المانع من صحة الاستدلال، إذ يحتمل أنه ركبه بعض الملائكة أو جبريل قبله عند نزوله إليه ﷺ، أو التقدير فما ركب مثلك أو جنسك أحد أكرم على الله منه. فلا معنى لتنفرك عنه. (فحملت عليه) بصيغة المجهول أي ركبت عليه بمعاونة الملك أو بإعانة الملك، وفيه إيماء إلى صعوبته كما سيأتي وجهه. (فانطلق بي

جبريلُ حتى أتى السّماءَ الدنيا، فاستفتحَ، قيل: مَن هذا؟ قال: جبريلُ. قيل: ومَن معَك؟ قال: محمَّدٌ. قيل: وقد أُرسلَ إليه؟

جبريل حتى أتى باب السماء الدنيا) ظاهره أنه استمر على البراق حتى عرج إلى السماء وتمسك به من زعم أن المعراج كان في ليلة غير ليلة الإسراء إلى بيت المقدس. فأما المعراج فعلى غير هذه الرواية من الأخبار أنه لم يكن على البراق، بل رقي في المعراج وهو السلم كما وقع به مصرحاً ذكره العسقلاني. أقول: الأظهر أن هذا اقتصار من الراوي وإجمال لما سبق أنه ربط البراق بالحلقة التي يربط بها الأنبياء، نعم يمكن أن يكون سيره على البراق إلى بيت المقدس ثم إسراؤه إلى السماء بالمعراج الذي هو السلم والله أعلم. فكأن الراوي طوى الرواية فاختل به أمر الدراية. ثم قيل: الحكمة في الإسراء إلى بيت المقدس قبل العروج إلى السماء إظهار الحق للمعاندين، لأنه لو عرج به عن مكة إلى السماء أولاً لم يكن سبيل إلى إيضاح الحق للمعاندين كما وقع في الإخبار بصفة بيت المقدس وما صادفه في الطريق من العير، مع ما في ذلك من حيازة فضيلة الرحيل إليه لأنه محل هجرة غالب الأنبياء، ولما روي أن باب السماء الذي يقال له مصعد الملائكة يقابل بيت المقدس، فأسري إليه ليحصل العروج مستوياً من غير تعويج. ذكره السيوطي. **(فاستفتح)** أي طلب جبريل فتح باب السماء الدنيا **(قيل: من هذا)** أي المستفتح **(قال: جبريل)** بتقدير هو أو أنا. قال القاضي عياض: وفيه أن للسماء أبواباً حقيقة وحفظة موكلين بها، وفيه إثبات الاستئذان وأنه ينبغي أن يقول أنا زيد مثلاً. يعني لا يكتفي بقوله أنا كما هو المتعارف، إذ قد ورد به النهي. **(قيل: ومن معك)** أي أنت نعرفك ومن معك حتى تستفتح **(قال: محمد قيل: وقد أرسل إليه)** الواو للعطف وحرف الاستفهام مقدر، أي أطلب وأرسل إليه بالعروج أو بالوحي، والأول أشهر وأظهر وعليه الأكثر. قال النووي: وفي رواية أخرى: وقد بعث إليه، أي بعث إليه للإسراء وصعود السماء. وليس مراده الاستفهام عن أصل البعثة والرسالة فإن ذلك لا يخفى على الملائكة إلى هذه المدة وهذا هو الصحيح. وقال البيضاوي: أي أرسل إليه للعروج. وقيل: معناه أوحي إليه وبعث نبياً، والأول أظهر لأن أمر نبوّته كان مشهوراً في الملكوت لا يكاد يخفى على خزائن السموات وحراسها وأوفق للاستفتاح والاستئذان ولذلك تكرر معه. وتحت هذه الكلمات ونظائرها أسرار يتفطن لها من فتحت بصيرته واشتعلت قريحته. قلت: ولعل مأخذها وقوفه على جميع الأبواب على دأب آداب أرباب الألباب، ثم السؤال من رواء الحجاب، وكذا الجواب بمرحباً مرحباً بذلك الجناب المشعر بالتنزل الرحماني والاستقبال الصمداني والإقبال الفرداني المشير إلى ما قال في الحديث القدسي المعبر عن الكلام النفسي: «من أتاني يمشي أتيته هرولة ومن تقرب إلي ذراعاً تقربت إليه باعاً»[1]. المومي إلى قوله سبحانه: ﴿وهو معكم أينما كنتم﴾ [الحديد ـ ٤]. المصرح بالمعية الخاصة في مقام مريد المزيد. ﴿ونحن أقرب إليه من حبل الوريد﴾ [ق ـ ١٦]. ثم الوارد على لسانه بلسان الجمع. ﴿إن الله معنا﴾[2]. ثم عرض علو مقامه وحصول مرامه على

---

(١) أحمد في المسند ٣/١٣٨.

قال: نعم قيل: مرحباً به، فنعمَ المجيءُ جاء، ففُتح فلمّا خلصتُ، فإذا فيها آدم، فقال: هذا أبوكَ آدم، فسلِّمْ عليهِ، فسلَّمتُ عليه، فردَّ السلام، ثمّ قال: مرحباً بالابنِ الصَّالحِ والنبيِّ الصالح؛ ثمّ صعِد بي حتى أتى السَّماءَ الثانيةَ، فاستفتحَ قيل: مَن هذا؟ قال: جبريلُ. قيل: ومَن معَكَ؟ قال: محمَّدٌ. قيل: وقد أُرسل إليهِ؟ قال: نعمْ. قيل: مرحباً به، فنعمَ المجيء جاءَ، ففُتح. فلمَّا خلصتُ إذا يحيى وعيسى وهُما ابنا خالة قال: هذا يحيى وهذا عيسى فسلِّمْ عليهما، فسلَّمتُ فردّاً، ثمّ قالا: مرحباً بالأخِ الصَّالحِ والنبيِّ الصالح. ثم صعِد بي إلى السماءِ الثالثة، فاستفتح، قيل: من هذا؟ قال:

آبائه الكرام وإخوانه العظام في تلك المشاهد الفخام فيا لها من ساعة سعادة لا يتصوّر فوقها زيادة. وقيل: كان سؤالهم للاستعجاب بما أنعم الله عليه أو للاستبشار بعروجه إليه إذا كان من البين عندهم أن أحداً من البشر لا يترقى إلى أسباب السموات من غير أن يأذن الله له ويأمر ملائكته بإصعاده، فإن جبريل لم يصعد بمن لم يرسل إليه ولا يستفتح له أبواب السماء. **(قال:)** أي جبريل **(نعم)** أي أرسل إليه بالتقريب لديه والإنعام عليه **(قيل: مرحباً به)** أي أتى الله بالنبي مرحباً، أي موضعاً واسعاً. فالباء للتعدية ومرحباً مفعول به. والمعنى جاء أهلاً وسهلاً لقوله: **(فنعم المجيء)** أي مجيئه **(جاء)** فعل ماض وقع استئناف بيان زماناً أو حالاً، والمجيء فاعل نعم والمخصوص بالمدح محذوف. قال المظهر: فيه تقديم وتأخير وحذف المخصوص بالمدح، أي جاء فنعم المجيء مجيئه. وقيل: تقديره نعم المجيء الذي جاءه، فحذف الموصول واكتفى بالصلة. أو نعم المجيء مجيء جاء فحذف الموصوف واكتفى بالصفة. **(ففتح)** أي باب السماء **(فلما خلصت)** بفتح اللام أي وصلت إليها ودخلت فيها **(فإذا فيها آدم. فقال:)** أي جبريل **(هذا أبوك)** أي جدك آدم **(فسلم عليه)** قال التوربشتي: أمر بالتسليم على الأنبياء لأنه كان عابراً عليهم وكان في حكم القائم وكانوا في حكم القعود والقائم يسلم على القاعد وإن كان أفضل منهم، وكيف لا والحديث دل على أنه أعلى مرتبة وأقوى حالاً وأتم عروجاً. **(فسلمت عليه. فرد السلام)** أي رداً جميلاً وفيه دليل على أن الأنبياء أحياء حقيقة **(ثم قال: مرحباً بالابن الصالح والنبي الصالح)** قيل: وإنما اقتصر الأنبياء على هذا الوصف لأن الصلاح صفة تشمل جميع خصائل الخير وشمائل الكرم ولذا قيل: الصالح من يقوم بما يلزمه من حقوق الله وحقوق عباده. ولذا ورد في الدعاء على ألسنة الأنبياء: ﴿**توفني مسلماً وألحقني بالصالحين**﴾ [يوسف ـ ١٠١]. ويمكن أن يكون المراد به الصالح لهذا المقام العالي والصعود المتعالي. **(ثم صعد بي)** بكسر العين، أي طلع بي جبريل والباء للتعدية أو المصاحبة. **(حتى أتى السماء الثانية)** وقد ورد أن بين «كل سماء وسماء مسافة خمسمائة عام»[1]. **(فاستفتح. قيل: من هذا. قال:**

---

(١) وهو قوله تعالى: ﴿**إذ يقول لصاحبه لا تحزن إن الله معنا**﴾ [التوبة . آية رقم ٤٠].

(٢) راجع الحديث رقم (٥٧٣٥).

ثم صعِد بي إلى السماء السابعة، فاستفتح جبريل، قيل: من هذا؟ قال: جبريل. قيل: ومن معك؟ قال: محمد. قيل: وقد بُعث إليه؟ قال: نعم. قيل: مرحباً به فنعم المجيء جاء، فلما خلصت، فإذا إبراهيم، قال: هذا أبوك إبراهيم، فسلّم عليه، فسلّمت عليه، فردّ السلام ثم قال: مرحباً بالابن الصالح والنبي الصالح،

لأهل الفطنة، اللهم إلا أن يحمل على التمني فإنه قد يتصور في أمر المحال والله أعلم بالحال. وقال بعض العلماء: لم يكن بكاء موسى عليه السلام حسداً، معاذ الله فإن الحسد في ذلك العالم منزوع من آحاد المؤمنين فكيف بمن اصطفاه الله وهو في عالم الملكوت، بل كان آسفاً على ما فاته من الأجر الذي يترتب عليه رفع الدرجة بسبب ما وقع من أمته من كثرة المخالفة المقتضية لتنقيص أجورهم الملزوم لنقص أجره، لأن[1] لكل نبي مثل أجر كل من اتبعه. وأما قوله: غلام، فليس على سبيل التنقيص بل على سبيل التنويه بقدرة الله وعظيم كرمه، إذ أعطى لمن كان في ذلك السن ما لم يعطه أحداً قبله ممن هو أسن منه. وقال العسقلاني: ويظهر لي أن موسى عليه السلام أشار إلى ما أنعم الله به على نبينا ﷺ من استمرار القوة في الكهولة إلى أن دخل في أول الشيخوخة ولم يدخل على بدنه هرم ولا اعترى قوته نقص. قلت: ويمكن أن يكون وجه تسميته غلاماً أنه حين مروره على الأنبياء كان في مدة عمره قليل بالنسبة إلى أعمارهم في الدنيا، ثم مرور الأزمنة عليهم في حال البرزخ، وقد يعتبر كونه غلاماً لما حصل له المرتبة العلية في قليل من مدة البعثة النبوية، فإن المعراج على ما سبق إنما كان بعد الوحي بزمان قليل. إذ أقصى ما قيل فيه أنه قبل الهجرة بسنة فيصدق عليه عمر الغلام بناء على أن قبله ليس من العمر التمام والله أعلم بحقيقة المرام. (**ثم صعد بي إلى السماء السابعة فاستفتح جبريل قيل: من هذا. قال: جبريل. قيل: ومن معك قال: محمد. قيل: وقد بعث إليه. قال: نعم. قيل: مرحباً به فنعم المجيء جاء**) في إطباق كلمتهم واتفاق جملتهم على هذا المدح المطلق إشعار بأن ألسنة الخلق أقلام الحق وليس هنا في الأصول لفظ ففتح، فكأنه سقط من لفظ الراوي أو اكتفاء بما سبق. ودلالة عليه بقوله: (**فلما خلصت فإذا إبراهيم. قال: هذا أبوك**) أي جدك الأقرب (**إبراهيم فسلم [عليه] فسلمت عليه فرد السلام**) وكأن نبينا عليه السلام كان في الاستغراق التام ومشاهدة المرام غافلاً عن الأنام كما أشار إليه سبحانه وتعالى بقوله: ﴿**ما زاغ البصر وما طغى**﴾ [النجم - ١٧]. حتى احتاج في كل من المقام إلى تعليم جبريل بالسلام (**ثم قال: مرحباً بالابن الصالح والنبي الصالح**) قال الحافظ السيوطي: استشكل رؤية الأنبياء في السموات مع أن أجسادهم مستقرة في قبورهم؛ وأجيب بأن أرواحهم تشكلت بصور أجسادهم أو أحضرت أجسادهم لملاقاته ﷺ تلك الليلة تشريفاً له. واختلف في حكمة اختصاص من ذكر من الأنبياء بالسماء التي لقيه. والأشهر أنه على حسب تفاوتهم في الدرجات، وعن هذا قال ابن أبي جمرة: اختصاص آدم بالأولى لأنه أول الأنبياء وأول الآباء، فكان في الأولى أولى، وعيسى بالثانية لأنه أقرب الأنبياء عهداً من نبينا ﷺ، ويليه يوسف لأن أمة محمد يدخلون الجنة

---

(١) في المخطوطة «كان».

ثم رُفعتُ إِلى سدرة المنتهى، فإذا نَبِقُها مثل قِلال هجر، وإِذا ورقُها مثل آذان الفِيَلة، قال: هذا سدرة المنتهى، فإِذا أربعةُ أنهار: نهران باطنان ونهران ظاهران. قلت: ما هذان يا جبريل؟ قال: أمَّا الباطنان فنهران في الجنة،

على صورته، وإدريس في الرابعة لقوله تعالى: ﴿ورفعناه مكاناً علياً﴾ [مريم ـ ٥٧]. والرابعة من السبع وسط معتدل، وهارون في الخامسة لقربه من أخيه، وموسى أرفع منه لفضل كلام الله تعالى، وإبراهيم فوقه لأنه أفضل الأنبياء بعد نبينا. أقول: بقي الكلام على سائر الأنبياء عليهم السلام ولعلهم كانوا موجودين في السموات بما يناسبهم من المقام ولم يذكر في كل سماء إلا واحد من المشاهير الأعلام واكتفى بذكرهم عن بقية الكرام. (ثم رفعت إلى سدرة المنتهى) وفي نسخة السيد وبعض النسخ: رفعت لي سدرة المنتهى. ويؤيده قول الآتي: ثم رفع لي البيت المعمور. وفي نسخة إليّ بتشديد الياء. قال الحافظ العسقلاني: الأكثر بضم الراء وسكون العين وضم التاء بضمير المتكلم وبعده حرف الجر. وللكشميهني: رفعت لي. بفتح العين وسكون التاء أو رفعت السدرة لي باللام، أي من أجلي. ويجمع بين الروايتين بأن المراد رفعه إليها، أي ارتقي به وأظهرت له. والرفع إلى الشيء يطلق على التقرب منه. وقال التوربشتي: الرفع تقريبك الشيء. وقد قيل في قوله تعالى: ﴿وفرش مرفوعة﴾ [الواقعة ـ ٣٤]. أي مقربة لهم، فكأنه أراد أن سدرة المنتهى استبينت له بنعوتها كل الاستبانة حتى اطلع عليها كل الاطلاع بمثابة الشيء المقرب إليه، وفي معناه رفع لي البيت المعمور ورفع لي بيت المقدس. قال النووي: سميت سدرة المنتهى لأن علم الملائكة ينتهي إليها ولم يجاوزها أحد إلا رسول الله ﷺ. وحكي عن عبد الله بن مسعود أنها سميت بذلك لكونه ينتهي إليها ما يهبط من فوقها وما يصعد من تحتها من أمر الله تبارك وتعالى. وقال السيوطي: وإضافتها إلى المنتهى لأنها مكان ينتهي دونه أعمال العباد وعلوم الخلائق، ولا تجاوز للملائكة والرسل منها إلا النبي ﷺ وهي في السماء السابعة وأصل ساقها في السادسة. (فإذا نبقها) بكسر الموحدة ويسكن أي ثمرها من كبره الدال على كبرها. (مثل قلال هجر) بكسر القاف جمع قلة بالضم وهي إناء للعرب كالجرة الكبيرة، وهجر اسم بلد ينصرف ولا ينصرف ولما كانت الثمرة في قشرتها كالمطعوم في ظرفه ضرب مثل ثمرتها بأكبر ما كانوا يتعارفونه بينهم من الظروف، كذا ذكره شارح. وفي القاموس: هجر محركة، بلد باليمن مذكر مصروف وقد يؤنث ويمنع، وقرية كانت قرب المدينة ينسب إليها القلال، وينسب إلى هجر اليمن. (وإذا ورقها) أي أوراقها في الكبر (مثل آذان الفيلة) بكسر الفاء وفتح التحتية واللام جمع الفيل مثل الديكة [جمع الديك] والآذان بالمد جمع الأذن. (قال:) أي جبريل (هذا) أي هذا المقام أو هذا الشجر (سدرة المنتهى فإذا أربعة أنهار) أي ظاهرة. وقال شارح: إذا للمفاجأة أي فإذا أنا بأربعة أنهار. (نهران باطنان ونهران ظاهران. قلت: ما هذان) أي النوعان من الأربعة نحو قوله تعالى: ﴿هذان خصمان اختصموا في ربهم﴾ [الحج ـ ١٩]. (يا جبريل. قال: أما الباطنان فنهران في الجنة) قال ابن الملك: يقال لأحدهما الكوثر وللآخر نهر الرحمة، كما في خبر. وإنما قال باطنان لخفاء أمرهما فلا تهتدي العقول إلى وصفهما أو لأنهما مخفيان عن أعين الناظرين فلا يريان

رواه مسلم.

٥٨٦٦ ـ (٥) وعن أبي هريرةَ، قال: قال رسولُ الله ﷺ: «لقد رأيتُني في الحِجرِ وقريشٌ تسألني عن مسْراي، فسألتني عن أشياءَ من بيت المقدس لم أُثبِتْها، فكُربتُ كرباً ما كُربتُ مثلَه، فرفعَه اللَّهُ لي أنظرُ إليه، ما يسألوني عن شيءٍ إلا أنبأتُهم، وقد رأيتُني في جماعةٍ من الأنبياءِ،

يخلد في النار بخلاف المشركين. وليس المراد أنه لا تعذب أمته أصلاً. إذ قد علم من نصوص الشرع وإجماع أهل السنة إثبات عذاب العصاة من الموحدين. اهـ. وفيه أنه حينئذ لا يبقى خصوصية لأمته ولا مزية لملته، اللهم إلا أن يقال المراد غالب هذه الأمة فإنها أمة مرحومة والله أعلم. (رواه مسلم).

٥٨٦٦ ـ **(وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لقد رأيتني)** أي والله لقد أبصرت نفسي الأنفس أو علمت ذاتي الأقدس **(في الحجر)** أي قائماً **(وقريش)** أي والحال أن جماعة من قريش **(تسألني عن مسراي)** بفتح الميم مصدر ميمي أي عن سيري إلى بيت المقدس بالضبطين **(فسألتني)** أي قريش **(عن أشياء من بيت المقدس لم أثبتها)** من الإثبات أي لم أحفظها ولم أضبطها لاشتغالي بأمور أهم منها **(فكربت)** بصيغة المفعول أي أحزنت **(كرباً)** كذا في جميع نسخ المشكاة وهو مفعول مطلق. والمعنى حزناً شديداً، ويناسبه قوله: **(ما كربت مثله)** أي مثل ذلك الكرب. وفي القاموس: الكرب الحزن يأخذ بالنفس كالكربة وكربه الغم فهو مكروب. قال الطيبي: كذا في المصابيح. وفي شرح صحيح مسلم: كربة. قال النووي: الضمير في قوله: مثله. يعود إلى معنى الكربة وهو الغم أو الهم أو الشيء. قال الجوهري: الكربة بالضم الغم الذي يأخذ النفس لشدته. **(فرفعه الله)** أي بيت المقدس **(لي)** أي لأجلي **(أنظر إليه)** حال، والمعنى رفع الحجاب بيني وبينه لأنظر إليه وأخبر الناس بما اطلعت عليه، وهذا معنى كلامه مستأنفاً مبيناً. **(ما يسألوني)** بتشديد النون وتخفف **(عن شيء إلا أنبأتهم)** أي أخبرتهم به في تلك الحالة المستحضرة. ولذا لم يقل ما سألوني بصيغة الماضية. **(وقد رأيتني في جماعة من الأنبياء)** أي مع جمع في ليلة الإسراء، كما يدل عليه السياق والسباق واللحاق وهذه الرؤية غير رؤية السماء بالاتفاق. ثم قيل: رؤيته إياهم في السماء محمولة على رؤية أرواحهم إلا عيسى لأنه ثبت أنه رفع بجسده. وقد قيل في إدريس ذلك. وأما الذين صلوا معه في بيت المقدس فيحتمل الأرواح ويحتمل الأجساد بأرواحها. والأظهر أن صلاته لهم في بيت المقدس كان قبل العروج. قلت: قد سبق أنهم أحياء عند ربهم وأن الله حرم على الأرض أن تأكل لحومهم، ثم أجسادهم كأرواحهم لطيفة غير كثيفة فلا مانع لظهورهم في عالم الملك والملكوت على وجه الكمال بقدرة ذي الجلال. ومما يؤيد تشكل

الحديث رقم ٥٨٦٦: أخرجه البخاري في صحيحه ٦/ ٤٢٨٠. حديث رقم ٣٣٩٤. ومسلم في صحيحه ١/ ١٥٦ حديث رقم (٢٧٨ . ١٧٢). والترمذي في السنن ٥/ ٢٨٠ حديث رقم ٣١٣٠.

فإذا موسى قائمٌ يُصلي. فإذا رجلٌ ضربٌ جَعْدٌ كأنه من رجالِ شنوءةَ، وإذا عيسى قائمٌ يُصلي، أقربُ الناس به شبهاً عروةُ بن مسعودٍ الثقفيُّ، فإذا إبراهيمُ قائمٌ يُصلي، أشبهُ الناس به صاحبُكم ـ يعني نفسَه ـ فحانت الصلاةُ فأمَمْتُهم،

الأنبياء وتصوّرهم على وجه الجمع بين أجسادهم وأرواحهم قوله: (فإذا موسى قائم يصلي) فإن حقيقة الصلاة وهي الإتيان بالأفعال المختلفة إنما تكون للأشباح لا للأرواح لا سيما، وكالتصريح في المعنى المراد قوله: (فإذا رجل ضرب) أي نوع وسط (من الرجال) أو خفيف اللحم على ما في النهاية (جعد) بفتح فسكون وفيه معنيان أحدهما جعودة الجسم وهو اجتماعه، والثاني جعودة الشعر والأوّل أصح هاهنا. لما جاء في رواية أبي هريرة. أنه رجل الشعر. كذا قاله صاحب التحرير: قال النووي: ويجوز أن يراد به المعنى الثاني أيضاً لأنه يقال: شعر رجل إذا لم يكن شديد الجعودة. (كأنه من رجال شنوءة) وهي قبيلة مشهورة (وإذا عيسى قائم يصلي) فيه إيماء إلى أن الصلاة معراج المؤمن من حيث إنها حالة حضور الرب وكمال القرب في الحالات وأنواع الانتقالات وهو من أعظم اللذات عند عشاق الذات والصفا. (أقرب الناس به شبهاً عروة بن مسعود الثقفي) نسبة إلى ثقيف قبيل، وليس هذا أخاً لعبد الله بن مسعود كما في حواشي المصابيح فإنه هذلي. (وإذا بإبراهيم قائم يصلي أشبه الناس به) أخبار متعاقبة لإبراهيم. قال الطيبي: والمعنى أكثر الناس شبهاً بإبراهيم (صاحبكم يعني نفسه) هذا من كلام أبي هريرة، أو من بعده. أي يريد النبي ﷺ بقوله: صاحبكم. نفسه وذاته إشارة إلى قوله تعالى: ﴿وما صاحبكم بمجنون﴾ [التكوير ـ ٢٢]. ثم رؤيته إياهم يصلون يحتمل أنها كانت في أثناء الإسراء إلى بيت المقدس أو في نفس المسجد الأقصى وهو المعبد الأعلى ويؤيده الفاء التعقيبية في قوله: (فحانت الصلاة) أي دخل وقتها. ولعل المراد بها صلاة التحية أو يراد بها صلاة المعراج على الخصوصية. (فأممتهم) أي صرت لهم إماماً وكنت لهم إماماً في شرح مسلم للنووي. قال القاضي عياض: فإن قيل: كيف رأى موسى عليه السلام يصلي وأم ﷺ الأنبياء في بيت المقدس ووجدهم على مراتبهم في السموات. فالجواب يحتمل أنه ﷺ رآهم وصلّى بهم في بيت المقدس ثم صعدوا إلى السماء فوجدهم فيها، وأن يكون اجتماعهم وصلاته معهم بعد انصرافه ورجوعه عن سدرة المنتهى. اهـ. والأظهر أنه لا منع من الجمع حيث لا يخالفه العقل والسمع، مع أن الأمور الخارقة للعادة عن الكيفية العقلية خارجة. فقد روي أنه قيل للسيد عبد القادر رحمه الله أن قضيب البان ما يصلى فقال: لا تقولوا فإن رأسه دائماً على باب الكعبة ساجد. وتشكله بصورة المتعددة في الأماكن المختلفة معرفة عند طبقة الصوفية. فكأن الأنبياء عليهم السلام كانوا يصلون في قبورهم ويستزيدون في سرورهم بنورهم وظهورهم، فلما تبين لهم اسراء سيد الأنبياء إلى جهة السماء استقبلوه واجتمعوا معه في بيت المقدس الذي هو مقر الأصفياء واقتدوا بالإمام الحي الذي هو أفضل رجال الطي ثم تقدموا بطريق المشايعة وآداب المتابعة إلى السموات وتوقف كل فيما أعطاه الله تعالى من المقامات فمر عليهم وخص كلاً بالسلام عليه، وهم أظهروا الترحيب والتعظيم لديه مع سائر الملائكة المقربين وحملة العرش والكروبيين. إلى أن تجاوز عن سدرة المنتهى وانتهى إلى مقام قاب

فلمّا فرغتُ من الصلاةِ، قال لي قائلٌ: يا محمّدُ! هذا مالكٌ خازنُ النارِ فسلّم عليه، فالتفتُّ إليه فبدأني بالسلامِ». رواه مسلم.

وهذا الباب خال عن: الفصل الثاني

الفصل الثالث

٥٨٦٧ ـ (٦) عن جابرٍ، أنّه سمع رسولَ الله ﷺ يقول: «لما كذّبني قريشٌ قمتُ في الحجرِ فجلّى اللّهُ بي بيتَ المَقدسِ، فطفِقتُ أخبرهم عن آياته وأنا أنظرُ إليه». متفق عليه.

البداية بعد العروج إلى النهاية للحكم الصمدانية وللقسم الفردانية رجع عن حاله من العظمة النبوية والدولة الخاتمية واجتمع بسائر الأنبياء ثانياً ونزلوا معه متقدمين ومتأخرين وتبايناً، إلى أن اجتمعوا إلى المسجد الأقصى آخراً وصلّى بهم صلاة مودع فاخر. ثم قوله: **(فلما فرغت من الصلاة)** يحتمل أن يكون قبل صعوده وأن يكون بعد شهوده **(قال لي قائل:)** هو جبريل أو غيره من ملك جليل **(يا محمد هذا خازن النار فسلم عليه)** أي تعظيماً لجلال الملك القهار أو تواضعاً كما هو دأب الأبرار **(فالتفت إليه)** أي على قصد السلام عليه **(فبدأني بالسلام)** أي لما عرف من تعظيم المقام وآداب الكرام وقال الطيبي: إنما بدأ بالسلام ليزيل ما استشعره من الخوف منه بخلاف سلامه على الأنبياء ابتداء كما سبق قلت: قد سبق قلت أنه ابتدأ بالسلام عليهم تواضعاً له وتكريماً لهم، أو لأنه كان قائماً وهم قعود على ما صرح به في آدم، أو لأنه كان ماراً وهم وقوف وهو مختار الشيخ التوربشتي، أو لأنه حي وأنهم في صورة الأموات والله أعلم بحقيقة الحالات. **(رواه مسلم وهذا الباب خال عن الفصل الثاني)** أي فلا تستغرب من قوله.

(الفصل الثالث)

٥٨٦٧ ـ **(عن جابر رضي الله عنه أنه سمع رسول الله ﷺ يقول: لما كذبني)** أي نسبني إلى الكذب **(قريش)** أي فيما ذكرت من قضية الإسراء وطلبوا مني علامات بيت المقدس وما [في] طريقه من الإنس **(قمت في الحجر)** أي في موضع بدىء بي الصعود أوّلاً لينجلي لي الشهود ثانياً **(فجلى الله)** بتشديد اللام من التجلية أي فأظهر **(لي بيت المقدس)** أي وطريقه الأقدس **(فطفقت)** بكسر الفاء قبل القاف، أي فشرعت. **(أخبرهم عن آياته)** أي علامات بيت المقدس ودلالاته مما يكون من شواهد حالات النبي ﷺ ودلائل معجزاته **(وأنا أنظر إليه)** أي كان نظري واقع عليه وجسدي حاضر لديه. **(متفق عليه)**.

تم الجزء العاشر، ويليه الجزء الحادي عشر

وأوله: «باب في المعجزات» من كتاب الفضائل والشمائل

الحديث رقم ٥٨٦٧: أخرجه البخاري في صحيحه ٧/ ١٩٦. حديث رقم ٣٨٨٦. ومسلم في صحيحه ١/ ١٥٦ حديث رقم (٢٧٦ ـ ١٧٠). والترمذي في السنن ٥/ ٢٨١ حديث رقم ٣١٣٣. وأحمد في المسند ٣/ ٣٧٨.

شرح العلامة الزرقاني

المتوفى سنة ١١٢٢ هـ.

على

المواهب اللدنية بالمنح المحمدية

للعلامة القسطلاني

المتوفى سنة ٩٢٣ هـ.

ضبطه وصححه

محمد عبد العزيز الخالدي

الجزء الثامن

دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

صلاته بهم في بيت المقدس كان قبل العروج. انتهى.

وقال ابن كثير: صلى بهم ببيت المقدس قبل العروج وبعده، فإن في الحديث ما يدل على ذلك، ولا مانع منه، انتهى.

وقد اختلف في هذه الصلاة، هل هي فرض أو نفل؟ وإذا قلنا إنها فرض، فأي صلاة هي؟

قال بعضهم: الأقرب أنها الصبح، ويحتمل أن تكون العشاء، وإنما يتأتى على قول من قال: إنه ﷺ صلى بهم قبل عروجه إلى السماء، وأما على قول من قال:

للصلاة معه.

قال الشامي: وصححه ابن كثير، وقوله: **والأظهر أن صلاته بهم ببيت المقدس كان قبل العروج، انتهى)** ظاهره أنه من كلام عياض، وليس كذلك.

إنما هو للحافظ، ذكره في فتح الباري بعد كلام عياض، وكذا عزاه له تلميذه النعماني، ثم الشامي، ثم الغيطي.

(وقال ابن كثير: صلى بهم ببيت المقدس قبل العروج وبعده، فإن في الحديث ما يدل على ذلك، ولا مانع منه، انتهى،) وهذا منابذ لنقله عن ابن كثير نفسه، من قوله: الظاهر أنه بعد رجوعه إلى آخر ما يأتي بعد أسطر، وقد نسب النعماني ما هنا لنفسه، وتبعه الشامي فعزا له.

(وقد اختلف في هذه الصلاة؛) هل هي الشرعية المعروفة، أو اللغوية؟، وصوب الأول، لأن النص يحمل على حقيقته الشرعية قبل اللغوية ما لم يتعذر حمله على الشرعية، ولم يتعذر هنا، فوجب حمله على الشرعية، وعلى هذا اختلف **(هل هي فرض؟،)** ويدل عليه، كما قال النعماني حديث أنس عند ابن أبي حاتم المتقدم قريبًا للمصنف، **(أو نفل، وإذا قلنا إنها فرض، فأي: صلاة هي؟، قال بعضهم: الأقرب أنها الصبح، ويحتمل أن تكون العشاء، وإنما يتأتى على قول من قال إنه ﷺ صلى بهم قبل عروجه إلى السماء)**.

وفي النعماني: إنما يتأتى على أن الإسراء من أول الليل، لكن قال بعض رواة حديث الإسراء: إنه بعد صلاة العشاء، **(وأما على قول من قال: صلى بهم بعد العروج، فتكون الصبح)**؛ والاحتمالان، كما قال الشامي ليسا بشيء، سواء قلنا صلى بهم قبل العروج أو بعده، لأن أول صلاة صلاها النبي ﷺ من الخمس مطلقًا الظهر بمكة باتفاق، ومن حمل الأولية على مكة، فعليه الدليل. قال: والذي ظهر أنها كانت من النفل المطلق، أو كانت من الصلاة المفروضة عليه قبل ليلة الإسراء، وفي فتاوى النووي ما يؤيد الثاني.

صلى بهم بعد العروج فتكون الصبح.

قال ابن كثير: ومن الناس من يزعم أنه أمهم في السماء، والذي تظاهرت به الروايات أنه ببيت المقدس، والظاهر أنه بعد رجوعه إليهم لأنه لما مرَّ بهم في منازلهم جعل من يسأل جبريل عنهم واحدًا بعد واحدًا، وهو يخبره بهم، ثم قال: وهذا هو اللائق، لأنه أولاً كان مطلوبًا إلى الجناب العلوي، ليفرض اللّٰه عليه وعلى أمته ما يشاء، ثم لما فرغ مما أريد به اجتمع هو وإخوانه من النبيين، ثم أظهر شرفه عليهم بتقديمه في الإمامة.

وفي رواية ابن إسحٰق: أنه عليه السلام قال: لما فرغت مما كان في بيت

(قال ابن كثير: ومن الناس من يزعم أنه أمهم في السماء، والذي تظاهرت به الروايات أنه ببيت المقدس،) فهو الواجب القبول، **(والظاهر أنه بعد رجوعه إليهم، لأنه لما مر بهم في منازلهم)** من السمٰوات **(جعل من يسأل جبريل عنهم واحداً بعد واحد، وهو يخبره بهم،)** فلو رآهم قبل العروج ما حسن السؤال ولا الجواب، ولكن هذا عقلي يدفعه قوله: ثم دخلت المسجد، فعرفت النبيين ما بين قائم، وراكع وساجد، والسؤال عنهم بعد ذلك في السمٰوات لا يستلزم أنه لم يرهم قبل، لجواز اختلاف الصفة.

وقد نقل الحافظ، أن رؤيته الذين صلوا ببيت المقدس تحتمل الأرواح خاصة، والأرواح بأجسادها، وأما في السماء، فمحمولة على الأرواح إلا عيسى، لما أثبت أنه رفع بجسده، وقد قيل في إدريس أيضًا ذلك، ويأتي ذلك للمصنف.

(ثم قال) ابن كثير: **(وهذا هو اللائق، لأنه أولاً كان مطلوبًا إلى الجناب العلوي، ليفرض اللّٰه عليه وعلى أمته ما يشاء، ثم لما فرغ مما أريد به اجتمع هو وإخوانه من النبيين،)** وهذا أيضًا عقلي لا ينهض حجة في المدعي، لأنه قدم على هذا الأمر العظيم الذي ليس في طوق بشرًا يناسبه بالانتقال من المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى، وما رآه في سيره من الآيات، ثم دخوله الأقصى وصلاته ركعتين، فناسب أن يجتمع بإخوانه ليزيد إيناسه بالاجتماع بجنسه، **(ثم أظهر شرفه عليهم بتقديمه في الإمامة،)** ثم ثناء من أثنى منهم على ربه، وزيادة ثنائه عليهم، وقول إبراهيم: بهذا فضلكم محمد، فيتلقى المعراج بقلب قوي، فلا يكون عنده وحشة في العالم العلوي.

(وفي رواية ابن إسحٰق،) عن أبي سعيد، **(أنه عليه السلام قال: لما فرغت مما كان في بيت المقدس)** من صلاته الركعتين، وصلاته بالأنبياء، وثنائهم على اللّٰه، **(أتي بالمعراج)**

المقدس، أُتي بالمعراج ولم أر قط شيئاً أحسن منه، وهو الذي يمد إليه الميت عينيه إذا احتضر، فأصعدني صاحبي جبريل فيه حتى انتهى إلى باب من أبواب السماء.

وفي رواية كعب: فوضعت له مرقاة من فضة ومرقاة من ذهب حتى عرج هو وجبريل.

وفي «شرف المصطفى» أنه أتي بالمعراج من جنة الفردوس، وأنه منضد باللؤلؤ عن يمينه ملائكة، وعن يساره ملائكة.

وفي رواية أبي سعيد -عند البيهقي- ثم أتيت بالمعراج الذي تعرج عليه أرواح بني آدم، فلم تر الخلائق أحسن من المعراج، أما رأيت الميت حين يشق

الذي تعرج عليه أرواح بني آدم، كما في الرواية الآتية؛ (ولم أر قط شيئًا أحسن منه، وهو الذي يمد إليه الميت عينيه إذا احتضر) ولو كان الميت أعمى، كما في شرح الصدور، فالميت يكشف له إذا احتضر عن المعراج، فيراه، فيمد عينيه إليه، فإذا قبضت روحه، صعدت فيه إلى حيث شاء الله، (فأصعدني صاحبي جبريل فيه، حتى انتهى إلى باب من أبواب السماء) أي: الدنيا، كما مر في الحديث.

(وفي رواية كعب) عند الواسطي في فضائل بيت المقدس؛ (فوضعت له مرقاة من فضة، ومرقاة من ذهب،) وهو المعراج، (حتى عرج هو وجبريل) عليها، والمرقاة موضع الرقي، ويجوز فتح الميم على أنه موضع الارتقاء، وكسرها تشبيهًا باسم الآلة، كالمطهرة، وأنكره أبو عبيد، وقال: لم تقله العرب.

(وفي) رواية لابن سعد في كتاب (شرف المصطفى؛ أنه أتي بالمعراج من جنة الفردوس،) قال ﷺ: «والفردوس أعلى الجنة ووسطها، وفوقه عرش الرحمٰن، ومنها تفجر أنهار الجنة، فإذا سألتم الله، فاسألوه الفردوس» رواه ابن ماجه، وصححه الحاكم.

(وأنه منضد باللؤلؤ) أي: جمع عليه بحيث عمه بجعل بعضه فوق بعض، (وعن يمينه ملائكة، وعن يساره ملائكة).

(وفي رواية أبي سعيد عند البيهقي: ثم أتيت بالمعراج الذي تعرج عليه أرواح بني آدم، فلم تر الخلائق أحسن من المعراج، أما رأيت الميت،) استفهام قصد به تقرير المبالغة في حسنه، (حين يشق بصره) أي: تنفتح عيناه عند الاحتضار انفتاحًا لا يرتد عما رآه، قال المجد: شق بصر الميت، نظر إلى شيء لا يرتد إليه طرفه، ولا تقل شق الميت بصره، فأفاد أنه لازم، وفسره الفقهاء بيشخص بصره، ولعله إشارة إلى أنه صار كالشاخص الذي لا يتحرك من

بصره طامحًا إلى السماء، فإن ذلك عجبه بالمعراج.

وقد تقدم في حديث البخاري السابق: فانطلق بي جبريل حتى أتى السماء الدنيا فاستفتح، قيل: من هذا؟ قال: جبريل، قيل: ومن معك؟ قال: محمد، قيل: أوقد أرسل إليه؟ قال: نعم.

ولم يقل جبريل عليه السلام: أنا، حيث قال له: من هذا؟ إنما سمى نفسه فقال: جبريل، لأن لفظ «أنا» فيه إشعار بالعظمة. وفي الكلام السائر: أول من قال «أنا» إبليس، فشقي، وأيضًا فقوله «أنا» مبهمة لافتقار الضمير إلى العود، فهي غير كافية في البيان.

وعلى هذا فينبغي للمستأذن إذا قيل له من أنت؟ أن لا يقول: «أنا»، بل

شدة نظره للمعراج الذي تعرج روحه عليه، وترى بصرية حال كونه، (طامحًا،) أي: رافعًا بصره إلى السماء، (فإن ذلك،) أي: سببه (عجبه بالمعراج، وقد تقدم في حديث البخاري السابق) عن لملك بن صعصعة، (فانطلق بي جبريل حتى أتى السماء الدنيا فاستفتح، قيل: من هذا؟، قال: جبريل، قيل: ومن معك؟، قال: محمد، قيل: أوقد أرسل إليه؟، قال: نعم، ولم يقل جبريل عليه السلام: أنا حيث قال له: من هذا؟، إنما سمى نفسه، فقال جبريل)، واقتصر عليه، لأنه ليس في الملائكة من تسمى بهذا الاسم غيره، (لأن لفظ أنا فيه إشعار بالعظمة) التي لا تخلو عن نوع تكبر، كأنه يقول: أنا لا أحتاج إلى ذكر اسمي لسمو مقامي، قاله ابن الجوزي.

قال بعضهم: وعادة العارفين المتقنين أن يذكر أحدهم اسمه بدل قوله أنا، لا في نحو إقرار بحق، فالضمير أولى، (وفي الكلام السائر) الجاري بين الناس، (أول من قال أنا إبليس، فشقي،) وقال فرعون: أنا ربكم الأعلى فتعس، (وأيضًا، فقوله أنا مبهمة لافتقار الضمير إلى العود، فهي غير كافية في البيان،) والضمير إذا عاد وتعين مضمره كان أعرف المعارف، والمستأذن محجوب عن المستأذن عليه، غير متعين عنده، فكأنه أحاله على جهالة، كما في ابن المنير وغيره.

(وعلى هذا فينبغي للمستأذن إذا قيل له: من أنت؟، أن لا يقول: أنا، بل يقول فلان،) ويصف نفسه بما يميزه عن غيره، فلا يكفي أن يقول محمد مثلاً، إلا إذا كان معروفًا للمخاطب بذلك الاسم، وقد أنكر النبي ﷺ على الذي استأذن عليه، فقال: من هذا؟، فقال: أنا، فقال ﷺ: أنا أنا إنكارًا عليه، قاله ابن المنير وغيره.

وقال بعض المحققين: ذهبت طائفة من العلماء وفرقة من الصوفية إلى كراهة إخبار الرجل

السلام، لأجل أنه أخوه وخليفته في قومه، فكان هناك لأجل هذا المعنى. وإنما لم يكن مع موسى في السماء السادسة لأن لموسى مزية وحرمة وهي كونه كليمًا، واختص بأشياء لم تكن لهرون فلأجل هذا المعنى لم يكن معه.

وإنما كان موسى في السماء السادسة لأجل ما اختص به من الفضائل، ولأنه الكليم، وهو أكثر الأنبياء أتباعًا بعد نبينا ﷺ.

وإنما كان إبراهيم عليه الصلاة والسلام في السماء السابعة لأنه الخليل والأب الأخير فناسب أن يتجدد للنبي عليه السلام بلقياه أنس، لتوجهه بعده إلى عالم آخر، وهو اختراق الحجب، وأيضًا لأنه الخليل، ولا أحد أفضل من الخليل إلا الحبيب، والحبيب ها هو قد علا ذلك المقام فكان الخليل فوق الكل لأجل خلته وفضله، وارتفع الحبيب فوق الكل لأجل ما اختص مما زاد به عليهم، قال الله تعالى: ﴿تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع

لأجل أنه أخوه) ووزيره (وخليفته في قومه،) لما ذهب إلى المناجاة، (فكان هناك لأجل هذا المعنى، وإنما لم يكن مع موسى في السماء السادسة، لأن لموسى مزية وحرمة، وهي كونه كليمًا، واختص بأشياء لم تكن لهرون، فلأجل هذا المعنى لم يكن معه) تكرار لزيادة البيان.

(وإنما كان موسى في السادسة، لأجل ما اختص به من الفضائل، ولأنه الكليم، وهو أكثر الأنبياء اتباعًا بعد نبينا ﷺ،) فكان فيها للإشعار بالقرب.

(وإنما كان إبراهيم عليه الصلاة والسلام في السماء السابعة، لأنه الخليل والأب الأخير) للمصطفى، (فناسب أن يتجدد للنبي عليه السلام بلقياه أنس لتوجهه بعده إلى عالم آخر، وهو اختراق الحجب،) كما أنس بأبيه آدم في أول عالم السموات، ثم في وسطها بأبيه إدريس، لأن الرابعة من السبع وسط معتدل، (وأيضًا، لأنه الخليل، ولا أحد أفضل من الخليل إلا الحبيب، والحبيب ها هو قد علا ذلك المقام، فكان الخليل فوق الكل، لأجل خلته وفضله، وارتفع الحبيب فوق الكل، لأجل ما اختص منما زاد به عليهم،) وما أحسن اختصار الحافظ لهذا بقوله، وأيضًا، فمنزلة الخليل تقتضي أن تكون أرفع المنازل، ومنزلة الحبيب أرفع من منزلته، فلذلك ارتفع عن منزلة إبراهيم إلى قاب قوسين، أو أدنى.

(قال الله تعالى: (﴿تلك﴾) مبتدأ (﴿الرسل﴾) صفة، والخبر (﴿فضلنا بعضهم على بعض﴾،) بتخصيصه بمنقبة ليست لغيره، (﴿منهم من كلم الله﴾،) كموسى، (﴿ورفع بعضهم﴾،) أي: محمدًا (﴿درجات﴾ [البقرة/٢٥٣] ،) على غيره، بعموم الدعوة، وختم النبوة

بعضهم درجات﴾ [البقرة/٢٥٣] فحصل لهم الكمال والدرجة الرفيعة وهي درجة الرسالة والنبوة، ورفعوا بعضهم فوق بعض بمقتضى الحكمة ترفيعًا للمرفوع دون تنقيص بالمنزول. انتهى فليتأمل.

وقد اختلف في رؤية نبينا ﷺ لهؤلاء الأنبياء عليهم السلام، فحمله بعضهم على رؤية أرواحهم إلا عيسى، لما ثبت أنه رفع بجسده. وقد قيل في إدريس أيضًا ذلك.

وأما الذين صلوا معه في بيت المقدس، فيحتمل، الأرواح خاصة، ويحتمل: الأجساد بأرواحها.

به، وتفضيل أمته على سائر الأمم، والمعجزات المتكاثرة، والخصائص العديدة، (**فحصل لهم الكمال والدرجة الرفيعة، وهي درجة الرسالة والنبوة، ورفعوا بعضهم فوق بعض بمقتضى الحكمة**) الإلهية، (**ترفيعًا للمرفوع دون تنقيص بالمنزول**،) وفي نسخة: للمنزول بلام بدل الموحدة، أي: النازل عن غيره في الفضل (**انتهى، فليتأمل**).

(**وقد اختلف في**) صفة (**رؤية نبينا ﷺ لهؤلاء الأنبياء عليهم السلام**) في السموات، ولهم ولغيرهم في بيت المقدس، مع أن أجسادهم مستقرة في قبورهم بالأرض، (**فحمله بعضهم على رؤية أرواحهم**) متشكلة بصور أجسادهم، (**إلا عيسى لما ثبت أنه رفع بجسده**،) سواء قلنا رفع حيًا عند الأكثرين، أو بعد أن توفي على ظاهر: ﴿إني متوفيك﴾، للاتفاق على رفعه بجسده.

(**وقد قيل في إدريس أيضًا ذلك**،) أي: رفع بجسده حيًا، ثم مات أم لا على قولين تقدما، (**وأما الذين صلوا معه في بيت المقدس، فيحتمل الأرواح خاصة**،) دون الأجساد، ويؤيده حديث أبي هريرة عند الحاكم والبيهقي، فلقي أرواح الأنبياء، وفيه دليل على تشكل الأرواح بصور أجسادها في عالم الله، (**ويحتمل الأجساد بأرواحها**،) بأن يكون أسرى بأجسادهم من قبورهم لملاقاة النبي ﷺ تلك الليلة تشريفًا وتكريمًا، ويؤيده حديث أنس عند البيهقي، وبعث له آدم، فمن دونه من الأنبياء، فأمهم.

وعند البزار والطبراني: فنشر لي الأنبياء من سمى الله تعالى، ومن لم يسم، فصليت بهم.

قال الحافظ: واختاره بعض شيوخنا، واحتج بما في مسلم، مرفوعًا: «رأيت موسى ليلة أسرى بي قائمًا يصلي في قبره». فدل على أنه أسري به لما مر به، وقلت، وليس ذلك بلازم، بل يجوز أن لروحه اتصالاً بجسده في الأرض، ولذلك تمكن من الصلاة فيها وروحه مستقرة في السماء.

وقيل: يحتمل أن يكون عليه السلام عاين كل واحد منهم في قبر في الأرض على الصورة التي أخبر بها من الموضع الذي ذكر أنه عاينه فيه، فيكون الله عز وجل قد أعطاه من القوة في البصر والبصيرة ما أدرك به ذلك، ويشهد له رؤيته عليه الصلاة والسلام الجنة والنار في عرض الحائط وهو محتمل لأن يكون عليه الصلاة والسلام رآهما من ذلك الموضع أو مثل له صورتهما في عرض الحائط، والقدرة صالحة لكليهما.

وقيل: يحتمل أن يكون الله سبحانه وتعالى لما أراد بإسراء نبينا، رفعهم من قبورهم لتلك المواضع إكرامًا لنبيه عليه السلام وتعظيمًا له حتى يحصل له من قبلهم ما أشرنا إليه من الأنس والبشارة، وغير ذلك مما لم نشر إليه ولا نعلمه نحن.

(وقيل:) أي: قال ابن أبي جمرة رؤيته لهؤلاء الأنبياء (يحتمل) وجوهًا: أحدها: أنه يحتمل (أن يكون عليه السلام عاين كل واحد منهم في قبر في الأرض على الصورة التي أخبر بها من الموضع الذي ذكر أنه عاينه فيه، فيكون الله عز وجل قد أعطاه من القوة في البصر والبصيرة ما أدرك به ذلك،) لكن قد يبعده، فإذا فيها آدم الخ..، لا سيما قوله: فإذا أنا بإبراهيم مسندًا ظهره إلى البيت المعمور، فإن الأصل الحقيقة، وكون المعنى، فإذا في وجودي في السماء عاينت آدم في قبره، ثم يقال مثله في البقية، مجاز بعيد جدًا بلا داعية، وكيف يقال عاينت وأنا في السماء السابعة إبراهيم في قبره، وهو مسند ظهره إلى البيت المعمور.

(ويشهد له رؤيته عليه الصلاة والسلام الجنة والنار في عرض الحائط:) (بضم العين وإسكان الراء) جانبه وناحيته، (وهو محتمل لأن يكون عليه الصلاة والسلام رآهما من ذلك الموضع) حقيقة، بأن كشف له عنهما، وأزيلت الحجب التي بينه وبينهما.

قال ابن أبي جمرة: كما يقال: رأيت الهلال من منزلي من الطاق، والمراد من موضع الطاق، (أو مثل له صورتهما في عرض الحائط، والقدرة صالحة لكليهما،) لكن هذان الاحتمالان ظاهران في ذا الحديث، وإجراء مثلهما في حديث المعراج لا يظهر لبعده.

(وقيل:) أي: قال ابن أبي جمرة أيضًا، (يحتمل) أن يكون ﷺ عاين أرواحهم هناك في صورهم، و (أن يكون الله سبحانه وتعالى لما أراد بإسراء نبينا رفعهم من قبورهم لتلك المواضع إكرامًا لنبيه عليه السلام وتعظيمًا له، حتى يحصل له من قبلهم) بكسر ففتح، جهتهم، (ما أشرنا إليه من الإنس والبشارة وغير ذلك، مما لم نشر إليه ولا نعلمه نحن،)

وكل هذه الوجوه محتملة، ولا ترجيح لأحدها على الآخر إذ القدرة صالحة لكل ذلك. انتهى.

وأما قوله في الحديث: ثم رفعت إلى سدرة المنتهى، فإذا نبقها مثل قلال

وهذا الاحتمال هو عين قوله أولاً، ويحتمل الأجساد بأرواحها غايته أنه مبسوط عنه، فهو كالشرح له، وبقي احتمال رابع، وبه جزم أبو الوفاء بن عقيل، أن أرواحهم مستقرة في الأماكن التي رآهم المصطفى فيها متشكلة بصور أجسادهم، لكنه إنما يظهر في الذين رآهم في السموات، لا في بيت المقدس.

(وكل هذه الوجوه محتملة) (بضم الميم الأولى وفتح الثانية)، أي: قريبة، (وإما بكسر الثانية)، فالواقعة نفسها، كما صرح به بعضهم، (ولا ترجيح لأحدها على الآخر) من حيث الاحتمال في حد ذاته، (إذ القدرة صالحة لكل ذلك) أما بالنظر لما يشهد له من خارج، فيرجح. (انتهى) يعني كلام ابن أبي جمرة، وإن لم يفصح به، وأوله ما قد علمته، وما قبله أتى به المصنف من فتح الباري، وفيه رد على ما أطال به ابن القيم في كتاب الروح من ترجيح أن رؤيته إنما هي لأرواحهم فقط، إذ الأجساد في الأرض قطعًا إنما تبعث يوم القيامة، ولو بعثت قبل ذلك لكانت انشقت عنهم الأرض قبلها، وكانت تذوق الموت عند نفخ الصور، وهذه موتة ثالثة، وهذا باطل قطعًا، وبأنها لو بعثت الأجساد لم تعد إلى القبور، بل كانت في الجنة مع أنها محرمة على الأنبياء حتى يدخلها نبينا، وهو أول من يستفتح باب الجنة، ولا تنشق الأرض عن أحد قبله إلى آخر ما أطال به، مما لا حجة له فيه، وجوابه كما أملاني شيخنا أنه إنما يتم ما قاله، لو كانت أرواحهم مفارقة لأجسادهم في قبورهم، وليس كذلك، بل هم أحياء في قبورهم بحياة حقيقية يأكلون ويشربون ويتمتعون فيها، وخروجهم من قبورهم، ومجيئهم لها ليس الخروج المقتضي للبعث، بل هو كخروج الإنسان من منزله لحاجة يقضيها، ويعود إليه، فلا يعد بذلك مفارقًا له، والذي يعد به مفارقًا هو الذي بحيث لا يعود إليه، بل يقوم للقيامة، وبهذا سقط كلامه.

(وأما قوله في الحديث: ثم رفعت،) رواه الأكثر بضم الراء، وسكون العين وضم التاء، ضمير المتكلم بعده حرف الجر، وهو (إلى سدرة المنتهى،) وللكشميهني: رفعت، بفتح العين وسكون التاء، أي: السدرة لي، أي: من أجلي.

وكذا في بدء الخلق، ويجمع بين الروايتين بأنه رفع إليها، أي: ارتقى به، وظهرت له، والرفع إلى الشيء يطلق على التقريب منه، وقد قيل في قوله: ﴿وفرش مرفوعة﴾ [الواقعة/٣٤] ، أي: تقرب لهم، (فإذا نبقها) بفتح النون، وكسر الموحدة، وبسكونها أيضًا.